



اشرف الادب

مترجم و شرح اردو

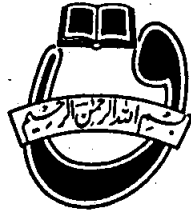
لَفْظِ سَمَرِ الْعَرَبِ

تألیف

حضرت مولانا عبد اکفیز صاحب رحمہ اللہ

قَدِ سَمِیْ کُنْجَانِ

مُقابِلِ آلامِ باغِ کراچی



اشرف الادب عکسے

مترجم و شرح اردو

نفس العبر

تالیف

مولانا عبدالحفیظ ضا فاضل دارالعلوم دیوبند

— ناشر —

مدنی کتب خانہ - آرام باغ - کراچی

<https://darsenizamibooks.wordpress.com/>

فہرست مضامین اشرف الادب شرح اردو نفحة العرب

نمبر	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۲	الشريدوة في الاصل اصغرة	۵۴	استماع الاغنياب	۵	مصنف کا اجمالی تعارف
۹۳	النجاة	۵۵	قوة الفصاحة	۶	ادب کی لغوی تحقیق و اصطلاحی تعریف
۹۶	واتق من بياح الكلب كبقرة تلقي اليه	۵۷	قوة الحفظ / ذكادة اياس	۷	بعض اصحاب ارسخ کا مختصر تعارف
۹۷	فضل العلاء على الملوك	۵۹	قضاء على كرم الشريرة	۲۴	السيف بالسعد لا السعد بالسيف
۹۹	لا تعلموا القول احد من غير تدبر	۶۰	عدم القناعة	۲۵	الكلف عن الدنيا
۱۰۱	اغراء الصديق على الصديق	۶۱	المشي بالملك لا يخضع لغيره	۲۶	اعجوبة
۱۰۲	ظرافة ادبية	۶۳	التقصين العجيب	۲۹	مسئلة
۱۰۵	الاستقسام بالازلام	۶۵	اختلاف العلماء رحمة	۳۰	الف في البار و اشت في السمار
۱۰۶	نصيحة سيدنا نوح لابنه و نجيحة مخالفة ادم و نوح	۶۶	ضبط النفس عند كلام الاد و اعد و الارزوال	۳۲	الحلم
۱۰۸	ذكادة الملوك و حسن الطلب	۶۸	شؤم الدار	۳۳	الطبع
۱۱۰	محبة العلم	۷۱	من عادي لي و ليا فقد اذنته بالحرب	۳۴	كف اللسان عن الوقوع في عرض الناس
۱۱۲	خوف العبد تدر التقرب	۷۴	عرض الحديث على كتاب الله	۳۵	نوع غريب من المساة
۱۱۳	الابهام	۷۵	التلجج	۳۷	معنى قولهم فلان اشأم من طويس
۱۱۵	ان النصا قرعت لذى العلم	۷۶	وآداب البنات	۳۹	التضرع الى الله تعالى شانه
۱۱۷	الايشار	۷۸	الفصل بين التانيث اللفظي و المعنوي	۴۰	محنة الاحداث
۱۱۸	لا طاعة لمخلوق في معصية خالقه	۷۹	الكنانية	۴۱	يجب على السائل ان يفكر في سواله
۱۲۳	رجل جرى على لسانه في حيوة اجري عليه و فاته	۸۱	جو دسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم	۴۲	كلام العرب خال عن الحشو
۱۲۵	الكريم لا ينسى من احسن اليه	۸۲	قصه سيدنا نوح على نبينا و عليه الصلوة و السلام	۴۳	طول الامل
۱۲۶	لا تحزن اذا اساء اكلك الفطن و كن مسافرا في كل	۸۴	مراتب الاحد قار	۴۴	نصيحة السلطان و لزوم طاعته
۱۲۸	التواضع	۸۵	الابرام	۴۵	الهزل
۱۳۱	الجواب الفهم	۸۷	الشجاعة الدينية	۴۶	اعاذنا الله من كثرة الاكل
۱۳۳	الادب خير الذخائر	۸۸	الذكادة	۵۱	اتورث الحكمة اليونانية
۱۳۶	الفرج بعد الشدة	۹۰	الوفاء و المحافظة و الامانة	۵۲	قلة الطعام
۱۳۸	الارتجال	۹۱	موغظة النملة	۵۳	عدل ما في و توقيه عن التجاوز عن حدود الله تعالى

مضامين	نمبر	مضامين	نمبر	مضامين	نمبر
تحمل السلاطين على اهل الدين اذا اجروا عليهم	١٣٠	رزق الحسين رضي الله تعالى عنه	٢١٩	العقوق	٢٩١
حديث عيان اذ ذنب في زنى شاة	١٣٢	نبذة من ذكاة العرب	٢٢٢	خاتم مسك	٢٩٢
جود الخاتم الطائي	١٣٣	العدالة الفاروقية	٢٢٨	مدح النبي المختار	٣٠٠
ان الحكم الا للشر	١٣٤	السياسة النبوية المحمدية	٢٣٤	الرضا بالقضاء	٣٠٣
صفة العدل	١٣٨	العشرة المبشرة	٢٥٤	الغلاب الزمان	٣٠٨
لا يضيع اجر من غار لشر	١٥٢	ثمررة العلم	٢٥٩	علو الهمة	٣١٢
نبذة من ذكر الحجاج	١٥٣	اكرام الشيب	٢٥١	الاغتراب	٣١٩
رب اخ لم تلده امك	١٥٤	اعتوار الاعراب	٢٥٢	ليس الغنى من العقل ، المشورة	٣٢١
ان الشرب الزاقي ذو القوة المتين	١٥١	صون اللسان عما يؤول اليه	٢٥٣	المرك والحلو لغيرك	٣٢٣
بسط العدالة ورد الظالم	١٥٣	التفكر في القضاة	٢٥٤	رفعة الارزاق سيما بالاجم	٣٢٤
نبذة من وقعة الحرة	١٥٥	كيف النجاة من الالسة الطامعة	٢٥٤	المدايح	٣٢٨
الكرم كرم النفس	١٥٨	الفرح على العلم	٢٥٨	التبينة بالعيد السعيد	٣٣٥
الشجاعة	١٥٠	جزائر الطبع	٢٥٩	عدم الاكتراث بما تفوه به الناس	٣٣٢
منع التسخير	١٥٩	ستر العيوب والمجاملة مع من يوذيه	٢٤٣	كتمان الاسرار ، الشدائد	٣٣٣
صيانة الملوك رعيا بهم	١٥٨	الدنائة	٢٤٣	حسن المجامعة ، قلة مال	٣٣٥
المواعظ	١٨٠	العلم لا يعطيك بعض حتى تعطيه كلك	٢٤٥	الناس على دين ملوكهم	٣٣٨
قصة سيدنا عيسى بن مريم	١٨٩	العفو عن المذنبين	٢٤٤	النظر في العواقب	٣٥٠
قصة سيدنا ابراهيم	١٨٩	احسن الى من اساء اليك	٢٤٨	التوديع	٣٥٨
الكيس من تهيا للموت	١٩٢	مدح الجبين	٢٨٠	الموت	٣٥٩
يؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة	١٩٥	المذاقة في الرمي	٢٨١	الرضا	٣٦٠
الاغتياب وتغليبه	١٩٩	الباحث ، عن حقه بظلمه	٢٨٣	وللشرف الرضى يرثى ابا اسحق الصعابي	٣٦٣
عزة دينه تفوق عزة دنيوية	٢٠٠	اخلاف الوعد ، حسن الجوار ، حلم الحجاج	٢٨٦	الساجدة للمولى الاديب حبيب الرحمن	٣٦٣
مناظرة ابن عباس مع الخوارج ضد علم الله	٢٠٢	البارابطة	٢٨٤	النشائي الديوبندى	
يوم احد	٢٠٤	تغليظ الصعبة النبوية ، ثمررة السب	٢٨٨		
قصة سيدنا موسى وادنيه يارون عليها السلام	٢١١	المسود لا يرضى بشئ	٢٨٩		
المناظرة بين عمر بن عبد العزيز وبين ذوالحجاء	٢١٥	حب الجاني سبيل الله تعالى	٢٩٠		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصنف رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف

نام محمد اعزاز علی اور لقب اعزاز العلماء ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ اعزاز علی بن محمد مزاج علی بن حسن علی بن خیر اللہ۔ آپ ضلع مراد آباد کے مشہور قصبہ امروہہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ کبہوہ سے ہے جو ہندوستان کا مشہور قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۳۰۵ھ میں ہندوستان کے معروف اور مشہور شہر بدایوں میں غروب آفتاب کے وقت ہوئی اور نانا جان نے اعزاز نام رکھا۔

آپ دارالعلوم سے فراغت کے بعد اپنے مشفق استاد حضرت مولانا سہول صاحب بھاگلپوری کی کوشش سے ۱۳۳۰ھ کے اوائل میں پچیس روپے کے مشاہرہ پر دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس شاہ جہاں پور سے تشریف لائے اور دارالعلوم کے ابتدائی مدرس مقرر کئے گئے۔ اور علم الصیغہ، مفید الطالبین، نور الایضاح وغیرہ کا درس دینا شروع کیا۔ پھر آپ مولانا حافظ احمد صاحب کے ساتھ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ چونکہ حضرت حافظ صاحب اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے افتاء سے متعلق تمام امور کو انجام دینے سے معذور تھے۔ اس بنا پر ۱۳۳۹ھ میں آپ کو دارالعلوم چھوڑنا پڑا۔ ابھی ایک ہی سال گذرا تھا کہ ۱۳۴۰ھ میں حضرت مولانا حافظ احمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ادھر دارالعلوم کے شعبہ افتاء میں مفتی عزیز الرحمن صاحب کے الگ ہونے کی بنا پر کسی ذکی دہو شیار شخصیت کی ضرورت تھی۔ ۱۳۴۰ھ کی مجلس شوریٰ و انتظامی کمیٹی میں مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی نے اس خدمت با عظمت کیلئے ان کا نام ہی پیش کیا۔ کمیٹی کے ہر رکن نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۰ھ میں حیدر آباد سے پھر دیوبند تشریف لائے اور تاحیات دارالعلوم میں خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ درس کے وقت کے بہت زیادہ پابند تھے۔ سرمدی ہو یا گرمی، جاڑا ہو یا برسات، بیماری ہو یا تندرستی، خوشی ہو یا غمی بہر صورت آپ کا درس جاری رہتا تھا۔ گھنٹہ بجا نیوالے کے گھنٹہ بجانے سے فارغ ہونے سے پہلے ہی آپ درس گاہ پہنچ جاتے تھے اور سبق شروع فرما دیتے، اور گھنٹہ بجنے پر کتاب فوراً بند کر دیتے۔ مزید برآں آپ کو شاعری کے اندر یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے مزاج میں انکساری، فروتنی اور تواضع بید تھی۔ غالباً آپ کو حضرت گنگوہی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور حضرت شیخ الاسلام سے اجازت۔

آپ نے ۱۳۱۳ھ رجب بروز منگل بوقت صبح صادق ۱۳۴۲ھ میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ اور اب آپ مزارِ قاسمی (دیوبند) میں آرام فرما ہیں۔

ادب کی لغوی تحقیق و اصطلاحی تعریف و غرض غا اور موضوع

ادب کے لغوی معنی بلانے کے ہیں۔ محیط میں الادب کے معنی لطافت طبع اور خوش اطواری کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے ادب اس کو سکھایا۔ ادب بہا اس سے سیکھا۔

اور ادب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ادب اس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ کلام کی لفظی اور کتابی غلطیوں سے بچا جاسکے، لفظ یا کتابت کی غلطی سے زبان کے اندر جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس سے حفاظت ہو۔

اور علم ادب کی غرض غایت یہ ہے کہ متکلم اپنے دل کی بات کو مکمل طور پر نہایت مؤثر انداز سے دوسروں تک پہنچا سکے۔ اور علم ادب کے موضوع کے بارے میں محققین کا یہ کہنا ہے کہ اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ ابن خلدون نے ادب کے موضوع سے انکار کرتے ہوئے حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔

هَذَا الْعِلْمُ لَا مَوْضُوعَ لَهُ لَيْدُنْظَرِ فِي اثْبَاتِ عَوَاصِرِهَا بِمَعْنَى عِلْمِ ادْبٍ كَأَنَّ مَوْضُوعَ نَحْنِ هِيَ۔
جس کے عوارض ذاتیہ سے مثبت یا منفی انداز میں بحث کی جائے۔ منشا یہ ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین کیا جا سکتا ہے جس کی تمام قسموں کی موضوعات تباہ صنفی یا نوعی کے باوجود کسی ایک جنس قریب میں مطلق کے تحت داخل ہوں۔ اور یہاں علم ادب کا حال بالکل اس کا برعکس ہے۔ اس کی تمام قسموں کے موضوعات کسی ایک جنس قریب کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس بنا پر علم ادب کا موضوع اب تک متعین نہیں ہو سکا اور مجبور ہو کر محققین کو موضوع کا انکار کرنا پڑا۔ اور ابن خلدون نے بھی اپنی مذکورہ عبارت کے ذریعہ صاف انکار کر دیا۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اسی کو حق قرار دیا ہے۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ علم ادب کا موضوع طبیعت یا فطرت ہے۔ طبیعت یا فطرت سے مراد ارادت اور تأثرات ہیں جس سے انسان کا اس مادی دنیا میں تصادم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے انسان خارجی تقاضا کا مظہر ہے اور طبیعت اندرونی کیفیات کی داخلی یا خارجی احوال و عمل کی منظر کشی اور عکاسی کا نام طبیعت یا فطرت ہے۔ یہی ادب کا موضوع ہے۔ لیکن اس قول کو علماء نے مرجوح قرار دیا ہے اور محققین کی رائے کو رائج بتایا ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر جن کا ذکر ابھی ابھی کیا جا چکا۔



بعض اصحاب تاریخ کا مختصر تعارف
جنکے باریں صاحب کتاب سکوت یا لاعلمی کا
اظہار کیا ہے

(۱) الف) شیخ ابو عثمان حیری

قال الشيخ هو شيخ مشهور عالم زاهد من سكناء الحيدة ۶۲ حاشیہ ۵۰ - صاحب تذکرۃ الاولیاء
نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب وقت، خراسان میں بڑے باوقعت اور علم طریقت و شریعت کے
ماہر تھے۔ آپ کے ہم عصر اہل طریقت کا قول ہے کہ دنیا میں تین مرد ہیں۔ نیشاپور میں عثمان (ابو عثمان) حیری،
بغداد میں جنید، شام میں ابو عبد اللہ جلاء۔ عبد اللہ ابن محمد رازی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید، رویم،
یوسف بن حسین، محمد بن فضل، ابو علی جسرجانی وغیرہ کو دیکھا لیکن حضرت عثمان (ابو عثمان) حیری کو سب سے
زائد خدا شناس پایا۔ آپ ہی کی ذات سے خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ، حضرت شجاع
کرمانی، ابو حفص عمر جداد آپ کے شیوخ طریقت ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲) احمد بن ابی خالد

یہ ادب و کتابت میں بہت نامور، نہایت نیک مخلص اور دانشمند شامی غلام تھا۔ جس قدر خلیفہ مامون کا خیر خواہ تھا
اسی قدر رعایا کا ہمدرد تھا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھائی ہے اور وہ یہ کہ یہ کھانے کا سخت جریں تھا۔
۳۱۱ھ میں اس نے وفات پائی اور مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا، دعا کی اور دفن کے بعد اس کی
تحریف کی۔ (تاریخ امت)

(۳) حافظ ابن تیمیہ

شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین عبد الحلیم بن محمد الدین عبد السلام ابن عبد اللہ بن ابی القاسم۔
مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ و ناقد حدیث، صاحب تصانیف کثیرہ، عابد و زامد ہیں۔ دمشق اور مصر
میں عرصہ تک درس حدیث میں مشغول رہے۔ بارہا آپ کا امتحان کیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئی،
مصر قاہرہ، اسکندریہ، دمشق کے قلعوں میں آپ کو قید رکھا گیا۔ آپ نے ۷۲۸ھ میں قید خانہ میں

ہی وفات پائی۔ اور اب آپ اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں آرام فرماہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۷۷)

(ب) (۴) شوزب خارجی

قال الشيخ: لَمَّا طَلَعَ عَلَيَّ تَرْجُمَتُهُ ص ۱۲۲ حاشیہ ۵: اس کا نام بسطام ہے اور شوزب لقب ہے۔ نہایت فسادی شخص تھا۔ جب سلمہ بن عبدالملک کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے شوزب کی شکایت کی۔ سلمہ نے مشہور شہ سوار سعد بن عمرو حشری کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شوزب کے پاس بھیجا۔ اس وقت وہ اپنے مکان میں تھا، لشکر کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر شوزب گھبرا گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جو شخص متمنی شہادت ہے سو اس کیلئے شہادت کا موقع آپہنچا اور جو دنیا کا خواہشمند ہے سو یاد رہے کہ دنیا ختم ہو چکی۔ غرض یہ کہ سعید بن عمرو کے لشکر نے شوزب کو اور اس کے اصحاب کو پس کر رکھ دیا (تاریخ کامل ص ۱۶)

(ج) (۵) جعفر طیار

جعفر طیار بن ابی طالب باشمی مشہور جلیل القدر صحابی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا زاد بھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر بزرگ، صاحب فضائل کثیرہ اور قدیم الاسلام ہیں (دیکھو ہدیۃ الزماہ ص ۲۷)

(ح) (۶) حرث بن کلدہ

حرث بن کلدہ بن عمرو بن حلاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیز بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔ جالبی دور کا مشہور طبیب ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر مرض کی دوا بھوکا رہنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاج کیلئے بلایا تو اس نے شراب تمرد و اتجو بڑ کی۔ دین آشعار ۴۔ واماذا استغنیتم فعدوکم ۶ وادعی اذا نابت علیکم فوا تبہ ۶ فان یک خیر فالعیدینالہ ۶ وان یک شر فان یک قار بہ ۶ (معجم الشعراء ص ۱۶۲ و متحد ص ۱۵۶)

(د) (۷) حماد بن زید

حماد بن زید م ۷۹ھ امام کبیر، محدث شہیر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد و رشید ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے زمانہ میں ائمۃ الناس چار تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں، ابو نعیم شام میں، اور حماد بن زید بصرہ میں۔ خالد بن خدیش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب میں سے تھے۔ یزید بن ذریع نے موت پر کہا کہ سید المسکین کی موت ہوئی ہے۔ تہذیب ص ۳۱۶ و جواہر ص ۳۱ و ص ۲۲۲

(۸) حکیم بن حزام

حکیم بن حزام بن خویلد قریشی صحابی حضرت حدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ اصحاب فیل کے واقعہ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے اور اکیسویں برس کی عمر میں ۵۳ھ میں یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایام جاہلیت اور اسلام میں معززین قریش میں سمجھے جاتے تھے۔ نہایت عاقل، سخی اور نسب کے بڑے واقف کار تھے (ہدیۃ المزمعہ ص ۳۲)

(د) (۹) خلیل بن احمد

یہ غالباً خلیل بن احمد فراہیدی ازدی مشہور نحوی اور امام لغت و ادب مولود ۳۱۶ھ متوفی ۳۸۶ھ ہے۔ علم کی بابت اس کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ اسی کا قول ہے کثرت العلم لتعرف وتقلل منه لتحفظ و قال ایضاً وجعل تعلیمک ودرستہ لعلک ووجعل مناظرۃ المتعلم تنبیھا لک علی مالئیس عندک

(ر) (۱۰) رویم

انکی کنیت ابو الحسن ہے۔ اور نام رویم والد کا نام یزید ہے۔ آپ عالم بالقرآن، واقف اسرار و مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ خفیف آپ سے وصیت کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جان نثار کر دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اقوال صوفیہ پر عمل نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوپہر کو بغداد کے بازار میں مجھے پیاس معلوم ہوئی، ایک گھر سے اپنی مانگا، لڑکا پانی لایا میں نے پانی پی لیا، اس نے کہا دیکھو صوفی نے دن میں پانی پی لیا۔ اس روز سے میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔ آپ نے عین شباب میں ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔ (تذکرہ اولیاد ہاشم کامل ص ۱۵۳)

(ز) (۱۱) زیاد

قال الشیخ: لما طلع علی ترجمتہ مع بذلنا وسعینا، مت حاشیہ ۱۰۔ انکی کنیت ابو عبداللہ ہے اور نام زیاد والد کا نام عبدالرحمن ہے اور شبطون کے ساتھ مشہور ہیں۔ صاحب نفح الطیب نے کہا ہے کہ اندلس میں سب سے پہلے امام مالک کے مذہب کو انھوں نے داخل کیا ہے۔ اس سے قبل اہل اندلس مذہب اوزاعی کے متبع تھے۔ امیر ہشام نے انکو قرطبہ کا قاضی بنانا چاہا تو یہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ امیر ہشام نے کہا کاش تمام لوگ زیاد کی طرح ہوتے۔ انکی وفات ۳۵۰ھ یا ۳۵۱ھ یا ۳۵۲ھ یا ۳۵۳ھ میں ہوئی ہے۔ (دائرة المعارف، انسائیکلو پیڈیا ص ۳۱۳)

(۱۲) ابو النضر سالم

ابو النضر سالم بن ابی امیہ مولیٰ عمرو بن عبید اللہ ترمی متوفی ۲۹۹ھ ثقافت زالین اور حلیل القدر علماء میں ہیں اکابر ائمہ دین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ تمام صحاح میں کی گئی ہیں ان سے احادیث مروی ہیں۔

سفیان بن عیینہ ان کے فضل و عقل اور عبادت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ (ہدیۃ الزجاء ص ۵۳)

۱۳) ابن دارہ شاعر

قال الشیخ: "نام شاعر نیست کہ از دلاوران عرب بود صحت حاشیہ ۱۵۔ اس کا نام سالم ہے، اور باپ کا نام مسافر (یا مسافع)۔ دارہ اس کی ناں کا نام ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھی۔ دارہ چونکہ بہت جمیل تھی اس لئے دارۃ القمر سے تشبیہ دیکر اس کا نام دارہ رکھ دیا گیا۔ سالم بن مسافر اسی کی طرف منسوب ہے۔ ابن دارہ عدی بن حاتم کا بڑا مداح تھا۔ ایک مرتبہ اس نے عدی کی تعریف کی کہ: نحن قلوبی فی معدنہ امننا ۛ تلاقی الریح فی دیار بنی نعل ۛ والبقی اللیل من عدی بن حاتم ۛ حسان کلون الملع مثل من الحلل ۛ ابوک جواد لایشق غبارہ ۛ وانت جواد بالغدر بالعلل ۛ فان تمقوا اشرا فمثلکم فعل ۛ وان تفعلوا خیرا فمثلکم فعل۔ عدی کہاں سے میرے پاس صرف ایک ہزار صائغ، دو ہزار درہم، تین غلام اور ایک گھوڑا ہے۔ اس سے زیادہ مال نہیں ہے۔ دارہ عنی الکتب بن معروف فی قولہ ۛ خذ العقل ان اعطاک العقل تو حکم ۛ وکونوا کن سیم الہوان نارعبا ۛ ولا تکثر وافیہ الضجاج فانا ۛ محالیف ما قال ابن دارۃ اجمعا۔

ابن دارہ نے کسی موقع پر ثابت بن رافع فزاری کی جھوٹی یہ شعر کہ دیا

لاتأینق فزاریا خلوت بہ ۛ علی قلوبک واکتہا باسار۔

ثابت بن رافع نے غیظ و غضب میں زمیل بن عبد مناف کے ہاتھوں اسے قتل کرا دیا (الشعر والشعراء ابن قتیبہ ص ۱۳)

۱۴) طاشکین (ط)

قال الشیخ: "علم امیر من امراء بغداد" ص ۱۶ بن السطور۔ طاشکین عراقی امیر حاج م ۶۰۲ھ کا لقب جوالدین ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں ۲۶ حج کئے ہیں۔ نہایت بہادر، سخی، بردبار اور کم گو شخص تھا۔ ایک ایک ہفتہ گزر جاتا تھا کہ یہ بات نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے کسی نے استغاثہ کیا اس نے بات نہیں سنی، اس نے کہا خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی ہے۔ اس نے کہا تو موسیٰ نہیں ہے۔ اس نے کہا تو خدا تو نہیں ہے۔ پس طاشکین نے اس کی فریاد سنی کی۔ (شذرات الذہب ص ۵۶)

۱۵) طویس مغنی

یہ ایک مشہور ڈوم اور گویا تھا جو بغوائے قول مشہور برعکس نہند نام زندگی کا فورہ انتہائی بد صورت ڈیل ڈول کمریہ الاعضاء، اور آنکھ سے کاٹا تھا۔ اس کے نام اور کنیت میں شدید اختلاف ہے۔ حافظ ابن قتیبہ نے کتاب العارف میں حضرت عامر بن عبد اللہ صحابی کے مناقب کے ذیل میں اس کا نام عبد المطلب اور

کنیت ابو عبد المعظم بتائی ہے۔ ابو الفرج اصبہانی نے کتاب الاغانی میں اس کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ اور لقب طویس بتایا ہے۔ ابو القاسم عبد الملک معروف باین بدرون نے شرح قصیدہ ابن عبدون میں اس کی کنیت ابو سیم مانی ہے۔ علامہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے کہ اصل میں اس کا نام طاؤس ہے مگر جب یہ ہیچڑا ہو گیا تو لوگوں نے طویس کر دیا۔ طویس جس طرح گانے میں ضرب المثل ہے اسی طرح نحوست و بدبختی میں بھی ضرب المثل ہے۔ اس کا انتقال بعمر بنیائستی ۶۲ سال میں سویدہ مقام میں ہوا ہے۔ یاقوت حموی نے کتاب المشترك میں ذکر کیا ہے کہ اس کی قبر سقیال الجوزل میں ہے لیکن سقیال الجوزل کہاں ہے یہ ذکر نہیں کیا۔ و ذکر العلامة ابو القاسم الصوت الذی غنی بہ و ہوا ہذا ۛ قدرانی الشوق حتی ۛ کدت من شوقی اموت

(ع) (۱۶) سہیل

قال الشیخ لم یتیس لنا جمعت ۛ حاشیہ ۛ ان کا نام عبد الرحمن ہے اور والد کا نام عبد اللہ ہے۔ علامہ کمال الدین دیرمی نے باب کا نام محمد لکھا ہے۔ پورا نسب یوں ہے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد بن حسین بن سعدون۔ انکی تین کنیتیں ہیں ابو القاسم، ابو زید، ابو الحسن۔ سہیل اللہ کے قریب ایک بستی ہے جو سہیل ستارہ کے نام پر موسوم ہے۔ کیونکہ یہ ستارہ مولائے اس پہاڑی کے جو اس بستی کے قریب ہے بلاد اندلس میں کسی اور جگہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ علامہ سہیلی تقریباً ستھم میں سہیل بستی میں پیدا ہوئے۔ اور ابو داؤد سلیمان بن محیی، ابو عبد اللہ بن معمر، قاضی ابو بکر بن العری بن شریح بن محمد وغیرہم سے تحصیل علم کی۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب (الروضۃ النذرف) شرح سیرت ابن ہشام جو چار جلدوں میں ہے موصوف نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس کی تالیف ایک سو بیس کتابوں سے کی ہے۔ اس کے علاوہ نتائج النظر، کتاب التعریف، الاعلام بما اہم فی القرآن من الاسماء الاعلام، کتاب الفرائض، مسئلہ ردیۃ اللہ تعالیٰ، مسئلہ ردیۃ النبی، مسئلہ البیر فی غور الدجال الامالی بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں اور یہ سب اس وقت ہے کہ سترہ سال کی عمر میں آپکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ۲۵۰ شعبان ۳۸۵ھ میں آپکی وفات ہوئی ہے۔ صاحب نفع الطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے بار بار انکی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابو الخطاب ابن وجیہ کہتے ہیں کہ مجھے علامہ سہیلی نے چند اشعار سنائے اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہ اشعار پڑھ کر حق تعالیٰ سے دعا کرے تو اس کی ضرورت ضرور پوری ہوگی۔ وہ اشعار یہ ہیں ۛ یامن یری ما فی الضمیر وسمع ۛ انت المعد کل ما یتوقع ۛ یامن یرتجی اللہ اند کلہا ۛ یامن الیہ المشتکی والمفرج ۛ یامن خزان رزقہ فی قول کن ۛ امن فان الخیر عندک جمع ۛ مالی سوافقری الیک سلیۃ ۛ فبالافتقار الیک فقری ۛ ادفع مالی سوی قرعی لبابک حیثا ۛ فلئن ردوت فای بابا قرع ۛ ومن الذی ادعوا و اہتف باسمہ ۛ ان کان فظلمک عن فقرک ۛ ماشا لجودک ان تفظ عاصیا ۛ فالفضل اجزل والمو اہل سع ۛ

(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱، المستطرف ص ۱، حیوۃ الحيوان ص ۵)

(۱۷) عبداللہ بن سوار

قال الشیخ: لا ندری من ہوا ص۳۸ حاشیہ ۷۔ یہ عبداللہ بن سوار عبدی ہے جو ثغر مذہر معاویہ کا عامل تھا۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اہل تیعان سے جنگ لڑی اور مال غنیمت حاصل کر کے معاویہ کے پاس آیا اور مال غنیمت سے حاصل کردہ گھوڑے اس کو ہدیہ کر کے پھر واپس ہوا، اہل تیعان نے ترکش کی مرد حاصل کر کے اس کو قتل کر دیا۔ وکان کرمیما فی الغایت لعمریک۔ احد سواہ یوقد النار فی عسکرہ (دارۃ المعارف)

(۱۸) العرجی

قال الشیخ: العرجی منزلیست براہ مکہ معظمہ ازاں منزل ست: عبداللہ بن عمرو بن عثمان العرجی شاعر ص۳۹ حاشیہ ۷۔ یہ بنی امیہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی بہت جھوٹا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پکڑوا کر اس کو قید کر دیا۔ نو سال تک قید میں رہا، بالآخر دیں اس کا انتقال ہو گیا۔ قال العرجی وہو مجوس کس کانی لم اکن فیہم وسیطا: ولم تک نسبتي فی آل عمرو: اضاعونی واتی فنی اضاعوا: لیوم کریمہ و سداد ثغر۔ (الشعر والشعراء ص۲۳۳)

(۱۹) عبید بن شریہ

مسکوت عنہ ہے۔ عبید بن شریہ جریمی وہی ہے جو عربی نثر کا ماصر مؤلف تھا جس نے ۶۸ھ میں معاویہ کیلئے اخبار الین وشعرائہا و انساہا تالیف کی تھی۔ جس کے خطوط یمن میں موجود ہیں۔ امیر معاویہ نے اس کو صفار یمن سے بلوایا اور مقتدین ملوک عرب و عجم کے حالات دریافت کئے۔ جب اس نے امیر معاویہ کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیا تو معاویہ نے اس کو ان کے حالات اخبار مدون کرنے کا حکم دیا (مختصر حاشیہ حسن سندوی بزر بیان والتبیین)

(۲۰) عدی بن حاتم

عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشر بن امرؤ القیس البوطراف صحابی ہیں۔ ۶۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمانہ ردت میں انھوں نے اپنی قوم کو فتنہ ارتداد سے روک رکھا، اور اپنی قوم کا حال اور زکوٰۃ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے صحابہؓ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے نامور والد محترم کی طرح نہایت سخی اور جواد تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے زمانہ میں برابر جہاد میں مصروف رہے۔ انھوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں ۶۸ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی۔ ان کی سخاوت کے دلچسپ قصوں میں سے جو بروایت معتز مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے اشعث بن قیس نے ان سے حاتم کی دیگیں عاریہ منگوائیں۔ انھوں نے دیگیوں کو (غلا یا چاندی سے) پڑ

کر کے سجد کیا۔ اشعث بن قیس نے کہا یا کہ میں نے خالی دیکھیں مگر قیس۔ عدی نے کہا کہ میں خالی دیکھیں نہیں دیا کرتا ہوں۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۶۱، ہدیۃ الزجاء ص ۱۱۱)

(۲۱) شیخ ابو حفص عمر حداد

قال الشیخ انما نظن انہ علی النیسابوری صلا ماشیہ ثلثہ۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب عالم شیخ اکرم تھے۔ حضرت ابو عثمان حیری آپ کے مرید ہیں۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی آپ کی ملاقات کو آئے اور آپ کے ہمراہ بغداد جا کر مشائخ کا ملین کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت حمز، ابو تراب بخشی آپ کا بہت اکرام کرتے تھے۔ آپ ایک دینار روزگارتے تھے اور درویشوں کو دیدیا کرتے تھے یا بیوہ عورتوں کے گھر میں پھینک آتے اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ دینار کون پھینک گیا۔ حضرت عبداللہ سلسلی نے وصیت کی تھی کہ میرا سر حضرت ابو حفص کے قدموں پر رکھنا۔ آپ نے سترہ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲۲) علی بن حسین بن واقد

علی بن حسین بن واقد مروزی مولود ۳۵۵ھ متوفی ۴۱۲ھ یا ۴۱۳ھ، ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ ابن حبان نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ میں صبح و شام ان کے پاس کو گزرتا تھا اور ان سے کوئی روایت نہیں لکھتا تھا۔ انھوں نے اپنے والد جہشام بن سعد، نوچ بن ابی مریم، ابن المبارک، خارج بن مصعب، ابو حمزہ کسائی سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۸)

(۲۳) کثیر حضرمی

ممکن ہے کہ یہ کثیر بن مرہ حضرمی ہوں جن کی کنیت ابو شجر یا ابو القاسم ہے۔ ابن سعد نے ان کو تابعین شاف کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد، عجل، نسائی وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل، عمر بن الخطاب، عبادہ بن الصامت، ابو الدرداء، تمیم الداری، عقبہ بن عامر، ابو ہریرہ سے انھوں نے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۸)

(۲۴) محرز مولیٰ ابی ہریرہ

محرز بن جعفر حجازی منصوری شاعر ہے۔ علامہ مرزبانی نے عبدالعزیز بن محمد کے مرثیہ میں اس کے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔

لانوہم فاروق قلبی التہاما : ان الرزیاہ رزنا العاما : لوروز شفق حمام نیتہ : لرددت عن عبدالعزیز حایا
فلما یکنک ما دعت قمریۃ : تدعوانی فتن الغصن حایا (مجموع الشعراء ص ۴۸)

۲۵ ابن الصانع

قال الشيخ هو علم بعض شعراء الادب ص ۳۱۰ بین السطور۔ اس کا نام محمد ہے اور کنیت ابو بکر اور ابن باجہ کے ساتھ مشہور ہے۔ سر قسط میں پیدا ہوا پھر وہاں سے فارس کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ تدبیر المتوحد شرح ارسطو وغیرہ اسی کی ہیں۔ یہ فلاسفہ کا بڑا حامی تھا اور الحاد کے ساتھ متہم۔ نقح ابن خاتان نے اس کی ایسی ہجو کی ہے کہ شاید ہی کسی نے آج تک کسی کی ایسی ہجو کی ہو۔ (شذرات الذہب ص ۳۱۰ و منجد ص ۵۴)

۲۶ مختار بن ابی عبیدہ

حاشیہ ۵۵ میں انکو مختار بن ابی عبیدہ کہا ہے۔ صحیح مختار بن ابی عبیدہ ہے۔ یہ سلسلہ میں پیدا ہوا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ شہر تابعین میں سے ہے یہاں تک کہ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو لشکر دیکر بھیجا۔ انھوں نے کوفہ کے قریب ۶۷ میں اس کو قتل کر دیا۔ (کمال ص ۱۵۸)

۲۷ ابو بلال خارجی

قال الشيخ لم نلق نقف على ترجمته ص ۱۲۰ حاشیہ ۵۶۔ ابو بلال خارجی غنظلی تميمی کا نام مراد اس ہے اور اس کی آپ کا نام اوزیہ ہے، باپ کا نام جدير یا حدیر ہے۔ یہ خارجیوں میں بڑا عابد، زاہد، مجتہد، غلیظ المرتب تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہا ہے۔ ابن زیاد نے اولاً اس کو قید کیا پھر اس کو اور اس کے بھائی عروہ بن اوہب کو دیگر خوارج کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ یہ ایک اونٹ کے پاس کو گزرا جس پر قطر ان ملا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور جب افاتہ ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی سرابیلہم من قطر ان وتغشی وجوہہم النار جب معاویہ نے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی بنایا تو اس نے اس سے بغاوت کی۔ کیونکہ لمجائے خارجیہ کے ساتھ جو ظلم و ستم ہوا تھا اس پر صبر نہ کر سکا تھا چنانچہ اس نے اپنے لوگوں میں عام اعلان کیا کہ مجاہد ان ظالموں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتے، یہ کہہ کر بغاوت شروع کر دی اور یہ شعر پڑھنے لگا ۵۔ بعد ابن وہب ذی النہارۃ والقی ۶۔ دن خاص فی ملک الحروب المہالکا ۷۔ احب بقارادارجی سلامتہ ۸۔ وقد قتلوا زید بن حصن و مالک ۹۔ فیارب سلم نیقی و بصیری ۱۰۔ وہب لی التقی حتی الاتی ادلکا ۱۱۔ اس پر ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کیلئے دو ہزار کا لشکر بھیجا جن کو ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شکست دیدی۔ حالانکہ یہ لوگ صرف چالیس آدمی تھے، اس کے بعد ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کی سپہ سالاری میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور گھسان کی لڑائی ہوئی۔ جب نماز کا وقت آیا تو ابو بلال نے نماز پڑھنے کی مہلت چاہی لیکن جب

یہ لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے تو عباد اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ وقتیکہ
رثاء عمران بن حطان بقولم سے یا عین بکی لمرداس و مصرمہ : یارب مرداس اجعلنی کمر داس : ترکتنی ہائما
ابکی لمزکتی : فی منزل موحش من بعد ایناس : انکرت بعدک من قدکنت اعرفہ : بالناس بعدک یا مرداس
بالناس : اما شربت بکأس دار اولہا : علی القرون فذاقوا جرعة الکاس : فکل من لم یذقہا شارب عجلا :
منہا بالناس وریعہ انفاکس - (در شرح المعارف ص ۴۹، حاشیہ حسن سند دبی بر البیان والتبیین منہ)

ابو برزہ

(۲۸) (ن)

ابو برزہ فضیل بن عبید اسلمی صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد غزوات میں شریک رہے۔
وفات شریف کے بعد یہ بصرہ چلے گئے، اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد میں مصروف رہے۔ یہاں تک
کہ خراسان پر جہاد کیا اور مرو میں البصرہ میں ۶۵ھ میں اس کے قبل وفات پائی۔ (بدیۃ المزاجہ ص ۳۱)

ہشام بن عبدالحکم

(۲۹)

(د)

قال الشيخ : لم اقف علی شجرہ ۳۴ھ حاشیہ ۳۴۔ اس کی کنیت ابو محمد ہے اور نام ہشام۔ یہ کبار شیعہ میں کر
تھا۔ اس نے کوفہ میں نشوونما پایا، اس کے بعد بغداد چلا آیا اور یحییٰ بن خالد برکی اور ہارون الرشید کی قربت
حاصل کی۔ اس کی کچھ تالیفات بھی ہیں جو سب مفقود ہیں۔ (منجد ص ۵۵۲)

ہشام بن الکلبی

(۳۰)

یہ محمد بن سائب الکلبی (صاحب کتب کثیر اور مشہور اخباری) کا بیٹا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے مشہور اخباری
اور راوی السائب تھے۔ امام جاحظ البیان والتبیین ص ۲۵۶ پر لکھتے ہیں : ومن نسائی کلب محمد بن السائب ہشام
بن محمد بن السائب : اور ص ۲۸۱ پر لکھتے ہیں : ومنہم من الرواة والنسائین والعلماء شری بن القطامی الکلبی و محمد بن
السائب الکلبی و عبد اللہ بن عباس الہمدانی و ہشام بن السائب الکلبی کتاب الاصلام اور دیگر کتب جیدہ اسی
کی ہیں۔ امام جاحظ نے ص ۱۳ پر ابو یعقوب خزیمی سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے تین آدمیوں جیسا کوئی
نہیں دیکھا کہ وہ خود تو دوسروں کو کھا جائیو الے تھے لیکن تین آدمیوں کو دیکھ کر اس طرح گھل جاتے تھے
جیسے پانی میں نمک یا آگ میں رائگ۔ ہشام بن الکلبی، ہشیم بن عدی کو دیکھ کر اور ہشیم بن عدی، موسیٰ
صنہبی کو دیکھ کر اور ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن سیف علویہ، ابو الہنا مخارق مغنی کو دیکھ کر
(البیان والتبیین مع حاشیہ حسن سند دبی)

(۳۱) ہشتم بن عدی

قال الشيخ له اطلع على ترجمته ص ۱۲۴ حاشیہ ۳۵ - ابو عبد الرحمن ہشتم بن عدی طائی کوفی مولود سلسلہ متوفی ۲۰۹ھ مشہور مورخ اور اخباری شخص ہے اور خارجیوں کا ہمنوا ہے۔ مجالد ابن اسحق وغیرہ سے روایت کرتا ہے مگر حدیث میں ضعیف ہے۔ قال ابو داؤد السجستانی کذاب اس نے بنو الحارث بن کعب کی ایک عورت سے شادی کر لی تھی۔ بنو الحارث کے معزز لوگ ہارون الرشید کے پاس آئے اور انھوں نے تفریق کا مطالبہ کیا۔ ہارون الرشید نے کہا کہ یہ وہی شخص تو ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے -
اذا نسبت عدیا بنی ثعلب ۛ فقدم الدال قبل العين فی النسب -

لوگوں نے کہا جی حضور! یہ وہی شخص ہے۔ اور شاعر ذہل بن ثعلبہ شیبانی کوفی ہے۔ اس پر ہارون نے اپنے قاتلین میں سے داؤد بن یزید کو حکم کیا کہ ان میں تفریق کرادو۔ پس لوگوں نے اس کو پکڑ کر خوب بیٹا مہانتک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی۔ و فی ذلک یقول علی بن جبلة العکوک ۛ للہشتم بن عدی نصبة جمعت ۛ
آبارہ فاراحتنا من العدد ۛ اعدو عدنا فلو بد القارل ۛ باعر الناس لم یفرض ولم یزد ۛ نفسی فدا ربی عبد المذان وقد ۛ
تلوه للوجه واستعلوه بالعمد ۛ حتی ازالوه کرنا عن کریمہم ۛ وعرفوه بذل ابن اصل عدی ۛ یا ابن النجیثہ من اہوجوافضہ
اذا ہجوت و ما تینی الی احد (شذرات الذهب ص ۱۹۲، و تاریخ کامل ص ۲۰۴، و حاشیہ حسن سند و بی بر البیان و التہیین ص ۱۲۴ و ص ۱۸۴ -

(۳۲) ابو محمد یحییٰ بن مبارک یزیدی

یہ یزید بن منصور حمیری کے لڑکے کو بڑھاتے تھے، اس لئے انکو یزیدی کہتے ہیں۔ یزیدی نحوی، لغوی قاری شاعری ابو عمرو ابن العلاء، خلیل حضرمی وغیرہ کے شاگرد تھے۔ ایک روز یزیدی خلیل کی ملاقات کو آئے، خلیل اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے مگر گدی ایسی نہیں تھی جس پر دو آدمی آسائش سے بیٹھ سکیں۔ اس پر بھی خلیل فرط محبت میں گدی سے سرک گئے۔ یزیدی نے پاس ادب سے غدر کیا کہ آپکو تکلیف ہوگی۔ خلیل نے مسکرا کر کہا۔ بیٹھو کہیں دوستوں میں بھی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ خلیل ایسے شخص نہ تھے جو ہر کس نامکس کو اپنی گدی پر بٹھائیں مگر یزیدی ایسے رتبہ کے شاگرد تھے جن کے لئے خلیل حسد سے سرک گئے۔ ایک روز ایک خوبصورت و خوش آواز عورت مامون کے پاس اشعار پڑھ رہی تھی۔ جب خوبصورتی و خوش آوازی جمع ہوتی ہے تو سننے والے کے دل سے اس کی کیفیت پوچھنے سے

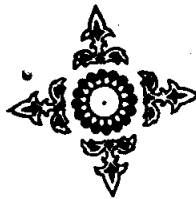
خوبی رود خوبی آواز می بردہر کیے بہتہادل ۛ چوں شود ہر دو جمع در یکجا کار صاحب لال بود مشکل
مامون از خوردن نہ ہو کر چیخ اٹھا پھر سنبھل کر کہنے لگا، کیوں استاد کیا سماں ہے، کیا دنیا کی کوئی چیز اس سے
بہتر ہو سکتی ہے؟ یزیدی نے کہا ہاں شکر نعمت میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر

نعت میں مزہ نہیں ملتا۔ مامون نے کہا سچ ہے۔ ابھی ایک لاکھ دہم اہل حاجات کو خیرات کئے جائیں۔
یزیدی نے قریب ایک سو سال کی عمر میں سترہ خراسان میں وفات پائی۔ کتاب النوادر، جامع شعر و ادب، کتاب
النقطہ وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

شیخ یوسف (۳۳)

قال الشيخ لکم نطلع علی ترجمہ ۶۲ حاشیہ ۳۵۔ شیخ یوسف نہایت حسین اور بڑے باکمال اولیاء میں سے
ہیں۔ حضرت ذوالنون سے آپ بیعت ہیں اور ابو تراب، ابو سعید خزار جیسے مشائخ سے فیض صحبت رکھتے ہیں حضرت
ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں غیبی ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہہ دو کہ زندہ درگاہ ہے۔
خواب سے بیدار ہوا تو ان سے بیان کرتے ہوئے شرم آئی، تیسری بار خواب میں کہا گیا کہ اگر تو نے ان سے نہ کہا تو
تجھ کو ایسی سزا ملے گی کہ زندگی بھر تکلیف میں مبتلا رہیگا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کوئی شعر سناؤ
میں نے شعر پڑھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ لوگ میرے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے مگر
مجھے رقت نہ ہوئی اور اس شعر نے مجھے بے قرار کر دیا۔ لوگ مجھے زندیق سمجھتے ہیں، سچ ہے اور خطاب باری
”زائدہ درگاہ ہے“ میرے حق میں درست ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا اور اسی پریشانی میں میں صحرایہ کھڑے
نکل گیا۔ راستے میں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین تیغ عشق الہی سے کھائل
ہیں اور علیین انکی جگہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ایسا مرتبہ حاصل کرنا چاہئے کہ اگر منزل بھی ہو تو علیین ہو۔ نزع
کے وقت آپ نے فرمایا اے اللہ! میں نے خلق کو قولا اور نفس کو فعلاً نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق
کی نصیحت کے عوض میں معاف کر دے۔

(تذکرۃ اولیاء میں ان کے ساتھ ابو عثمان حیری کی فریفتگی کا قصہ بھی مذکور ہے)





حَمْدًا الْقَادِرَ جَعَلَ عِلْمَ الْاَدَبِ شَمْسًا مُنِيرَةً اَوْشِقَتْ مِنَ الْاَفْوَلِ وَالْكُسُوفِ وَقَمَرًا مُضِيئًا لَا يَكْدِرُهَا الْمَحَاقِقُ وَلَا الْخُسُوفُ وَفَلَكَ بَرِيئًا مِنَ الْخُرْقِ وَالْاَلْتِمَامِ وَارْضًا تَرْتَبِي اَهْلَهَا وَتَصُونُهُمْ مِنْ قُطُوبِ الْاَنَامِ وَخُطُوبِ الْاَيَّامِ

لغوی تحقیق

حَمْدُ افعول مطلق ہے جس کا عامل حذف کر دیا گیا ہے اس لئے کہ جب مصدر فاعل یا مفعول کی طرف بواسطہ جار یا بغیر واسطہ جار مضاف ہوتا ہے تو اس کا عامل وجوباً محذوف ہوتا ہے۔ اس جگہ حمد اپنے مفعول کی طرف لام کی واسطہ سے مضاف ہے اس لئے عامل حذف کر دیا گیا ہے۔ ای محمد حمداً (س) محمد اذمماً (س) محمد ذی: خوبی کی بنا پر تعریف کرنا۔ محمد: بہترین خصلتوں والا۔ قادر: صفت کا صیغہ ہے۔ قَدَر (ن، ض) قدر (س) قَدَرًا: مقدرة، مقدرة علی الشئ، توانا ہونا، قوی ہونا۔ قَدَرًا الامر: تدبیر کرنا۔ الشئ: اذکارہ کرنا۔ جَعَلَ سے خطوب الایام تک پورا کلام لفظاً قادر کی صفت ہے۔ اور جعل صیر کے معنی میں ہے۔ علم الادب: یہ جعل کا پہلا مفعول ہے اور شمساً دوسرا مفعول ہے۔ اور اگر جعل خلق کے معنی میں ہو تو شمساً حال ہونے کی بنا پر منصوب ہو گا۔ شمس: آفتاب۔ ج شمس: شمس (ن، ض) شمساً و شمساً: انکار کرنا، باز رہنا (ن، ض) شمساً (س) شمساً و شمساً الیوم، دھوپ والا ہونا۔ منیرۃ: انار الشئ انارة: روشن کرنا، روشن ہونا۔ امنۃ: امن سے صیغہ صفت مؤنث ہے (س) امناً و اماناً: محفوظ ہونا، مطمئن ہونا۔ الافول (ن، ض) س، افولاً القمر: غروب ہونا۔ الکسوف (ض) کسفت الشمس: سورج میں گہن لگنا۔ قمر قمر (س) قمر الشئ: بہت مفید ہونا۔ تین رات کے بعد آخری مہینہ تک چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال، اور چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ ج اعمار مضیئاً: روشن۔ اضیاء البیت: ضاء، یضو، ضوؤ و ضیاء القمر: روشن ہونا۔ چمکنا۔ المحاق: محق (ن) محقق الشئ: باطل کرنا۔ امحق المال: ہلاک کرنا۔ الخوف: خف (ض) خوف القمر: گہن لگنا۔ فلکاً: آسمان۔ ج فلک، افلاک۔ الخرق (ن، ض) خرقاً الثوب: پھاڑنا۔ فلانا بالروح: نیزہ مارنا۔ الالتمام: التمام الشئ، لمانا۔ ارضاً: زمین۔ ج اروض، ارضون، اراض و اراضی: تربی، تربیۃ: پرورش کرنا۔ تصونہم (ن، ض) صونا: صیانت، حفاظت کرنا۔ قطوب: ترش روئی۔ انام: مخلوق۔ خطوب: ج خطب: حالت، معاملہ۔ اکثر اہم اور نالسنیدی امور میں مستعمل ہوتا ہے۔

توضیح

ہم اس صاحب قدرت ہستی کی حمد بیان کرتے ہیں جس نے علم ادب کو منور سورج بنایا جو غروب اور گہن سے مامون ہے، اور ایسا روشن چاند بنایا جسے تاریکی اور بے نوری لاحق نہیں ہو سکتی اور

ایسا آسمان بنایا جو پھٹن اور پیوند سے منزہ ہے اور ایسی زمین بنائی جو اپنے باشندوں کی پرورش کرتی ہے اور انھیں مخلوق کی ترش روئی اور زمانے کے حوادثات سے بچاتی ہے۔

فوائد: مصنف نے اپنی کتاب کو تسمیہ و تحمید ہر دو کے ساتھ شروع کیا ہے جس میں کلام الہی کی اقتدار ہے کہ اس کا آغاز ہر دو کے ساتھ ہے، نیز اس میں حدیث کی بھی اتباع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کل امر ذی بال لم یبدأ بسم اللہ فی روایتہ، محمد اللہ۔ جو ہم بالشان کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوگا ہے۔

وَصَلَوَةُ عَلَى فَصِيحٍ بَلِيغٍ أَدِيبٍ كَأَنَّهُ فُحْوِيٌّ قَوْلُ ابْنِ الْقَلِيبِ فِي مَعْنَى دُوحِهِ -

پانچویں اُنحی ناطق فی لفظہ : شئن تباع بع القلوب و تشتري

جاء بالبنات و الواضحة البادية حين ذهبت الدنيا مصائب الكفر السواد الداهية و اتى بالبراهين القاطعة و الحجج البرهانية و سجي سم الدين و محاسن اثار جموع لانيابها غيظا على المسلمين حار حمة و مكافداها التي تزيل الجبال الداسيات لافئدتهم جاسر حمة -

لغوی تحقیق

وَصَلَوَةُ حمزہ پر معطوف ہے اور عامل حمزہ کی طرح محذوف ہے۔ ای فعلی صلوة، درود بھیجنا۔ فصیح، خوش بیان۔ ج فصحاء رک، فصاحتہ، خوش بیان ہونا۔ بلیغ، ج بلغاء رک، بلاغت، بلیغ ہونا۔ فحوی، مضمون کلام۔ فحوا، دن، فحوا، اپنے کلام سے کسی مضمون کی طرف اشارہ کرنا۔ بانی، بار تعذیب کی ہے جابر و محذوف متعدی کے متعلق ہے جو ناطق کی خبر مقدم ہے۔ لفظ مصدر بمعنی لفظ خبر مقدم ہے۔ شئن مبتدا و مؤخر موصوف ہے۔ تباع جلد صفت ہے۔ البنات ج بیتہ کی، دلیل۔ مراد مجزہ ہے۔ بان، وں، بیانا، واضح ہونا، ظاہر ہونا۔ صفت بنی، واضح۔ الواضحة۔ واضح کامؤنث، نمایاں، روشن۔ البادیه، جنگل۔ یہاں بمعنی نمایاں، روشن۔ دن، بدوا، بداءۃ، ظاہر و نمایاں ہونا۔ صفت باد۔ دہمت (دس ت) دہتا، اچانک آپڑنا۔ الداہیۃ، بری بات، سخت مصیبت، بڑا معاملہ۔ ج وداہ۔ دواہی الدہر زمانہ کے حوادث۔ البراہین، برہان کی جمع ہے بمعنی دلیل۔ الحجج، حجت کی جمع۔ بمعنی دلیل میں غالب آنا۔ صفت حاجج۔ احمج، دعویٰ کرنا، استدلال کرنا۔ الراجحة، راجح کامؤنث (دس ت) رجحانا۔ رجوحا الراي، غالب آنا۔ حمی (دس ت) حمیاء حمیۃ و حمایۃ الشئ، بچانا، روکنا۔ صفت حامی ج حماۃ۔ حمی، چراگاہ ہر وہ چیز جسکی نگہداشت کی جائے دن، حمی، الشئ، مٹانا۔ آثار، ج اثر، نشان۔ جموع، جمع کی جمع۔ بمعنی جماعت۔ انیاب، جمع ناپ۔ دانت۔ حارجه۔ مؤنث حارج دن، جموع موصوف ہے۔ اور حارجه اس کی صفت ہے۔ لانیابہا حارجه کا مفعول یہ ہے۔ اس پر لام برائے تقویت عامل ہے۔ مکاید، ج مکیدہ بمعنی بکر، دھوکہ، خیانت۔ راسیات، ج راسیۃ، راسخ ثابت۔ رسا دن، رسوا و رسوا، لڑنا ثابت ہونا۔ لافئدہتم، ج فواد۔ بمعنی دل۔ فادہ دن، فادہ، دل پر مارنا۔ جارحہ مجرور ہے جموع کی صفت ہونیکل وجہ سے۔ جرح دن، جرحا، زخمی کرنا۔ جرح

لسانہ عیب گانا۔ جرح (دس) جرحاً: زخمی ہونا۔ جرح: زخم۔ ج: جروح۔
توضیح اور ہم درود بھیجتے ہیں ایسی فصیح و بلیغ اور ادیب ہستی پر گویا کہ وہ ابو الطیب کے قول کے اس کے
 حمد و روح کے سلسلہ میں مصداق ہیں۔ شعر۔ میرے ماں باپ ان پر فلاہوں وہ اس طرح
 الفاظ زبان سے نکالتے ہیں کہ جو قیمت ہیں جس سے دل خریدے جاتے ہیں اور بیچے جاتے ہیں۔ وہ ظاہر و باہر
 دلائل لانیوالے ہیں اس وقت جبکہ عالم پر اچانک آپٹری تھیں کفر کی زبردست تاریکیاں، اور آپ نے مراجع
 اور قطعی دلائل پیش کئے اور دین کی حفاظت فرمائی اور مٹا دیا ایسی جماعتوں کے نشانات کو جو غصہ کے مارے
 دانت پیس رہی تھیں مسلمانوں پر اور مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کر نیوالی تھیں وہ جماعتیں اپنی ایسی تدبیروں
 کے ذریعہ جو ہٹا دیتی تھیں جے ہوئے پہاڑوں کو۔

اللَّهُمَّ فَضِّلْ عَلْمَ مَنْبِجِ الْعُلُومِ لَا سِيَّمَا الْعُلُومِ الْعَرَبِيَّةِ الْأَدَبِيَّةِ وَعَلَى مَنْ حَذَّ أَحَدٌ وَكَامَنْ ذُرْيَانَهُ
 وَأَزْدَ أَجْهَادِهِ وَصَحَابَتِهِ وَاتَّبَاعِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ أَمَّا بَعْدُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ طَبَاغَ الْمُسْتَفِيدِينَ
 مَائِلَةً إِلَى رَسُولَاتِهِ تَهْدِي الْأَخْلَاقَ كَمَا أَنَّ قُلُوبَهُمْ قُلُوبٌ أُولَى الْأَمَلِاقِ وَالسَّنَةِ الطَّاعِينَ
 فِي عِلْمِ الْأَدَبِ مَتَفَوِّهَةً بِأَنَّ عِلْمَ الْأَدَبِ عِلْمٌ يُفَسِّدُ الْعُقُولَ وَيُفْتَكُّ بِالْأَلْبَابِ مُسْتَدَلِّينَ
 بِقَوْلِ الْمَلِكِ الضَّلِيلِ هـ فَمِثْلُكَ حُبْلَى قَدْ ظَرَفْتَ وَمُرْجِعُ الْحِجَابِ وَقَوْلِ الْمُتَنَبِّي هـ
 مَا أَنْصَبَ الْقَوْمُ حَبَّةً الْحِجَابِ وَغَيْرُ ذَلِكَ۔

لغوی تحقیق اللہم: بصریوں کے نزدیک اسکی اصل یا اللہ ہے، حرف ندا حذف کر کے میم مشد دے
 آئے۔ اور یہ لفظ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے لہذا انہیں کہا جاسکتا زیدم بجرم
 کو فیوں کے نزدیک اسکی اصل یا اللہ مناجیر اسی اقتصد نا بخیر ہے پھر یہ جہلاً کی طرح مرکب امتزاجی بنا لیا
 گیا ہے۔ ابورجاء عطاردی کا کہنا ہے کہ اللہم کے میم میں اللہ تعالیٰ کے ستر نام جمع ہیں، ابن ظفر کا کہنا ہے کہ اسی
 کو اسم کہا گیا ہے، نصر بن شہیل کا قول ہے کہ جس نے اللہم کہا اس نے گویا اللہ کو اس کے جمیع اسمائے حسنی کے
 ساتھ پکارا۔ منبع: چشمہ ج منابع۔ منبع (ن، س، ک) سنبغا، بنوعا الما، چشمہ سے پانی کا نکلا۔ لاسیما: بمعنی
 خصوصاً۔ سہی بمعنی برابر۔ کہا جاتا ہے ہماستان وہ دونوں برابر ہیں۔ مازائدہ یا موصولہ یا موصوفہ سے سہی مرکب
 ہے۔ لاسیما کی یاد میں تشدید اور تخفیف دونوں لغتیں ہیں، کبھی لا کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے مگر یہ لغت ضعیف
 ہے۔ لاسیما نحو یوں کے نزدیک کلمہ استثناء شمار ہوتا ہے اور اس کا استعمال اکثر اوڈ کے ساتھ ہوتا ہے۔ نیز
 عام طور پر خصوصاً کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، اس کے بعد میں رفع، نصب، جزمینوں جائز ہیں۔ رفع
 مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ہو نیکی وجہ سے اور نصب بر بنائے استثناء اور جر بر بنائے اضافت۔ ملاحظہ

امرؤ القیس کے قول "ولاسیام یوم نخاۃ جلیل" کو تینوں طرح سے نقل کیا ہے۔ علامہ رضی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع قلیل ہے۔ لیکن صاحب الفیاض نے تصریح کی ہے کہ لاسیام کے بعد اسم کو نصب دینا خلاف قیاس ہے۔ حذا، حذاه (دن، حذوا، پیروی کرنا۔ صحابہ۔ صبح (دس) صبحہ، ساتھی ہونا، صاحب: ساتھی، مالک والا۔ ج صبح، اصحاب، صحابہ، صحبان۔ حج اصحاب۔ صحابہ: وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بحالت ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان پر خاتمہ بھی ہوا ہو۔ طبارع: جمع طبع بمعنی طبیعت الاخلاق۔ جمع خلق: فطری خصلت۔ الاملاق۔ الملق الرجل: حاجتمند ہونا، محتاج ہونا۔ السنۃ: جمع لسان بمعنی زبان۔ الطاعتین۔ طعن (دن، طعنا فی الرجل وعلیہ: طعنہ مارنا، عیب لگانا، اللیل: ساری رات چلنا۔ متفوتہ۔ فاہ (دن، فوہا وتفوتہ بجلۃ: بولنا۔ یفتکت (دن، من، فکتک وفکتک وفکتک وفکتک الرجل: بہادر ہونا، دلیر ہونا۔ بفلان: اچانک پکڑنا یا قتل کرنا۔

توضیح

اے اللہ رحمت کاملہ نازل کیجو علوم کے سرچشمہ پر، خاص کر علوم عربیہ ادبیہ کے سرچشمہ پر اور ان لوگوں پر جو ان کے قدم بہ قدم چلے۔ ان کی ذریات اور ازواج مطہرات اور صحابہ اور قیامت تک آنیوالے متبعین پر۔ بہر حال سلام و صلوة کے بعد یہ کہنا ہے کہ میں نے دیکھا استفادہ کرنے والوں کی طبیعتوں کو مکمل ایسی کتاب کی جانب جو اخلاق کو شائستہ بنائے اور گویا کہ ان کے دل ضرورت مندوں کے دل کی طرح ہیں اور جب میں نے دیکھا علم ادب پر طعن کسے والوں کی زبان کو بولتی ہوئی کہ علم ادب ایسا علم ہے جو عقلوں کو خراب کر دیتا ہے اور عقلوں کو ختم کر دیتا ہے۔ استدلال کہتے ہوئے ملک الفضیل امرؤ القیس کے قول سے۔ شعرہ تجھ جیسی بہت سی حاملہ عورتوں اور دودھ پلانیا والی عورتوں کے پاس میں رات کو آیا۔ اور متنبی کے قول سے استدلال کرتے ہوئے۔ شعرہ لوگوں نے صنب کے ساتھ انصاف نہیں کیا الخ اور اس کے علاوہ اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔

وہو لاء الشرمۃ القلیلۃ ضفادۃ حیاض لکم تورد الا السماء الواصل الم الکعب فلو لم الخفاش
لا یضی الشمس وعواء الکلب لا یظلم البدر ولما کان سہرا لیلی متا حیل علیہ عطش العلوم و
جباری میادین الکمال سہرت لیا لا نوم فیہا لاحذ وحذ وہم وأحش معہم یوم لا ظل فیہ الا
قادر جبار واقتبست من کتب المتقدمین نوادر وارادت ان اعرضها علی اخوانی من طلبۃ
العلم وما قصدت بہذا الاوراق الا تطہیر الاخلاق ولہم امر دہلہ الحکایات والامثال الا
تحصیل الفضائل فان الصبیان الواح قلوبہم اشد قبولاً لہما نفس علیہا وانی مع اعوانی بقصور
العلم وضیق الباء اجتهدت کل الاجتہاد فی تحلیۃ البیان وتحلیۃ التبیان فہا فی نوابل حفر
البواقیت والالی ولن یجد مثلہا علی مر الايام واللیالی۔

لغوی تحقیق

الشریفة، قلیل جماعت۔ ج شرازم و شراذیم۔ صفادار۔ جمع صنفار، مینڈک۔ حیاض۔ جمع حوض۔ لم تر در دمن، وروڈا المار، پانی پر آنا۔ وروت الحمی، باری سے آنا۔ لوم۔ لام دن، لونا، ملامت کرنا۔ لائم۔ ج لوام۔ الخفاش، چمکاد۔ ج خفافیش، خفش۔ رس، خفشا، تنگ آنکھ والا ہونا۔ پیدائشی کمزور نظر والا ہونا۔ خفش، اخفش۔ عوار۔ عوی۔ (رض) عوار و عوۃ و عویۃ۔ الکلب، کتے کا بھونکنا۔ الکلب، کتا۔ ج کلاب۔ ج کالیب۔ کلب۔ (س) کلبا، پیاسا ہونا۔ الکلب، دیوانہ ہونا۔ سہر (س) سہر، ساری رات جاگتے رہنا۔ ساہرہ، ڈراؤنا بیان۔ لافوم۔ نام (س) نونا و نیانا، ادنگھنایا سونا۔ ص نام۔ ج نوم، نیام، نوم۔ عطشی۔ ج عطشان۔ عطش (س) عطشا، پیاسا ہونا۔ الیہ، مشتاق ہونا۔ ص عطشی۔ عطشان۔ ج عطاش۔ حیاری۔ حار (س) حیرۃ الرجل، چکاچوند ہونا۔ ص حیران، موتھ حیری۔ ج حیاری۔ میادین۔ جمع میدان۔ احشر۔ صیغہ متکلم مضارع۔ حشر دن، (ض) حشر الناس، جمع کرنا۔ اقبست العلم، استفادہ کرنا۔ قصدت دن، قصد، ارادہ کرنا۔ (ض) قصدا۔ الرجل ولہ والیہ، توجہ کرنا۔ القصیدۃ من الشعر، سات یا دس اشعار سے زائد۔ نظم ج قصائد۔ الواح ج لوح، تختی۔ قصور دن، ناقص ہونا۔ البارج، دونوں ہاتھوں کے پھیلائے کی مقدار۔ فرائد۔ ج فریدۃ، یکتا موتی۔ فرد دن، (س) اک، اکیلا ہونا۔ الیواقیت۔ ج یاقوت۔ اللالی۔ جمع لؤلؤ، موتی۔

توضیح

یہ چھوٹی سی جماعت حوض کے مینڈک کی طرح ہے جو نہیں آتے مگر اسی پانی میں جو ٹخنہ تک پہنچنے والا ہے تو چمکادڑ کا ملامت کرنا سورج کو نقصان نہیں پہنچاتا اور کتے کا بھونکنا چاند کو تار یک نہیں بناتا اور جبکہ تمہارا راتوں کا جاگنا اس چیز میں سے جس پر پیدا کیا گیا ہے علوم کے پیاسوں کو اور کمال کے میدانوں کے سرگردانوں کو تو میں نے شب بیداری کی جس میں نیند نہیں سخی تاکہ میں ان کے قدم بقدم چلوں اور ان کے ساتھ جمع کیا جاؤں اس دن کہ جس میں کوئی سایہ نہیں ہے مگر کامل قدرت اور جبار ہستی کا سایہ۔ اور میں نے متقدمین کی کتابوں سے اقتباس کیا ہے چند نادرا اشیاء کا، اور میں نے چاہا کہ انہیں پیش کروں اپنے بھائیوں کے سامنے طالبین علوم میں سے اور میں نے ان واقعوں سے نہیں ارادہ کیا ہے مگر اخلاق کو پاک کرنا اور میں نے ان قصوں اور مشہور اقوال سے نہیں ارادہ کیا مگر فضیلتوں کے حاصل کرنا چونکہ بچے ان کے قلوب کی تختیاں بہت زیادہ قبول کر نیوالی ہیں ان چیزوں کو جن کا نقشہ بنایا جائے ان دونوں پر۔ میں نے اپنی علمی کوتاہی اور مہارت کے فقدان کا اعتراف کرنے کے باوجود پوری کوشش کی بیان کو سنوارنے میں اور تبیان کو واضح کرنے میں تو خبردار ہو جاؤ یہ ایسے موتی ہیں جنہوں نے یاقوت اور لؤلؤں کو ذلیل بنا دیا اور تم ہرگز نہیں پاؤ گے ان موتیوں کی طرح دنوں اور ساری راتوں کے گزرنے تک۔

وَسَمَّيْتُ فَفَحَةَ الْعَرَبِ وَجَعَلْتُهَا عَلَى بَابِكِ الْأَوَّلِ الْمَشْهُورِ وَالثَّانِي الْمُنْظَمِ فَإِنْ هَبَّتْ عَلَيْهَا قَبُولُ الْقَبُولِ وَقَابَلَتْ إِلَيْهَا قُلُوبُ الْفُحُولِ فَهُوَ بِحَاسِنِ اخْلَاقِهِمْ خَلِيقٌ وَإِنْ عَصَفَتْ عَلَيْهَا

صَوَاعِدُ الرَّذِّ وَالنَّكَيرِ فَمَنْ جَاءَ بِهِ أَجْدَى رُؤُوسِ اللَّهِ اسْأَلْ سَوَالَ مَتَصَوِّرٍ بِخِصَالِ خَاشِعٍ أَنْ
يَنْفَعَهُمْ وَأَيَّاهُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ آمِينَ
وَمُسْتَلَقِي الْبَقَايَاتِ وَالْمُعْتَمِدِينَ عَلَى غُفْرَانِي
مَنْ سَكَنَا مِنْهُمْ مِنْ مَضَائِفِ مَوَادِّ أَبَادٍ رُبَّمَا شَعِيرَةٍ فِي الْغَدْرِ

لغوی تحقیق

وَمِثَّتْ۔ ماضی مجہول ہے چونکہ اس کتاب کا نام حضرت مولانا مدنیؒ نے تجویز کیا تھا اس لئے کتاب
کتاب نے فعل مجہول سے تعبیر کیا۔ المنشور۔ مفعول من الکلام، ضد منظم (دن، ص)، نثر الشیء،
بکھیرنا۔ بہت دن، ہوا الغبار، غبار کا بلند ہونا۔ ہوا الرج، ہوا کا چلنا۔ قبول۔ قبول۔ قبول اول یعنی پروا
ہوا ہے، قبلت قبلًا و قبولًا، رج قبول، پروائی ہوا کا چلنا۔ ثانی قبول یعنی قبول کرنا۔ الفحول، فضیلت والا۔
عصفت۔ دھن، عصفاً و عصوفاً الرج، ہوا کا تیز چلنا۔ ص عاصفة۔ صراصر۔ جمع صرصر، بہت زیادہ ٹھنڈی ہوا۔
آندھی۔ جدیر رک، جلداری، مناسب ہونا، لائق ہونا۔ ص جدیر۔ ج جدرا۔ متضرع۔ تضرع الی اللہ،
عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ خاضع (دھن) خضفاً، خضوعاً و خضوعاً، عاجزی کرنا، فروتنی کرنا۔ ص خاضع۔ ج خضوع۔
اور اس کا نام نفحة العرب رکھا گیا (یہ نام حضرت مدنیؒ نے رکھا تھا، اور ان کو میں نے دو بابوں
پر کر دیا۔ پہلا منشور اور دوسرا منظم۔ تو اگر اس پر قبول کی پروا ہو چلے اور ارباب فضل و کمال
کے دل اس کی طرف مائل ہوں تو ان کے اخلاق حسنہ کے لائق ہے، اور اگر رد و انکار کی آندھی
چلے تو یہ اس شخص کے لائق ہے جو اسے لایا اور اللہ سے میں درخواست کرتا ہوں گریہ و زاری کر نیوالے خضر و زہراء
کر نیوالے کی طرح کان کو اور مجھے اللہ تعالیٰ نفع دے دنیا اور آخرت میں۔ اے اللہ اس دعا کو قبول کر۔
(آمین یعنی استجب)۔

توضیح

لے خود مصنفؒ نے اس کا نام خبز الشعیر (جو کی روٹی) رکھا تھا۔ اللہ اللہ سادگی کی حمد ہوگی۔ ۱۴

الباب الاول في النشر

:- باب اول نشریں :-

السيف بالساعد لا الساعد بالسيف

تلوار (کی خوبی) بازو سے ہے نہ کہ بازو (کی قوت) تلوار سے

مطلب یہ ہے کہ اگر قوت بازو سے تو تلوار کا جو ہر نمایاں ہو گا ورنہ تنہا شمشیر براں کس کام کی۔ صحت دست نادر باید شمشیر مبار
ہے مگر گشت سلیمانی نباشد :۔ چہ خاصیت و بد نقش نمکینہ

اقال العتبی :۔ بعث عمر بن الخطاب الى عمرو بن معدی کرب ان یبعث الیہ بالسيف، المعروف بالصمصاء
فبعث بہ الیہ فلما ضلک بہ وجدہ دون ما کان یبلغہ عنہ، فکتب الیہ فی ذلک فسرۃ علیہ، انما بعثت
الی امیر المؤمنین بالسيف ولم یبعث بالساعد الذی یضرب بہ

لغوی تحقیق

السيف، تلوار۔ ج اسنات، سیوف، سافہ (ض) سیفہ سیفا و تسیفہ : تلوار سے مارنا۔ ساعد، بازو۔ کجاءنا
ہے ساعد الطیر پرندہ کا بازو۔ ج سواعد۔ قال (ن) قولاً، قولہ و مقالاً و مقالۃ : کہنا، بولنا (ض) قیلولہ :

دو پہر کو آرام کرنا۔ اسی سے ایک مثل مشہور ہے اذا قال الرجل تحت الشجرة نقض وضوءہ۔ العتبی۔ ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ
متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب لیبیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ کتاب الخیل، کتاب اشعار الاغارب، کتاب الاخلاق وغیرہ لکھی
یا تازہ کرتی ہیں۔ بعث (ن) بعثاً، بھیجا۔ المیت : دوبارہ زندہ کرنا۔ یوم البعث : روز قیامت۔ عمر بن الخطاب :۔
خلفاء اربعہ میں دوسرے نمبر پر مشہور جلیل القدر صحابی جن کی فضیلت میں نبی کریمؐ نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان
عمر، آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں ابو لؤلؤ جو حسی کے ہاتھ جام شہادت نوش کیا۔ عمر بن معدی کرب۔ ابو ثور بن
عبد اللہ زبیدی سادات اہل یمن سے ایک صحابی ہیں مشہور شاعر بھی تھے اور جانا زبیدی۔ یہ شعر آپ ہی کا ہے۔
ہے وکل اخ مفار قد اخوه العزبیک الافرقان۔ ابو العباس مہر نے ذکر کیلئے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ خطاب
نے لوگوں سے دریافت کیا۔ من اجود العرب : عرب میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ حاتم !
آپ نے پوچھا من فارسہا؟ ان میں سے بڑا شہسوار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا عمر بن معدی کرب۔ آپ نے
پوچھا من شاعرہ؟ ان میں سے بڑا شاعر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا امرؤ القیس۔ آپ نے پوچھا فانی
سیوفہا امضی؟ لوگوں نے کہا عمر بن معدی کرب کی تلوار۔ صمصامہ : ایسی تلوار جس کی دھار نہ مرے۔

دون کمتر گھٹیا۔ رد علیہ : جواب دینا۔

توضیح

عربی نے بیان کیا کہ عمر بن الخطابؓ نے بھی عمرو بن معدی کرب کے پاس یہ کہ وہ بھیجیں حضرت عمرؓ کے پاس اپنی تلوار جو مصماہ کے نام سے مشہور تھی تو انھوں نے وہ تلوار بھیجی۔ جب حضرت عمرؓ نے اس تلوار سے مارا تو پایا اس کو اس سے کم جو بات ان تک پہنچی تھی اس تلوار کے بارے میں تو حضرت عمرؓ نے ان کے پاس لکھا اس کے بارے میں تو حضرت عمرو بن معدی کربؓ جو ابدیا کہ میں نے امیر المومنین کے پاس تلوار بھیجی ہے اور میں نے نہیں بھیجا ہے وہ بازو جس سے تلوار چلائی جاتی ہے۔

(فائدہ اولیٰ) منقول ہے کہ جنگ قادسیہ میں شاہ فارس یزدجرد نے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے رستم کو آگے بڑھایا تھا اس کے مقابلہ کیلئے حضرت عمرو بن معدی کربؓ بنگلے، رستم ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھا۔ حضرت عمروؓ نے ایک ہی وار میں ہاتھی کی چاروں ٹانگیں صاف کر دیں۔ رستم ہاتھی کی پشت سے نیچے گرا اور ہاتھی رستم کے اوپر گر پڑا یہاں تک کہ رستم کو قتل کر دیا گیا اور فارسیوں کو شکست ہو گئی۔ علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری صاحب کتاب حیوۃ النبیؐ ان اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں و ہذہ الضرۃ لم یسمع بمثلہا فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام۔

(فائدہ ثانیہ) علامہ سیہیلی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے قریب جبرہم وغیرہ کے ذینہ سے ایک لوسہ کا ٹکڑا ہوا تھا حضرت عمرو بن معدی کربؓ کی تلوار مصماہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار اسی لوسہ کی بنی ہوئی تھی۔ یہ تلوار دراصل شاوین عمرو بن ذی قیخان کی تھی۔ وہ یہی قول عمروؓ و سیف لابن ذی قیخان عنہی بخیر فصلہ من عہد عاد۔ آپ کو حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ نے عطا کی تھی جو آپ کی اولاد کے پاس رہی یہاں تک کہ ان سے خلیفہ مہدیؑ نے اسی ہزار درہم کے عوض میں خرید لیا۔ اس کے بعد بطریق وراثت منتقل ہوئی رہی یہاں تک کہ آخر میں واثق باشکر کے پاس پہنچی اس نے اس کو حیدقل کرنا چاہا تو خراب ہو گئی کہتے ہیں کہ شاہ روم کی طرف سے ہارون الرشید کے یہاں بطور ہدیہ کچھ تلواریں آئیں، ہارون الرشید نے مصماہ تلوار منگوائی اور رومی قاصد کے سامنے ان کی ایک ایک تلوار کو مصماہ پر مارا پھر قاصد کو مصماہ تلوار دکھائی اس نے دیکھا کہ مصماہ کی دھار میں ایک بھی نشا نہیں تھا۔ تیغے کا سمانش از فیض خود بہد آب تنہا جہاں بگیرو بے منت سپاہی (حافظ)

الکُفُّ عَنْ الدُّنْيَا
دنیا سے اعراض

كَانَ بَغْلًا ذَرَجُلٌ مُتَعَبِّدٌ اسْمُهُ رُوَيْمٌ فَخَرَضَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ فَمَاتَ فَلَقِيَهُ الْجَنِيدُ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ ارَادَ اَنْ يَسْتَوْدِعَ سِرًّا لَمْ يَنْ لَاشِبًا فَعَلِيهِ بَرُويمُ فَاَنَّهُ كَيْتَمَ حُبَّ الدُّنْيَا اَرْبَعِينَ سَنَةً حَتَّى قَدَرَ عَلَيْهِ كَيْدُهَا۔

لغوی تحقیق

الکفّ (دن) اشیئ جمع کرنا۔ ۱۔ عن الامر: باز رکھنا۔ کفّ: ہتھیلی۔ ج کفّ: کف بصرہ، اندھا ہونا۔ مکفوف: اندھا۔ ج مکافیت: الدنیا۔ ج دُنّی: دُنّی (دس) دنیاۃ: ردی ہونا۔ ص دُنّی۔ ج ادنیا۔ دنا (دن) دُنّو، قریب ہونا۔ بغداد: ایک مشہور شہر ہے جس کا نام مدینۃ السلام ہے۔ متعبد: عبد (دن) عبادۃ، عبادت۔ عاجزی اور پرستش کرنا۔ تعبد: عبادت کیلئے علیحدہ ہونا۔ متعبد اسی سے اسم فاعل ہے۔ رویم: عالم بالقزآن تھے کنیت ابوالحسن، نام رویم ہے۔ عرض (رض) عرضاً، پیش کرنا۔ فتولّاه: تولیا، ذمہ داری لے لینا، کسی کام کیلئے تیار ہونا۔ التولیۃ: والی بنانا۔ فلقیہ (دس) لقاء، ملاقات کرنا۔ الجندی: وحید العصر عارف باللہ ابوالقاسم جنید بن محمد قواریری متوفی ۲۵۰ھ مشہور مابذو زائد ہیں، سب سے پہلے لوگوں کو علم اشارہ سے آپ ہی واقف کیا، آپ حضرت سری سقطی کے بھائی اور مرید ہیں۔ کسی نے حضرت سری سقطی سے پوچھا کیا مرید کا مرتبہ پیر سے زائد بھی ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں آگاہ ہو کہ جنید گو میرا مرید ہے مگر رتبہ میں مجھ سے زائد ہے۔ ان یستودع: ۱۔ مالا: کسی کو بطور امانت مال دینا۔ ستر: بھید ج اسرار۔ يقال: صدور الاحرار قبور الاسرار، اصرار کے سینے بھید کیلئے قبریں ہیں۔ لایفشیہ: افشاء سر، بھید ظاہر کرنا۔ کتم (دن) کتمان، کتماناً، پوشیدہ رکھنا، چھپانا۔ حب: محبت (من) محبتاً و حباً اشیئ: رغبت کرنا۔ حب (دس) الحبہ محبوب ہونا۔ احبہ: محبوب بنانا۔ محبت کرنا۔

توضیح

بغداد میں ایک عبادت گزار آدمی تھا، نام اس کا رویم تھا اس پر منصب قضا پیش کیا گیا، اس نے قبول کر لیا، ایک دن اس سے حضرت جنید ملے اور انھوں نے کہا جو ارادہ کرے اپنے راز کو امانت رکھنے کا اس شخص کے پاس جو اسے نہ ظاہر کرے تو وہ لازم پکڑ لے رویم کو چونکہ اس نے دنیا کی محبت کو چالیس سال تک چھپائی یہاں تک کہ وہ اس پر غالب آ گیا۔ (تنبیہ) حضرت رویم نے آخر عمر میں دنیا داروں کا لباس اختیار کیا اور منصب قضا اپنے ذمہ لیا۔ اس پر حضرت جنید نے عارفانہ طنز کیا مگر حضرت رویم کا مقصد طلب دنیا نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ خود لوگوں کیلئے سپر بن جائیں، خود حضرت جنید فرماتے ہیں کہ ہم لوگ فارغ مشغول ہیں اور رویم مشغول فارغ ہے دروے کے من از عشق تو دارم حاصل ۲۔ دل داند و من دامن و من دامن و دل

اعجوبۃ

تعجب خیز بات

قرأ بعضُ المُعْظَمِينَ فِي بَيُوتٍ "بِالرَّفْعِ فَقَالَ لَهُ شَخْصٌ يَا اخِي! إِنَّمَا الْقِرَاءَةُ فِي بَيْوتٍ بِالْجَمْعِ فَقَالَ يَا مُغْفَل! إِذَا كَانَ اللَّهُ سَمْعَانَهُ وَتَعَالَى قَالَ، فِي بَيْوتٍ إِذْنُ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ تَجْزُهَا أَنْتَ لِمَاذَا؟

لغوی تحقیق | اعجوبہ: تعجب خیز بات۔ ج: اعا حیب۔ المغفلین: جمع مغفل: ناسمجھ

توضیح

ایک مغفل شخص نے "فی بیوت" پیش کے ساتھ پڑھا، اس سے ایک آدمی نے کہا کہ اے بھائی! قرأت فی بیوت کسر کے ساتھ ہے تو اس نے کہا کہ اے بیوقوف جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع" تو تو اسے کیوں کسر دیتا ہے۔

تشریح

رفع کے دو معنی ہیں ایک رفع الکلمہ (ف) بمعنی کلمہ کو پیش دینا، دوسرے رفع دف، رفا بمعنی بلند کرنا ہے۔ نیز "بیوت" سے مراد بیوت نہیں بلکہ اس سے مراد مساجد ہیں۔ وہ یہ سمجھا کہ یہاں رفع کے معنی پیش دینا اور بیوت سے مراد لفظ بیوت ہے جس میں رفع کی اجازت دی جا رہی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ "وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جنکی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔"

وحکی العسکری فی کتاب التصحیف انہ قیل لبعضہم: ما فعل ابولک بھمارہ۔ فقال باعہ (مکان باعہ) فقیل لہ: لم قلت باعہ؟ قال: فلم قلت انت بھمارہ؟ فقال انا جورتہ، بالباع فقال فلم تجز باعہ؟ وباعی لا تجوز، ومثلہ من القیاس الفاسد ما حکاہ ابو بکر التاریخی فی کتاب اخبار الخوین ان رجلا قال لسماک بالبصیۃ: بکم ہذا السمکۃ؟ فقال بد رہمان (مکان بد رہمان) فضحک الرجل۔ فقال السماء: انت احق سمعت سیبویہ یقول ثمنھا درھمان وقلت یوما اترو الجملة الاسمية الحالیة بغیر واو فی فصیح الکلام خلافا للزخشری کقولہ تعالیٰ و یوم القیامة تری الذین کذبوا علی اللہ وجوہہم مسوۃ فقال بعض من حضی: ہذا الواو فی اولھا، وقلت یوما الفقہاء یلحنون فی قولہم البائع بغیر ہمزۃ، فقال قائل قد قال اللہ تعالیٰ فبايعهن وقال المامون لا بی علی المعروف بأبی یعلى المنفری بلغنی انک اُمیٌّ وانک لا تقیم الشعر وانک تلحن فی کلامک فقال: یا امیر المؤمنین اما اللحن فرجما سبقنی لسانی بالشئ منه واما الامیۃ وکسر الشعر فقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیاً وکان لا ینشد الشعر، فقال المامون: سألتک عن ثلاث عیوب فیک فردتہ عیباً رابعاً وهو الجهل، یا جاہل ان ذلک فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضیلۃ وفیک ذی امثالک نفیصۃ وانما منع ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفی الظنۃ عنہ لا لعیب فی الشعر والکتاب وقد قال تبارک وتعالیٰ وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تحطہ بھمینک اذ الارتاب المبطون۔ وکان عمرو بن عبد العزیز جالساً عند الولید بن عبد الملک وکان الولید لحناً فقال ادع لی صالح، فقال الغلام: یا صالحاً؟ فقال لہ الولید انقض الفأ، فقال عمرو: وانت یا امیر المؤمنین فزاد الفأ ودخل علی الولید بن عبد الملک

رجل من اشراف قریش فقال له الوليد من ختنك؟ قال له: فلان اليهودی۔ فقال: ما تقول؟
و یحک۔ قال: لعلک ان تسأل عن ختنی، یا امیر المؤمنین! هو فلان بن فلان

توضیح

اور عسکری نے کتاب التصحیف میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک بیوقوف سے کہا گیا کہ تیرے والد نے اپنے گدھے کو
کیا کیا تو اس نے جواب دیا "باعہ باعہ کے بدلے میں تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرے باپ کیوں کہا؟ تو اس
نے کہا کہ تم نے بحارہ کیوں کہا تو اس نے کہا میں نے اس کو باء کی وجہ سے جر دیا تو اس نے کہا کہ کیوں تمہاری
باہر جر دیتی ہے اور میری باہر جر نہیں دے گی۔ اور اسی طرح فاسد قیاس کے متعلق وہ ہے جسے ابو بکر نے تاریخی کتاب
اخبار الخوین میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک پھلی فروش سے بصرہ میں کہا کتنے کی یہ پھلی ہے تو اس نے
کہا بدرہمان۔ بدرہمن کے بدلے تو وہ آدمی ہنسا، تو پھلی فروش نے کہا تو بیوقوف نہ ہے میں نے سیبویہ کو یہ کہتے
سنائے تھے نہ ہا درہمان۔ ایک دن میں نے کہا کہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر بھی کلام فصیح میں آجاتا ہے زعفرانی کے
بر خلاف۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے یوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجہہ ممدودۃ تو حاضرین
میں سے کسی نے کہا ہذا الواو فی اولہا۔ ایک دفعہ میں نے کہا فقہاء اپنے قول البائع میں بغیر حمزہ کے غلطی
کرتے ہیں تو کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فبایعہن۔ اور مامون نے ابو علی سے کہا جو ابو علی المنقری
سے مشہور ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تو ان بڑھاپے تو شعر صحیح نہیں کہہ پاتا اور تو اپنے کلام میں غلطی کرتا ہے تو اس
نے کہا اے امیر المؤمنین جہاں تک غلطی کا تعلق ہے تو کبھی کبھی سبقت لسانی ہو جاتی ہے، اور رہا ان بڑھاپوں
اور شعر نہ کہنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی تھے اور شعر نہیں کہا کرتے تھے۔ تو مامون نے کہا میں نے تجھ سے
تیرے اندر پائے جانے والے تین عیب کے بارے میں پوچھا تو نے میرے سامنے چوتھے عیب کا اضافہ کیا اور وہ
جہالت ہے۔ اے جاہل یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فضیلت ہے اور تیرے اور تجھ جیسے کے حق میں نقص
ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکا گیا آپ سے ہمت دور کرنے کیلئے نہ کہ شعر گوئی اور کتابت میں عیب
کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بيمينک اذا لا تا بالعبطون
عمر بن عبد العزیز ولید بن عبد الملک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ولید بہت غلطی کرتا تھا تو اس نے کہا ادع
لی صارح تو غلام نے کہا یا صالحا ولید نے اس سے کہا الف گرا دے تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا اے
امیر المؤمنین آپ ایک الف بڑھا دیجئے۔
ولید بن عبد الملک کے پاس قریش کے معزز لوگوں میں سے ایک شخص آیا اس سے کہا ولید نے من
ختنک تو اس نے جواب دیا فلاں یہودی۔ تو اس نے کہا تو کیا کہہ رہا ہے تیرا ناس ہو، تو اس شخص نے
کہا شاید آپ میرے داماد کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اے امیر المؤمنین وہ فلاں بن فلاں ہے۔

مسئلہ

تقول، اكلت السمكة حتى راسها ردفغ السنين ونصبها وجراها، اما الرفع فبان تكون حتى للابتداء ويكون الخبر محذوفاً بقريضة اكلت وهو ما كول، واما النصب فبان تكون حتى للعطف وهو ظاهراً، والثالث اظهر وكان الفراء يقول اموت وفي قلبي من حتى لانها ترفع وتنصب وتجر.

لغوی تحقیق

مسئلہ ضرورت، مطلب، قضیہ، حل، طلب کا مطالبہ۔ ج مسائل۔ اكلت (ن) اكلًا۔ اكلًا، کمانا۔ السمكة، مچھلی۔ ج اسماک۔ رأس، سر۔ ج رؤس۔ فراء۔ مشہور نحوی کا لقب ہے جس کا نام محلی اور باب کا نام زیادہ ہے اور کنیت ابو زکریا۔ یہ تعجب خیز وجہ تائید گفتگو کرتا تھا اس لئے اس کا لقب فراء ہو گیا۔ اہل لغت کے یہاں یہ معلم اول شمار ہوتا ہے، اس نے فن ادب میں ایک کتاب کتاب المعانی لکھی ہے۔ جس کے اطوار کے وقت حاضرین اس کثرت سے تھے کہ صرف قاضیوں کو گنا تو سنی تھے۔

توضیح

تو کہے گا اكلت السمكة حتى راسها (سین کے ضمہ، نصب اور جر کے ساتھ) بہر حال ضمہ تو اس بنا پر کہ حتى ابتدا کیلئے ہوا اور خبر محذوف ہو اكلت کے قرینہ سے اور وہ ما كول ہے اور بہر حال فتح اس طور پر کہ حتى عطف کیلئے ہوا اور یہ ظاہر ہے اور تیسرا وہ تو بہت ہی زیادہ ظاہر ہے اور فراء کہتا تھا کہ میں مردوں کا اور میرے دل میں حتى کے بارے میں کچھ ضرور ہو گا جو نہ کہ حتى رفع بھی دیتا ہے نصب اور جر بھی۔

فائدہ :- لفظ حتى بقول فراء عجیب چوں چوں کا مرہبہ ہے۔ عمل کی تین ہی صورتیں ہیں رفع، نصب، جر حتى کا ابدال مرفوع، منصوب، مجرور تینوں طرح آتا ہے گویا حتى رافع بھی ہے ناصب بھی ہے جار بھی ہے۔ بصورت رفع حتى ابتداء ہے ہوتا ہے جبکہ بعد از مرفوع جملہ کا آغاز ہوتا ہے حتى ابتداء جملہ اسمیہ، فعلیہ مضارع یا ضویہ تینوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے گذشتہ مثال میں حتى راسہا ای ما كول۔ ثانی جیسے قول باری عزاسمہ حتى يقول الرسول، برفع يقول علی قراۃ نافع، ثالث جیسے آیت حتى عفوا، ابن مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات میں حتى حروف جر ہے۔ اور اذا اور ان جو ان میں مضمر ہے وہ مجرور ہے مگر اکثر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ دوسری صورت عطف کی ہے۔ حتى عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کبھی قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ حتى کے ساتھ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے نحویان کو فہ نے اس کا انکار کر دیا حتى عاطفہ بمنزلہ واو عاطفہ کے ہوتا ہے لیکن تین اعتبار سے فرق ہے پہلا فرق یہ ہے کہ حتى کے معطوف کیلئے تین شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ اسم ظاہر ہو مضمر نہ ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ما قبل جمع ہو اور معطوف اس کا بعض ہو۔ یا حتى کا معطوف کل کا جز ہو یا مثل جز ہو۔ ثالثاً اول کقولک قدم الحاج حتى المشاة، والثانی کقولک اكلت السمكة حتى راسها، والثالث کقولک اجبتی الجارية حتى حدیثها۔ ان تینوں شرطوں کو یوں تعبیر کرو کہ حتى وہیں داخل ہو سکتا ہے جہاں استثناء کرنا صحیح

ہو جہاں استنار صبح نہ ہوگا وہاں حتی کا آنا بھی صحیح نہ ہوگا۔ سوم یہ کہ حتی کا معطوف اپنے ماقبل کیلئے غایت ہوتا ہے۔
امانی زیادة و نقص فالاول نحو مات الناس حتی الانبياء والثانی نحو زارک الناس حتی الحجابون وقد اجتماع فی قولہ
شعر : قہرنا کم حتی الکماۃ فانتم
تہا بوننا حتی بیننا الا صاعرا
دوسرا فرق یہ ہے کہ حتی کے ذریعہ سے جملہ کا عطف نہیں ہوتا کیونکہ حتی کے معطوف کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے
ماقبل کا جزو ہو یا مثل جزو ہو (کما قدمنا) ولایتا فی ذلک الانی المفردات۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ جب حتی کے ذریعہ
کسی مجرور پر عطف کیا جائے گا تو جار کا اعادہ ضروری ہوگا۔ فتقول مررت بالقوم حتی بزیء۔ تیسری حالت
جر کے ہے، حتی جارہ تین معنی کیلئے آتا ہے۔ ۱۔ مرادف الی جیسے آیت لن نبرح علیہ ما فین حتی یرجع الینا
موسى یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک۔ ۲۔ مرادف کنی جیسے آیت ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردکم۔ ۳۔ مرادف
الا جیسے آیت والیعلمان من احدہ حتی یقولا۔

الف فی الماء واست فی السماء

ناک پانی میں اور سرین آسمان میں

یہ ایک کبریات ہے جو ایسے شخص کیلئے بولی جاتی ہے جو ذی وقار نہ ہو اور اپنے آپ کو صاحب عزت خیال کرتا ہو جیسے
ہمارے یہاں کہا جاتا ہے رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں مخلوں کے
کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر دیکھتے ہیں جھونپڑوں میں بیٹھ کے مخلوں کے خواب

سمع المامون یوما بعض الکنا فین وهو یقول وکان ما زانی مرکبة : لقد سقط هذا من عینی
من حین غدر باخیه، فقال المامون، هل لی من یشفع لی الی هذا الرکس لا سرفع الی
(نفس) عینی بعد سقوطی ؟

لغوی تحقیق

الف : ناک۔ ج آفات۔ الف کل شیء، ہر چیز کا ابتدائی حصہ۔ الف الجبل : پہاڑ کا ٹکڑا ہوا
گوشتہ۔ الماء : پانی۔ اصلہ موء۔ ج میاء، امواہ۔ ماہ (ن) مونہا الرطل، پانی پلانا۔ الشیء
بالشیء، ملانا۔ است : سرین۔ السماء : آسمان۔ ج سموات۔ سما دن، سموا، بلند ہونا۔ المامون : ابو العباس عبداللہ
بن ہارون رشید۔ پیدائش سن ۱۷۰ میں ہارون کے خلیفہ ہونے کے دن میں ہوئی۔ ہارون نے تیرہ سال کی عمر
میں امین کے بعد ولی عہدی کا فرمان لکھا اور اسے خراسان کا مستقل حاکم بنا دیا۔ مامون حملہ خلفاء عباسیہ
میں حلم و عفو میں بے نظیر تھا، علم سے بہت زیادہ دل چسپی تھی اس لئے ہمیشہ اپنے ساتھ اہل علم کی ایک جماعت

رکھتا تھا اور ان سے علمی مباحثہ کیا کرتا تھا۔ ۸۴ سال کی عمر میں ۱۸۵۷ء میں انتقال ہوا اور طرطوس میں دفن کیا گیا۔
 مدت خلافت ۲۰ سال ۵ ماہ تین دن رہی۔ الکنا فین۔ ای اصحاب الکنا فین بمعنی بھنگی۔ کنت (ن) الدار: گھر میں یا خانہ
 بنانا۔ الکثیف: پاخانہ۔ جانوروں کا باڑہ۔ ج کنت۔ وہو یقول: ہو کا مرجع بعض ہے اور کان جملہ حالیہ ہے اور کان
 کی ضمیر مامون کی طرف راجع ہے۔ مارا صیغہ صفت ہے۔ مز (ن) مروزا: گذرنا۔ فی مرکبہ: سواری۔ ج مرکب
 ركب (س) رکوبا: سوار ہونا۔ ص راکب۔ ج رکبان۔ سقط وہو یقول کا مقولہ ہے۔ (ن) سقوطا: گرنا میں یعنی
 میری نظروں سے گزر گیا یعنی حقیر ہو گیا۔ ساقط، فرومایہ۔ ج سقطا۔ حین، وقت۔ ج احیان۔ جان (ن) وقت
 آنا۔ غدر (ن) س) غدرًا: خیانت کرنا۔ ص غادر۔ ج غدرۃ۔ یشفع (ن) شفاعۃ: سفارش کرنا۔ ص شفیع
 ج شفعاء۔ شفعاء، جوڑا کرنا۔ ارنیس، سردار۔ ج رؤساء، رؤس (ک) ریاستہ: رئیس ہونا (ن) سردار ہونا
 لارفع (ن) رفا، بلند کرنا (ک) رفعۃ، رفاعۃ: عالی مرتبہ ہونا۔

توضیح مامون نے ایک دن ایک بھنگی کو سنا کہ وہ بھنگی کہہ رہا ہے جبکہ مامون گذر رہا تھا اپنی سواری کے
 ذریعہ کہ یہ میری آنکھوں سے گزر گیا جب سے اس نے بیوفائی کی ہے اسے بھائی کے ساتھ تو مامون
 نے کہا کیا میرے لئے کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے لئے سفارش کرے اس سردار سے تاکہ میں اٹھایا جاؤں اس
 کی آنکھوں تک میرے گرنے کے بعد۔

فائل کا ۱۔ ہارون الرشید نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین، عبداللہ مامون، قاسم مومن کو یکے بعد دیگرے ولیعہد
 بنا کر دلی عہدی کے پیمان کو خانہ کعبہ میں رکھ دیا تھا۔ امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد
 بنا دیا اور حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور مامون و مومن
 کی دلی عہدی کے عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کے خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے امین کی طرف
 سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسیٰ تھا، اس نے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش علماء و فقہاء اور حجاج حج کعبہ کو حج
 کر کے کہا کہ ہارون نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت رکھ کر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا
 تھا کہ اگر اس کی خلافت ورزی ہو تو تم مظلوم کا ساتھ دینا۔ لہذا امین نے چونکہ ظلم کیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اس
 لئے ہم کو مامون کا ساتھ دینا چاہیئے، حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور امین کو خلافت سے معزول کر کے مامون
 کی خلافت پر بیعت کی، اہل مدینہ نے بھی یہی کیا۔ قصہ کوتاہ، مامون کی فوج نے اس کے غلام طاہر بن حسین اور
 ہرثمہ کی قیادت میں دونوں سمت سے آکر بغداد کا محاصرہ کر لیا، ہرثمہ سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب
 کر کے شہر پر پتھر برسائے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہو گئیں اور اہل شہر شدت محاصرہ سے
 تنگ آ گئے۔ امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کر لیا لیکن طاہر نے امان
 مسترد کر دی، امین نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہنچ
 کر اس کی حمایت میں آجائے۔ ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیج دیئے۔ امین

جس وقت قصر سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا تو ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے یہاں تک کہ کشتی ڈوب گئی ہر شے کو اس کے ساتھیوں نے نکالا۔ ۱۰ مین پانی میں تیر نے لگا اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اس کے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۵ھ میں ہوا ہے۔ عبارت: حین غدر باخیہ سے اسی کیطرت اشارہ ہے۔

الحلم

بردباری

برو باری خزانہ خردست : ہر کراہم نیست دیو و دوست

شتم رجل آباد سر الغفاری رضی اللہ عنہ فقال لہ ابو ذر: یا ہذا ان بینی و بین الجنۃ عقبۃ فان انا جزتھا فواللہ ما ابالی بقولک وان ہو صدق فی دوشھا فانی اھل لا شد مما قلت لی۔
(ج) (ن) (ن) (ن)

لغوی تحقیق

الحلم رک، علما: بردبار ہونا، متحمل المزاج ہونا۔ حلم۔ ج احلام: خواب۔ آبادر، جندب بن جنادہ متوفی ۳۲ھ جلیل القدر صحابی ہیں متقی اور زاہد تھے۔ ضرورت سے زائد مال جمع کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ الغفار۔ قبیلہ بنو غفار کیطرت منسوب ہے۔ عقبہ، دشوار گزار گھاٹی۔ ج عقاب۔ جز تہا دن، جوڑا، جواڑا، اگر جانا۔ ما ابالی۔ مبالاۃ: پرواہ کرنا۔ صدق دن، صدقاً، روکنا۔

توضیح

ایک شخص نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فلاں! بیشک میرے درمیان اور جنت کے درمیان ایک دشوار گزار گھاٹی ہے، اگر میں اس سے آگے بڑھ جاؤں تو اللہ تمہاری باتوں کی پرواہ نہیں، اور اگر اللہ نے مجھے روک دیا اس سے اصرار ہی تو میں اس سے زیادہ کالائق ہوں جو تو نے میرے حق میں کہا۔

روی الطبرانی وابن حبان والبیہقی عن اجل احبار الیہود الذین اسلموا ان قال لم یبق من علامات النبوة شی الا وقد عرفته فی وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبہما منہ یسبق حلمہ وجہلہ ولا یزید شدۃ الجہل علیہ الاحلام فکنت التطف لہ لان اخلطہ فاعرف حلمہ وجہلہ فأتبع منہ تم الی اجل فاعطیت الثمن فلما کان قبیل محل الاجل بیومین او ثلاثۃ اتیتہ فآخذت بمجامع قمیصہ ورددائہ ونظرت الیہ بوجہ غلیظ، ثم قلت: الا تقضینی یا محمد بحق؟ فواللہ انکم یا بنی عبد المطلب ذو ومطل، فقال عمر: ای عدو اللہ! اتقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسمع؟ فواللہ لولا ما أحاذر

قربہ لظہیت بسیفی رأسک، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنظر عمرؓ فی سکون و تودۃ و تبسم ثم قال، انا وھولنا احویح الی غیر ھذا امنک یا عمر! ان تا مرنی بحسن الاداء و تامرۃ بحسن التقاضی، اذ ھب بہ فاقضہ و بنزدۃ عشرين صاعاً مکان منّا عنہ، فقلت یا عمر! کلّ علما مات قد عرفتھا فوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لکم اُخبرنما بسبق حملہا جملہ و لا یزیدہ شدۃ الجہل علیہ الا حلمہ فقد اُخبرننما انہ لافی ضیت باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بمحمد نبینا۔

توضیح

طبرانی ابن حبان اور بیہقی نے نقل کیا ہے ان یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اس عالم نے کہا نبوت کی علامتوں میں سے کوئی چیز نہیں باقی رہی مگر یہ کہ میں اسے بچانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں، جب میں نے انکی طرف دیکھا مگر دو علامتیں میں ان پر باخبر نہیں ہو سکا۔ ان میں سے ایک یہ کہ ان کی بردباری ان کے جہل پر سبقت کرے گی۔ دوسرا یہ کہ جہل کی زیادتی ان پر نہیں اضافہ کرے گی مگر بردباری میں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا تاکہ ان کے ساتھ مل جل کر رہ سکوں پھر میں انکی بردباری کو پہچان لوں۔ میں نے ان سے کچھ کچھ خریدی ایک مدت متعین کر کے، میں نے انھیں قیمت دیدی۔ مدت کے ایک دو روز پہلے ہی میں ان کے پاس آیا اور میں نے عام مجمع میں ان کے گریبان اور چادر پکڑ لیا اور میں نے انھیں ترش روئی سے دیکھا پھر میں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرے گا۔ قسم خدا کی بیشک تم لوگ اے عبدالمطلب کی اولاد ڈال مٹاؤ والے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں کہہ رہے ہو میں سن رہا ہوں۔ قسم خدا کی اگر میں نہیں اندیشہ کرتا اس چیز کا جس سے قریب ہونیکا خطرہ ہے تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے حضرت عمرؓ کو خاموشی سنجیدگی اور ہمت کے ساتھ۔ پھر ارشاد فرمایا اے عمر میں اور وہ دونوں اس کے علاوہ کی جانب تمہاری طرف زیادہ محتاج تھے مین یہ کہ تو حسن ادا نیکی کا مجھے حکم دیتا اور اسے بہترین انداز میں تقاضے کا حکم دیتا اسے لے جاؤ اس کا حق ادا کرو اور مزید میں صاع دو اس سے لڑنے کے بجائے۔ تو میں نے کہا اے عمر تمام نبی کی علامتوں کو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں جب میں نے ان پر نظر ڈالی مگر دو چیزیں، ایک میں باخبر نہیں ہو سکا تھا کہ انکی بردباری ان کے جہل پر غالب ہے اور ان پر جہل کی شدت نہیں بڑھاتی مگر ان کی بردباری کی تو تحقیق کہیں ان دونوں سے عاجز ہو چکا۔ میں تمہیں گواہ بنانا ہوں کہ میں راضی ہوں اللہ سے رب ہونیکے اعتبار سے اور اسلام سے دین ہونے کے اعتبار سے اور محمدؐ سے نبی ہونیکے اعتبار سے۔

الطبع
لا یح کرنا

یَقَالَ إِنَّ اشْعَبَ مَرَّ يَوْمًا فَعَلَّ الصَّبِيَّانِ يَعْبَثُونَ بِهِ فَقَالَ لَهُمُ وَيْلَكُمْ سَأَلَمَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْتَرِقُ
مَرًّا مِنْ صَدَقَةٍ عَمَرَ فَمَرَّ الصَّبِيَّانِ يَعْدُونَ إِلَى دَائِرِهِ سَأَلَمَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعَدَا اشْعَبَ مَعَهُمْ وَقَالَ
مَا يُدْرِي مَا يَفْعَلُ لَعَلَّهُ يَكُونُ حَقًّا۔
(استغفار)

لغوی تحقیق

الطبع (لاپچ) (دس) فیه طعنا، لاپچ کرنا دک، طعنه، لاپچی ہونا۔ اشعب، ابوالعلاء ابن زبیر، ولادت
۱۱۱ھ حضرت عثمانؓ کے غلام تھے اور حسن قرارت اور عمدگی آواز میں اپنا ثانی نہیں رکھتے
تھے مگر حرص و لاپچ میں ضرب المثل تھے اور نکتہ آفرینی و حاضر جوابی میں یکمئلے روزگار تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان
سے کہا کہ تم نے کبھی میرے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا، انھوں نے جواب دیا کہ تیرا احسان ثواب کی نیت نہ رکھنے
والے کی طرف سے تھا اس لئے ناشکرے کے پاس پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے کل ۱۵۴ سال کی عمر پائی۔ الصبیان،
بچہ صبی، بچہ۔ یعبتون (دس) عبثا، بھیلنا، مذاق کرنا۔ عبث، بیکار۔ ویلکم۔ لفظ ویل دراصل کلمہ تحریر ہے جو بوقت
مصیبت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا۔ لیکن جب شکم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بد دعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ یہ نیکوہ ہونے کی صورت میں بھی مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر
ہو جیسے سلام علیک، یا بد دعا ہو کقولہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے
آیت یا ویلیاؤ الدوانا عجوز۔ اور شیخ ابن جان نے اپنی صحیح میں حدیث ابوسعید سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ویل جہنم
کی ایک وادی ہے۔ یہ عدم اضافت کی صورت میں اضممار فعل کی بنا پر منصوب اور ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے
اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنی مراد
نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لام لہ، لا اب لک، شککتہ امہ وغیرہ۔ سالم ابن عبداللہ بن عمر بن الخطاب
ابو عمرو القرشی المتوفی ۶۱ھ احد فقہاء المدینہ۔ تمر، کھجور۔ واحد تمرۃ ج تمر۔ تمرن، تمرنا۔ کھجور کھلانا۔
یعدون (دن) عدوا، دوڑنا۔ دار گھر۔ ج دوڑ، دیار، ادور۔ دار، دوڑا، دورانا، چکر لگانا۔ مایدرین، استغفار
ہے۔ دری (دس) دریا، درایت، جاننا۔ حقا (دن ص) ثابت ہونا۔ سج ہونا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن اشعب گذرا تو بچے اس سے کھیلنے لگے تو بچوں سے انھوں نے کہا تمہارا ناس ہو،
سالم بن عبداللہ حضرت عمرؓ کے صدقہ میں سے کھجوریں بانٹ رہے ہیں، تو بچے بھاگ کر جانے لگے حضرت
سالم کے مکان پر اور اشعب بھی ان کے ساتھ دوڑنے لگے اور کہنے لگے کیا پتہ شاید یہی سج ہو۔

توضیح

کَفَّ اللِّسَانَ عَنِ الْوُقُوعِ فِي عَرْضِ الْإِنْسَانِ

انسان کی بے عزتی سے زبان کا روکنا

مرزا آبرو سے برادر بگوائے کہ دہرت نرینہ و شہر آبروئے بہ بد گفتن خلق چوں دم زدی اگر راست گوئی سخن ہم بدی

لما دخل الحسن البصري على الحجاج فقال له، ما تقول في علي وعثمان؟ قال، اقول فيها كما قال من هو خير مني بين يدي من هو شر منك، قال، ومن ذلك؟ قال موسى وفرعون، فما بال القرون الاولى - قال علمها عند ربّي في كتاب -

لغوی تحقیق

کفت اللسان دن، عن الامر: باز رہنا۔ ۴۔ باز رکھنا۔ کفت، جھیلی۔ ج کفت۔ الوتورج۔ وقیعۃ فی فلاں، غیبت کرنا، عیب نکالنا، گالی دینا۔ وقوئا: گرنا۔ وقعا من کذا عن کذا، باز رہنا عرض: آبرو۔ ج اعراض۔ عرض: سامان۔ ج عروض۔ عرض (رض، عرضاً، پیش کرنا، دس، ظاہر ہونا۔ دخل (ن) دخولاً، داخل ہونا مانند رآنا۔ علیہ ملاقات کرنا۔ الحسن البصری، ابو سعید بن ابی الحسن یسار۔ پیدائش ۲۱ھ میں ہوئی اور وادی القری میں نشوونما پائی اور ستائیس میں بصرہ میں انتقال فرما گئے، ان کے جمیع اوصات ابن سعد نے ایک سطر میں جج کر کے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں "کان عالماً باریفاً ثقیلاً حجة مأموناً عادلاً اناساً کثیر العلم فصیحاً جلیلاً وسیماً۔ آپ عالم عالی مرتبہ، قابل اعتماد حجت، نیک شیر، عبادت گزار، دافر العلم، فصیح، خوبصورت اور خوش رو تھے۔ آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علوم باطنیہ سے بھی بھرپور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے نامور ارباب تصوف نے بھی آپ کا اسم گرامی جلی عنوان سے تحریر کیا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے ۱۳ صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ الحجاج۔ ابو محمد بن یوسف بن الحکم الثقفی۔ فرعون، عمالقہ شاہان مصر کا لقب ہے۔ جیسے کسریٰ ملوک فارس کا، قیصر ملوک روم کا، خاقان ملوک چین کا، تیج ملوک یمین کا، خیل ملوک عرب کا، نجاشی ملوک حبشہ کا، خلیفہ ملوک بغداد کا اور سلطان آل سلجوق کا لقب ہے۔ یہاں فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان ہے جو قبلی نسل سے تھا، اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر ناقل ہیں کہ تین سو سال تک اس کے سر میں درد تک نہیں ہوا۔ بال: حال۔ قرون جمع قرن، ایک گروہ کے بعد ایک گروہ، سینگ، آفتاب کی پہلی شعاع، بارش کا جھلا، سو سال کا زمانہ۔ قرن (رض، قرناً، ملی ہوئی سمجھو والا ہونا۔ ص اقرن، قرن۔ جب حن بصری حجاج پر داخل ہوئے تو حضرت حسن نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے حضرت علی اور حضرت عثمان کے بارے میں۔ حجاج نے کہا میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو کہا اس شخص نے جو تجھ سے بہتر ہے۔ اس کے سامنے جو تم سے بہتر ہے۔ حضرت حسن نے پوچھا اور وہ کون ہے تو حجاج نے کہا حضرت موسیٰ اور فرعون۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا اتنا فاما بال القرون الاولیٰ یعنی پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا علیہا عند ربی فی کتاب یعنی ان کا علم میرے رب کے پاس ہے رجسٹر میں۔

توضیح

نوع غریب من المسابة

بدکلامی کا نثری انداز

قال بعضهم، وجدت على قبر مكتوباً انا ابن من كانت الريح طوع امره يحبسها اذا شاء ويطلقها اذا شاء قال فعظم في عيني مصراع ثم التفت الى قبر اخر قبالته فاذا عليه مكتوب لا يغتر احد بقوله فما كان ابوه الا بعض الحدادين يحبس الريح في كبره ويتصوت فيها قال فجببت منهماً يتسائبان ميتين.

لغوی تحقیق

نوع: قسم۔ ج انواع۔ غریب: مسافر، اجنبی، غیر مانوس۔ ج عزباء۔ عزب (ن) غریبہ و عزباء: پردیسی ہونا، وطن سے ملیدہ ہونا۔ عزوبا الرجل: دور ہونا۔ النجم: ڈوبنا۔ دک: عزائب الکلام مخفی و پوشیدہ ہونا۔ مساجبہ: باب مفاعلت سے، باہم گالی گلوچ کرنا، باہمی گالی گلوچ۔ ست (ن) سبأ: گالی دینا۔ وجبت (ض) وجداد جدۃ و وجدانا، پانا۔ علیہ: ناراض ہونا۔ قبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ۔ ج قبور۔ تبرز (ن) قبراً، دفن کرنا۔ قبریۃ: قبر کا کتبہ، مکتوبہ (ن) کتابتہ: لکھنا۔ تصنیف کرنا، نقشہ وغیرہ بنانا۔ لہ: بکذا: وصیت کرنا۔ الشعلیہ: فرض کرنا۔ الریح: جمع ریاح۔ حج اراد حج۔ تیز ہوا۔ محسوس ہوا۔ راح یراح ریحا: تیز ہوا والا ہونا۔ دن، روحا، شام کے وقت آنا یا جانا۔ طوع، فرط نبرد۔ طاع (ن) طوعاً، الطاع، اطاع: تابعدار ہونا۔ اشارہ پر چلنا۔ امرہ: حکم۔ ج اوامر: کام۔ ج امور۔ امر (ن) امرأ: حکم کرنا۔ امرأۃ: تاملیر: حاکم بنانا۔ اختیار دینا۔ آمر: حکمراں۔ صاحب اختیار، امیر، شاہزادہ، حاکم، صدر۔ ج امراء: محبسہا (ض) حبس: قید کرنا۔ عن شئ: روکنا۔ الشئ: پورے طریقہ سے حفاظت کرنا۔ حبس: ج حبوس: محبس، محابس: قید خانہ۔ یطلقها: الاسیر، قیدی کو آزاد کرنا۔ طلق (ن) طلاق المرأة: عورت کا شوہر سے جدا ہونا۔ ص طالق: ج طلق۔ عظم دک: عظمت، بڑا ہونا، شاندار ہونا۔ ص عظیم۔ ج عطاء: بڑا، پر شوکت، عظیم الشان۔ عظم: بڑی۔ ج عظام۔ عین: آنکھ۔ ج اعین۔ چشمہ۔ ج عیون۔ ذات، شئ۔ ج اعیان۔ عان (ض) عینا: نظر لگانا۔ مصرعہ صرع (ن) صرعاً، مصرعاً، پچھاڑ دینا۔ لا یفتر۔ افتر واستغفر بکذا: دھوکہ کھانا۔ عثر: عثرۃ و عزارۃ الوجہ: خوبصورت ہونا۔ الحدادین: ج حداد: لوہار۔ کیر: لوہاروں کی وہ مشک جس سے وہ بھٹی دھوکے ہیں۔ ج اکیار، کیرہ۔

توضیح

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر پر یہ لکھا ہوا پایا کہ میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ ہوا جس کے تابع رہتی تھی وہ ہوا کورک لیتا جب چاہتا تھا اور چھوڑ دیتا تھا جب چاہتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میری آنکھوں میں اس کا پچھاڑا نہایت بھاری بھر کم معلوم ہوا پھر میں دوسری قبر کی جانب متوجہ ہوا جو اس کے سامنے تھی تو اس پر یہ لکھا ہوا کہ کوئی اس کی بات کیوجہ سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اس کا باپ ایک لوہار تھا کہ جو ہوا کو اپنی مشک میں محسوس کر لیتا تھا اور اس میں تصرف کرتا تھا۔ راوی کا بیان ہے میں نے ان دونوں پر تعجب کیا کہ دونوں مردے گالی گلوچ کر رہے ہیں۔

معنی قولہم فلان اشام مطویس

اہل عرب کے قول فلان اشام من طویس کا مطلب ہے

مطویس المغنی لان قال: وُلِدْتُ يَوْمَ تُوْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُطِمْتُ يَوْمَ تُوْنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَلَغْتُ الْحُكْمَ يَوْمَ قُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَتَزَوَّجْتُ يَوْمَ قُتِلَ عَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَاءَنِي وَلَدِي يَوْمَ قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَخْرِيَوْمَ مَاتَ الْحَسَنُ مَسْمُومًا قَالَ: وَمَا دُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ لَا تَأْمَنُوا مِنْ ظُهُورِ الدَّجَالِ.

لغوی تحقیق

اشام۔ اسم تفضیل ہے۔ شوم، دک، شامہ، نامبارک ہونا۔ طویس، طاؤس کی تصغیر ہے۔ (قالہ الجوهري) بمعنی مور۔ ج اطواس، طواویس۔ طاس (دن) طوسا۔ الوجه، خوبصورت ہونا۔ یہاں طویس سے مراد ایک گویا ہے۔ وُلِدْتُ۔ ولدت (رض) لِدَّةٌ ولادة، جننا۔ وُلِدَ، وَلَدَ، بچہ (مذکر و مؤنث) تُوْنِي۔ توفاه اللہ، موت دینا، وفات، موت۔ ج وفیات۔ فُطِمْتُ (رض) فطما۔ الولد: بچہ سے دودھ چھڑانا۔ فطم الرضيع: دودھ پیتا بچہ، دودھ چھڑانے کے وقت پر سبھ گیا۔ فطم: دودھ چھڑایا ہوا۔ ج فطم۔ الحکم (دن) حلما الصبی: بالغ ہونا۔ مسموماً۔ مسموم: زہر، سوئی کا ناکہ۔ ج شہام، مسموم۔ سَمَّ (دن) سَمًا: زہر دینا۔ سموماً۔ المریج جلستا۔ مادمت (دن) مس، دوما، دوا، ہمیشہ رہنا۔ اظہرکم۔ ج ظہر، پیٹھ۔

توضیح

وہ طویس گویا ہے چونکہ اس نے کہا کہ میں پیدا ہوا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور میرا دودھ چھڑایا گیا جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا، اور میں جوان ہوا جس دن حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا، اور میں نے شادی کی جس روز حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے اور میرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت علیؓ کا قتل ہوا۔ اور دوسرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت حسنؓ زہر کھا کر انتقال کر گئے اور طویس نے کہا کہ جب تک میں تمہارے درمیان ہوں گا، تم دجال کے ظہور سے مامون نہیں ہو سکتے۔

مَنْ قَالَ مَا لَا يَنْبَغِي سَمِعَ مَا لَا يَشْتَقِي

جو نامناسب بات کہے گا وہ نامناسب بات سنے گا

۱۔ بد مذہبوں کے زیر گردن گر کوئی میری سنے ۲۔ یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
يُرْوَى أَنَّ أَبَا دُلْفٍ قَصَدَ شَاعِرًا تَمِيمِيًّا، وَقَالَ لَهُ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ مِنْ تَمِيمٍ فَقَالَ أَبُو دُلْفٍ: تَمِيمٌ بِطَرَقِ اللُّؤْمِ أَهْدَى مِنْ الْقَطَاءِ ۖ وَلَوْ سَلَكَتُ سَبِيلَ الْهَدَايَةِ ضَلَّكَتُ

فقال له التیمی، نعم بئلك الهدایة جئت الیک فأخیمہا۔

لغوی تحقیق

یروسی، روایت، نقل کرنا، بیان کرنا۔ ص راو۔ ج رواۃ (س)، ریا، ریا من الما، سیرا ہونا۔ ص ریان۔ ج رواہ۔ ابو دلف، قاسم بن عیسیٰ بن ادریس محلی متوفی ۲۶۶ھ عرب کا امیر مامون الرشید کا مشہور سپہ سالار اور بہت سی خوبوں کا مالک تھا، کتاب البراءۃ، کتاب الصید، کتاب السلاح، کتاب النثر، کتاب سیاست ملوک وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ ایک بار معتمد کے سپہ سالار اعظم افشین نے ابو دلف پر ازراہ عداوت خون کا الزام قائم کر کے چاہا کہ اس کو قصاص میں قتل کر دے۔ احمد بن دؤاد دایوی جس کا رتبہ معتمد کے دربار میں وہی تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحییٰ بن اکثم کا تھا، اس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اسوار ہو کر افشین کے یہاں پہنچا، دیکھا تو جلا دتلوار لئے ہوئے ابو دلف کو قتل کرنے کے واسطے تیار ہے، جلدی سے آگے بڑھ کر افشین سے کہا، مجھ کو امیر المومنین نے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ تم ابو دلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کر دو اور حاضرین کو اس پر گواہ بنالیا کہ میں نے امیر المومنین کا پیغام پہنچا دیا اس کے بعد معتمد کے پاس گیا اور سارا ماجرا سن کر کچھ انگلی کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپ کی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا۔ معتمد نے آدمی بھیج کر ابو دلف کو بلایا اور اس کو رہا کر کے انعام بخشا۔ قصیدہ، قصیدہ (رض)، ارادہ کرنا۔ الشاء، قصائد بنانا۔ الیہ متوجہ ہونا۔ کسی کے پاس جانا۔ قصیدہ، لاسطی، سات یاد اس اشعار سے زائد نظم۔ ج قصائد، قصیدہ۔ طرق جمع طریق۔ راستہ۔ طرق (دن)، طرقا، طروقاً، رات کے وقت آنا۔ ص طارق۔ ج اطراق۔ الباب، کھٹکھٹانا۔ اطرار، راستہ سر جھکایا یعنی خاموش رہا اور سوچتا رہا۔ اللوم۔ لوم (دن)، لوما، ملا، ملائمہ، ملامت کرنا۔ ص لائم۔ ج لوام۔ ابھی زیادہ راہ یاب، ہدی (رض)، ہدایت، رہنمائی کرنا۔ ص ہاد۔ ج ہادۃ۔ ہادو۔ الغروس، دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا۔ استہاد، راہ پانا۔ ہدایت، تحفہ۔ ج ہدایا۔ قطار، ایک پرندہ ہے جس کو کوٹھختے ہیں۔ سلکت (دن)، سلوکا، راستہ چلنا۔ سلکت، راستہ۔ ج مسالک، سلک، لڑی ج سلوک۔ سبل۔ سبیل، راستہ۔ ج سبل۔ ضلت (رض)، ضلالا، ضلالۃ، گمراہ ہونا۔ ص ضلال۔ ج ضلال۔ ضلل، ضلال، ضلالۃ، گمراہی۔ فافحہ، فح (دن)، فحا۔ جواب سے ساکت ہونا، دک، نغمۃ، کالا ہونا۔ فح، فحیم، کوئلہ۔ فحہ، خاموش کر دینا۔ الجواب المغم، خاموش کن جواب۔

توضیح

امروسی ہے کہ ابو دلف کا ایک تیمی شاعر نے ارادہ کیا اور ابو دلف نے اس کے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا کہ تمیم سے، تو ابو دلف نے کہا۔ شعرہ تمیم کی گئی کی راہوں پر زیادہ ہدایت پاتے ہیں قطار پرندہ سے بھی، اور اگر وہ ہدایت کے راستہ پر چلیں تو گمراہ ہو جائیں گے۔ تو تیمی نے اس سے کہا ہاں ہی ہدایت میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اور اسے خاموش کر دیا۔

تنبیہ۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ جب سے میں نے تین باتیں حضورؐ سے سنی ہیں اس وقت سے میرے دل میں بنو تمیم کی محبت اور بڑھ گئی ہے (۱) حضورؐ نے فرمایا دجال کیلئے میری امت

میں سب سے زیادہ سخت بنو تمیم ہوں گے، حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی۔ آپؐ فرمایا اے عائشہ! اسکو آزاد کر دو کیونکہ یہ اولاد اسخیل سے ہے (۳) آپ کے پاس بنو تمیم کے صدقات آئے، آپؐ فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بنو تمیم کی وہ مذمت دور ہو جاتی ہے جو ان اشعار میں کی گئی ہے۔

تمیم بطرق اللوم ۛ ولو ان برغوثا علی ظہر قلبہ ۛ رأته تمیم من بعد لولت ۛ

نیز ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اناہتم سے زبرقان حصین بن بدر تمیمی کے متعلق دریافت کیا، اس نے ان کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ زبرقان نے اس کا رد کیا اور اپنی شرافت ظاہر کی۔ اس پر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: ان من البیان لسمو ۛ اسی طرح ایک مرتبہ احف بن قیس حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ گدے پر بیٹھنے کیلئے اشارہ کیا مگر یہ زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا کہ گدے پر کیوں نہیں بیٹھتے، انھوں نے کہا کہ قیس بن ماضم منقری نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ شاہ وقت کے پاس اتنی دیر مت بیٹھنا جس سے وہ تنگ دل ہو جائے اور اس سے اتنا قطع تعلق بھی نہ کرنا کہ وہ تجھے سجدہ دے، اور اس کے گاؤں تک یہ اور گدے پر مت بیٹھنا۔ نیز اس کے اور اپنے درمیان ایک دو آدمیوں کی جگہ چھوڑ کر بیٹھنا کیونکہ ممکن ہے اثناء مجلس میں کوئی ایسا شخص آجائے جو اس جگہ کے لائق تر ہو اور اس کی وجہ سے تمہیں اس جگہ سے اٹھنا پڑے۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا: لقد اوتیت تمیم الحکمۃ مع رقبۃ حواشی الکلام۔ اور یہ اشعار پڑھے۔ یا ایہا السائل عما مضی ۛ و علم ہذا الزمن العائب ۛ ان کنت تبغی العلم اداہ ۛ او شاہد بخیر عن عائب فاعبر الارض بسکناہا ۛ واعبر الصحاب بالعماہب۔

التضرع الی اللہ تعالیٰ شانہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ و زاری

فقیر و خستہ بدرگاہت آدم رھے ۛ کہ جزو عالمے تو ام نیست ہیج دست آویز

حکى ابراهيم بن عبد الله الخراسانى حجت مع ابي سنان الرشد، فاذا نحن بالرشيد واقف
حاسر حات على الحصباء وقد رفح يدي، وهو يرتعد ويبكى ويقول، يا رب انت انت، وانا انا -
انا العواد بالذنب وانت العواد بالمغفرة اغفر لى فقال لى ابنى، انظر الى جبار الاراض كيف يتضرع
الى جبار السماء -

التضرع۔ ضرع و تضرع، مگر گڑانا، اظہار عجز کرنا۔ تضرع الی اللہ: عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔
حکى۔ حکایت عنہ الکلام، نقل کرنا، الخبر بیان کرنا۔ علیہ۔ چغلوڑی کرنا۔ حکى، چغلوڑ۔ حجت۔

لغوی تحقیق

جج (دن، حجا، دلیل میں غالب آنا۔ الاماکن: زیارت کرنا۔ ص حاج۔ ج حجج، حجاج۔ سنۃ: سال۔ ج سنوات۔ الرشید۔ ہارون ابو محمد بن مہدی، خیزران کے بطن سے ۱۳۵ھ میں مقام رے میں پیدا ہوئے اور بادی کے انتقال کے بعد ربیع الاول ۱۳۵ھ میں ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور ۳۳ سال ۲ ماہ ۱۸ دن تک امور خلافت انجام دیئے۔ اور ۱۳ جمادی الثانیہ ۱۹۳ھ کو وفات پائی، اور طوس میں سپرد خاک کئے گئے۔ اس نے اپنے دور خلافت میں ۹ حج کئے اور ہر دفعہ اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہاء کو مع ان کے اہل و عیال لے گئے، جس سال حج کیلئے نہیں جاسکتے اس سال اپنے عوض تین سو آدمیوں کو بھیجتے۔ واقف (من، وقف، وقفا، وقوفا، مٹھنا علی الامر، مطلع ہونا۔ فی المسئلۃ: شک کرنا۔ عن الشئ: منع کرنا۔ ص واقف۔ ج وقف۔ حاسر دن، من حسوڑا: ننگے سر ہونا۔ البصر: نگاہ کا تنہک جانا (دن، من، حسر، الشئ: کھولنا (دس، حسرۃ: افسوس کرنا۔ حاف (دس) حیفا: ننگے پاؤں ہونا۔ ص حاف۔ ج حفاۃ۔ الحصباء: سنگریزہ، کنکر۔ حصب (دن، من) کنکری سے مانا۔ یرتعد: کانپنا، اضطراب کرنا (دن، رعد اور عودا۔ السحاب: بادل کا گر جنا۔ الرعد: بادل کی گرج۔ العواد۔ عادر دن، یعود عودا، لوٹنا۔ عیاد او عیادۃ۔ المریض، بیمار پر سی کرنا۔ المغفرۃ: بخشش۔ (من، غفرانا، مغفرۃ معاف کرنا۔ ص غافر۔ ج غفرۃ، غفار، غفور: بہت بخشنے والا۔ جبار: زبردست۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء جی میں سے ہے۔

توضیح | ابراہیم بن عبد اللہ خراسانی نے نقل کیا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ ہارون رشید کے حج کے سال حج کیا، ہم ہارون رشید سے ملے تو دیکھا کہ وہ کھڑا تھا ننگا سر ننگے پاؤں سنگریزہ پر اور اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا اور وہ کانپ رہا تھا اور رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے رب تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میں گناہوں کا عادی ہوں اور تو بخشش کا عادی ہے میری بخشش کر دے تو مجھ سے۔ میرا ابا جان نے فرمایا کہ دیکھ جبار ارض کو کیسے وہ گڑ گڑا رہا ہے جبار سماء کے سامنے۔

صَحْبَةُ الْاَحْلَاثِ

نوعمر وں کی صحبت

جو خواہی کہ قدرت بماند بلند دل اسے خواہد در سادہ رویاں مہند (سعدی)

عن ابی سعید الخدری، قال: رأیت ابلیس فی النوم وهو میتر عنی ناحیۃ فقلت تعالیٰ فقال: اتی شیء عملکم؟ انتم طرحتم عن نفوسکم ما اخادع بہ الناس، قلت ما هو؟ قال: الدنیا فلما دلی التفت الی فقال: غیر ان لی فیکم لطیفۃ، قلت ما هی؟ قال صحبۃ الاحداث۔

لغوی تحقیق

صحبتہ: صحب (دس) صحبتہ: ساتھی ہونا۔ صاحب: ساتھی، مالک۔ ج صحب: اصحاب۔ صحابہ: صحبان۔ حج اصحاب۔ صحابہ وہ حضرات ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بحالت ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ احداث: جمع حدث: نوجوان، نوجو۔ حدث (ک) حادثہ: نیا ہونا، نوجو ہونا (ن) حدثاً: پیدا ہونا، پیش آنا۔ حدث عن فلان، روایت کرنا۔ احداث: دستحد: ایجاد کرنا۔ حدث: پاخانہ۔ ج احداث: حادثہ، مصیبت۔ ج حوادث: ابوسعید بغدادی مدرس مدرسہ نظامیہ جن کو لان التصوف کہا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے تصوف میں چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصریؒ کو دیکھا ہے اور بشر حافیؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ توفی فی اواخر قرن الخامس من الهجرة۔ الخزاز: ریشم فروش۔ خز: ریشم ج خروز۔ النوم: نام نیا، اونگھنا، سونا۔ ص نام: ج نیام، نوم۔ میر: مردن، مروڑا، گذرنا۔ ناحیہ: جانب، کنارہ۔ ج نواحی: تعالٰی۔ بفتح لام۔ بمعنی ہلک۔ اگر اس کے ساتھ ضمیریں ہوں تب بھی لام مفتوح ہی رہتا ہے۔ فیقال تعالٰی یا رجل، تعالٰی یا رجلان، و رہماضمت اللام مع جمع المذکر و کسرت مع المؤنث۔ طرحاً: طرحاً، پھینک دینا۔ مطرح: ڈالنے کی جگہ۔ ج مطرح: نفوسکم۔ جمع نفس، روح۔ نفس (ک) نفاسہ: مرغوب ہونا۔ (ن) نفساً، بعین، نظر بد لگانا۔ نفست (دس) نفساً، نفاساً المرأة: زچہ ہونا۔ نفس، سانس۔ ج انفاس اخادع۔ خدا عا و خدع (ف) خدعاً: دھوکہ دینا۔ ص خادع۔ الدنیا۔ دنی۔ دنی (دس) دنیا، کمینہ ہونا۔ ص۔ دنی۔ ج ادنیار۔ دنا (ن) دنوا: قریب ہونا۔ دنی: پیٹھ پھیرنا۔ لطیفہ: ہنکتہ۔ ج لطائف۔ لطف (ک) لطافۃ: بابک ہونا۔ ص لطیف۔ (ن) لطفاً: مہربان ہونا۔

توضیح

ابوسعید خزاز سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا وہ مجھ سے ایک کنارہ ہو کر گذر رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ آ، تو اس نے کہا کہ کون سی چیز میں تمہارے ساتھ کروں تم نے اپنے پاس سے پھینک دیا اس چیز کو کہ میں جس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ وہ کیل ہے کہا کہ دنیا۔ تو جب وہ پیٹھ پھیرا تو میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ مگر میرے لئے تمہارے اندر ایک لطف کی بات ہے، میں نے کہا کہ وہ کیل ہے۔ اس نے کہا نوجوؤں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا۔

يجب على السائل ان يتفكر في سؤاله

سائل پر ضروری ہے کہ وہ اپنے سوال میں غور و فکر کرے

سخن داں باندیشہ راند کلام کہ بے فکر باشد سخن نام تمام

وَحَلَّ بَشَارَةُ عَلِيٍّ الْمَهْدِيِّ وَعِنْدَهُ خَالُهُ يَزِيدُ بْنُ مَنصُورٍ الْحَمِيرِيُّ فَأَنْشَدَهُ قَصِيدَةَ مِيدَحِهِ

بہا فلما اتھا قال لہ یزید ما صننا عتاک ؟ ایہا الشیخ ، فقال لہ اقلب اللؤلؤ۔ فقال المہدی
اتہزأ بنحالی ؟ فقال یا امیر المؤمنین ! ما یکون جوابی لہ ؟ وہو یرانی شیخاً اعلیٰ ، ینشد شعراً
فضلیک المہدی واجاً نراء۔

لغوی تحقیق

یحب (من) وجوباً الشئ : لازم ہونا۔ يقال وجب البیع : بیع لازم ہو گئی۔ السائل (من) سوال کرنے والا
من سائل۔ ج سائل۔ مسئلہ : حاجت ، مطلب۔ ج مسائل۔ سوال۔ ج اسئلہ۔ یتکلم (من) نکلا ، دو
تفکری الامر : غور کرنا ، سوچنا۔ فکر۔ ج افکار۔ بشار۔ ابو العاذ بن برد ، مولود ۷۵ھ ، متوفی ۱۳۸ھ دولت عباسیہ دہلیویہ
کا مشہور مخضرمی شاعر ہے ، مادر زاد نابینا تھا ، اس کی آنکھ کی پتلیاں ابھری ہوئی تھیں اور ان پر سخت گوشت
چڑھا ہوا تھا۔ فکان اقبح الناس عی کلام منشور۔ مزدوج ، مسجع اور اشعار میں تقفین ، توسع ، تصوف ، ابداع
ہر صنف میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ المہدی۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی جعفر منصور۔ مولود ۲۷۵ھ متوفی ۲۹۹ھ۔
سائے ذکرہ ان شاعر اللہ۔ خال : ماموں۔ فانشده الشعر بڑھنا۔ بالقوم : ہجو کرنا۔ نشد (من) نشد الفضلہ :
گشودہ کو تلاش کرنا۔ یمدحہ (من) مدحاً : تعریف کرنا۔ صناعتک : صناعت ، پیشہ ، کاریگری۔ ج صنائع۔ صنع
دن ، صنعا الشئ : بنانا۔ الیہ : احسان کرنا۔ الشج : بوڑھا۔ ج شیوخ ، اشیاء۔ ج مشائخ۔ شیخ کا اطلاق
ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو لوگوں میں علم و فضل کے اعتبار سے بڑا ہو چاہے عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ شاخ (من)
شیخاً۔ شیوخہ : بوڑھا ہونا۔ اقلب الشئ : سوراخ کرنا۔ الخم : چلنا۔ الدر : روشن ہونا۔ بنجم ثاقب : جھکدار ستارہ
ثقب : ستارہ۔ ج الثقب ، ثقب۔ اللؤلؤ : موتی۔ ج لآلی اتہزأ (من) ہنزأ و اتہزأ واستہزأ : ہٹھکا کرنا جوابی
ج اجوبہ۔ ضحک (من) ضحکاً ، ہنسنا۔ السحاب : بادل کا چمکنا۔ الضحاک : بہت زیادہ ہنسنے والا ، درمیان راستہ
اضحک۔ جس پر ہنسی آئے۔ ج اضاحیک۔ اجازہ : انعام دینا۔ الشئ : جائزہ کرنا۔ جائزہ علیہ بخشش۔ ج جوائز۔
بشار مہدی پر داخل ہوا اور مہدی کے پاس مہدی کا ماموں یزید بن منصور حمیری بھی تھا۔ بشار
نے مہدی کو قصیدہ سنایا۔ مہدی کی اس کے ذریعہ تعریف کر رہا تھا تو جب اس نے مکمل کر لیا تو
اس سے یزید نے کہا کہ تیرا کیا مشغلہ ہے اسے بوڑھے تو بشار نے جواب دیا کہ موتی میں سوراخ کرتا
ہوں تو مہدی نے کہا کہ کیا تم میرے ماموں کے ساتھ مذاق کرتے ہو ؟ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرا
کیا جواب ہو گا ان کیلئے وہ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ بوڑھا اندھا شکر کہہ رہا ہے تو مہدی ہنس پڑا اور اسے انعام دیا۔

توضیح

کلام العرب خال عن الحشو

اہل عرب کا کلام خشو و زائد سے خالی ہے

رودی ان ابا العباس الکندی المتفلسف ركب الى المبرد ، قال : انی اجد حشواً فی کلام العرب ،

اُجد العرب تقول عبد الله قائم ثم تقول ان عبد الله لقائم ومعنى الجميع واحد فقال المبادر بل المعاني مختلفة لاختلاف الالفاظ فقولهم عبد الله قائم اخبار عن قيامه وقولهم ان عبد الله قائم جواب عن سوال سائل متردد، وقولهم ان عبد الله لقائم جواب عن انكار منكر لقيام

لغوی تحقیق

کلام۔ کلمہ۔ کلمہ: زخمی کرنا۔ اس کا مادہ کلہ ہے۔ کلام کو کلام اسلئے کہتے ہیں کہ اس سے بسا اوقات دل زخمی ہو جاتے ہیں۔ چھری کا تینوں تلوار کا زخم بھرا: لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا۔ عرب مراد باشندگان عرب ہیں۔ عرب (رک) عربا عربا و عروبة: فصیح عربی بولنا، فصیح عربی ہونا (رض)، عربا۔ الطعام، کھانا (س)، عربا۔ العدة۔ معدہ کا فاسد ہونا۔ عرب الکتاب و نحوہ: عربی میں ترجمہ کرنا۔ اعراب الکلام: فصاحت سے نہ بولنا۔ الکلمۃ، اعراب لگانا۔ خال: اسم فاعل ہے۔ خلای خلوا خلوا: خالی ہونا۔ خلوة: تنہائی اختیار کرنا۔ الحشو: بے ضرورت کلام میں زیادتی کرنا۔ مروی (رض) روایت، نقل کرنا۔ راوی: ج رواد (س)، ریا: من الماء، سیراب ہونا۔ ص ریان: ج رواء (س) رکب: سوار ہونا۔ رکب: ج رگبان۔ البر: ابو العباس محمد بن یزید ازدی سن ولادت ۱۸۵ھ سن وفات ۲۸۵ھ آپ نے ابو حاتم سجستانی، ابو عثمان مازنی، ابو عمر جرمی وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل کیا لیکن اساتذہ میں مازنی کو سب سے زیادہ مانتے تھے۔ موصوف نے کتاب سیبویہ جرمی سے شروع کی اور مازنی سے فاتح فراغ پڑھا۔ مبرو مناظر فصیح و بلیغ لطیف و ظریف بھی تھے۔ یہ ہمیشہ ثعلب سے مناظرہ کی تاک میں لگے رہتے تھے مگر ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا۔ کتاب الکامل الروضۃ، القوانی وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

توضیح

مروی ہے کہ ابو العباس کندی متفلسف مبرو کے پاس سوار ہو کر آیا اور کہا کہ میں اہل عرب کے کلام میں حشو پاتا ہوں، عرب کو یہ کہتے ہوئے پاتا ہوں عبد اللہ قائم ”مجھ پر وہ کہتے ہیں“ ان عبد اللہ لقائم اور تمام کے معنی ایک ہیں تو مبرو نے جواب دیا کہ منہیں بلکہ معانی الگ الگ ہیں الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے تو ان کا قول عبد اللہ قائم خبر و نیل ہے اس کے قیام کی اور ان کا قول ان عبد اللہ قائم جواب ہے تردد کرنے والے سائل کا اور ان کا قول ان عبد اللہ لقائم جواب دینا ہے اس کے قیام کے منکر کے انکار کا۔

طول الامس

امید کی درازی

ہر کرا خواجگہ آخر بد و مشت خاک است: گوچہ حاجت کہ بر افلاک کشد ایوان را

اكان طاشکین قد جاوز تسعين سنة، فاستأجرا رضاء وقفا مدة ثلاث مائة سنة، علا جانب دجلة ليعمرها دأرا، وكان في بغداد رجل محدث يحدث في الحلق ليسيئي فليته، فقال:

یا اصحابنا: نہتکم مات ملک الموت، فقالوا کیف ذاک فقال طاشکین عمرہ تسعون سنۃ وقد استأجرا رضا ثلاث مائة سنۃ، فلولم یعلم ان ملک الموت قد مات، ما فعل هذا، فتصالحا وحقا.

لغوی تحقیق

طول (دن) طولا: لمبا ہونا۔ علیہ: غالب ہونا، فخر کرنا، احسان کرنا۔ ص طویل۔ طوال و طیال۔
الآمل، امید۔ ج آمال۔ الملاء۔ الملاء: امید کرنا۔ تامل الامر فیہ: غور کرنا، دیر تک سوچنا۔
طاشکین: عراقی امیر حاج۔ مولود سلسلہ لقب مجیر الدین ہے، اس نے اپنی زندگی میں انتیس سو چھ تھے نہایت
بہادر، سخی، بردبار اور کم گو شخص تھا، ایک ایک ہفتہ گزر جاتا مگر بات نہیں کرتا تھا۔ فاستأجرا کرایہ پر لینا۔ اجرا۔
دن، ص، اجرا، بدلہ دینا۔ اجیر، مزدور۔ ج اجراء۔ آرضا، زمین۔ ج اراض، اروض۔ وجہ، عراق کا مشہور
دریا جس پر شہر بغداد واقع ہے۔ لیعمرہ۔ عمر (دن) عمر۔ المنزل بالہم: آباد ہونا۔ المنزل۔ آباد کرنا۔ خلق، مخلوق
ج خلائی (دن) خلقا، پیدا کرنا۔ نہتکم۔ مضارع جمع متکلم ہے: مبارکباد دینا۔

توضیح

طاشکین نوے سال سے تجاوز کر گیا تھا تو اس نے ایک موقوفہ زمین تین سو سال تک وجہ کے
کنارے کرایہ پر لی تاکہ وہاں گھر بسائے اور بغداد میں ایک محدث لوگوں کے سلسلے حدیث بیان کیا
کرتے تھے، نام ان کا فقیہ تھا تو انھوں نے فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! میں تمہیں خوشخبری سناتا
ہوں کہ ملک الموت مر گیا تو تلامذہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ طاشکین کی عمر نوے سال کی ہے اور اس
نے ایک زمین تین سو سال تک کرایہ پر لی ہے، تو اگر وہ نہ جانتا کہ ملک الموت مر گیا تو ایسا نہ کرتا، تو ان کے
تلامذہ ہنس پڑے۔

نصیحة السلطان ولزوم طاعته

بادشاہ کی خیر خواہی اور اس کی اطاعت گزاری

روى الشعب عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال لي ابي اري هذا الرجل (يعني عمر بن الخطاب)
يستفهمك ويقدمك على الاكابر من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم واني موصيك بمخلال
اربع لا تقسرين له سرّاً ولا يجربن عليك كذباً ولا تطوعن عند نصيحتته ولا تقعن بن عند
احداً: قال الشعبي، فقلت لابن عباس كل واحدة خير من الف قال: اي والله ومن عشرة اولاد

لغوی تحقیق

نصیحة۔ اسم مصدر ہے: خیر و صلاح کی طرف بلانا، اور شر و فساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ نصیح
دن، نصیحا: نصیحت کرنا۔ ص ناصح۔ ج نصیح، نصیحت۔ ج نصیحا۔ نصوفاً، خالص ہونا۔
پختہ تو بہ کرنا۔ السلطان: بادشاہ۔ ج سلاطین۔ لزوم (دس) لزوماً، لازماً، واجب کرنا۔

الامر، حکم واجب ہونا۔ طاعتہ: فرمانبرداری۔ طوع، طاع، طیع: فرمانبرداری۔ طوعاً، فرمانبرداری ہونا۔ طائع: طوع ج طوع۔ الشی: ابو عمر بن شراحیل، جلیل القدر تابعی اور مشہور محدث ہیں، انکو پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے، عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ، حجاز میں شیعہ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا، خود فرمان کرتے تھے کہ میں سال سے آج تک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کلمہ مجھے علم نہ ہو۔ صحابہ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہ بھی شریک درس ہوتے تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے امام اعظم کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے انکو علم حاصل کرنا شوق دلایا تھا اور امام صاحب برسوں ان کے حلقہ درس میں شریک رہے۔ آپ سلمہ میں پیدا ہوئے اور سلمہ میں وفات پائی۔ وقیل وذلانی خلافت عمر ۳۲ و مات سلمہ۔ ابن عباس: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال پیشتر پیدا ہوئے اور صغیر ہی میں علم و فضل کے اعتبار سے ائمہ مجتہدین میں شمار ہونے لگے، وفور علم اور کثرت فہم کی وجہ سے آپ کو جبر اللہ کہا جاتا ہے۔ جو احادیث آپ سے مروی ہیں انکی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے، توفی ۳۸ھ۔ یستفک الامر: دریافت کرنا۔ فہم (ہم)، فہما: سمجھنا۔ فہم: سمجھ۔ ج انہما: فہیم۔ سمجھا۔ ج فہما: الاکابر۔ اکبر (اسم تفضیل) کی جمع ہے۔ کبر (ک) کبراً، مرتبہ میں بڑا ہونا۔ ص کبر۔ ج کبراً، کبار۔ علیہ الامر: دشوار ہونا۔ (س) کبراً، عمر رسیدہ ہونا۔ کبر: غرور۔ کبر: شکی کا بڑا حصہ۔ موصیک۔ البصاء: وصیت کرنا۔ وصیتہ ج وصایا۔ وصی: وصیت کرنے والا۔ ج اوصیاء۔ بخلاف۔ جمع خلۃ: دوستی، عادت۔ خلۃ: دوست۔ ج اخلاف۔ خلیل: خالص دوست۔ ج اخلاء، خلآن۔ لاجبر بن۔ تجربہ: آزمانا۔ کذباً (رض)، جھوٹ بولنا۔ ص کاذب۔ ج کذب، کذبہ، جھوٹ بات۔ ج اکاذیب۔ کذب: بڑا جھوٹا۔ ج کذبان لا تطو (رض)، طیا۔ الحدیث: بات چھپانا۔ لا تغتابن۔ اغتبا: پیچھے بدگوئی کرنا۔ ای بکسر ہمزہ وسکون یا حرف جواب ہے بمعنی نعم۔ علماء نحو کا قول ہے کہ یہ مجز اس کے کہ قسم سے پہلے آئے اور کسی موقع پر نہیں آتا مگر ابن حبان نے کہا ہے کہ استفہام کے بعد بھی آتا ہے جیسے آیت ویستوبک الحق ہو قتل ای ورنی۔

توضیح شعبی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے فرمایا کہ میں اس شخص کو (مراد لے رہے تھے حضرت عمرؓ کو) دیکھتا ہوں کہ وہ تجھ سے رائے لیتے ہیں اور تمہیں مقدم رکھتے ہیں اجلہ صحابہؓ پر اور میں تمہیں چار خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں اس کے راز کو کبھی نہ ظاہر کرنا، اور کبھی بھوٹ کے ذریعہ تجھے وہ نہ آزمائے، اور تو نہ پلینا (چھپانا) اس سے اسکی خیر خواہی کو، اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ شعبی نے کہا کہ تو میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ ہر بات ایک ہزار روپے سے بہتر ہے تو کہا قسم خدا کی دس ہزار روپے سے بہتر ہے۔

المهزل
مذاق

۷ بیت من بیت نیست اقلیمست † ہزل من ہزل نیست تعلیمست (رومی)

مخبر عن الشعب انه حضر وليمة بعض ولاة المدينة وكان رجلاً بغيلاً فدعا الناس ثلاثة ايام
وهو يجتمعهم على ما نكده فيها جدى مشوى فيجمع الناس حوله ولا يمسه احد منهم لعلمهم بفيله
واسعوب كان يحضر مع الناس ويرى الجدى فقال في اليوم الثالث زوجته طالق ان لم يكن
عمر هذا الجدى بعد ان ذبح وشوى اطول من عمره قبل ذلك.

لغوی تحقیق

الہزل (رض) ہزل فی کلامہ: ٹھٹھا کرنا، بکواس کرنا۔ الہزالۃ: خوش طبعی۔ البیہزلۃ: بڑا بھٹکا
حکایۃ: حکایت۔ عنہ الکلام: نقل کرنا۔ الخبر: بیان کرنا۔ بستانا: ذکر کرنا۔ حضر (ن)
حضور: موجود ہونا (س) المجلس: حاضر ہونا۔ عن المكان: منتقل ہونا۔ حضرة الامر: دل میں گذرنا۔ ولیمۃ: ہونہ
کھانا جو کسی خوشی کے موقع پر کھلایا جائے۔ ج و لائم۔ ولایۃ: جمع والی، حاکم۔ مدینۃ: شہر۔ ج مدن۔ یہاں مراد مدینہ
منورہ ہے جس کا نام عبرت نبوی سے قبل یشرب تھا۔ بخیلاً: بکھوس۔ ج بخلاء۔ بخل (س) بخیلاً (ک) بخلاً: بخیل ہونا۔
بکھوس ہونا۔ فدعا (ن) دعوت: کھانے کے لئے بلانا۔ دعاؤ: پکارنا۔ صفت۔ داعی۔ ج دواعۃ۔ لہ: دواعیٰ خیر
کرنا۔ علیہ: بددعا کرنا۔ مائدۃ: دسترخوان۔ ج موائد۔ مشوی: بھنا ہوا گوشت۔ شوی (ض) شیتا الماء: پانی
گرم کرنا۔ اللحم: گوشت بھوننا۔ فیوم (ن) دھوانا۔ علی شئی: منڈلانا، چکر لگانا۔ ص حاتم۔ ج حوتم۔ یمتہ (ن)
مشا: چھونا۔ ص ماس۔ ذبح (ن) ذبحا۔ ذبح کرنا، گلا گھوٹنا۔ ذبیحہ۔ ج ذبائح: قربانی، قربانی کا جانور۔
ذبح شدہ جانور۔ مذبح۔ ج مذابح: ذبح کرنے کی جگہ۔

توضیح

اشعب سے منقول ہے کہ وہ مدینہ کے کسی والی کے ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ والی بخیل آدمی تھا۔ تو
لوگوں کو تین روز تک بلایا اور ان کو ایک دسترخوان پر جس میں بھنا ہوا بکری کا بچہ بٹھا جمع کرتا تھا
تو لوگ اس کے ارد گرد چکر لگاتے تھے اور اسے چھوتے نہیں تھے اس کے بخل کا علم ہونے کی
وجہ سے اور اشعب لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر بکری کا بچہ دیکھتا تھا تو اشعب نے تیسرے روز کہا کہ اس کی بیوی کو
طلاق اگر اس بکری کے بچے کی عمر ذبح کے بعد اور بھونے جلنے کے بعد اس کی عمر سے زیادہ نہ ہو جو اس سے قبل تھی۔

احاذنا الله من كثرة الاكل

زیادہ کھانے سے اللہ بچائے

ہے بلا تہ خور زاد اگر مردی : چنیں پر شکم آدمی یا خنی : نہ اندر تن پرواں آہی : کہ پر موعده باشد ز حکمت تہی (سہمی)

قال صدقة بن عبد الله المازني، اولم علو ابي لمتا تزوجت فعملنا عشر حفاف ثلثا
من جزوه فاول من جاءنا هلالاً وهو هلال بن اسعد المازني من شعراء الدولة

الاموتية) فقد مُتَّ اليه جفنة فلك عليها، ثم اخوى، حتى اتى على عشر جفان ثم استسقى فأتى
بقربة من نبين فوضع طمها في بئدقه، فافرعها في جوفه ثم خرج فاستأنفنا عمل الطعام۔

لغوی تحقیق

اما ذنا، پناہ دینا۔ ما ذن (عوذا و عیاذاً و معاذاً و تقوٰۃ و استعاذ بفلان من کذا، پناہ
لینا۔ ص عائد۔ ج عوذ۔ اولم، شادی بیاہ کا کھانا تیار کرنا۔ جفان۔ جمع جفنة، پیالہ،
وہ برتن جس میں شراب رکھی جائے اور بنائی جائے۔ کسائی نے کہا قصۃ جس میں دس آدمی سیر ہو سکتے ہیں۔
صحیفہ وہ پیالہ جو ایک کیلے کافی ہو۔ شریہ۔ ج شراہ۔ شروہ (شروہ)۔ الخمر، روٹی توڑ کر شوربے میں تر کرنا۔ جزوہ
ذبح کیلے اونٹنی یا بکری۔ ج جزور۔ جزور (ص) جزوا۔ الشاة، ذبح کرنا۔ جزار، قصاب۔ اتی (ص) علیہ، پورا
کرنا۔ بہ، لانا۔ اتیاناً، آنا۔ استسقی، پانی طلب کرنا۔ سقی (ص) سقیاً، پلانا، سیراب کرنا۔ ص ساقی۔ ج سقاۃ۔
سقار، مشک۔ ج اسقیہ۔ قریۃ، مشک۔ ج قرب۔ قربہ اور سقاء پانی کی مشک کو کہتے ہیں اور زرق سرکار
شراب کی مشک کو اور رکوہ شہد کی مشک کو کہتے ہیں (قال فی الفرائد) بنید، شراب جو نشہ آور نہ ہو۔ انگور، کھجور،
کشش، شہد اور گیہوں وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ وضع، وضعا، رکھنا۔ ضعة، نفسہ، اپنے آپ کو ذلیل کرنا۔
وضع، خیس۔ المرأة، جنا۔ شدقة، جبر۔ ج اشتقاق، افرعها، برتن خالی کرنا۔ جوف، پیٹ، اندرونی حصہ۔
ج اجوان۔ جوف (س) جوفاً، کھوکھلا ہونا۔ اجوف، کھوکھلا۔ فاستأنفنا، از سر نو کرنا۔

توضیح

صدقہ بن عبداللہ مازنی نے کہا کہ میرا ولیمہ کیا میرے والد نے جب میں نے شادی کی تو ہم نے دس
پیلے شریہ کے ادنب کے گوشت کے تیار کئے۔ تو اول شخص جو ہمارے پاس آیا وہ ہلال تھا۔
(وہ ہلال بن اسعد مازنی دولت امویہ کے شعراء میں سے) تو اس کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا،
اسے اس نے کھالیا، پھر دوسرا پیالہ پیش کیا یہاں تک کہ وہ صاف کر گیا ان پیالوں کو، پھر اس نے پانی مانگا تو
نیند کی ایک مشک لائی گئی تو اس کے کنارہ کو اپنے جبڑے میں رکھا اور اسے اپنے پیٹ میں گیر لیا پھر چلا گیا
پھر ہم نے دوبارہ کھانا تیار کیا۔

وكان سبب موت سليمان بن عبد الملك ان نصه انيا اتاه وهو بدابق بزنبيل مملوء بيضاً
واخر مملوء تيناً قال قشروا نقشوا فجعل يا كل بيضة وثبتت تحت اتي على الزنبيلين ثم انوكه بصبغة
مملوءة غنا بسكر فاكله فاتختم فمريض، فمات۔

لغوی تحقیق

دابق، حلب کے قریب ایک بستی ہے۔ زنبیل، لٹکرا۔ تین، انجیر۔ ج، مغز استخوان
انجم، بدھضی ہونا۔ مرض (س) مرضاً، بیمار ہونا۔

وَلَمَّا حَجَّ سُلَيْمَانُ تَأَذَّى بِحُزْرٍ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَوْ آتَيْتَ الطَّائِفَ فَأَنَامَهَا، فَلَمَّا
كَانَ بِسُحُوقِ لَيْلٍ، ابْنُ أَبِي الزَّبِيرِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اجْعَلْ مَنْزِلَكَ عَلَيَّ قَالَ: كُلُّ مَنْزِلٍ
فَرَعَى بِنَفْسِهِ عَلَى الرَّمْلِ فَقِيلَ لَهُ: يُسَاقُ إِلَيْكَ الْوِطَاءُ ۙ فَقَالَ: الرَّمْلُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَاجْعَلْهُ بَرْدًا
فَالزَّقَ بِالرَّمْلِ بَطْنَهُ قَالَ فَأَتَى إِلَيْهِ بِخُمْسِ رُقَانَاتٍ فَأَكَلَهَا فَقَالَ أَعِنْدَكَ لَكُمْ غَيْرُ هَذَا ۙ فَجَعَلُوا
يَأْتُوهُ بِخُمْسٍ بَعْدَ خُمْسٍ حَتَّى أَكَلَ سَبْعِينَ رُقْمَاتٍ ثُمَّ أَتَوْهُ بِجُدِي وَبَسِيتِ دَجَاجَاتٍ فَأَكَلَهُنَّ
وَأَتَوْهُ بِزَبِيبٍ مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ فَنَثَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهَا فَأَكَلَ عَامَّةً وَنَعَسَ فَلَمَّا أَتَتْهُ أَتَوْهُ
بِالْعَدَاءِ فَأَكَلَ كَمَا أَكَلَ النَّاسُ فَأَقَامَ يَوْمًا وَمِنْ غَدٍ قَالَ لِعُمَرَ: أَرَأَيْكَ قَدْ أَصْرَفْنَا الْقَوْمَ
وَقَالَ لَا بَنَ ابْنُ الزَّبِيرِ إِنِّي بَعَثْتُ إِلَى مَكَّةَ فَلَمْ يَفْعَلْ فَعَالُوا لَهُ لَوْ آتَيْتَهُ فَقَالَ: أَقُولُ مَاذَا ۙ
أَعْطَيْتَنِي قَبْرَ أَبِي الَّذِي قَرَّبْتُكَ -

لغوی تحقیق

لغوی تحقیق

تاڈی، بھلیکھا اٹھانا۔ افری (دس)، اذنی، آذاۃ، بھلیکھا پانا۔ صآذ۔ حتر، سیاہ سنگلاخ زین۔
 حر (دس، ن، من) حتر، حتر، حر، حر، گرم ہونا، طائف مکہ کے قریب نہایت خوشگوار
 شہر ہے جس کو حسین ابن سلام نے تقریباً ۳۳۴ء میں آباد کیا تھا، بہت ہی اچھا شہر ہے۔ سختی۔ جمع سوق، یعنی رک،
 سحوتۃ النخلۃ، درخت خرما کا طویل ہونا (دفعہ) سخا۔ باریک کوٹنا۔ الثوب؛ کپڑے کا بوسیدہ ہونا۔ سمحا، دوری۔
 ابوطاء، فرش۔ الرمل، ریت۔ برود، خشکی۔ فالزق، چپٹا لینا۔ مرثان، انار۔ جدتی، یکساں بجری کا بچہ۔ دجاجة،
 مرغی۔ زربیب، کشمش۔ نفس، اونگھنا۔ غداء، ناشتہ۔ قرای، مہمان نوازی۔

توضیح

توضیح اور حبیب سلیمان نے ج کیا تو مکہ کی گرمی کی وجہ سے اذیت محسوس کی تو اس سے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اگر تو طائف آئیگا تو بہتر ہوگا۔ تو وہ طائف آیا جب وہ کھجوروں کے لمبے لمبے درختوں کے باغ میں تھا تو ابن الزبیر نے اس سے ملاقات کی تو کہا اے امیر المؤمنین اپنا قیام میرے یہاں کیجئے۔ کہا کہ تمام جگہ میری قیام گاہ ہے تو پھر اس نے اپنے کوریت میں ڈال دیا تو اس سے کہا گیا آپ کے پاس گدا لایا جائیگا تو اس نے کہا ریت زیادہ محبوب ہے میرے نزدیک اور اس کو اس کی ٹھنڈک اچھی معلوم ہوئی پھر اس نے اپنا پیٹ ریت میں ملا لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے پاس پاخانہ انار لائے گئے اس نے انکو کھا لیا پھر کہا۔

کیا تمہارے پاس اور بھی ہیں..... تو وہ اس کے پاس کیے بعد پھرے پانچ پانچ انار لاتے تھے یہاں تک کہ وہ شتر انا کھالے، پھر اس کے پاس ایک بھنا ہوا بکری کا بچہ اور چھ مرغیاں لائی گئیں اس نے ان سب کو کھالیا اور اس کے پاس لوگ طائف کی کشمش لائے اور اسے اس کے سامنے بچھلادیا تو وہ تمام کھا گیا اور سو گیا، جب بیدار ہوا تو اس کے پاس دو پہر کا کھانا لائے تو وہ کھانا کھانا رہا جس طرح لوگ کھاتے رہے تو اس دن اس نے قیام کیا اور اگلے روز صبح سے کہا ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاید ہم نے نقصان پہنچایا ہو لوگوں کو اور ابن ابی زبیر سے کہا میرے ساتھ مکہ تک چلے تو انھوں نے ایسا نہیں کیا، لوگوں نے کہا اگر آپ اس کے ساتھ آئیں، تو انھوں نے کہا میں کیا کروں؟ تو مجھے میری جہان نوازی کی قیمت دیدے جو تیری میں نے جہان نوازی کی ہے۔

رَوَى الْعَتَبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّامِرِ بْنِ لُكَيْلٍ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الطَّائِفَ دَخَلَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَيُّوبُ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ بُسْتًا نَا الْعُمَرُ وَقَالَ لِحَالٍ فِي الْبُسْتَانِ سَاعَةً شَم قَالَ: نَاهِيكَ بِنَا لَكُمْ هَذَا مَا لَا شَمَ الْقِي صَدْرًا عَلَى غَضَبٍ وَقَالَ وَيْلَكَ يَا شَمِرُ لِمَا عِنْدَكَ لَكَ شَيْءٌ تَطْعُمُنِي؟ قُلْتُ: بَلَى، وَاللَّهِ عِنْدِي جَدِي كَأَنْتَ تَعْدُو عَلَيَّ بِقِسْرَةٍ وَتَرْوَحُ أُخْرَى، قَالَ تَحِلُّ بِهِ وَتَحِلُّكَ فَانْتَبِهْ بِنَا كَأَنْتَ عَمَلٌ سَمِينٌ فَالْكَلَامَ وَمَادَا عَمْرٍو لَا ابْنُهَا حَتَّى ادْبَلُجَ الْغَدُ قَالَ: هَلُمَّ أَبَا حَفِصٍ، قَالَ: أَنَا صَا لَكُمْ فَاغْنِي عَنكَ.

لغوی تحقیق

العتبی، ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے، کتاب الخلیل کتاب اشعار الاعراب، کتاب الاخلاق وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ شمر بن شریک بن عبدیہ رومی شعراء دولت امویہ میں سے ہیں اور جریر و فرزدق کے ہم عصر ہیں۔ وفات ۳۸ھ میں ہوئی۔ ایوب بن سلیمان بن عبد الملک متوفی ۹۸ھ۔ جال، چکر لگانا۔ ناہیک: کلمہ تعجب ہے۔ غصن: شاخ۔ عکس: گھمی کا ڈبہ۔ الغد: رات۔ ہلتم: بمعنی تعال۔

توضیح

عتبی نے اپنے والد سے نقل کیا، اس کے والد عمرو بن العاص کے وکیل شمر بن لعل سے نقل کرتے ہیں۔ کہا جب سلیمان بن عبد الملک طائف آیا تو وہ عمر بن عبد العزیز اور ایوب اس کا لڑکا حضرت عمرو کے باغ میں داخل ہوا۔ شمر دل نے بیان کیا کہ تھوڑی دیر وہ باغ میں گھوما پھر اس نے کہا کہ تمہیں کافی ہے یہ تمہارا مال پھر اس نے اپنے سینہ کو ایک ٹہنی پر لگایا اور کہا تیرا ناس ہوا ہے شمر دل! کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھائے میں نے کہا کیوں نہیں قسم خدا کی میرے یہاں ایک بکری کا بچہ ہے جس پر ایک گائے صبح کو اور ایک گائے شام کو آتی تھی، سلیمان نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی کرو تو میں نے اس کے سامنے پیش کیا گو یا کہ وہ گھمی کا کپڑا ہے تو اس نے اسے کھایا اور نہ عمر کو بلایا اور نہ اپنے بیٹے کو بلایا یہاں تک کہ جب ایک رات باقی رہ

گئی تو اس نے کہا ابو حفص تشریف لائیے! تو انھوں نے کہا کہ میں روزم سے ہوں تو اس نے اسے صاف کر دیا۔

ثم قال وبلغك يا شمر ذل! ما عندك شي تطعمني؟ قلت: بلى والله! دجا جتان هنديتان
كانهما رالا النعام، فانيتهما بهما فكان ياخذ برجل دجاجة فيلقى عظامها نقيته حتى
اتي عليهما ثم رفع راسهما فقال: وبلغك يا شمر ذل! ما عندك شي تطعمني؟ قلت
بلى عندي حويصة كانتا قراضه ذهب قال عجل بها وبلغك فانيتهما بعين يغيب
فيه الرأس فجعل يقلعهما بيد و يشر ب فليتا قراضه تجشأ فكانما صاح في جيت ثم
قال يا غلام! أفرعت من غذائي؟ قال: نعم. قال: وما هو؟ قال: ثمانون قدرا
قال انتني بهما قدرا قدرا قال فأكلتهما أدكل من كل قدر ثلاث لقم و اقل ما
أكل لقمته ثم مسح يده واستلقى على فراشه ثم أذن للناس و وضعت الخوانات
و قعدت و أذن للناس فمأأكلوا شيئا من أكله.

لغوی تحقیق

رالا النعام: رال والا کا شتیہ ہے: بچہ شتر مرغ۔ ج ارول، رمال۔ رطل: پاؤں۔ عظام: جمع
عظم: ہڈی۔ نقیته: صاف۔ حریرہ: ایک قسم کا کھانا جو آٹا دودھ اور روغن ملا کر تیار کیا
جاتا ہے۔ قراضہ: سونے چاندی کا برادہ۔ عس: بڑا پیالہ۔ ج عساس، اعساس۔ تجشأ: ڈکار لی۔ جب: کنواں
قدر: ہانڈی۔ ج قدر: الخوانات: جمع خوان: دسترخوان۔

توضیح

پھر کہا اے شمر دل! کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھلائے تو میں نے
کہا کیوں نہیں۔ قسم خدا کی دو مرغیاں ہیں ہندوستانی گویا کہ وہ دونوں شتر مرغ کے بچے ہیں۔ میں
ان کے پاس وہ دونوں مرغیاں لایا۔ تو سلیمان مرغی کی ایک ایک ٹانگ اٹھاتا تھا اور صاف کرتا
ہوا ہڈیاں ڈال دیتا تھا یہاں تک کہ ان دونوں مرغیوں کو صاف کر دیا پھر اس نے سراٹھایا اور کہا کہ اے شمر دل!
تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں جو تو مجھے کھلائے تو میں نے کہا ضرور حریرہ ہے گویا کہ وہ سونے
کا برادہ ہے تو اس نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی لاؤ میں ایک بڑا پیالہ لایا جس میں سر ڈوب جائے تو وہ اس
کو ہاتھ سے چاٹتا رہا۔ جب وہ کھا چکا تو اس نے ڈکار لی گویا کہ وہ کوئیں میں چیخ رہا ہے پھر اس نے کہا اے لڑکے کیا تو
ناشتہ تیار کر چکا اس نے کہا ہاں، کجا کیا ہے۔ غلام نے کہا اسی ہانڈیاں۔ سلیمان نے کہا ایک ایک ہانڈی لائے جاؤ۔
تو وہ ہر ہانڈی کو زیادہ سے زیادہ تین لقمہ بنا گیا اور کم سے کم ایک لقمہ پھر اس نے ہاتھ پونچھا اور بستر پر لیٹ
گیا پھر لوگوں کو بلا گیا اور دسترخوان بچھا دیئے گئے اور وہ بیٹھ گیا اور لوگوں کو بھی اجازت دے دی گئی تو اس نے
اس کے کھانے سے کسی چیز کا بھی انکار نہ کیا۔

ماتورثہ الحکمة اليونانية

فلسفہ یونانی کی پیداکردہ خرابی

يُحكى ان المأمون لما هادن بعض ملوك الروم طلب منه خزانة كتب اليونان وكانت عند جماعة في بيت لا يظهر عليه احد فجمع الملك خاصته من ذوي الراي واستشارهم في ذلك فكلهم اشار بعدم تجهيزها الا مطرانا واحدا فاتفقوا قال جهزها اليهم فما دخلت هذه العلوم على دولة شعوبنا الا افسدتها وادقت بين علماءها وكان الشيعي تقي الدين ابن تيمية يقول ما اظن ان الله يغفل عن المأمون ولا بد ان يقابل على ما اعتمد مع هذه الامة من ادخال هذه العلوم الفلسفية بين اهلها.

لغوی تحقیق

بادن - مہارتہ - صلح کرنا (رض) ہر دنا، آرام پانا، بزدل ہونا - ہنا، آرام دینا۔ العصبی، خوش کرنا - مہرتہ، مصالحت - ج پھل - بہت - گھر - ج بہت، ابیات - مطران، پادریوں کا بہت بڑا بزرگ ج مطارتہ - مطارین - دولت - حکومت - غلبہ - تقي الدين ابن تيمية - شيخ تقي الدين ابو العباس احمد بن شهاب الدين عبد الجليل بن مجد الدين عبد السلام ابن عبد الله بن ابی قاسم - مولود ماہ ربیع الاول ۶۹۱ھ مشہور حافظ و ناقد حدیث صاحب تصانیف کثیرہ، عابد و زاہد ہیں - وفات ۷۲۰ ہجری قمری ۱۳۲۸ھ میں قندخانہ میں ہوئی - مہرتہ، چارہ، علاج -

توضیح

منقول ہے کہ مامون نے جب شاہ روم سے مصالحت کی تو یونانی کتابوں کا خزانہ شاہ روم سے مانگا اور شاہ روم کے پاس ایک ایسے گھر میں وہ ذخیرہ تھا جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ذی رائے لوگوں میں سے مخصوصین کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا، اس سلسلہ میں تمام نے ذخیرہ نہ دینے کا مشورہ دیا مگر ایک بزرگ پادری نے - تو اس نے کہا آپ وہ ذخیرہ بھیج دیجئے چونکہ یہ علوم کسی اسلامی حکومت میں شامل نہیں ہوئے مگر ان علوم نے اس حکومت کو تباہ کر دیا اور اس کے علماء کے درمیان تفرق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور شیخ تقي الدين تيمية کہہ کرتے تھے کہ میں نہیں سمجھتا کہ خداوند قدوس مامون سے غافل ہیں اور ضروری ہے کہ وہ ان سے پوچھیں ان چیزوں کے بارے میں جن پر اس نے اعتماد کیا تھا اس قوم کے ساتھ ان فلسفی علوم کو داخل کرنے میں اس کے باشندہ کے درمیان -

فائدہ کا -۔ دول اسلامیہ میں علم فلسفہ اور علم نجوم کا چرچا سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں ہوا ہے۔ ابو جعفر علم فقہ اور دیگر علوم کے ساتھ علم فلسفہ اور علم نجوم کا بھی بڑا دلدادہ تھا۔ جب ہارون رشید کے بیٹے مامون کے ہاتھ میں خلافت کی باگ آئی تو وہ بھی اپنے دادا ابو جعفر کے قدم بقدم چلا اور پیش بہا تحائف و ہدایا کے ذریعہ شاہان روم سے کتب فلسفہ کا مطالبہ کیا۔ شاہ روم کے یہاں افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس، بطلمیوس وغیرہم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انھوں نے مامون کے یہاں بھیج دیں، مامون نے ماہر مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو ان کے پڑھنے پڑھانے کی دعوت دی لوگوں نے منازل رفیعہ و مراتب سنیہ اور مامونی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی غرض سے علم فلسفہ سے غیر معمولی دلچسپی لی۔

کم خوراک کی

مُحْكَمٌ إِنَّ الرَّشِيدَ كَانَ لَهُ طَبِيبٌ نَضَوَانِي فَقَالَ لَعَلِّي بَنَ الْحَسَنِ بْنِ وَاقِدٍ لَيْسَ فِي كِتَابِكُمْ مِنْ عِلْمِ الطَّبِّ شَيْءٌ وَالْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْأَبْدَانِ وَعِلْمُ الْأَدْيَانِ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَدْ جَمَعَ اللَّهُ تَعَالَى الطَّبَّ كُلَّهُ فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ كِتَابِهَا قَالَ، وَمَا هِيَ؟ قَالَ، وَلَا تُسَيِّفُوا فَقَالَ النَضَوَانِي وَلَا يُؤْثَرُ عَنْ نَبِيِّكُمْ فِي الطَّبِّ شَيْءٌ فَقَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّبَّ فِي خَيْبَرٍ وَاحِدٍ، قَالَ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ الْمَعْدَنَةُ بَيْتُ الْأَدْوَاءِ وَاعْطَى كُلَّ بَدْنٍ مَا عَوَدَتْهُ، فَقَالَ النَضَوَانِي مَا تَرَكْنَا كِتَابَكُمْ وَلَا نَبِيَّكُمْ لِحَايَةِ النَّبِيِّ طَبَّا.

طعام، کھانا، خوراک۔ ج الطعمۃ۔ طعم، مزہ۔ ج لعلوم۔ طبیب۔ ج اطباء، حکیم، معالج، ڈاکٹر۔ علی بن حسین بن
 واقعہ، مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۱۳۲ھ ضعیف مؤرخین میں سے ہیں۔ الادب اللان۔ ج بدن، جسم، بدن۔

دن، بدنا۔ بُدنا (رک، بدلتے ہوئے بدن والا ہونا (صفت)، بادن، ج بُدن۔ بدنتہ، اونٹ یا گائے جس کی قربانی حج کے موقع پر مکہ میں کی جائے۔ ادیان۔ جمع دین، مذہب۔ دان (ض) دینا۔ دیانۃ، مذہب اختیار کرنا۔ بدلہ دینا۔ ولائسرفوا۔ اسرافاً، بے جا خرچ کرنا۔ فی کذا، حد سے تجاوز کرنا۔ سرف (س) سرفا۔ الامر، بیکار چھوڑنا۔ القوم، تجاوز کرنا۔ لایؤثر (ن، ض) اثر۔ اثرۃ۔ الحدیث، نقل کرنا۔ اثر، نشان۔ ج آثار۔ الادواء۔ جمع داء، بیماری۔ دوی (س) دوی، بیمار ہونا۔ عودتہ، عادی و خوگر بننا۔ جالینوس، حکیم مشہور یونانی فلسفی ہے جو حضرت عیسیٰ کے دو سال بعد اور حکیم بقراط کے چھ سو سال بعد اور اسکندر کے پانچ سو سال بعد ہوئے (طبقات الاہم) بمقام برغاس پسلا ہوا اور یہیں نشوونما پائی۔ اس کے والد نے اولاً اس کو علم ہندسہ، علم حساب، علم ریاضی کی تعلیم دی۔ اس وقت اس کی عمر پندرہ سال کی تھی بعد ازاں علم منطق، علم فلسفہ پڑھایا۔ اس کے بعد اس کے والد نے ایک خواب دیکھا جس میں تسلیم طب کی طرف اشارہ تھا۔ اس لئے سترو سال کی عمر میں جالینوس کو ایک معلم کے پاس چھوڑ دیا گیا جس نے کامل التفات کے ساتھ علم طب کی تعلیم دی۔ جالینوس نے پوری جدوجہد کے ساتھ علم طب حاصل کیا، اس کی گہرائیوں کو پہونچا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہو گیا۔ ابن حبیب کہتے ہیں کہ علم طب جالینوس پر ختم ہو گیا۔ علاوہ صاعد نے ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا قول نقل کیا ہے کہ ارسطاطالیس کے بعد بقراط اور جالینوس سے زیادہ علم طب کا جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔ جالینوس نے اپنی تصنیفات میں حکما و سفسطائین،

شعاعیں، اراسطرطیس، لوقس، پولیس وغیرہم کی فطیلوں پر جا بجا تبنیا اور حج معیہ کے ساتھ روکیا ہے۔ جالینوس نے سبتیسویں سادیروس کے زمانہ میں وفات پائی ہے۔

توضیح منقول ہے کہ بارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب تھا۔ اس نے علی بن حسین واقعہ سے کہا تمہاری کتاب میں علم طب کی کوئی چیز نہیں حالانکہ علم تو وہی ہیں۔ علم الادیان اور علم الادیان تو علی بن حسین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سارے طب کو اپنی کتاب کے ایک کلمہ میں جمع کر دیا۔ کہا وہ کیلئے فرمایا دلائل سے فوائد تو نصرانی نے کہا کہ تمہارے نبی سے طب کے متعلق کچھ بھی منقول نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں طب کو جمع کر دیا ہے۔ کہا وہ کیلئے۔ فرمایا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تمہاری کتاب اور تمہارے نبی نے جالینوس کیلئے کچھ طب نہیں چھوڑا۔

عَدُلْ عَلَيَّ وَتَوْقِيهِ عَنِ التَّجَاوُزِ عَنْ جُودِ اللَّهِ تَعَالَى

حضرت علیؑ کا انصاف اور حدود اللہ کے تجاوز سے پرہیز۔

اعدل تكن من صرف الذهب متخا : فالنصف ممتنع للعدول في عمر

قال كثير الحضرى: دخلت مسجد الكوفة من قبل ابواب كندة فاذا فرخسة يشتمون عليا رضي الله عنه وفيهم رجل عليه برنس يقول اعاهد الله لا تقتله فتعلقت به وتفرقت اصحابه عنه فالتبت به عليا رضي الله عنه فقلت انى سمعت هذا ايعاهد الله ليقتلنا فقال اذن ويحك من انت فقال انا سوار المنقرى فقال علي بن ابي طالب فقلت اخلى عنه وقد عاهد الله ليقتلنا قال افاقتله ولم يفتلني قلت فانه قد شتمك قال فاشتمه ان شئت او دعه -

لغوی تحقیق عدل (رض)، عدلاً، معدلاً، انصاف کرنا۔ ص عادل۔ ج عدول (دک، عدائت، عادل ہونا (دس)، عدلاً؛ ظلم کرنا۔ توقیہ، بچنا، لقی، پرہیزگار۔ ج اتقیاء۔ وقی (رض)، وقایہ، حفاظت کرنا۔ حدود۔ جمع حد۔ احکام شرعیہ۔ نفر، تین سے دس تک مردوں کی جماعت۔ ج الفار۔ نفر (رض)، نفر، نفرت کرنا۔ نفیر، چل پڑنا۔ نفیر، کوچ کر نیوالی جماعت۔ برنس، لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی ہے، ہر وہ لباس جو ٹوپی کی جگہ کام دے سکے۔ اُدن خل، دم۔ تینوں امر حاضر کے صیغے ہیں۔ دنو۔ قریب ہونا۔ خلیت عنہ، راستہ چھوڑ دینا۔ ودرخ، چھوڑ دینا۔

توضیح: کئی حضری نے کہا کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا ابواب کندہ کی جانب سے تو پانچ اشخاص حضرت علیؓ کو برا بھلا

عنه قال السفاري في المقاصد الحسنة لا يصح رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم بل يؤمن كلام الحارث بن كلاة طبيب العرب وغيره (فتح زاده بريغاندي)

کہہ رہے تھے اور ان میں ایک شخص تھا کہ اس پر لمبی ٹوپی تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ علی کو ضرور قتل کروں گا تو میں اس پر چبٹ گیا اور اس کے ساتھ اس سے جدا ہو گئے تو میں اسے حضرت علی کے پاس لایا۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ رہا ہے کہ وہ آپ کو ضرور قتل کرے گا تو انھوں نے فرمایا قریب آ جاؤ تم پر انھوں نے کون ہو تم تو اس نے کہا کہ میں سوا زعفری ہوں۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اور اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ آپ کو ضرور قتل کرے گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کیا میں اسے قتل کر دوں اور اس نے مجھے قتل نہیں کیا تو میں نے کہا: اس نے آپ کو برا بھلا کہا۔ تو کہا تو بھی اسے برا بھلا کہہ اگر چاہے ورنہ چھوڑ دے۔

وَمَرَى فِي هَذَا عَمَلُ كَرَمِ اللَّهِ وَجَهًا أَنْتَ قَالَ كَيْفَ أَقْتُلُ قَاتِلِي مَعْنَاهُ أَنْتَ لَا يَجُوزُ لِي أَنْ أَقْضِيَ عَلَيْهِ بِالْقَصَاصِ فَإِنْ أُسْرِيَ بِالْقَتْلِ إِسْرَادُهُ الْقَتْلُ عِزًّا فَهُوَ مُرِيدُ الْقَتْلِ لَا الْقَاتِلَ وَلَا يُقْتَضُ مَتْنٌ أَرَادَ قَتْلَ أَحَدٍ وَإِنْ أُسْرِيَ بِالْقَتْلِ حَقِيقَةُ فَلَسْتَ فَرَّغَ مِنْ قَتْلِي فَالَا مُرُ مَفْوُضٌ إِلَى أَوْلِيَاءِي لَا إِلَاحَ فَلَا يُمْكِنُ لِي قَتْلُهُ۔

توضیح

اور اسی سلسلہ میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے لئے جائز نہیں ہے کہ اس پر قصاص کا فیصلہ کروں چونکہ اگر قتل سے قتل کا ارادہ مجازاً کیا جائے تو وہ قتل کا ارادہ کرنا ہوتا ہے نہ کہ قاتل کا اور اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا اس شخص سے جو کسی کے قتل کا ارادہ کرے اور اگر قتل سے قتل حقیقی مراد ہو تو جب وہ میرے قتل سے فارغ ہو چکا تو معاملہ میرے اولیاء کے سپرد ہو جاتا ہے نہ کہ میرے لئے اس کا قتل ناممکن ہے۔

استماع الاختیاب

غیبت کا سننا

قَالَ الْعُتْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ الْقَصْرِيِّ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى عَمْرِو بْنِ عَتَبَةَ وَرَجُلٍ يَشْتُمُ بَيْنَ يَدَيَّ رَجُلًا فَقَالَ لِي: وَيْلَكَ وَمَا قَالَ لِي وَيْلَكَ قَبْلَهَا نَزَّاهُ سَمِعْتُكَ عَنْ اسْتِمَاعِ الْخَنَاءِ كَمَا تَنْزَعُ لِسَانَكَ عَنِ الْكَلَامِ بَيْنَ فَنَانِ السَّامِعِ شَرِيكَ الْقَاتِلِ وَإِنَّ عَمْرًا إِلَى شَرِّ مَا فِي وَعَائِهِ فَاغْرُبْهُ فِي وَعَائِكَ وَلَوْ رَدَّتْ كَلِمَةٌ جَاهِلٌ فِي فَيْهِ لَسَعِدَ رَأْدُهَا لَمَّا شَقَى قَاتِلُهَا وَقَدْ جَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى شَرِيكَ الْقَاتِلِ فَقَالَ سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكْالُونَ لِلشُّحْتِ۔

لغوی تحقیق

اختیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ عمرو بن عتبہ بن سفیان بن حرب التوفی فی حدود ۱۱۰ھ۔ یہ بنو امیہ

میں سے تھے، انتہائی نیک و صالح، فصیح اللسان، شیریں بیان، عادل کبیر، ظلم کو ناپسند کر نیا لے تھے۔ جب عبدالرحمن بن محمد بن اشعث حجاج کے ظلم و استبداد کیوجہ سے مقابلہ کیلئے اٹھے تو ان کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی نکلے اور سخت مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ جان بحق ہو گئے۔ یشتم۔ شتم (من)، شتما، گالی دینا۔ شتما، گالی دینے میں غالب ہونا۔ شتمیۃ۔ ج شتام، گالی۔ مذمت لفظ ویل دراصل کلمہ تحریر ہے جو بوقت وصیت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا، لیکن جب منکم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بد دعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونی کی صورت میں مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعا میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر ہو یا بد دعا ہو کہ قولہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت یا دیلتا الد وانا عجوز۔ اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابو سعید سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے۔ یہ عدم اضافت کی صورت اضمار فعل کی بناء پر منصوب اور ابند کیوجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے۔ پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، تاملہ اللہ، لام لہ، لا اب لک، تکلمتہ امہ وغیرہ۔ نذرۃ۔ تنزیہ سے امر حاضر ہے، اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔ نذرۃ (س، ک)، نذرۃ، برائی سے دور رہنا۔ الخناؤ، بری بات خنارن، خنوا، خنی (س، خنی)، بدزبانی کرنا۔ دعاء، برتن (و یطلق علی الصدر تشبیہاً)، ج اوغیرہ۔ ج اوغیرہ۔ وئی اپنی وعیا جمع کرنا۔ فیہ، فی بمعنی منہ، با وضیم حالت جری میں ہے۔ سقذ (د، س)، سعاده، نیک بخت ہونا۔ ص سعید ج سعاده۔ شقی (س)، شقاوۃ، شقوۃ، بد بخت ہونا۔ ص شقی، ج اشقیاء۔ سخت، حرام بردہ کمانی جو ضبط و قبح ہو۔ سخت (د)، سخت، حرام مال کھانا۔

توضیح

عتبی نے کہا مجھ سے میرے والد نے سعید قمری سے نقل کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ مجھے عمر بن عبد العتبی نے دیکھا اس حال میں کہ ایک شخص میرے سامنے ایک شخص کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو انھوں نے مجھ سے کہا تیرا اس ہو اور مجھ سے اس سے پہلے کبھی نہیں کہا تھا، تم اپنے کالوں کو کبھی پاک رکھا کرو غیبت کے سننے سے جس طرح سے اپنی زبان کو پاک رکھتے ہو غیبت کرنے سے۔ چونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک رہتا ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے اس چیز کے برائی کا جو اس کے ظرف میں ہے کہ اسے وہ ڈالے تیرے ظرف میں، اور اگر حامل کی بات لوٹا دی جائے اس کے منہ پر تو نیک بخت ہو گا اس کا لوٹانے والا جس طرح بد بخت ہے اس کا لینے والا۔ اور تحقیق کہ بنا دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے قائل کا شریک چنانچہ فرمایا ستاعون للکذب اکالون للسحت (غلط باتیں سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں)

قوة الفصاحة

فصاحت کی طاقت

سے نازک کلامیاں مری توڑیں عدد کا دل : میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں (ذوق)

قال صاحب الاغانى ان رجلاً قال لجوير: من اشعر الناس؟ قال: قسم حتى اعرفك الجواب فاخذ بيده وجاء الى ابيه عطية وقد اخذ عنزاً فاعتقلها وجعل يمسح بخصرها فصاح به: اخرج يا ابت فخرج شيخ ذميم رث الهيئة وقد سال ابن العنز على لحيتهم فقال ترى هذا؟ قال نعم، قال: وتعرفه؟ قال لا قال هذا ابى تدهى لم كان يشرب من ضرع العنز؟ قال لا قال مغافة ان يسمع صوت الحلب فيطلب منه ثم قال اشعر الناس من فاخر بهذ الاب ثمانين شاعراً وقارعهم فغلبهم جميعاً.

لغوی تحقیق

لغوی تحقیق صاحب الاغانی، ابوالفرج علی بن حسین، اصہبائی ماہر النساب، صاحب تاریخ اور مشہور ادیب ہیں۔ کتاب الدیارات، کتاب ایام العرب، کتاب القدیل والاختصاف وغیرہ سب آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ اور اغانی جیسی مائے ناز کتاب بھی آپ ہی کی ہے جس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ لم یعمل فی بابہ مثله، اس کتاب کی تالیف میں آپ نے پچاس سال صرف کئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے صلیں آپ نے سیف الدولہ سے ایک ہزار اشرفیوں کا انعام پایا تھا، صاحب ابن عباد کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سفر میں بھی برائے مطالعہ کتب ادبیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا تھا کہ تیس اونٹوں پر لاداجا تا تھا لیکن جب ان کے پاس الاغانی پہنچی تو سفر میں صرف یہی کتاب ہوتی تھی۔ جریر، ابوحرزہ بن عطیہ، مہدی مولود، ۲۲۴ متوفی سالہ مشہور اسلامی شاعر ہے، فرزدق اور اخطل کا معاصر ہے جریر اور فرزدق کی باہمی نوک جھونک مشہور ہے لیکن اہل ادب کے نزدیک جریر فرزدق سے اشعر ہے۔ ایک اعرابی سے دریافت کیا گیا ان میں زیادہ شاعر کون ہے۔ اس نے کہا قصہ تین چیزوں پر مبنی ہے۔ فخر، مدیحہ، ہجاء جریر تینوں میں غالب ہے۔ عنتر، بکری۔ ج عنوز۔ عنز (ن، عنز)۔ ک نیزہ مارنا۔ فاعظہا، بکری کی ٹانگ کو اپنی ران اور پٹلی کے درمیان دبا کر دوہنا۔ میص (دس، ن، چوسنا۔ ضرعہا، سخن۔ صراح (دس، صیوۃ، صیحا، چیخا، پکارنا۔ علیہ، ڈانٹنا۔ یا آیت۔ اصل میں یا ابی تھا یا محکم کو تاؤ سے بدل دیا گیا۔ ذمیم، بُرا۔ ذمہ (ن، ذمہ) ذمہ، برا کہنا۔ ذمام، حق حرمت۔ ج اذمہ۔ ذمہ امان، عہد۔ ج ذم۔ رث، کہنہ۔ رث (دس، رثاۃ۔ الثوب، بوسیدہ ہونا۔ ص رث۔ ج رثاۃ۔ کلام رث، غصہ، گھٹیا درجہ کا کلام۔ ہبیۃ، حالت، شکل۔ ج ہیئات۔ سأل (دس، سیل) سیلانا، بہنا۔ سیل، سیلاب۔ ج سیول لبتن، دودھ ج البان۔ لبن (دس، ن) لبنا، دودھ پلانا۔ لبون، دودھ والی۔ ج لبان، لبن، لبنا، حاجت۔ ج لبان، لحيۃ، ڈاڑھی۔ ج لحي۔ لم۔ ما استفہامیہ ہے جس پر حرف جار داخل ہے۔ اس صورت میں الف کو حذف کرنا اور میم پر فتح دینا ضروری ہے جیسے فیم، الام، علی، ہم۔ شعر کی وجہ سے میم کو ساکن بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے مصرعہ یا ابلا سود لم نلقی، واما قول حسن مصرعہ۔ علی ما قام یشتمنی لئیم، فضرورۃ۔ حلب (ن، دس)، حلبا، حلبا، دوہنا۔ ص حلب۔ ج حلبہ۔ حلب، دوہا ہوا دودھ، حلب؛ دودھ دوہنے کا برتن۔ الدہر اشطرہ: زمانہ کے امور خیر و شر کو آزایا ہے۔

توضیح

صاحب افغانی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے جریر سے کہا کہ کون لوگوں میں سب بڑا شاعر ہے۔ جریر نے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں جواب پہنچاؤں تو اس نے ہاتھ بکڑا اور اپنے والد عطیہ کے پاس لایا اور وہ ایک بکری پکڑے ہوئے تھا اس نے بکری کو باندھا اور اس کے تھن کو چوسنے لگا۔ جریر نے اسے آواز دی۔ ابا جان نکال ٹھٹھے! تو ایک خوش حال بد شکل بوڑھا نکلا جس کی ڈاڑھی پر بکری کا دودھ بہہ رہا تھا۔ جریر نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس نے رکتے ہوئے کہا ہاں۔ جریر نے کہا کیا اسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا یہ میرے والد ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بکری کے تھن سے کیوں پی رہے تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا اس ڈر سے کہ دوہنے کی آواز سن لی جائے گی پھر ان سے مانگا جائیگا پھر جریر نے کہا لوگوں میں سب بڑا شاعر کون ہے جو اشیاء شاعروں کے مقابلہ میں اس باپ پر فخر کرتا ہے اور سب پر غالب آچکا ہے۔

قوة الحفظ

قوت حافظہ

روى عن ابن المدينى انه سأل اعرابى عن عطاء بن رباح (هو تابعى جليل، يقال ولد ائمه، قد اتفقوا على انه احفظ اصحاب الحسن البصرى)، والصفوف ففقدوا وقد حافض فحج قتادة بعد عشر سنين، فوقف اعرابى، فسألهم فسمع قتادة كلامه فقال صاحب الفتح هذا فاسألوه فاقرب به.

لغوی تحقیق

ابن المديني ابو الحسن علي بن عبد الله بن جعفر المديني البصري المتوفى ۲۳۳ھ سرتاج ائمہ حدیث ہیں۔ آپ نے علم حدیث میں دو سو کے قریب کتابیں تصنیف کیں، بڑے بڑے علماء آپ کے حلقہ درس میں شرکت فرماتے جن کو آپ حدیث کا املا کراتے تھے۔ قال البخاری: ما استصغرت لغني عن احاد قط الا عند علي بن المديني. ائمہ، مادر زاد نابینا۔ فقد روا۔ فقد: کم کرنا۔ قدح: پینال۔

توضیح

ابن مديني سے منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت قتادہ کے دروازہ پر سوال کیا کہ یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مادر زاد نابینا تھے، علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت حسن بصری کے تلامذہ میں ہے سب سے زائد حافظہ والے تھے اور وہ چلا گیا تو انھوں نے پیالہ گم پایا حضرت قتادہ دس سال کے بعد حج کو تشریف لے گئے تو اعرابی کھڑا ہوا اور لوگوں سے پوچھا تو حضرت قتادہ نے اس کی بات سن لی اور پھر فراموشی سے پیالہ والا یہی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا۔

ذكاوة اياس

ایاس کی ذکاوت

ہو ابو اثلث بن معاویہ بن قیس بن ایاس بن ہلال بن رباب المزنی قاضی البصرہ و من ذکاوتہ
انما اختصم الکبیر رجلا بنی قطیفین، حمراء و خضراء فقال اخذ هما دخلت الحوض لاغتسل
و وضعت قطيفي ثم جاء هذا او وضع قطيفاً بجانب قطيفي، ثم دخل، واغتسل، فخرج قبلي
واخذ قطيفي فتبعته فزعم انما قطيفاً فقال الکت بکتاً؟ قال، لا، قال ايتوني بمشط،
فأتني به فترج راسي هذا ثم هذا فخرج من راسي احد هما صوت احمر و من راسي الاخر
اخضر فقطع بالاخضر لصاحب الاخضر و بالاحمر لصاحب الاحمر۔

لغوی تحقیق

ذکاوة: (دس، ف، ک، ذکا، تیر خاطر ہونا۔ ذکی۔ ج اذکیاء، ذعین، زود فہم (دن، ذکاۃ۔ الذبیحہ
ذبح کرنا۔ ذکاؤ۔ آفتاب کا اسم غیر منفرد۔ ابن ذکار: صبح۔ ایاس: آپ کی کنیت ابو اثلث ہے۔

باب کا نام معاویہ ہے۔ قبیلہ مزینہ مصر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نسبتاً مزنی کہلاتے تھے، مغائب عمر بن عبدالعزیز قاضی
بصرہ تھے، نہایت کثیر الکلم تھے، انکی کثرت کلامی ہی کی وجہ سے عبداللہ بن شبرہ ضبی نے کہا تھا کہ ہم دونوں آپس میں
متفق نہیں ہو سکتے اس لئے کہ آپ خاموش رہنا نہیں چاہتے اور میں سننا نہیں چاہتا، انتہائی حاضر جواب تھے۔
ایک بار ان سے کسی نے کہا کہ سوائے اس کے کہ آپ میں اپنے قول کے متعلق خود بینی و عجب کثیر کے علاوہ کوئی عجیب
نہیں ہے، انھوں نے پوچھا بتاؤ میری بات تمہیں تعجب خیز معلوم ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو انھوں نے کہا:
فانما اتحق بأن العجب بما قول و بما یحکون منی منکم۔ نیز آپ زود فہم ہونے میں بے نظیر اور ضرب المثل ہیں۔ توفی ۲۲ھ
وہو ابن ست و سبعین۔ اختصم۔ القوم و خصم (من) خصماً، جھگڑا کرنا۔ خصم، مد مقابل۔ ج خصوم، خصیم، جھگڑا لو۔
ج خصام۔ قطیفہ: چھوڑا چادر۔ ج قطف، قطائف۔ قطف الثمر: پھل پھلنا۔ قطف، توڑا ہوا پھل، انگورو کی خوشہ۔
ج قطوف۔ جنب: پہلو، کنارہ۔ جنب (دن، جنباً: ک، دفع کرنا (دن، من، س) جنباً، ناپاک ہونا۔ تتبعہ (دس)
تبعاً پیچھے چلنا۔ ص تالغ۔ ج تبعہ۔ توالغ۔ تیغ: یمن کے بادشاہوں کا لقب۔ ج تباہ۔ فزع (دن، ف) زعماً، سرخ
یا جھوٹ کہنا۔ اس کا استعمال اکثر مشکوک ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس کے جھوٹ ہو نیک یقین ہو۔ مشط، کنگھی
ج مشاط، امشاط۔ سرح الشعر: کنگھا کرنا۔ مسرح: کنگھی۔ ج مسارح۔ المواشی: جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑنا۔
مسرح: چراگاہ۔ ج مسارح۔ الزوجہ: طلاق دینا۔ عنہ: کشادگی کرنا۔ صوت، اون۔ ج اصوف۔ صاف (دن) صوفاً
صوفادس، صوفاً، الکبش، مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔ صوفان: بہت اون والا۔

توضیح

وہ ابو اثلث بن معاویہ بن قیس بن ایاس بن ہلال بن رباب مزنی ہیں جو بصرہ کے قاضی ہیں اور اس کی
ذکاوت میں سے یہ ہے کہ دو آدمی مقدمہ لیکر آئے ان کے پاس دو چادر کے بارے میں، ایک سرخ
اور دوسری زرد تھی تو ان میں سے ایک نے کہا میں حوض میں غسل کیلئے داخل ہوا اور اپنی چادر
رکھ دی پھر یہ آیا اور اپنی چادر میری چادر کے بغل میں رکھ دی پھر داخل ہوا اور غسل کیا اور مجھ سے قبل نکل گیا۔

اور میری چادر اس نے لے لی، میں اس کے پیچھے ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ اس کی چادر ہے۔ حضرت ایاس نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس بینہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ میرے پاس ایک کنگھی لاؤ، کنگھی لائی گئی تو انھوں نے اس کی پھر اس کی کنگھی کی۔ ان میں سے ایک کے سر سے سرخ ادن اور دوسرے کے سر سے زرد ادن نکلا تو حضرت ایاس نے فرمایا زرد کا زرد دالے کیلئے اور سرخ کا سرخ دالے کیلئے فیصلہ فرمایا۔

قضاء علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کافیم سلمہ

عَنْ زُرَّارِ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ، جَلَسَ رَجُلَانِ يَتَعَدَّ يَانِ مَعَ أَحَدٍ هِمَا خُمُسَةً ارْغِفَةً وَمَعَ الْآخَرِ ثَلَاثَةَ ارْغِفَةٍ فَلَمَّا وَضَعَا الْغَدَاءَ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا مَرَّ بِهِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَا، اجْلِسْ لِلْغَدَاءِ وَاجْلِسْ وَآكُلْ مَعَهُمَا وَاسْتَوْفُوا فِي أَكْلِهِمُ ارْغِفَةَ الثَّمَانِيَةَ فَقَامَ الرَّجُلُ وَطَرَحَ إِلَيْهِمَا ثَمَانِيَةً دَرَاهِمَ وَقَالَ، اخَذْتُ هَذَا عَوَضًا مِمَّا أَكَلْتُ لَكُمَا وَنِلْتُمَا مِنْ طَعَامِكُمَا فَنَارِعَا وَقَالَ صَاحِبُ الْخُمُسَةِ ارْغِفَةً لِي خُمُسَتُهُ دَرَاهِمَ وَلَكَ ثَلَاثَةٌ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّلَاثَةِ، لَا ارْضَى إِلَّا أَنْ تَكُونَ الدَّرَاهِمُ بَيْنَنَا نَصْفَيْنِ وَارْتَفَعَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَضَا عَلَيْهِمَا تَصَدَّقْهُمَا فَقَالَ لَصَاحِبِ الثَّلَاثَةِ ارْغِفَةً، قَدْ عَرَضَ عَلَيْكَ صَاحِبُكَ مَا عَرَضَ وَحُبُّكَ أَكْثَرُ مِنْ حُبِّكَ، فَأَرْضَ بِثَلَاثَةٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا ارْضِيْتُ إِلَّا بِأَكْثَرِ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي مَرِّ الْحَقِّ إِلَّا دَرَاهِمَ وَاحِدَةً وَلَهُ سَبْعَةٌ فَقَالَ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هُوَ يَعْرِضُ عَلَيَّ ثَلَاثَةً فَلَمْ ارْضَ وَأَشْرَكَتْ عَلَيَّ بِأَخِذٍ مَا فَلَمْ ارْضَ وَقُلْتُ لِي الْآنَ، أَنْتُمْ لَا يَجِبُ فِي مَرِّ الْحَقِّ إِلَّا دَرَاهِمُ هِمٌّ وَاحِدٌ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَرَضَ عَلَيْكَ الثَّلَاثَةَ صَلَاحًا فَقُلْتُ، لَمْ ارْضَ إِلَّا بِمَرِّ الْحَقِّ إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ الرَّجُلُ نَعَزْتُ فَنَفَى بِالْوَجْهِ فِي مَرِّ الْحَقِّ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَيْسَ الثَّمَانِيَةُ ارْغِفَةً أَرْبَعَةٌ وَعِشْرِينَ ثَلَاثًا أَكَلْتُمُوهَا وَأَنْتُمْ ثَلَاثَةُ الْفُسْ وَلَا يَعْلَمُ إِلَّا أَكْثَرُ مِنْكُمْ أَكَلًا وَلَا الْأَقْلَى فَعَمَلُونَ فِي أَكْلِكُمْ إِلَى السَّوَادِ قَالَ، بَلَى، قَالَ فَأَكَلْتُ أَنْتَ ثَمَانِيَةً أَثَلَاثَ وَإِنَّمَا لَكَ سَبْعَةٌ أَثَلَاثَ وَآكُلْ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةً أَثَلَاثَ وَلَهُ خُمُسَةُ عَشْرٍ ثَلَاثًا، أَكَلْ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَيَبْقَى لَهُ سَبْعَةٌ وَآكَلْ لَكَ وَاحِدَةً مِنْ سَبْعَةٍ فَلَكَ وَاحِدَةً بَوَاحِدَةٍ وَلَهُ سَبْعَةٌ سَبْعَةً فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ رَضِيْتُ الْآنَ -

لغوی تحقیق

زر بن حبیش ابو مریم اسدی کو فی عراق کے مشہور قاری حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب میں ہیں،

آپچی ساٹھ سالہ زندگی جاہلیت میں گزری اور ساٹھ ہی سال آپنے اسلام کے دور میں گزارے۔ ارغفہ - جمع رقیف - روٹی۔ طرح دت، طرحا الشی، پھینک دینا - نلتہ - نال نیل نیلا، پانا، حاصل کرنا - خیر، روٹی - مٹر، رسی۔

توضیح

زربن حبیش سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ دو آدمی دو پہر کا کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، ان میں سے ایک کے پاس پانچ چائیاں تھیں، اور دوسرے کے پاس تین چائیاں تھیں۔ جب دونوں نے کھانا اپنے سامنے رکھا ایک شخص ان کے پاس سے گذرا تو اس نے سلام کیا۔ تو ان دونوں نے کہا کھانے کیلئے بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ کھانے لگا اور انھوں نے مل جل کر کل آٹھ چائیاں کھائیں تو وہ شخص کھڑا ہوا اور ان دونوں کی جانب آٹھ درہم پھینک کر کہا کہ تم دونوں اسے لے لو اس کھانے کے بدلے میں جو میں نے تمہارا کھانا ہے وہ دونوں جھگڑنے لگے۔ اور پانچ چائیاں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے لئے تین۔ تین چائیاں والے نے کہا کہ میں بغیر نصف نصف کے راضی نہیں ہو سکتا اور دونوں نے اپنا مقدمہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت علیؑ نے تین چائیاں والے سے کہا تمہارے سامنے تمہارے ساتھی نے وہ سب کچھ پیش کیا جو اسے پیش کرنا تھا اور حال یہ ہے کہ اس کی دوروی تمہاری دوروی سے زیادہ تھی تو تین درہم پر راضی ہو جا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی نہیں راضی ہوں گا۔ میں راضی نہیں ہو سکتا مگر تین سے زیادہ پر حق کے اعتبار سے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حق کے ہر اعتبار سے تمہارے لئے صرف ایک درہم ہے، اور اس کے لئے سات۔ تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ امیر المؤمنین وہ میرے سامنے تین پیش کر رہا تھا جس پر میں راضی نہیں ہوا اور آپ نے مجھے اس کے لینے کا مشورہ دیا لیکن میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ حق کے اعتبار سے صرف ایک درہم واجب ہے۔ تو حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کہ اس نے تمہارے سامنے تین درہم مصالحت کے طور پر پیش کئے تو تم نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر حق کے مطابق اور تیرے لئے حق کے مطابق صرف ایک درہم ہے تو اس شخص نے کہا کہ آپ دلیل سے مجھے بتائیے حق کے مطابق تاکہ میں اسے قبول کروں تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا آٹھ چائیاں جو بیس کی تہائی نہیں ہوتیں۔ تم سمجھو نے اسے کھایا اور تم تین آدمی تھے اور تم میں سے زیادہ کھانیوالے کامل نہیں اور نہ کم کھانے والے کا، تو تمہیں کھانے میں برابری پر محمول کیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا کیوں نہیں، تو حضرت علیؑ نے فرمایا تو تو نے آٹھ تہائی کھائی اور تمہارے لئے تو ثلث تھے اور تمہارے ساتھی نے آٹھ تہائی کھائی اور اس سے پندرہ تہائی تھے۔ ان میں سے آٹھ تہائی اس نے کھائی اور اس کے سات تہائی بچ گئے اور تیری ایک تہائی اس نے نو میں سے کھائی تو تمہارے لئے ایک درہم ہے تمہارے ایک تہائی کے بدلے میں اور اس کے لئے سات درہم ہیں اس کے سات تہائی کے بدلے میں تو اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

عَدَمُ الْقِنَاعَةِ

بے صبری

قناعت کن اے نفس بداند کے
 کہ سلطان و درویش بینی کے
 اگر انسان قانع ہو غنی ہو دے دو عالم سے
 ہو اور حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے
 حکم ان بعض الاسواق عند مالک یا کل الخاص و يطعمه الخشكار فالف الرقيق من
 ذلك فطلب البيع فباعه وشرأه من ياكل الخشكار ويطعمه الخالة فطلب البيع فباعه وشرأه من
 لا ياكل شيئاً وخلق راسه وکان في الليل يجلسه و يضع السراج على راسه بدل لا من المنارة
 فاقام عنده و لم يطلب البيع فقال له النخاس لای شئی رضیت بهذه الحالة عند هذا مالک
 فی هذه المدة فقال اخاف ان يشتريني فی هذه المدة من يضع الفتيلة فی عيني عوضاً عن السراج

لغوی تحقیق

قناعت، ستوری سی چیز پر راضی ہونا۔ ص قانع۔ ج قنع۔ ارتقاء۔ جمع رقیق، غلام۔ رقی (من)
 رقا، غلام بننا۔ رقتہ، پتلا ہونا۔ لہ، رحم کرنا۔ خشکار، بے چھنا آٹا۔ الف (دس) انعامن البعار
 جو درار ہونا۔ مالک کرنا (دس) انفا، ناک پر مارنا۔ الخالة، سمبوسی۔ نخل (دن) نخل، آٹا چھاننا۔ النقیقہ، خیر خواہ
 کرنا۔ نخیلہ، خالص خیر خواہی، طبیعت۔ ج نخائل۔ خلق، (من) حلقاً، مونڈنا۔ حلاق، نامی۔ سراج، چراغ۔ ج سرج
 المنارة، روشنی کی جگہ، ڈیوٹ۔ ج مناور۔ نار (دن) نور، روشن ہونا۔ نخاس، غلاموں، جانوروں کی تجارت
 کرنیوالا۔ نخس (دس) نخسا، چونکا لگانا۔ الفتيلة، بتی۔ ج فتائل۔ قتل (من) قتل، رسی بٹنا۔

توضیح

بیان کیا گیا ہے کہ ایک غلام ایسے مالک کے پاس تھا جو میدہ (کی روٹی) کھاتا تھا اور اسے بے چھنا
 آٹا کھلاتا تھا، تو اس نے تنگی محسوس کی اسوجہ سے نتیجہ اس نے فروخت کی درخواست کی تو مالک نے
 اسے بیچ دیا اور ایسے شخص نے اسے خرید کر جو سمبوسی کھاتا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں کھلاتا تھا۔ پھر اس
 نے فروخت کی درخواست کی۔ مالک نے اسے بیچ دیا تو اسے ایسے شخص نے خرید کر جو کچھ بھی نہیں کھاتا تھا اور اس
 کا سر منڈ کر رات میں اسے بٹھا دیتا تھا اور اس کے سر پر ڈیوٹ کے بدلے میں چراغ رکھ دیتا تھا تو وہ اس
 کے پاس مقیم رہا اور پھر بیچنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تو غلام فروخت نے کہا کہ کس چیز پر تو راضی ہو گیا ایسی حالت میں اس
 مالک کے پاس اس مدت میں تو اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اس دفعہ مجھے ایسا آدمی خریدے گا جو میری آنکھ میں بتی
 ڈال دے گا چہرہ رخ کے بجائے۔

المسحی بالملك لا يخضع لغيره

بادشاہ نامی محسوس کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتا

لما استولى الاسكندر على ملك فارس كتب الى معلمه ابسطوا خذراية في ذلك فكتب اليه

الرای ان توزع ملکهم بینهم وکل من ولیتہ ناحیۃ سماء بالملک لا لفسید فلا بد ان یقع بینهم تغالب علی الملک فیعود حربهم لک حوفاً بینهم فان دنوت منهم دانوالک وان نأیت عنهم تعزوا ملک و فی ذلک شاغل لهم عنک و امان لاحد انهم بعد لک شیئاً فاعلم انہ الصواب و فرق القوم فی الممالک فسموا ملوک الطوائف فیقال انہم ما زالو مختلفین اربعاً لآسنۃ۔

لغوی تحقیق

استولی، غالب ہونا۔ الاسکندر ابن فیلفوس المقدونی الرومی یونانی حکمرانوں میں سے ایک مشہور بادشاہ تھا جو بلا درکثیرہ و مالک بغیرہ کو فتح کرنا ہوا اقصیٰ ہندو و اہل حدود چین و ترک تک پہنچ گیا تھا اس کی حکومت شرق و غرب دونوں جانبوں کو محیط تھی اسی لئے اس کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس نے داریوش، دارا بن داریا، بہمن بن اسفندیار بن ہشتاسف بن اہراسف کو قتل کرنے سے چھ سال قبل اور قتل کے چھ سال بعد بارہ سال تک حکومت کی ہے اور ۳۵۵ء بادشاہوں کو قتل کیا ہے، بارہ شہر تعمیر کئے ہیں، ہرا، مرو (بلاد خراسان میں)، سمرقند (بلاد صغد میں)، اسکندریہ (بلاد قبط میں) اسی کے آباد کئے ہوئے ہیں۔ جب یہ ہندوستان سے بابل کی طرف واپس ہوا تو راستہ میں کسی نے زہر دیکر ختم کر دیا و قیل ان بعض خدامہ اصحاب بہمن، اس کے انتقال کے بعد بطلیموس بن لافوس۔ اریداوس، الطبوخوس، سلوقس چاروں نے اس کے ملک کو چھوٹائی (۱) چھوٹائی (۲) تقسیم کر لیا۔ فارس۔ فارس ابن کیورث کی طرف منسوب ہے۔ ارسطو، ارسطاطالیس کا مخفف ہے۔ ارسطاطالیس نیقوما فیثاغوری کا لڑکا ہے۔ نیقوماخوس کا ترجمہ فاضل الخوصوم اور ارسطاطالیس کا ترجمہ نام الفضیلۃ ہے۔ ارسطاطالون کا شاگرد ہے اور وہ فیثاغورث کا اور وہ اصحاب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا۔ ارسطو کو سترہ سال کی عمر میں اس کے باپ نے افلاطون کے پاس چھوڑ دیا تھا چنانچہ یہ تقریباً بیس سال تک افلاطون کے پاس رہا اور اس سے علم حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ صار حکماً مبرزاً ایشقل علیہ۔ افلاطون کی توجہ اپنے تلامذہ میں سے زیادہ ارسطو ہی کی طرف رہتی تھی اور وہ اس کو عاقل کے لقب سے پکارتا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ ارسطو اپنے سب ساتھیوں پر فائق رہا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ یونان ارسطو ہی پر ختم ہو گیا۔ ارسطو سے مختلف لوگوں نے علم حاصل کیا مگر اس کے تلامذہ میں سے زیادہ فلسفہ حاصل کرنے والا اسکندریہ ہے جس نے ارسطو کے یہاں پانچ سال تک تعلیم پائی ہے، ارسطو نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب المناظر، کتاب الخطوط، کتاب الخلیل، شمع الکیان، کتاب السماء و العالم، کتاب الآثار العلویہ، کتاب الحيوان، کتاب النبات، کتاب النفس، کتاب الحس، الموسوس، کتاب الشباب و الهرم و غیرہ اسی کی ہیں، کتاب النفس ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا حکیم ابو نصر فارابی نے سورتبہ مطالعہ کیا تھا اور اس پر حکیم موصوف کی یہ عبارت تحریر تھی انی قرأت ہذا الکتاب مائة مرة، توزع، پرگندہ ہونا۔ القوم المال، آپس میں تقسیم کرنا۔ وزع، رت، من، وضعاً فلا یفلان، رکنا، منع کرنا۔ افردہ، یکسو ہونا۔ فرد (نہیں رک) فردا۔ والفرد، اکیلا ہونا۔ عقد، من، عقداً، بازہنا گردہ گانا۔ تاج، ٹوپی۔ ج تیجان۔ حربہم، لڑائی۔ ج حروب۔ حربہ، چھوڑنا نیزہ۔ ج حرب۔ نایت، نای بنای نایا دور ہونا۔ من، ناو

توضیح

جب اسکندر ملک فارس کا والی بن گیا تو اس نے اپنے استاد ارسطو کے پاس لکھا، اس سے مشورہ لے رہا تھا اس بار میں۔ ارسطو نے اپنی رائے لکھی کہ آپ اپنی سلطنت کو اصل فارس کے درمیان تقسیم کر دیجئے اور جسکو بھی کسی خطہ کا والی بنائیں اسے ملک کا خطاب دیدیجئے پھر اسے اس خطہ کی سلطنت میں الگ جھوٹ دیجئے اور اپنے سر پر تاج باندھ رہے اگرچہ اس کی سلطنت چھوٹی ہو چونکہ بادشاہ نامی کسی کے آگے نہیں جھکتا۔ (تذکرہ) بعض حضرات کو یہ سخت مغالطہ ہو گیا ہے کہ سکندر مقدونی ہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا ذکر قرآن کی سورہ کہف میں کیا گیا ہے، یہ قول بالتمام جہور علمائے سلف قطعاً باطل ہے کیونکہ قرآن کی تصریحات کے مطابق ذوالقرنین صاحب ایمان اور موصلاً بادشاہ تھا، اور سکندر مقدونی مشرک و جابر تھا جس کے شرک و ظلم کی صحیح تاریخ خود اس کے بعض امراء و درباریوں نے بھی مرتب کی ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں کہ سکندر یونانی کسی طرح بھی قرآن میں مذکور ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ حافظ عیاد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اسحاق بن بشر نے یہ روایت سعید بن بشیر قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر تھا اور یہ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھا لیکن اسکندر بن فیلیس مقدونی کو ذوالقرنین کہنے لگے ہیں جو رومی اور بانی اسکندریہ ہے مگر واضح رہے کہ یہ دو سرفرق ذوالقرنین پہلے سے بہت زمانہ بعد پیدا ہوئے۔ کیونکہ سکندر مقدونی حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال قبل ہوا ہے جس کا وزیر مشہور فلسفی ارسطو تالیس تھا اور اول ذوالقرنین مسلمان اور عادل بادشاہ تھا اور اس کے وزیر حضرت علیہ السلام تھے اور ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا فاصلہ ہے۔ پس کہاں یہ مقدونی اور کہاں وہ عربی سامی (تھیں)۔

التضمین العجیب

عجیب و غریب بنداشت

يَحْكِي أَنَّ الْحَيَّصَ بَيْصَ الشَّاعِرِ قَتَلَ جَرَّوْ كَلْبَةً فَأَخَذَ بَعْضُ الشَّعْرَاءِ كَلْبَةً وَعَلَّقَ فِي رَقَبَتِهَا رَقْعَةً
وَاطْلَمَهَا عِنْدَ بَابِ الْوَزِيرِ فَأَخَذَتْ الرِّقْعَةَ فَأَزَامَتْ كُتُوبَ فِيهَا هـ

يَا أَهْلَ بَغْدَادِ انْ حَيَّصَ بَيْصَ اتِّي أَبْدَى شِبَاعَةً، بِاللَّيْلِ مَجْتَرَا فَأَنْشَدَتْ أُمُّهُ مِنْ بَعْدِ مَا أَحْتَسِبَتْ أَقُولُ لِلنَّفْسِ تَأْسَاءً وَتَحْزِينًا كَلَامَهَا خَلَفَتْ مِنْ بَعْدِ صَاحِبِهَا	مَجْرَأَةُ الْبَسْتِ الْعَازِ فِي الْبَلَدِ عَلَى جَرَّوْ ضَعِيفَ الْبَطْشِ وَالْجَلَدِ دُمُ الْإِبْتِلَاقِ عِنْدَ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ أَخَذَتْ يَدِيَّ أَصَابَتْنِي وَلَمْ تُرِدْ هَذَا الْخِي حِينَ ادْعَوْكَ ذَاوَلْدِي
---	---

التضمین، شاعر کا دوسرے کے شعر کا اپنے کلام میں شامل کر لینا۔ حیص بیص، ابو الفوارس شہاب الدین

لغوی تحقیق

سعید بن محمد بن سعد بن صفی تہمی متوفی ۱۷۵ھ فصیح و بلیغ شاعر ہونیکے ساتھ ساتھ ایک بہترین شافعی فقیہ بھی تھے۔ مقام رنجی میں قاضی محمد بن عبدالکریم الوازن کے پاس اس نے فقہ حاصل کیا تھا مگر طبیعت پر شعر و شاعری غالب تھی۔ حیص بیص کے معنی شدت و اشتغال کے ہیں۔ بقول العرب: وقع فی حیص بیص۔ وہ ایسی گڑبڑی میں پڑ گیا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ قال امیہ بن ابی عائذہ: قد كنت غراجا و لو جاصیرفا ۛ لم تلتخصنی حیص بیص لحاص۔ اس نے ایک بار لوگوں کو سخت پریشانی میں مبتلا پایا تو کہنے لگا: اللناس فی حیص بیص؟ اسی وقت سے اس کا عرف حیص بیص ہو گیا۔ ومن حاسن شعرہ ۛ یا طالب الرزاق فی الافاق مجتهدا ۛ اقصر عناک فان الرزق مقسوم ۛ الرزق یسعی الی امرئ یطلبہ ۛ و طالب الرزق یسعی و هو محروم۔ ولاء ایضاً ۛ یا طالب الطلب من داء اصیب بہ ۛ ان الطیب الذی الملک بالدار۔ ہو الطیب الذی بجرى لعافیتہ ۛ لامن یدیب لک التریاق فی الماء۔ ولاء ایضاً ۛ الہ عمار ستأثر اللہ بہ ۛ ایہا القلب و درع عنک الحرق ۛ فقفار اللہ یدفعہ ۛ حول محال اذا الامر سبق۔ ولاء ایضاً انفق و لا تخش اقلأ لا فقد قسمت ۛ علی العباد من الرحمن الرزاق ۛ لا ینفع البخل مع دینا مولیتہ ۛ و لا یضر مع الاقبال الافاق۔ جروہ و درندہ کا بچہ جیسے کتا سمجھایا، شیر و غیرہ۔ ج اجریہ۔ کلبہ، کتیا۔ جرأۃ، دلیری۔ جرؤ (دک)، جرأۃ جرؤۃ علیہ: دلیری کرنا۔ ص جری۔ ج اجراء۔ عار: تنگ و شرم۔ جریو جرو کی تصغیر ہے۔ البطش (رن ض)، بطشاً بہ: سختی کے ساتھ پکڑنا۔ الجلد (دک)، جلادۃ جلودۃ، چالاک ہونا۔ اجبت۔ ثواب کی امید رکھنا۔ دم، خون۔ ج دما۔ ابلق، ابلق کی تصغیر ہے، چنگبر۔ القصہ: بے نیاز، ازل سے ابد تک باقی رہنے والی ذات، وہ ذات جس کے تمام لوگ محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ صمد (ن، ص)، صمد الہ الیہ: قصہ کرنا۔ تاساؤ: تعزیر۔ تعلیل یا حالت یا مفعول مطلق کی وجہ سے منصوب ہے۔

توضیح

منقول ہے کہ حیص بیص شاعر نے ایک کتیا کے پلے کو مار دیا تو ایک شاعر نے ایک کتیا کو پکڑ کر اس کی گردن میں ایک پرچہ لٹکا دیا اور وزیر کے دروازہ کے پاس پھوڑ دیا۔ پرچہ نکالا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا: اے بغدادی! وہ بیشک حیص بیص نے ایسی جرأت دکھائی جس نے عار پہنایا یا شہر میں اس نے رات شباعت ظاہر کی، جرأت دکھانا ہوا ایک کمزور اور ناتواں پلہ پر۔ پلہ کی مال نے اپنے بچے کے خون کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے جی کو تسلی دلانے کے لئے کہتی ہوں چونکہ میرے ایک ہاتھ کی تکلیف بلا ارادہ پہنچی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کا خلیفہ ہے جب میں اسے کسی پریشانی میں بلاؤں تو میرا بھائی ہے اور یہ میرا لڑکا ہے۔ (فائدہ) تضمین فن بدیع کی ایک عمدہ ترین صفت ہے جس سے کلام میں ملاحظہ آجاتی ہے۔ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام کو (زائد ہو یا کم)، اپنے کلام کے ساتھ اس طرح پیوند کرے کہ سامع یہ امتیاز نہ کر سکے کہ یہ کلام کسی اور کا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں آخری دو شعر ایک عربیہ عورت کے ہیں جس کے بھائی نے اس کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا۔ شاعر ثانی نے ان دو شعروں کی تضمین کر کے حیص بیص کی مذمت کی ہے۔ کیونکہ تضمین کے بعد مطلب یہ ہو گیا کہ وہ کتیا اس کی بہن ہے اور جس پلے کو اس نے قتل کیا ہے وہ اس کا بھانجہ ہے۔

اختلاف العلماء رحمۃ

علماء کا اختلاف باعثِ رحمت ہے

قال المتوکل يوماً لجلسائِهِ أَتَعْلَمُونَ اَوَّلَ مَا عَتَبَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی عِثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؟
فَقَالَ اَحَدُهُمْ : نَعَمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهُ لَمَّا قَبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الْوَيْلُ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلِی الْمَنْبَرِ دُونَ مَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِرْقَاةٍ ثُمَّ قَامَ عُمَرُو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
دُونَ مَقَامِ اَبِی بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِرْقَاةٍ ثُمَّ لَمَّا وُلِّیَ عِثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَعِدَ ذِرْوَةُ الْمَنْبَرِ فَانْكَرَ
الْمُسْلِمُونَ عَلَیْهِ ذٰلِكَ وَاِسْرَادُوا اَنْ یَّزِلَ دُونَ مَقَامِ عُمَرَ بِمِرْقَاةٍ فَقَالَ عِبَادَةُ الْمُتَوَكِّلِ : يَا اَمِيْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ! مَا اَحَدٌ اَعْظَمَ مِنْهُ عَلَیْكَ مِنْ عِثْمَانَ ، فَقَالَ : وَكَيْفَ ذٰلِكَ ؟ وَیْلَكَ قَالَ لِاَنَّهُ صَعِدَ
ذِرْوَةَ الْمَنْبَرِ فَلَوْنَاهُ كَمَا قَامَ خَلِیْفَةُ نَزَلَ عَنْ مَقَامٍ مِنْ تَقْدَامِ بِمِرْقَاةٍ كُنْتَ اَنْتَ تَخْطُبُ عَلَيْنَا فَوْبَارُ-

لغوی تحقیق

المتوکل۔ ابو الفضل متوکل باللہ ابن مقیم باللہ مولود شہزادہ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ جلساء جمع جلسین ہنشین
عتب (ن، ص) عتبا۔ علیہ کسی فعل پر سرزنش کرنا۔ قبض۔ المریض : قریب المرگ ہونا۔ (ض) قبضاً
بیدم، پکڑنا۔ قبضۃ مٹھی بھر لینا۔ منبر۔ ج منابر۔ مرقاة : سیڑھی کا پایہ۔ ج مراق۔ رقی : رقیہ، چڑھنا، منتر کرنا۔
ص راق۔ ج رقاۃ۔ صعد۔ ج صعود : چڑھنا۔ ص صاعد۔ صعيد : منی، زمین کا بلند حصہ۔ ذروة : بلندی۔ ج ذری۔
ذری (ن) ذرؤا، ہوا میں اڑ جانا۔ تخطب (ن) خطبہ : تقریر کرنا، خطبہ دینا (ک)۔ خطابة : لیکچر ہونا۔ صفت خطیب
متوکل نے ایک روز اپنے ہم نشینوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے سب پہلی بات کہ مسلمان حضرت عثمان
پر خفا ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
ہو گئی تو حضرت ابو بکرؓ منبر پر حضورؐ کے مقام سے نیچے تشریف فرما ہوئے، سیڑھی پر۔ اور حضرت عمرؓ حضرت

توضیح

ابو بکرؓ سے نیچے سیڑھی پر کھڑے ہوئے، پھر جب حضرت عثمانؓ کو دالی بنایا گیا تو منبر کی چوٹی پر چڑھ گئے تو مسلمانوں
نے اس پر تنقید کی اور انھوں نے حضرت عمرؓ کی سیڑھی سے نیچے اتارنے کا ارادہ کیا تو عباد نے متوکل سے کہا اے
امیر المؤمنین آپ پر حضرت عثمانؓ سے بڑا کوئی اور محسن نہیں ہے تو اس نے کہا اور یہ کس طرح ہے تم پر افسوس
ہے، تو حضرت عبادؓ نے فرمایا کہ چونکہ وہ منبر کی بلندی پر چڑھے اگر ہر آنے والا خلیفہ پہلے خلیفہ کے مقابل میں ایک
سیڑھی سے نیچے کھڑا ہوتا تو آپ ابھی کنویں میں تقریر کرتے ہوتے۔

(فائدہ) اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ مذہب اور شخص۔ مذہب جو عقائد اور اصول دین کی بابت
ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا اختلاف، اور شخص وہ ہے جو اعمال اور فروع دین میں ہو۔ لکھا قال علیہ السلام
اختلاف الامة رحمة۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے ازراہ طعن حضرت علیؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کو ابھی دفن

بھی نہ کہ پائے تھے کہ اختلاف میں پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے بنی کے کسی اصول میں اختلاف نہیں کیا بلکہ آپکی ہدایات کی بقاء کیلئے اختلاف کیا ہے۔ تم اپنی کہو کہ دریا کے پانی سے تمہارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اپنے بنی سے کہنے لگے "اجعل لنا الہا کما الہم الہیۃ" ویزامن الاجوبۃ المسکتہ۔

ضبط النفس عند کلام الاوغاد والازدال

رذیل اور کمینہ لوگوں کیساتھ بات چیت کرتے وقت نفس کو قابو میں رکھنا

۱۔ وفا کنیم دطامت کشیم و خوش باشیم : کہ در طریقت ما کافر نیست رنجیدن

قال محمد بلغنا عن علي رضي الله عنه انه بينما هو يخطب يوم الجمعة اذ حكمت الخوارج من ناحية المسجد فقال علي عليه السلام حق اريد بها الباطل، لن تمنعكم مساجد الله ان تدكروا فيها اسم الله، ولن تمنعكم الفئ ما دامت ايدكم مع ايد بنا ولن نقا تلکم حتى تقا تلونا ثم اخذ في خطبته ومعنى قوله حكمت الخوارج نذاؤهم بقولهم "ان الحكم الا الله" وكانوا يتكلمون بذلك اذا اخذ علي في الخطبة ليشوشوا خاطرهم، فانهم كانوا يقصدون بذلك نسبتها الى الكفر لرضاهم بالتكليم في صفتين ولهذا قال علي رضي الله عنه كلمة حق اريد بها الباطل يعني تكفيرا۔

لغوی تحقیق

ضبط (ن، ض، قوی ہونا۔ العمل، خوب مضبوط کرنا۔ اوغاد جمع وغد: کمینہ۔ وغدک) وغادۃ: ضعیف العقل ہونا۔ اوزال جمع رذیل: حقیر۔ رذل (ک، س) رذالۃ: قابل حقارت ہونا۔ ص رذل۔

ج رذل۔ حکمت: ان الحكم الا الله کہنا۔ خوارج جمع خارجی۔ ایک فرقہ ہے جو حضرت علی کو حق پر نہیں مانتا۔ رافضی بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت علی کے علاوہ دیگر خلفاء کو حق پر نہیں مانتا۔ یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے : ایک ہی بس لفظ سے ہے دونوں فرقوں کا خروج : خا و خرسے خارجی اور رائے خرسے رافضی الفی: مال غنیمت، سایہ، خراج۔ فاء رضى، فیتنا۔ لوٹنا۔ سایہ کا بٹ جانا۔ الغنیمۃ: غنیمت حاصل کرنا۔ لیشوشوا: الامر غلو کرنا۔ التحکیم: حکم کرنا۔ صفتین: مہذبات کے کنارے جانب غرب میں مقام رقبہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

توضیح : بیان کیا کہ میں حضرت علی کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ وہ جمعہ کے دن تقریر فرما رہے تھے کہ پالک خارجیوں نے ان الحكم الا الله کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ ایسی حق بات ہے کہ جس سے باطل کا امادہ کیا گیا ہم ہرگز نہیں رذیل گے تمہیں اللہ کی مسجدوں میں ذکر کرتے سے اور تمہیں

ہم نہیں روکیں گے مالی غنیمت سے جب تک تم ہمارے ساتھ رہو اور ہم تم سے قتال نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم ہم سے قتال کرو پھر انھوں نے تقریر جاری کی۔ اور حکمت الخوارج کا مطلب یہ ہے کہ خارجیوں کا اپنے قول ان الحکم الا للہ کے ساتھ مغرور گمانا اور وہ اس کا حکم کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ کی تقریر کے وقت تاکہ ان کے دل کو تشویش میں ڈالیں چونکہ خوارج اس قول سے حضرت علیؑ کو کفر کی جانب منسوب کیا کرتے تھے چونکہ حضرت علیؑ جنگ صفین میں حکم بنائے بر راضی تھے اسی بنیاد پر حضرت علیؑ نے فرمایا ”کلمۃ حق ارید بہا الباطل“ مراد اس سے لے رہے تھے اپنی تکفیر۔

﴿فأما﴾ جنگ صفین کا وقوع حضرت عثمانؓ کے قصاص کے داعیہ میں ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سودان بن حمران کی تلوار کے وار سے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ہے۔ اسی تاریخ سے امت میں فتنہ کا آغاز ہوا ہے۔ صورت یہ ہوئی کہ اہل شام جن پر ایک مدت سے امیر معاویہؓ حکومت کرتے چلے آ رہے تھے ان کے دہنوں میں یہ بات آ مار دی گئی تھی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین اصحاب علیؓ ہیں چنانچہ شام کے رؤساء، سردار اور سپاہیوں نے یہ قسم کھالی تھی کہ جب تک خلیفہ مقتول کا قصاص نہ لے لیں گے اس وقت تک نہ فرش پر سوئیں گے نہ اپنی بیویوں سے ملیں گے۔ حضرت علیؓ نے لہرہ سے کوفہ میں آ کر جریر بن عبداللہ بجلي کو امیر معاویہ کے پاس بیعت کیلئے بھیجا، امیر معاویہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور اہل شام نے تو صاف طور سے حضرت علیؓ کی بیعت سے نہ انکار کیا بلکہ یہ الزام لگا یا کہ وہ خود خلیفہ مظلوم کے قتل میں شریک یا ان کے قاتلین کے حامی ہیں۔ جریر نے واپس آ کر حضرت علیؓ کو شام کی کیفیت سنائی تو آپ کیلئے اب بجز اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ لشکر کشی کریں چنانچہ آپ فوج لیکر نکلے اور مقام نخجہ میں قیام کیا۔ جب امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی شامی فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جزیرہ کے راستے سے رقتہ پہنچے وہاں دریائے فرات کو عبور کیا، جب آگے بڑھے تو شامی فوجیں سامنے آ گئیں۔ دونوں لشکروں کے طلاویوں میں ایک خفیف سی جنگ ہو کر رک گئی، اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل خیمہ زن ہو گئے اور دونوں طرف سے نائنہ آتے جاتے رہے لیکن ہر بار گفتگو بے نتیجہ رہی یہاں تک کہ ۸ صفر ۳۵ھ کو حضرت علیؓ نے عام حملہ کا حکم کر دیا، فریقین پوری طاقت کے ساتھ میدان جنگ میں آ گئے اور ہولناک جنگ شروع ہو گئی۔ شامیوں کے پیادے حملوں سے عراقیوں کے میمنہ نے شکست کھائی، حضرت علیؓ نے میسوکو اپنا قراگاہ بنا دیا۔ وہاں سے بھی اہل مصر تاب نہ لا کر بھاگ گئے۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے کہا، ان لوگوں سے کہو کہ موت سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اشتر کے جوش دلائے سے مصری پھر پلٹے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفیں الٹ دیں۔ خونیر جنگ ہو رہی تھی کہ یکایک نیزوں پر قرآن اٹھا کر اہل شام پکارنے لگے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں کتاب اللہ ہے۔ عراقیوں نے قرآن دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہم کو کتاب اللہ کا فیصلہ منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندو! تم حق پر اپنا ہاتھ نہ روکو، فتح میں اب دیر نہیں ہے۔ انھوں نے قرآن اس نیت سے نہیں اٹھایا کہ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ یہ ان کی ایک چال ہے جس سے تم کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اہل عراق بولے کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی کتاب اللہ کی طرف بلائے اور ہم انکار کر دیں، مسعود اس کے ہمراہیوں

کہا کہ آپ کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کر لیجئے ورنہ ہم ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مجبوراً الرطائی بند کر دی گئی اور حضرت علیؑ نے اشعث بن قیس کو بھیجا کہ معاویہ کا مقصد دریافت کریں۔ امیر معاویہ نے کہا، ہم یہ جانتے ہیں کہ ایک بیچ تمہاری طرف سے اور ایک بیچ ہماری طرف سے مقرر ہو۔ وہ دونوں کتاب اللہ کی رو سے ہماری اور تمہاری نزاع کا فیصلہ کر دیں اور ہر فریق ان کے فیصلہ پر رضامند ہو جائے۔ اشعث بن قیس نے واپس آ کر حضرت علیؑ کو اطلاع کی، عراقیوں نے ایک زبان ہو کر کہا یہ صورت نہایت مناسب ہے چنانچہ رؤسائے عراق نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ کو بیچ منتخب کیا اور اہل شام کی طرف سے عمرو بن عاص مقرر ہوئے اور دونوں بیچوں نے فریقین سے عہد لکھوا لیا اس طرح اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوا جس میں نوے ہزار جانناز مسلمان مقتول ہو چکے تھے۔ عہد نامہ ثالثی کے لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ اپنی فوج کو لیکر دمشق روانہ ہو گئے، ادھر عراقیوں میں جس وقت اشعث بن قیس اس عہد نامہ کو سننے کیلئے نکلے تو بنی تمیم کے ایک سردار عروہ بن ادیہ نے کہا: قرآن کے فیصلہ میں تم نے آدمیوں کو کیوں ثالث مانا؟ ہم سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ جب کوفہ کے قریب آئے تو بارہ ہزار آدمی فوج سے الگ ہو کر مقام حمود میں خیمہ زن ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہمارا امیر شیش بن ربیع ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ ان کی فہمائش کیلئے بھیجے گئے ان لوگوں نے ان کے ساتھ بحث شروع کر دی، پھر حضرت علیؑ بھی پہنچ گئے اور پوچھا کہ تم لوگ کیوں جاری جماعت سے خارج ہو گئے؟

خوارج :- اس لئے کہ آپ اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنایا۔ حضرت علیؑ :- کیا میں نے تم کو پہلے اس ثالثی کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ تم لوگوں نے تو خود اصرار کر کے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ خوارج :- مسلمانوں کے خون کے معاملہ میں اشخاص کو ثالث ماننا کہاں سے درست ہے۔ حضرت علیؑ :- ہم نے اشخاص کو حکم مانا ہے ہمارا فیصلہ تو قرآن پر ہے۔ اشخاص اس کی رو سے حکم دیں گے۔ خوارج :- پھر اس فیصلہ کیلئے مدت مقرر کر نیکی کیا ضرورت تھی؟ حضرت علیؑ :- تاکہ اتنے عرصہ میں امت اس سے واقف ہو جائے، لوگوں کو غور و فکر کا موقع مل سکے اور صحیح راستہ پر آجائیں۔ خوارج :- ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا ثالثی قبول کرنا کفر تھا ہم اس کفر سے توبہ کرتے ہیں آپ بھی اگر تائب ہو جائیں تو ہم ساتھ چلنے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت علیؑ :- صرف چھ مہینے کی بات ہے شہر میں جلو اس درمیان میں خراج کی وصولیابی ہو جائیگی اور سواریاں بھی توانا ہو جائیں گی اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے۔ الغرض بڑی مشکلوں سے ان کو کوفہ میں لائے۔ (تاریخ امت مختصر)

شؤم الدار

گھر کی نحوست

قال عبد الملك بن عمير الكوفي: كنت عند عبد الملك بن مروان بقصر الكوفة، المعروف بدار الامانة

حَیْنَ جِئَ بِرَأْسِ مَصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَأَى قَدْ ارْقَعَتْ فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقُلْتُ
أَعَيْدُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، كُنْتُ بِهَذَا الْقَصْرِ بِهَذَا الْمَوْضِعِ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَلَمِيتُ
رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) بَنِي أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي هَذَا الْمَكَانِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيهِ
مَعَ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَرَأَيْتُ رَأْسَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ كُنْتُ فِيهِ مَعَ مَصْعَبِ
بْنِ الزُّبَيْرِ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْمُخْتَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ هَذَا رَأْسُ مَصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
عَبْدُ الْمَلِكِ مِنْ مَوْجِعِهِ وَأَمَرَ بِهَذَا الطَّاقِ الَّذِي كُنَّا فِيهِ.

لغوی تحقیق

شوم: بخوست (ک)، شامہ: بخوس و نامبارک ہونا۔ عبد الملک بن عمر بن سوید بنی کنفہ بنی عدی
متوفی ۳۳ھ عبد الملک بن مروان متوفی ۷۰ھ، ایک خلیفہ کا نام جس کے ہاتھ پر گویا ۳۵ھ
میں بیعت کی تھی۔ قصر: محل۔ حج قصور۔ مصعب بن الزبیر، انکی کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام
کے بھائی ہیں۔ جب حضرت عبداللہ کے والی تھے اس وقت انھوں نے ان کو عراق کا والی بنا دیا تھا۔ ۳۵ھ میں عبداللہ
اور ابراہیم اشتر خفی کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اشتر کے ساتھ سات آٹھ ہزار کوئی تھے اور عبداللہ کے ہمراہ چالیس ہزار
شامی، موصل کے قریب فریقین کا مقابلہ ہوا، اہل شام ہزیمت سے دوچار ہو گئے اور عبداللہ شہید ہو گئے۔ ہزم (ض) ہزما،
عمارت ڈھانا۔ الطاق: محراب۔ ج طیقان۔

(فائدہ اولیٰ) ابن ماجہ کے علاوہ ارباب صحاح نے امام مالک کی حدیث عن الزہری عن سالم وحمزة ابی عبداللہ بن عمر بن
ابیہار وایت کیا ہے، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان یکن الخیر فی شیء ففی ثلاث المرأة والدار والفرس (اگر کسی چیز میں خیر ہے
تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہے) ایک روایت میں ہے الشوم فی ثلاث للمرأة والدار والفرس کہ بخوست میں چیزوں میں ہے عورت
میں گھر میں اور گھوڑے میں۔ ایک اور روایت میں ہے الشوم فی اربع المرأة والدار والفرس والخدام۔ امام ابوداؤد نے حضرت انس
سے روایت کیا ہے قال قال رجل یا رسول اللہ انکافی دار کثر فیہا عدونا واماوالنا فتولنا الی دار قل فیہا عدونا واماوالنا فقال
ذرہا ذمیتہ (ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ تم ایک مکان میں رہتے تھے وہاں ہمارے
افراد اہل و عیال بھی کثرت سے تھے اور ہمارے پاس مال بھی کافی تھا ہم اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے
تو ہمارے افراد بھی کم ہو گئے اور مال بھی کم ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا، اس گھر کو چھوڑ دو اس حال میں کہ وہ بڑا ہے۔ اس
سے معلوم ہوا کہ بعض اماكن میں بخوست ہوتی ہے۔ علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالک بھی ہیں حدیث کو اسی پر محمول
کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بعض گھروں میں رہنا سہنا من جانب الشر باعث ضرر اور باعث ہلاکت ہے۔ بخاری و مسلم
کی روایت انما الشوم فی ثلاث الفرس والمرأة والدار سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھوڑے اور بعض عورتیں بھی بخوست ہوتی ہیں
لیکن جمہور علماء اس کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں میں بخوست کا اعتقاد شیوۂ اہل جاہلیت ہے۔ جیسا کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناظر ہے۔

مسند ابو داؤد طرابلسی میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں: الشوم فی ثلاث المرأة والدار والفرس "حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ پوری بات محفوظ نہیں کر سکے کیونکہ وہ آپؐ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپؐ فرما رہے تھے قاتل اللہ السہو ویقولون الشوم فی ثلاث المرأة والدار والفرس "پس ابو ہریرہؓ نے حدیث کا آخری حصہ سنا، شروع کا حصہ سننے سے رہ گیا۔ نیز عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث میں دیگر اشیاء کی طرح ان چیزوں میں بھی نحوست کی نفی موجود ہے۔ حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ہامہ، عدویٰ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے، اگر ہوتی تو گھر میں گھوڑے میں عورت میں ہوتی کہ یہ اس کے قابل ہیں لیکن ان میں نحوست نہیں ہے۔ رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر چھوڑ دینے کو فرمایا اسامہ خطابؓ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس مکان میں رہنے کے سبب نقصان اور خرابی کی جوابات ان کے دلوں میں جم گئی تھی اس کا ازالہ مقصود ہے تاکہ وہ شرک خفی میں مبتلا نہ ہوں، بدشگونی مقصود نہیں۔

(فائدہ ثانی) بعض اوضاع بعض احوال پر اور بعض اسماء بعض امور پر زوال ہوتے ہیں، تو اگر بعض کلمات صالحہ سے نیک فالی لی جائے مثلاً کوئی طالب امر کسی سے سنے یا واجباً نہیج یا کوئی مسانہ سے یا راشداً یا واجد الطریق یا کوئی بیار سے یا سالم تو ان امور مشروعہ سے نیک فالی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ نیک فالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جمرہ (یعنی چنگاری) آپؐ نے پوچھا: کس کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا شہاب کا (یعنی شعلہ) آپؐ نے پوچھا: کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا حترہ سے آپؐ نے پوچھا: کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا حترہ میں (یعنی سیاہ پتھری زمین گویا وہ جل کر کوئلہ ہو گئی ہے) آپؐ فرمایا

لے قال الحافظ الدیلمی ومن اعزب ما وقع فی تاویلہ مارویناہ بالاسناد الصحیح عن یوسف بن موسی القطان عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن سالم عن ابیہ ان ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البرکۃ فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ والدار قال یوسف سألت سفیان بن عیینہ عن معنیہ لہ الحدیث فقال سفیان سألت عن الزہری سألت عنہ سألنا فقال سالم سألت عنہ ابی عبد اللہ بن عمر سأل عن السبب صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان الفرس فہو مشرؤم واذ کانہ المرأۃ قد عرفت زوجاً غیر زوجہا فحنت الی الزوج الاول فی مشرؤم واذ کانہ الدار لبعیدۃ عن المسجد فلا یسمع فیہا الاذان والاقامۃ فی مشرؤم واذ کان بغیر ہذہ الصفات فہی مبارکات۔ وفی سنن ابی داؤد ومن حدیث فروۃ بن مسیک قال قلت یا رسول اللہ! ارض عندنا یقال لہا ارض ابین ہی ارض ریفنا ومیرتنا وانہا رجبۃ او قال وبارئ ہاشدیدۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعما عنک فان من القرف التلف قال ابن الاثیر القرف لانتسۃ الداء وماناۃ المرض والتلف الہلاکۃ، ونداء الیس من باب العدوی وانما ہو من باب الطب فان استصلاح البواء من اعون الاشیاء علی صحۃ الابدان وفساد البواء من اسرع الاشیاء الی الاستقام۔

گھروا پس جا کیونکہ تیرے گھر والے سب جل چکے ہیں۔ اس نے جاکر دیکھا تو واقعی سب جل چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک امیر کے زمانہ میں آسمان سے کچھ ستارے ٹوٹ کر گر گئے جس سے امیر کو بہت دہشت ہوئی۔ تو جمیل شاعر نے کہا۔
 نہی النجوم تساقطت : لرجوم اعداؤ الامیر۔ اس سے امیر نے نیک فالی لی اور جمیل کو انعام و اکرام سے نوازا۔
 (فائدہ کا ٹالکشا) قصہ مذکور میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسینؑ کا سر کٹ کر آیا، اور عبید اللہ کا سر مختار کے سامنے اور مختار کا سر مصعب کے سامنے اور مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے۔ یہ سارے انقلابات سلام سے اس وقت تک معنی صرف دس سال کے اندر اندر واقع ہوئے ہیں۔

توضیح

عبدالملک ابن عمیر کو فی نے بیان کیا کہ میں عبدالملک ابن مروان کے پاس کوثر کے مشہور محل دار الاماۃ میں تھا جس وقت کہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر لایا گیا اور عبدالملک ابن مروان کے پاس رکھا گیا عبدالملک نے مجھے دیکھا کہ میں کانپ رہا ہوں تو اس نے کہا: تجھے کیا ہو گیا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں اس محل میں اس جگہ پر عبید اللہ ابن زیاد کے ساتھ تھا تو میں نے حسین بن علیؑ کے سر کو اس کے سامنے اسی جگہ دیکھا تھا۔ پھر میں اس جگہ مختار بن عبید ثقفی کے ساتھ تھا تو عبید اللہ بن زیاد کے سر کو اس کے سامنے دیکھا، پھر مصعب ابن زبیر کے ساتھ تھا تو میں نے مختار کے سر کو ان کے سامنے دیکھا۔ پھر یہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر آپ کے آگے ہے۔
 مادی نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس محراب کو ڈھکا دینے کا حکم دیا جہاں ہم تھے۔

مَنْ عَادِي لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ

جو میرے دوست کے ساتھ دشمنی کرے گا میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے دوست کو اذیت دیکھا تو میں اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔ حضرات ائمہ نے کہا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ رب العزت نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کی تکلیف دینے کے اور سود خوری کے کہ اس کے بارے میں بھی فرمایا ہے فَإِنْ لَمْ تَنْفَعُوا فَأَنْذِرُوا يَحْزَبُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (اگر تم سود خوری سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ)

ذَكَرَ الشَّيْخُ الصَّفْوَى ابْنُ الْمَنْصُورِ بَلَّغَهُ أَنَّ سَفِيَانَ الثَّوْرِيَّ يَنْقِمُ عَلَيْهِ فِي عَدَمِ إِقَامَةِ الْحَقِّ فَلَمَّا تَوَجَّهَ الْمَنْصُورُ إِلَى الْحَجِّ وَبَلَّغَهُ أَنَّ سَفِيَانَ بِمَكَّةَ أَرْسَلَ جَمَاعَةً أَمَامَهُ وَقَالَ لَهُمْ حَيْثُمَا

وجدتم سفیان خذوة واصلبوه، فنصبوا الخشب ليصلبوا سفیان عليه وكان سفیان بالمسجد الحرام
وراسته في حجر الفضيل بن عياض ورجلاه في حجر سفیان بن عيينة فقبل له خوفًا عليه بالكلية
لا تشمت بنا الاعداء ثم فاختف فقام ومشى حتى وقف بالملتزم وقال ورث هذه الكعبة لا
يدخلها (يعني مكة) المنصور وكان وصل الى الحجون فزلقت به راحلته فوقع عن ظهرها
ومات من فوراء، فخرج سفیان وصلى عليه هذا اعلامه ۛ

لغوی تحقیق

عادی۔ معاداة، جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا۔ ولیا، دوست۔ ج اولیاء۔ لفظ ولی فاعل کا مبالغہ ہے
جیسے رحیم معنی راحم۔ علیم معنی عالم۔ اس صورت میں ولی وہ ہے جو عبادت خداوندی میں اس طرح
مستغرق ہو کہ عصیان و فتنہ کا نام تک نہ آئے۔ ولایت کیلئے یہ دونوں معنی ضروری ہیں چنانچہ ولی من جانب اللہ معصوم ہوتا
ہے پس جس شخص کا عمل از روئے شرع قابل اعتراض ہو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا شخص کھلا دھوکہ باز اور مغرور
ہے۔ ذکر الامام ابوالقاسم القشیری۔ اذنتہ، آگاہ کرنا۔ اذن (دس) اذنا، اجازت دینا۔ الحرب، لڑائی۔ ج حروب۔
حرب (ن) حرباً، سب کچھ چھین لینا۔ حارب، لڑائی کرنا۔ حربہ، چھوٹا نیزہ۔ ج حروب۔ الصقوی، صلاح الدین ابوالصفا
خلیل بن ایبک متوفی ۶۲۹ھ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے، التشبہ علی التشبیه کتاب اعیان المصری اعیان المصری
اعوان النصر۔ جان الجناس وغیرہ انھیں کی ہیں۔ منصور، ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ مشہور
عباسی خلیفہ ہے۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں سال ۱۸۵ھ میں ہوئی تھی۔ خلافت عباسیہ کیلئے جد و جہد اور اس کے انتظام و
اہتمام میں سفاح کا دست راست تھا جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کیلئے گیا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس
کے لئے بیعت لی اور اس کو صورت حال سے مطلع کیا۔ وہ واپس آ رہا تھا راستہ میں قاصد ملا، عجلت کے ساتھ انبار سنبھل کر
تخت نشین ہوا۔ منصور شجاعت، بیدار مغزی، علم اور مدبری کے لحاظ سے خلفائے عباسیہ میں سب سے فائق تر تھا، تمام
سے کبھی ٹھکنا نہ تھا۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج، تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے انصرام میں مصروف
رہتا تھا، عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور کو دیکھتا، شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا، عشاء کی نماز کے بعد اطراف
ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں انکو پڑھتا پھر سو جاتا، رات کے آخری حصہ میں ٹھکرا طینان کے
ساتھ سجد کی نماز پڑھتا، جب صبح صادق طلوع ہوتی تھی صبح میں فجر کی نماز پڑھتا، اس سے فارغ ہو کر ایوان خلعت
میں بیٹھ جاتا۔ ۱۸۵ھ میں حج کو جا رہا تھا راستہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل برمیمون میں پہنچ کر رذی الحج کو انتقال
کر گیا۔ مدت خلافت چھ دن کم بائیس سال رہی۔ سفیان الثوری، ابو عبداللہ بن سعید کوفی مولود ۸۰ھ متوفی
۱۶۱ھ مشہور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں جن کی دین داری، زہد و ورع جمع علیہ ہے۔ ینقم (رض، س) نقماً علی فلان
عیب لگانا، برا جاننا۔ فی عدم فی تقلید ہے جیسے حدیث میں ہے ان امرأة دخلت النار فی ہرة جسترہا اعدای لاجل
ہرة۔ اصلہ وہ (ن، ض) صلباً، سولی دینا۔ صلیب، جس پر سولی جائے۔ ج صلب۔ صلبان رک، صلابۃ، سخت

ہونا۔ صلب، سخت، ریڑھ کی ہڈی۔ ج اصلاب۔ فضلبوا (ض) نصبا، کھڑا کرنا، گاڑنا (س) نصبا، ٹھکانا۔
 نصب، کھڑی کی ہوئی چیز، بت۔ ج انصاب۔ نصیب، حصہ۔ ج انصبہ۔ انصبا۔ الخشب، موٹی لکڑی۔ ج خشب (ض) خشبا، لانا، صاف کرنا۔ حجر، گود۔ ج حجر۔ حجر (ن) حجر، روکنا۔ حجر، پتھر۔ ج احجار فضیل بن عیاض
 ابو علی تمیمی یرویعی۔ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابی دردمین نشوونما پائی اور ایک مدت تک
 کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث میں تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعی، یحییٰ القطان، ابن مہدی وغیرہ
 ہیں۔ پہلے قطاع الطریق تھے پھر بادی الطریق اور مقتدی نے اور ایسے باخدا ہوئے کہ علی رازی نے فرمایا کہ میں تیرے
 سال آپ کی صحبت میں رہا مگر کبھی نہ سنے نہیں دیکھا مگر اس روز جبکہ آپ کے صاحبزادے علی فوت ہوئے۔ میں نے
 سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی، میں نے بھی اسکو پسند کیا، وفات میں سفیان بن عیینہ۔ ابو محمد بن عمران۔ مشہور محدث فقیہ
 حافظ آٹھویں طبقہ کے کبار و اعیان میں سے تھے۔ ۱۵ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا ہوئے، چار سال کی عمر میں قرآن پاک
 پڑھ لیا، والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظم سے حدیث اور فقہ
 حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب ہی پہلے مجھے محدث بنایا۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالک نہ ہوتے
 تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ آپ نے اپنی عمر میں ستر حج کئے۔ آخری حج کے موقع پر فرمایا کہ ہر مرتبہ دعا کرتا رہا کہ بار الہا! یہ
 حاضری آخری حاضری نہ ہو جائے، لیکن اب اتنی دفعہ سوال کے بعد سوال کرنے سے شرم آرہی ہے۔ چنانچہ اسی سال
 (۱۹۸ھ) وفات ہو گئی۔ لاشتمت، اشته الشرب و دہ، دشمن کے غم سے خوش کرنا۔ شمت (س) شمتہ، کسی
 کی مصیبت پر خوش ہونا۔ ص شامت۔ ج شامت۔ اختف۔ اختفا سے امر حاضر ہے پوشیدہ ہونا۔ الملتزم، دیوار
 کا وہ حصہ جو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے۔ الحجون، ایک پہاڑی ہے۔ زلفت (ن، س) زلفاً، پھسلنا۔
 شیخ صفوان نے بیان کیا ہے کہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان ثوری اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں
 حق کے قائم نہ کرنے کی وجہ سے۔ جب منصور حج کے لئے گیا اور اسے سفیان کے مکہ میں ہونے کا علم
 ہوا تو ایک جماعت کو اس نے آگے بھیجا اور ان سے کہا جہاں تم سفیان کو پاؤ اسے پکڑ کر سولی دیدو
 تو انہوں نے لکڑی گاڑی تاکہ اس پر سفیان کو سولی دیدیں۔ سفیان مسجد حرام میں اس طرح تھے کہ ان کا سر
 فضیل ابن عیاض کی گود میں اور ان کے دونوں پیر سفیان ابن عیینہ کی گود میں تھے تو ان سے ان پر اندیشہ کرتے
 ہوئے کہا گیا کہ ہماری وجہ سے دشمنوں کو خوش نہ کیجئے، اٹھ کر چھپ جائیے۔ وہ اٹھ کر چلے گئے یہاں تک کہ ملزم
 کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا قسم ہے اس کعبہ کے رب کی کہ یہ نہیں داخل ہو گا یہاں عیینہ کے مکہ میں منصور
 چنانچہ منصور مقام حجوں تک پہنچا تھا کہ اچانک اس کی سواری پھسل گئی، وہ اس کی پیٹھ پر سے گر گیا اور فوراً مر گیا۔
 سفیان نکلے اور اس پر نماز پڑھی۔ یہ سب شیخ صفوی کا کلام ہے۔

توضیح

وكتب زياد الى معاوية: قد اخذت العراق بميمني وبقيت شمالي فارغة يعترض لنا بالحجاز

فلبلغ ذلك عبد الله بن عمر (رضي الله عنهما) فرفع يداً الى السماء وقال اللهم ألفنا شمال زياد فخرجت في شماله فرحة فقتلت.

لغوی تحقیق

زیاد بن سمیہ۔ اس کی تشریح گذر چکی ہے۔ شمال: بائیں ہاتھ۔ عبداللہ بن عمر ابو عبد الرحمن بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئے، غزوہ خندق، صلح حدیبیہ میں شریک رہے البتہ غزوہ احد میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ آپ کثیر روادے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۳۳۷ یا ۳۳۸ میں وفات پائی ہے۔ قرعہ بھڑا جس میں پیو اور زیاد نے امیر معاویہ کو لکھا کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ میں کر لیا ہے اور بائیں ہاتھ خالی ہے۔ وہ حجاز کے بارے میں انھیں تعریفیں کر رہا تھا۔ اس کی خبر عبداللہ ابن عمر کو پہنچی تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھلے کہ اے اللہ ہماری کفایت فرما زیاد کے بائیں ہاتھ سے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زیاد کے بائیں ہاتھ میں بھڑا نکلا جس نے اسے مار ڈالا۔

توضیح

عرض الحديث على كتاب الله

کتاب اللہ کے سامنے حدیث کا پیش کرنا

دخل الزهري على الوليد بن عبد الملك فقال: ما حديث يحد ثنا به اهل الشام؟ قال وما هو يا امير المؤمنين؟ قال يحد ثونا ان الله اذا استرعى عبداً ارعيت، كتب له الحسنات ولم يكتب له السيئات، قال باطل يا امير المؤمنين! اني خليفه اكرم على الله ام خليفه غيري؟ قال بل خليفه نبي. قال: فان الله يقول لنبي داود: يا داود انا جعلناك خليفه في الارض، فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب فلهذا وعيد يا امير المؤمنين! لنبي خليفه فما ظنك بخليفه غير نبي؟ قال: ان الناس ليغفرونا عن ديننا.

لغوی تحقیق

عرض: پیش کرنا۔ عرض: آبرو۔ ج اعراض۔ عرض: سامان۔ ج عروض۔ عرض (رض): پیش کرنا۔ الزہری: ابو جبر محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی، مدنی حجاز اور شام کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی جلالت شان پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ بقول خلیفہ ۳۸۷ میں وفات پائی۔ ولید بن عبد الملک خلفاء بنو امیہ کا چھٹا خلیفہ ہے۔

جس نے مسجد اقصیٰ اور جامع دمشق وغیرہ تعمیر کی ہے۔ توفی ۹۶ھ۔ استرعی، رکھوالی اور گہانی چاہنا۔ لیغزو نا۔ لام برائے تاکید ہے۔ یغزون۔ جمع غائب ہے، دھوکہ دینا۔ اغتراراً، دھوکہ کھانا۔ غتر دن، دھوکہ دینا۔ باعزک بفلان، تو نے اس پر دلیری کیوں کی (دس) غزارۃ: شریف ہونا، ناجح رہ کار ہونا۔ غزاً، غزۃ، غزارۃ، خوبصورت سفید رنگ والا ہونا۔

توضیح

امام زہری ولید بن عبد الملک پر داخل ہوئے تو ولید نے کہا، کیا حدیث ہے جو اہل شام ہم سے بیان کرتے ہیں۔ امام زہری نے فرمایا امیر المؤمنین وہ کیا ہے۔ ولید نے کہا وہ ہم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنے رعایا کا نگران بناتا ہے تو اس کے لئے بھلائی لکھتا ہے اور برائیاں نہیں لکھتا۔ امام زہری نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ حدیث باطل ہے کیا وہ نبی جو خلیفہ ہو زیادہ باعزت ہے اللہ کے نزدیک یا وہ خلیفہ جو نبی نہ ہو؟ ولید نے کہا کہ بلکہ وہ خلیفہ جو نبی بھی ہو تو امام زہری نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرما رہے ہیں یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ نبی داؤد فاحمل بین الناس بالحق (الانبیاء) معنی اے داؤد ہم نے تمہیں روسے زمین پر خلیفہ بنایا تو تم لوگوں کے درمیان حق فیصلہ کرنا اور ہوائے نفس کا اتباع نہ کرنا کہ وہ تمہیں پٹا دے اللہ کی راہ سے، یقیناً اللہ کی راہ سے جو جھگڑے ہوئے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے چونکہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا، تو یہ وعید ہے اے امیر المؤمنین ایسے نبی کیلئے جو خلیفہ ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے اس خلیفہ کے بارے میں جو نبی نہ ہو۔ تو ولید نے کہا کہ بیشک لوگ ہیں ہمارے دین کے بارے میں دھوکہ دیدیئے ہیں۔

التلمیح

لطیف اشارہ

كل صاحب الحدائق ان الفتح بن خاقان ذكر ابن الصائغ في تلائد العقيان فقال فيه امر مدعي الدين وكمد نفوس المهتدين لا يتطهروا من جنائية ولا يظهروا حيايل انابة فبلغ ذلك ابن الصائغ فمضى يوماً على الفتح بن خاقان وهو جالس في جماعة فسلم على القوم وضرب على كفت الفتح وقال انها شهادة يا فتح ومضى ولم يدرك احد ما قال للفتح فتغيروا لونه فقيل له ما قال لك فقال اني وصفتكم كما تعلمون في تلائد العقيان فما بلغت بذالك عشي ما بلغ هو مني بهذه الكلمة فانه اشار بها الى قول المصنعي

واذا انتك مذمتي من ناقص • فهي الشهادة لي باسني كامل

لغوی تحقیق

کنج، اشارہ کرنا۔ فتح ابو نصر محمد بن عبد اللہ بن خاقان قیس اشبیل۔ ایک بہت اچھا دویا اور تازہ نئی شخص تھا جس نے قلائد العقیان، مطح الانفس و مسرح الناس فی ملح اہل الاندلس وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ارمہ: آشوب چشم والا۔ کمد: سخت اندوہگیں۔ کمد (دس) کمد: غم کی وجہ سے بیمار دل ہونا۔ خاکیں: جمع خیلہ، علامت۔ کتف: کندھا۔ ج اکثاف: کتف (دس) کتفا: بڑے کندھوں والا ہونا۔ الرطل: بٹکیں کسنا۔ کتیفہ: دروازے کی چٹنی۔ ج کتا کتف۔

توضیح

صاحب حدائق نے یہ نقل کیا ہے کہ فتح ابن خاقان نے ابن صالح کا قلائد العقیان میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کے دین کی آنکھ خراب ہے اور یہ ہدایت یافتہ لوگوں کی رو میں علین ہیں چونکہ وہ نہ جنایت سے پاک ہو سکتے ہیں اور نہ انابت الی اللہ کی کوئی علامت رونما ہوتی ہے۔ یہ بات ابن صالح تک پہنچی وہ ایک دن فتح ابن خاقان کے پاس سے گزر رہا تھا اور فتح ابن خاقان مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے لوگوں کو سلام کیا اور فتح کے کاندر سے پر مارا اور کہنے لگا کہ یہی شہادت ہے اسے فتح اور چلتا بنا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ فتح سے اس نے کیا کہا۔ اس کے بعد فتح کا رنگ متغیر ہوا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا کہا تو ابن خاقان نے کہا جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں نے قلائد العقیان میں اس کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کو سمجھ نہیں سکا اپنی باتوں کے ذریعہ جانتا کہ وہ میرے متعلق اس بات کے ذریعہ پہنچا ہے چونکہ اس نے اشارہ کیا ہے اپنی بات کے ذریعہ مبنی کے شعر کی جانب۔ شعر جب مجھ تک میری برائی کسی ناقص آدمی سے پہنچے تو میرے لئے شہادت ہے اس بات کی کہ میں کامل ہوں۔ (فائدہ) اہل بدیع کی اصطلاح میں کسی قصہ معلومہ یا نکتہ مشہورہ یا شعر معروف یا مثل سائر کی طرف اشارہ کرنے کو تلحیح کہتے ہیں جیسے ابو تمام کا یہ شعر فواللہ ما درمی احلام نامم ۛ المیت بنا نام کان فی الرکب یوشع (ترجمہ شعر) بخدا میں نہیں جانتا کہ سولے والے کے خواب پر نازل ہو گئے یا قافلہ میں حضرت یوشع ہیں۔ شاعر نے رحلت کنندہ اجار کے ساتھ اپنے ملاقاتی ہونے کو اور رات کی تاریکی کے پردے سے محبوب کے سورج جیسے چہرہ کے طلوع ہونے کو ذکر کیا ہے پھر اس کو نادر اور عجیب سمجھ کر تجاہلًا بطریق حیرت کہتا ہے کہ کیا یہ کوئی خواب ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قافلہ میں حضرت یوشع آ موجود ہونے کی ایسی دعا سے سورج غروب ہونے سے رک گیا۔ اس میں حضرت یوشع بن نون کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ قوم جابرہ سے جمعہ کے روز جہاد کر رہے تھے، سورج غروب ہونے لگا، فتح میں کچھ دیر تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اگر سورج فتح سے پہلے غروب ہو گیا تو لڑائی ختم کرنی پڑے گی، کیونکہ سینچر کے روز لڑائی ممنوع تھی۔ پس آپ نے سورج کے ٹھہر جانے کی دعا کی اور وہ قبول ہوئی، سورج رک گیا اور آن کی آن میں کفار پر فتح ہو گئی۔

وَادُ الْبَنَاتِ

لوگوں کو زندہ درگور کرنا

اَوَّلُ مَنْ مَنَعَ عَنِ الْوَادِ صَعَصَعَةُ بْنُ نَاجِيَةَ جَدُّ الْفَرَزْدَقِ وَذَلِكَ اَنَّهُ اَصْلُ نَاقَتَيْنِ لَهُ فَخَرَجَ فِي بَغَاتِهِمَا فَلَمَّا اجْتَنَى اللَّيْلَ رَفَعَتْ لَهُ نَارًا مَظْهَرًا فَاشْتَبَهَ وَامْرَأَةً مَاحِضٌ فَلَمْ يَفْرَدِ الشَّيْخَ فَسَأَلَ عَنْ النَّاقَتَيْنِ فَقَالَ وَجَدْتُهُمَا وَقَدْ احْيَا نَا اَللَّهُ بِهِمَا ثُمَّ قَالَ الشَّيْخُ لِنِسَاءٍ كُنَّ عِنْدَهُ اِنْ جَاءَنَا غَلَامٌ فَمَا اَدْرِي مَا اصْنَعُ بِهِ وَاِنْ جَاءَ تَنَا جَارِيَةً فَاقْتُلْتَهَا وَلَا تَسْمَعْنَ صَوْتَهَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَاشْتَرَاهَا صَعَصَعَةُ بِنَا قَتِيْدَةً وَجَمَلَةً الَّذِي رَكِبَهَا فِي طَلَبِهَا وَجَعَلَ ذَلِكَ سَنَةً فَكُلُّ مَنْ ارَادَ اَنْ يَبْنِيَ اَبْنَةً لَهُ جَاءَهُ فَاشْتَرَاهَا مِنْهُ بِلَقْعَتَيْنِ وَجَمَلٍ فَجَاءَ الْاِسْلَامُ وَقَدْ فَنِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ مَوْوَدَّةً -

لغوی تحقیق

وَأَوَّلُ مَنْ مَنَعَ عَنِ الْوَادِ - البنت، لڑکی کو زندہ درگور کرنا۔ وئیدہ، مَووَدہ، زندہ درگور کی ہوئی لڑکی۔ صَعَصَعَةُ بْنُ نَاجِيَةَ - صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد کہا: یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کئے ہیں کیلئے مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا کیا کام کئے ہیں؟ انھوں نے کہا تین سو بیچوں کو ایک ایک اونٹ اور دو دواؤں مٹنیوں کے عوض خرید کر زندہ کیا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا مِنْ بَابِ التَّوَكُّلِ اَجْرُهُ اِذْ مَنَعَ الشَّيْخَ عَنِ الْاِسْلَامِ؟ وفیہ یقول الفرزدق مفتخرًا به واما الذی منع الوادئاً: بَدَّ وَاِحْيَا الْوَدَّ فَلَمْ يُوَدَّ - جد: دادا۔ ج اجداد۔ جَدُّ (رض) جد: ا، عالی مرتبہ ہونا۔ جَدَّ: کوشش کرنا۔ الفرزدق: ابو فراس ہمام بن غالب بن صاعصہ۔ مولود ۳۳۸ھ۔ متوفی ۳۸۸ھ۔ فرزدق: سفہل کے وزن پر ہے، اس روٹی کو کہتے ہیں جو تنور میں گر جائے، و بر قول بعض بارہ از خمیر۔ فرزدق اور اس کا بھائی اخطل دونوں اچھے شاعر تھے، جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تھا تو اہل کوفہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت حسن نے فرزدق سے کہا یا ابافراس! ما اعدت لهذا اليوم؟ قال شهادة ان لا اله الا الله منذ ثمانين سنة۔ ایک مرتبہ سلیمان بن عبد الملک نے اس کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ہے فبتن بجانہی مصرعات x دبت افض اغلاق الختام۔ کہا: کجنت تجھ پر تو حد واجب ہو گئی۔ اس نے جواب دیا۔ امیر المؤمنین! خدا نے فانیتم یقولون لا یفعلون فرما کر مجھ سے حد معاف کر دی۔ ایک مرتبہ یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے حضرت حسن سے پوچھا کہ اگر کوئی لاواللہ علی والی اللہ کے ساتھ قسم کھائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا: تم نے اس بارے میں میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہے فلست بما خوذ بلخو قولہ: اذالم تعد عادات العزائم۔ حضرت حسن نے کہا بہت خوب، پھر کسی نے پوچھا کہ ایک عورت کو اس کے خلیل کے ساتھ قید کیا گیا اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا اس کی بابت تم نے میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: کونسا قول؟ اس نے کہا ہے وذات خلیل انکھتیار ما حنا: حلال لمن ینبی بہا لم تطلق۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ہم تو آپ کو شاعر سمجھتے تھے مگر آپ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی ہیں۔ بَغَاتِهِمَا، جستجو، تلاش۔ بَغَى (رض) بَغَاؤُ:

بغیا، بغیۃ، طلب کرنا، ظلم کرنا۔ ص باغ۔ ج بغاۃ۔ بغیۃ، مطلوب۔ اجزۃ اللیل، رات کی تاریکی نے اس کو چھپالیا۔
اتھا دن، اٹا، قصد کرنا۔ اماۃ، امام بننا۔ ما خض۔ مخضت (س) مخاضا المرأة، درد زہ میں مبتلا ہونا۔ ص
ما خض، چموا خض۔ نخض۔ لقتحین۔ لقتہ۔ بہت دودھ دینے والی اونٹنی۔ ج لقع۔ لقاہ۔ لقت (س) لقاۃ، الناقة
حاملہ ہونا۔ ص لاق۔ لقاہ۔ فدی (ض) فداء، مال دیکر چھڑالینا۔

توضیح

زندہ درگور کرنے سے پہلے صمصم ابن ناجیہ نے روکا جو فردق کا دادا ہے اور وہ اس طرح کہ
صمصم نے اپنی دواؤں میں گم پائی۔ اس بنا پر وہ انکی تلاش کیلئے نکلا۔ جب رات تاریک ہو گئی
تو اس کیلئے بلندی پر ایک آگ دکھائی دی، وہ آگ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا ہے
اور ایک درد زہ میں مبتلا عورت ہے اس نے سلام کیا تو اس بوڑھے نے جواب دیا کہ میں نے انھیں دیکھا ہے
اور اللہ نے ہمیں ان دونوں کے ذریعہ زندہ کیا ہے۔ پھر بوڑھے نے اپنے پاس موجود عورتوں سے کہا اگر ہمارا لڑکا
پیدا ہو تو مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو میں اسے قتل کر دوں گا
اور اس کی چیخ و پکار کو سنیں سنوں گا۔ آخر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کو صمصم نے اپنی دواؤں میں اور اس اونٹ کے
بدلے میں اس لڑکی کو خرید لیا جس پر وہ سوار تھا دواؤں کی تلاش کیلئے۔ اور اس کو طریقہ بنا لیا کہ جو شخص
اپنی لڑکی کو زندہ درگور کر لیا ارادہ کرتا تھا وہ اس کے پاس آکر اس سے اس لڑکی کو دواؤں میں اور ایک اونٹ
کے بدلے میں خرید لیتا تھا پھر اسلام آیا جبکہ وہ تین سولہ لڑکیوں کو جو زندہ درگور ہوئیں ان میں سے چھڑا چکا تھا۔

الفصل بین التانیث اللفظ والمعنوی

تانیث لفظی اور تانیث معنوی کے درمیان فرق :

ذُكِرَ أَنَّ قَتَادَةَ دَخَلَ الْكُوفَةَ فَالْتَفَّ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ سَلُّوا عَمَّا شَبَّهْتُمْ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ
حَاضِرًا وَهُوَ غَلَامٌ حَدِيثُ السَّنَنِ فَقَالَ سَلُّوهُ عَنْ مَثَلَةِ سُلَيْمَانَ أَكَاثُ ذِكْرًا أَمْ أُسْتَيْ فَسَأَلُوهُ فَأَخْبَمَ
فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَأَنْتَ أَنْتَ فَقِيلَ لَهُ مِنْ أَيْنَ عَرَفْتَ فَقَالَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَهُوَ
قَوْلُهُ قَالَتْ مَثَلَةٌ وَلَوْ كَانَ ذِكْرًا لَقِيلَ قَالَتْ مَثَلَةٌ وَذَلِكَ أَنَّ الْمَثَلَةَ مِثْلَ الْعَمَامَةِ وَالشَّاةُ فِي وَقْعِهِمَا
عَلَى الذِّكْرِ وَالْإِنْثَى فَيُمَيِّزُ بَيْنَهُمَا بِعِلَامَةٍ خَوْقُولِهِمْ حَمَامَةً ذَكَرٌ وَحَمَامَةٌ أُنْثَى يَعْنِي أَنَّ التَّانِيثَ
لَفْظِيٌّ وَمَعْنَوِيٌّ وَالْفَرْقُ لَا يُعْتَدَرُ فِي الْحَقِّ عِلَامَةُ التَّانِيثِ بِالْفِعْلِ الْبَتَّةَ بِدَلِيلٍ أَنْهُ لَا يَجُوزُ
قَامَتْ طَلْحَةُ وَلا حَمْرَةُ عَلَيَّ مَذْكُورَتَيْنِ أَنْ يَكُونَ الْحَقُّ أَنَّهَا هُوَ التَّانِيثُ الْمَعْنَوِيُّ۔

لغوی تحقیق

فالتف علی القوم، جمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ التف النبات، گنجان ہوا۔ اللف، پارٹی، گروہ،

گنجان باغ - ج الفات (ن) لفظاً، الشئ، لپیٹنا، جمع کرنا۔ تلاف القوم، باہم ملنا۔ الفاظ، جو چیز کسی چیز پر لپیٹی جائے
دل پر لپیٹی ہوئی چربی۔ ج لفائف۔ ابو حنیفہ، امام الامم، سراج الامم، حافظ الحدیث، سید الفقہاء، نعمان بن ثابت
فارس کے مشہور صاحب عزت و ثروت خاندان سے تھے، آپ کے دادا حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمان ہو چکے
تھے۔ آپ سنیہ میں عبداللہ بن مروان کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اس وقت بہت سے
بجایہ کو پایا جو کوفہ میں تھے۔ یہ فضیلت آپ کے معاصر ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ آپ کے عہد، عطار بن ابی رباح
رباح، سالم بن عبداللہ بن سلیمان، حماد جیسے مایہ ناز محدثین و فقہاء سے ذخیرہ احادیث جمع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر مکی
نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اسانذہ سے حدیث حاصل کی ہے۔ آپ توسط تہ، خوشرو
شیریں اور بلند آواز، نہایت ذہین، مجدد متقی، خدا ترس، شب بیدار تھے۔ ۳۲ھ میں مسند اجتہاد پر جلوہ افروز
ہوئے۔ چالیس برس کی عمر میں یہ سلسلہ شروع ہوا تو حماد کے پرانے شاگرد حنفی کہ آپ کے بعض استاذ بھی آپ کے درس
میں شریک ہونے لگے۔ آپ نے ماہ رجب ۳۷ھ میں وفات پائی، کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بقیہ مدین
خیزران کے مقبرہ میں دفن ہوئے، سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۵ھ میں اس پر ایک قبرا اور اس کے قریب
ایک مدرسہ بنوا دیا۔ غلام، نوجوان، حلقہ بگوش۔ ج غلمان۔ نمٹہ، چوٹی۔ ج نمال۔ آفحم، خاموش کر دیا گیا۔
فحم (ن)، فحما، جو اسے ساقط ہونا رک، فحومہ، کالا ہونا۔ فحم، فحیم، کوئلہ۔ افحمہ، خاموش کر دینا۔ الجواب الفحم،
خاموش کن جواب۔ الحماۃ، کبوتر (نزدادہ)

مذکور ہے کہ حضرت قتادہ کوفہ آئے تو ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا جو چاہو سوال کرو۔
امام ابو حنیفہ موجود تھے، اس وقت نو عمر بچہ تھے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی چوٹیوں
کے بارے میں پوچھئے کہ وہ مذکر تھی یا مؤنث۔ لوگوں نے پوچھا تو وہ خاموش ہو گئے تو امام ابو حنیفہ

توضیح

نے فرمایا کہ وہ مؤنث تھی، تو ان سے پوچھا گیا آپ کہاں سے جانا تو فرمایا اللہ کی کتاب سے۔ اور اللہ کا ارشاد ہے قالت نملة
اگر مذکر ہوتا تو کہا جاتا قال نملة۔ اور یہ نملة مثل حمامہ کے ہے شاة کے ہے۔ ان دونوں کے واقع ہونے میں مذکر
و مؤنث پر تو ان کے درمیان علامت ہوتا ہے جیسے ان کا قول حمامہ مذکر اور حمامہ مؤنث۔ مقصد یہ ہے کہ
تائیت ایک لفظی ہے اور ایک معنوی۔ تائیت لفظی کا اعتبار نہیں ہوتا تائیت کی علامت لاحق ہونی کا فعل کیسا تھا
بالکل۔ دلیل یہ ہے کہ جائز نہیں ہے قامت طلحہ اور نہیں جائز ہے قامت حمزة، دونوں مذکر کے نام ہیں۔ تو
متعین ہو گیا کہ علامت تائیت کا لاحق ہونا تائیت معنوی کی وجہ سے ہے۔

الکناۃ

کنایہ

لقی سلطان الطاق مجلداً من الخواصج و بیدہ سلیف فقال لہ الخارحی واللہ لاقتلتاھ اوت بلا
من علی فقال انا من علی ومن عثمان بنی

لغوی تحقیق

الکناية۔ کنایہ کنی کنیہ بالشیء عن کذا، کنایہ کرنا، لفظ بول کر اس کے غیر مدلول کا ارادہ کرنا (ض) کنیہ و کنی تکنیت، کنیت رکھنا۔ اصطلاح میں کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ منکلم شئی معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنی ہوں (خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور دوسرا مجازی) ایک معنی قریبی ہو جس پر اس لفظ کی دلالت صریح ہو، اور ایک بعیدی کہ اس پر لفظ کی دلالت صریح نہ ہو اور منکلم قریبی معنی کو چھپا کر بعیدی معنی کا ارادہ کرے جیسے آیت الرحمن علی العرش استوی میں استوی کے دو معنی ہیں۔ قریبی معنی استقراری المكان، اور بعیدی معنی استیلاء اور غلبہ اور یہی معنی مقصود ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بوقت ہجرت حضور اکرم ﷺ کے متعلق کسی نے پوچھا من ائذا (دیکھو کون ہے) آپ نے فرمایا، اباہدینی (ایک راہبر ہے میری رہنمائی کرتا ہے)۔ ہاد سے مراد ہادی اسلام لیلہ۔ شیطان الطاق، محمد بن نعمان جہی معاصر ابو حنیفہ۔ آتبراً۔ کلمہ ادا الی یا الالاک کے معنی میں ہے اور فعل مضارع بتقدیر ان منصوب ہے جیسے لا زمک او تعطین حتی۔

توضیح

شیطان طاق ایک خارجی سے ملا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی تو اس سے خارجی نے کہا کہ قسم خدا کی میں تجھے مار ڈالوں گا یہاں تک کہ تو براہ راست ظاہر کرے حضرت علیؓ سے تو اس نے کہا انا من علی ومن عثمان بری۔

تشریح

انامن علی کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ میں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں سے بری ہوں خارجی نے یہی سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا (اس صورت میں لفظ من بری سے متعلق ہوگا، دوسرے یہ کہ انامن علی مستقل جملہ ہو اور من عثمان بری مستقل دوسرا جملہ ہو۔ شیطان طاق کا مقصد یہی تھا اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ غایت درجہ محبت رکھنے کی وجہ سے گویا حضرت علیؓ کا جزو ہوں اور حضرت عثمانؓ سے بری ہوں۔

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت ۛ کیا کام تیرے کو محبت میں علی کی (فائدہ) حجاج بن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر کو جب قتل کر نیکا ارادہ کیا تو ان کو بلا کر کہا تو میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا، انک قاسط عادل۔ حاضرین نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ قاسط قسط سے اور عادل عدل سے۔ گویا آپ نے حجاج کو عدل، والفضا کے ساتھ متصف کیا ہے اس لئے سب نے آپ کی تعریف کی لیکن حجاج آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ چنانچہ اس نے کہا، جالو! اس نے تو مجھے ظالم اور کافر قرار دیا ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔ واما القاسطون رای الجائر ون عن سنن الہدی (وکانوا الجہنم حطباً، ثم الذین کفروا برہم یعدون) ای یجعلون لہ عدیلاً۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا، انی احب الفتنة واکره الحق واشہد بما لم ارہ۔ یسنک حضرت عمرؓ نے اس کو قید کر دیا۔ پھر یہ قصہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے

فرمایا عمر: تم نے اس کو ظلماً قید کیا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: یہ کیسے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اسلئے کہ وہ اپنی دولت اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ وقد قال اللہ تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" نیز وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت حق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق" اور وہ اس بابت کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے حالانکہ اس نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "لولا علی لہلکت عمر"

ایضاً

وَدَخَلَ مَعْلَى الطَّائِي عُلُوَّ ابْنِ السَّرِيِّ يَعُودُهُ فِي مَرْحَبِهِ فَأَنشَدَ شِعْرًا يَقُولُ فِيهِ:

وَنَالَ السَّرِيُّ بْنُ السَّرِيِّ شِفَاءً
وَلَيَعْتَقُ شَكْرًا سَالِمًا وَجَفَاءً

فَأَنسَمَ أَنْ مَنَّ اللَّهُ بِصِحَّةٍ
لَا تَحْلِقُ الْعَيْنُ شَهْرًا بِحِجَّةٍ

فلما خرج من عنده قال له اصحابها: والله ما نعلم عبدك سالماً ولا عبدك جفأً فمن اردت ان تعتق؟ قال: هما امرأتان عندی والحج فريضۃ واجبت فما علمی فی قولی شیء ان شاء اللہ تعالیٰ

لنوی تحقیق

ایضاً۔ مفعول مطلق ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور عامل محذوف ہے۔ یعنی آض ایضاً۔ یا ضمیر سے حال ہے معنی قال راجحاً۔ آض (ض) ایضاً: لوٹنا۔ متکلم کا ایک مضمون کے بعد اسی کے مناسب دوسرا مضمون لانا۔ یعودہ۔ عاد (ن) عوداً: بار بار کرنا۔ عیادۃ: بیمار پر سری کرنا۔ عود: لکڑی سارنگی ج عیدان، اعواد۔ من (ن) مناء، منہ۔ علیہ: احسان کرنا۔ علیہما صنع: احسان جتنا۔ منون: موت۔ ریب الموت: حوادث زمانہ۔ یعتق (ض) عتقا: آزاد ہونا۔ ص عتیق۔ ج عتقا (ن) عتقادک، عتقادک عتاقۃ: پرانا ہونا۔ ہر تان۔ ہرۃ: ہلی۔ ج ہرۃ۔ تصغیر ہریرۃ۔ ہر (ض) ہریرا: کتنے کا بھونکنا۔

توضیح

معنی طائی ابن السری پر عیادت کیلئے داخل ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اللہ نے صحت عطا کی اور سری ابن سری نے شفا پائی تو میں حج کے لئے ایک ماہ تک بھوکے رنگ کے اونٹوں پر سفر کروں گا اور شکریہ میں آزاد کر دیا جائیگا سالم اور جفا کو۔ جب معنی اس کے پاس سے نکلا تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بخدا ہمیں نہیں معلوم تمہارے غلام سالم اور جفا کے بارے میں کہ تم نے کس کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرے پاس دو بلیاں ہیں اور حج فريضہ واجب ہے۔ تو مجھ پر میری قسم کیوجہ سے کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جُودُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

روى حماد بن زيد عن المعلى بن زياد عن الحسن ان رجلاً جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم يسأله فقال: اجلس سديرك الله، ثم جاء آخر فقال لهم اجلسوا فاجاء رجل باربع اواق فاعطاه اياهما وقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم هذا صدقة فدعا الاول فاعطاه اوقية، ثم دعا الثاني فاعطاه اوقية، ثم دعا الثالث فاعطاه اوقية وبقيت معه اوقية فعرض بها للقوم فما قام احد فلما كان الليل وضعها تحت راسه، وفرشها عباؤه فجعل لا يخذ النوم فيرجع فيصلي فقالت له عائشة يا رسول الله: حلت بك شيء؟ قال لا، قالت فاجاءك امرؤ من الله، قال لا، قالت: انك صنعت منذ الليلة شيئاً، لم تكن تفعله فاخرجها وقال هذه التي فعلت في ما ترين، اني خشيت ان يحدث امرؤ من الله ولما منعها:

نفی تحقیق

جوہد کرم بخشش۔ اواقی۔ جمع اوقیہ، ایک وزن ہے جو سات مثقال کا ہوتا ہے۔ اور ایک مثقال تقریباً ڈیڑھ درہم کے وزن کا ہوتا ہے۔ فرشتہ۔ بھونا۔ ج فرش۔ عبادہ۔ کلی، جوہد۔ ج اُغیر۔ النوم۔ نام نیا، اونگھنا یا سونا۔ ص نام۔ ج نیام، نوم۔ حل (ن، ص) طولا، نازل ہونا۔ (من، حل) حلال ہونا۔ لم آمنھا (ن، ص) منھا، عطا کرنا۔ منہ، عطیہ۔ ج منہ۔

توضیح

حماد بن زید معلى ابن زیاد سے اور وہ حسن سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سوال کرتے ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ عنقریب اللہ تجھے رزق دے گا۔ پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا تو ان سے حضور نے فرمایا، بیٹھ جاؤ تو ناگاہ ایک شخص چار اوقے لیکر سوچا۔ اور وہ چاروں حضور کو دیدیئے اور کہا یہ صدقہ ہے۔ حضور نے پہلے کو بلا کر ایک اوقیہ دیا اور دوسرے کو بلا کر دوسرا اوقیہ دیا اور تیسرے کو بلا کر تیسرا اوقیہ دیا۔ اور آپ کے پاس ایک اوقیہ باقی رہ گیا تو آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا، جب رات ہوئی تو اوقیہ کو سر کے نیچے رکھ لیا۔ آپ کا بھونا آجکی کلی تھی، آپکو نیند نہیں آ رہی تھی آپ لوٹے تھے اور نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی معاملہ پیش آ گیا ہے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا، کیا اللہ کا کوئی حکم آ گیا ہے۔ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا کہ آج رات آپ نے ایسا کام کیا جو آپ نہیں کرتے تھے۔ تو حضور نے وہ اوقیہ نکال دیا اور فرمایا: یہی اوقیہ ہے جس نے میرے ساتھ وہ معاملہ کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اللہ کا حکم آئے اور میں اسے ہبہ نہ کروں۔

قصۃ سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

سے گرت چو نوح صبر بہت برغم طوفان • بلا گرد و کام ہزار سالہ برآید (حافظ)

اَرْسَلَ اللّٰهُ نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ كَمَا مَرَّمُ اَنْ يَّعْبُدُوْا اللّٰهَ فَلَمْ يَسْمَعُوْا
 قَوْلَهٗ وَالتَّفَعُّوْا عَلٰى اِذَا هُوَ كَانَ كَلَمًا يَنْصَحُهُمْ جَعَلُوْا اَصْحٰبَهُمْ فِىْ اِذَا نُهُمْ لِّئَلَّا يَسْمَعُوْا وَيَقْنُوْنَ
 وَجُوْهُهُمْ كِرَامَةً النَّظَرِ الْبَكْرِ وَاسْتَمَرَّ عَلَى هٰذِهِ الْحَالَةِ تِسْعًا مِّائَةً وَخَمْسِيْنَ سَنَةً ثُمَّ اَمَرَهُ
 اللّٰهُ اَنْ يُّصْنَعَ الْفُلَكَ فَعَمِلَهَا طَبَقَاتٍ عَلَى حَسَبِ الْحَيَوَانَاتِ مِنْ خَشَبِ الْاَبْنُسِ ثُمَّ بَعْدَ
 ذٰلِكَ دَعَا نُوحٌ عَلَى قَوْمِهٖ فَاَجَابَ اللّٰهُ دُعَاةً وَ اَمَرَهُ اَنْ يَّاخُذَ مِنْ جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ ذَكَرًا
 وَاُنْثٰى وَاَنْ يَّاخُذَ كُلَّ صَنَفٍ مِنَ النَّبَاتَاتِ وَاَنْ يَّاخُذَ مِنْ اَمْنٍ بِهٖ فَفَعَلَ كَمَا اَمَرَ وَاخَذَ
 مَا يَكْفِيْهِمْ مِنَ الزَّادِ مَدَّةَ سِتَّةِ اَشْهُدٍ وَ اَوْحٰى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ يَّرْكَبَ فِى السَّفِيْنَةِ وَفَتْ مَا يَفُوْهُ
 الْمَاءُ مِنَ التَّنْوَرِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَرَجَ وَرَاكِبٌ وَنَادٰى مِنْ اَمْنٍ فَحَضَرُوْا وَكَانُوْا اَرْبَعِيْنَ نَفْسًا ۝

لغوی تحقیق

قصہ واقعہ ج قصص۔ قص دن، قصصا علیہ الخبر بیان کرنا۔ الشعر قینی سے بال کاٹنا
 نوح بن لاک بن متوشلح بن اخنوخ (ادریش) ابن بیار بن مہلائیل بن قینان بن شیت
 بن آدم علیہ السلام۔ آپ کا اصلی نام شاکر تھا، کثرت گریہ و زاری کی وجہ سے نوح ہو گیا۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام
 کے دنیا میں تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ اور چالیس سال کی عمر میں نبوت
 سے سرفراز ہوئے، ساڑھے نو سو سال تک قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک
 زندہ رہے اور کوفہ میں یا کرک میں مدفون ہوئے۔ قومہ اسم جمع ہے اس کا بلفظ کوئی واحد نہیں ہے، قیاس کے
 مطابق اس کی جمع بھی نہیں آتی۔ اقوام جو جمع لائی جاتی ہے وہ شاذ ہے۔ الاصل نام جمع صنم، بُت۔ صنم (س) صنم، قوی
 ہونا۔ اذہ: رخس، تکلیف۔ اذی: تکلیف پانا۔ اصابعہم: اصبع کی جمع ہے: انگلی۔ اذان: جمع اذن، کان۔
 یفطون: تفتیہ، چھپانا۔ وجوہ: جمع وجہ: چہرہ۔ الفلک: کشتی۔ الابنوس: ایک پھلدار درخت ہے جس کی لکڑی سخت
 کالی اور پتے صنوبر کی طرح ہوتے ہیں۔ الزاد: توشہ۔ ج ازودہ: مزود: توشہ دان۔ ج مزاد: زاد (دن) زودا،
 توشہ لینا۔ السقینہ: کشتی۔ ج سفن۔ یفودان: فورا۔ الماء: پانی کا زمین سے المنا۔ القدر: ہانڈی کا جوش مارنا۔
 التنور: ج تنادیر۔ یہ لفظ بھی ہے جس کو اہل عرب نے معرب کر لیا کیونکہ اس کی اصلی بنا تنور ہے اور کلام عرب میں کوئی
 لفظ ایسا نہیں ہے جس میں راو سے پہلے نون ہو۔ ذکرہ القرطبی۔

توضیح

انہی نے حضرت نوح علیہ السلام کو انہی قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا، ان کی قوم بتوں کی پرستش
 کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں لیکن انہوں نے ان کی
 بات نہ سنی۔ اور ان کو اذیت پہنچانے پر متفق ہو گئے اور جب وہ ان کو نصیحت کرتے تھے تو وہ
 اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال لیتے تھے تاکہ وہ سن نہ سکیں اور اپنے چہروں کو چھپا لیتے تھے ان کو دیکھنا
 ناپسند کرنے کی وجہ سے۔ یہی حالت ساڑھے نو سو برس تک رہی۔ پھر اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم

دیکار وہ ایک کشتی بنائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طبوق کے اعتبار سے تمام جانوروں کے مطابق آبنوس کی کٹڑی سے کشتی تیار کی، پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کھیلے، بد و عافرائی۔ اللہ نے انکی بد دعا قبول کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ تمام مذکر اور مؤنث جانوروں کو پکڑ لیں اور ان پر ایمان لایں والوں کو لے لیں اور انھوں نے حکم کے مطابق کیا اور چھ مہینہ تک کافی ہونیوالا توشہ لیا اور اللہ نے وحی بھیجی کہ وہ کشتی پر اس وقت سوار ہوں جبکہ پانی جوش مارے لگے تنور سے۔ تو اس وقت وہ نکلے اور تمام مومنین کو آواز دی سب حاضر ہوئے ان کی تعداد چالیس تھی۔

(فائدہ) دوسری روایت یہ ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے، تیسری روایت حضرت معاذ کی ہے کہ ۸ آدمی تھے، چوتھی روایت حضرت ابن عباس سے ہے کہ کل اسی آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ موصی کی جانب ایک بستی ہے جس کو قرۃ الثمانین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس کو اسی آدمیوں نے آباد کیا تھا۔

مراتب الصداقہ

دوستوں کے مرتبے

اقل الصداقہ حالۃ من تشکو الیک ولم یکن عندہ غیر سماع الشکوی والصفاۃ الیہ لان سماع الشکوی وبثا فیہ تخفیف عن المکروب والفس تسروح الیک ولہذا قال الشاعر ۛ

ولابد من شکوی الی ذی مروآۃ یواسیک او یسلیک او یتوجع

لان المشکوالیہ اما یواسیک فی ہمتک و ہذا الرتبۃ العلیا و هو الصدیق الکریم ذوال مروآۃ و اما ان یسلیک و ہی الرتبۃ الوسطی و هو الصدیق الحکیم المہذب ذوال تجارب الذی خلّب اشطہ الدھر و اما ان یتوجع و ہذا الرتبۃ السفلی و هو الصدیق العاجز فان خلا الصدیق من احدک ہذا المراتب کان وجودہ وعدمہ سواء بل عدمہ خیر من وجودہ۔

لغوی تحقیق

مراتب جمع مرتبہ : درجہ۔ الاصدقاہ۔ جمع صدیق، دوست۔ تشکو (دن) شکوی، شکایت، شکایت کرنا۔ ص شاک۔ الاصدقاہ، بغور سننا۔ صفا (دن) صفا، صغی الیہ، جھکنا۔ بٹھا (من) بٹا الخیر، پھیلانا۔ مکروب، غمزدہ۔ کرب (دن) کرنا، سخت غمزدہ ہونا۔ کرب، غم۔ ج کروب، کربہ، ہشت ج کرب۔ تسروح، آرام پانا۔ مروآۃ، مروءت۔ یواسیک۔ مواساۃ، غمخواری کرنا۔ یسلیک۔ اسلاۃ، بے غم کرنا۔ سلا (دن) سلوا، بے غم ہونا۔ یتوجع۔ توجعاً۔ وجع (دس) وجعاً، درد مند ہونا۔ المشکوالیہ، جس کے پاس شکایت کجائے۔ جھک۔ ہم، غم۔ ج ہوم۔ ہم (دن) ہما، رنجیدہ کرنا۔ بالشی، ارادہ کرنا۔ ہما، اگر گزرنے والا۔

توضیح

سب سے کمتر دوست حالت کے اعتبار سے وہ ہے جس سے تو شکایت کرے اور اس کے پاس شکایت سننے اور اس کی جانب توجہ کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ چونکہ شکایت سننا اور اسے پھیلانا اس میں تخفیف ہوتی ہے غم زدہ کے غم میں اور روح کو آرام ملتا ہے۔ اسی بناء پر شاعر نے کہا ہے شعر :- ضروری ہے کسی ذی مروت سے شکوہ کرنا کہ وہ تمہاری غمخواری کریگا یا تمہیں تسلی دے گا یا تکلیف محسوس کریگا چونکہ مشکو الیہ یا تو تمہارے غم میں غمخواری کریگا اور یہ ادبنا مرتبہ ہے اور یہی شریف اور صاحب مروت دوست ہے، یا تمہیں وہ تسلی دے گا اور یہ درمیان کا درجہ ہے اور یہ ہوشمند صاحب تہذیب اور تجربہ کار ہے جس نے زمانہ کے حوادث کو آزمایا اور یادہ تکلیف محسوس کریگا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور یہ عاجز دوست ہے۔ اگر کوئی دوست ان میں سے کسی ایک درجہ سے بھی خالی ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بلکہ اس کا نہ ہونا ہی ترجیح (فائدہ) ہے۔

اخوک اخوک من یدنو اور تجو x مودتہ وان دعی استجابا x اذا عارت عارب من نقادی x و زاد سلاۃ منک اقترابا (تیرا بھائی (دوست) حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر وہ مصیبت کے وقت بلا یا جائے تو وہ تیرے بلائے کو مان لے اور فوراً حاضر ہو جائے، جب تو دشمن سے لڑے تو وہ بھی اس لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت اور محبت بڑھا دیں) یعنی نہ وہ تیرے دشمنوں کو مارے اور اس سے تیری محبت زائل ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں سچا دوست مثل عنقا ہے۔ ایک فیلسوف نے کسی نے پوچھا، ما الصدیق۔ دوست کے کیا معنی؟ اس نے کہا اسم بلا سنی صرف ایک اسم ہے جس کے معنی کا کچھ پتہ نہیں۔ تفصیل نے حضرت سفیان سے کہا کسی قابل اعتماد دوست کو بتائے۔ آپ نے جواب دیا، یہ تو ایسی گم شدہ چیز ہے جو تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔ ولعم قال ابواسحاق الشیرازی

سألت الناس عن خل ولی : فقالوا ما الی ہذا سبیل : تمسک ان ظفرت بوذخر : فان الوتر فی الدنیا قليل

الابرام

تنگدل کرنا

اذا دخل الثقیل بارض قوم : فمالسا کنین سوی الرحیل

اھدی رجل من الثلاء الی رجل من الظھر فاجلأ ثم نزل علیہ حتی ابرمہ فقال فیہ ے
یا مبرم اھدی جمل ے خذ وانصوف الفی جمل | قال واما اوقارھا قلت زبیت وعسل
قال ومن یقومھا قلت لے الفارجل | قال ومن یسوقھا قلت لے الفا بطل

قال وما لباسهم قلت حلي وحلل
قال عبيد لي اذ اقلت نعم ثم خول
قلت له الفتي سجين فاضمن لنا ان تخرج
قال وقد ابرمتكم قلت له الامر جليل
قال فاني راجل قلت العجل ثم العجل
يا جبلا من جبل

قال وما لباسهم قلت سيدو واسل
قال بهذا افاكتبوا اذ اعليكم لي سجين
قال وقد اضجركم قلت اجل ثم اجل
قال وقد انقلتم قلت له فوق الثقل
يا كوكب الشؤم ومن اربي على نفس رجل
في جبل فوق الجبل

لغوی تحقیق

الابرام - برم (دس) برٹا، تنگدل ہونا۔ برزم - بخیل۔ الثقلاء - جمع ثقیل، بوجھل۔ ثقل (دک) ثقلًا، سبھاری ہونا۔ ثقل، بوجھ۔ ج افعال۔ دینے، مردے، متقال، تولنے کے اوزان۔ ج مناقیل۔ الظرفا - جمع ظرف۔ زیرک خوش طبع۔ ظرف (دک) ظرفًا: خوش طبع ہونا۔ جملًا، ادب۔ ج حال (دک) جملًا، خوبصورت ہونا۔ ص جمیل۔ ادقار۔ جمع وقر، بوجھ۔ وقر (رض) وقرًا، بوجھل ہونا۔ زریب، کشش۔ عسل، شہد۔ ج عسل اعمال عسل دن، رض، عسل کھانے میں شہد ملانا۔ عتال، شہد فروش۔ یقود (دن) قودًا، چوپائے کو آگے سے کہینچنا۔ قیادۃ، سالار ہمیش ہونا۔ ص قائم۔ ج قاده۔ لیوق (دن) سوٹا، پیچھے سے ہانکنا۔ سائق۔ ج ساقہ۔ ساق، پنڈلی ج سیقان۔ سوق، بازار۔ ج اسواق، سیاق کلام، اسلوب کلام۔ بطل، بہادر۔ ج الباطل۔ بطل (دک) بطلًا، بہادر ہونا۔ حلی۔ جمع حلی، زیور۔ حلی (رض) حلیًا للمرأة، آراستہ کرنا۔ حلل۔ جمع حلہ، کپڑوں کا جوڑا۔ سلاح، ہتھیار۔ ج اسلحہ۔ اسلحہ۔ ہر تیر اور پتلی تلوار۔ خوئل، غلام، کنیز۔ سحبل، چمک مہر، معاملات کا رجسٹر۔ سحبل، کھنکر۔ اصغر نکم، ملول کرنا۔ صغر (دس) صغیر بہ منہ تنگدل ہونا۔ جلل، بڑا یا آسان معاملہ (من الاضداد) زحل، ایک سیارہ کا نام ہے جس کو بلندی اور بلند کیلئے بطور مثال کے بیان کرتے ہیں۔ عدل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصف نہ ہے۔ زحل (دس) زحولا، دور ہونا، زائل ہونا۔ جبلی، پہاڑ۔ ج جبال۔

توضیح

ایک ثقیل آدمی نے ایک ظریف الطبع انسان کے پاس ہدیہ میں ایک اونٹ سمیٹا پھر وہ ثقیل الطبع انسان اس کے یہاں آیا یہاں تک کہ اسے تنگ کر دیا تو ظریف الطبع انسان نے اس کے بارے میں کہا۔ شعر :- اے تنگدل کر نیوالے ایک اونٹ ہدیہ بھیج کر دو ہزار اونٹ لے لے اور چلا جا۔ تو اس نے کہا کہ اس کا بوجھ کیا ہوگا۔ تو میں نے کہا کشش اور شہد، تو اس نے کہا اسے کون ہانکے گا تو میں نے کہا دو ہزار آدمی۔ اس نے کہا اسے کون چلائے گا تو میں نے کہا دو ہزار پہلوان۔ اس نے کہا ان کا لباس کیا ہوگا۔ میں نے کہا زیورات اور جوڑے تو اس نے کہا ان کا ہتھیار کیا ہوگا تو میں نے کہا تلوار اور نیزے۔ اس نے کہا اس کے بارے میں کھدو اس وقت تم پر میرے لئے ایک دستاویز ہے۔ میں نے اس سے کہا دو ہزار دستاویز ہے لیکن تو ہمارے لئے ضامن ہو جا کہ تو سدھارے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو پریشان کر دیا میں نے تم پر بوجھ ڈالا۔ تو میں نے کہا بوجھ سے زیادہ

تو اس نے کہا میں جانیوالا ہوں۔ تو میں نے کہا جلدی جلدی اے نخوست کے ستارے جو رحل کی نخوست سے بڑھی ہوئی ہے۔ اے پہاڑوں کے پہاڑ جو ایسے پہاڑ ہیں ہے جو پہاڑ کے اوپر ہے۔

الشجاعة الدينية

دینی بہادری

مِنْ خُطْبِ امير المؤمنين وَثَانِي الخلفاء الراشدين ابى حفص عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خُطْبَةُ الَّتِي قَالَ فِيهَا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ فِرْعَ اَعُوْجًا فَلْيَقُوْمَا، اِى يُعَدُّوْهُ فَقَامَ الْبِعْرَابِيُّ مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ: وَاللّٰهُ لَوْ رَأَيْتُنِيْكَ اَعُوْجًا لَقُوْمْنَا لَا بَسِيْوْنَا فَقَالَ عُمَرُ الْمَحْدُودُ الَّذِي جَعَلَ فِيْ هَذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ يَقُوْمُ اَعُوْجًا عُمَرُ بَسِيْفٍ، فَرَحِمَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ فَقَدْ عُدْتُ جَوَابَ هَذِهِ الْاَعْرَابِيِّ وَهُوَ وَاحِدٌ مِنْ رَعَايَاكَ، وَفَرَدٌ مِنْ اَفْئِدَةِ شُعْبِكَ عُدْتُ مَا نَعَمْتُ تَحْمِيْدُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَنَحْنُ لَكَ الْمَقَالُ بَوْصِيَّةٍ وَصِيَّ بِهَا الرّسولُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ اَحَدُ اصْحَابِهِ، وَهُوَ ابُو ذَرٍّ الْغَفَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِي خَلِيْلِيْ بِصِفَاتٍ مِنَ الْخَيْرِ، اَوْصَانِي لَا اخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةً لَا يُمْ وَاَوْصَانِي اَنْ اَقُوْلَ الْحَقَّ وَاَنْ كُنْ مُّزْنًا۔

لغوی تحقیق

الشجاعة: بہادری۔ خطبہ: جمع خطبہ۔ اعوجاج: کجی، ٹیڑھا پن۔ عوج (دس، عوجا۔ اعوجج تعوج العود، لکڑی کا ٹیڑھا ہونا۔ رعایا: جمع رعیت: حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ شعب جمع شعبہ: گروہ، فرقہ۔ شعب (دس) شعبا: جمع کرنا، متفرق کرنا، سنوارنا، بگاڑنا (من الاضداد) المقال: گفتگو خلیلی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ خل: دوست۔ ج: اخلال۔ مژا: کڑوا۔ مژدس: مرارۃ کڑوا ہونا۔ امیر المؤمنین اور دوسرے خلیفہ راشد ابو حفص حضرت عمر بن الخطاب کی تقریروں میں سے ان کی یہ تقریر ہے جس میں انہوں نے فرمایا اے لوگو! جو تم میں سے مجھ میں کوئی کجی دیکھے وہ سیدھا اور برابر کر دے۔ مسجد میں ایک اعرابی کھڑا ہوا اور وہ کہنے لگا قسم خدا کی اگر ہم آپ کے اندر کوئی کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے اسے درست کر دیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اس امت محمدیہ میں اس شخص کو پیدا کیا ہے جو عمر کی کجی کو اپنی تلوار سے سیدھی کرے گا۔

توضیح

درادی نے بیان کیا، اے عمر! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اس اعرابی کے جواب کو نعمت سمجھا حالانکہ وہ آپ کی رعایا میں سے ایک آدمی ہے اور آپ کی قوم میں سے ایک فرد ہے آپ اس کے جواب کو نعمت سمجھ کر خدا کا شکر بجالائے اور ہم آپ سے گفتگو ختم کرتے ہیں ایک وصیت پر کہ جو وصیت فرمائی تھی حضور نے

ایک صحابی کو اور وہ حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں۔ انھوں نے فرمایا مجھے میرے دوست نے بھائی کی چند صفاتوں کی وصیت کی ہے۔ مجھے انھوں نے وصیت فرمائی کہ میں اللہ کے معاملہ میں خوف نہ کروں ملامت کرنیوالے کی ملامت کا اور مجھے وصیت کی کہ حق بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو۔

الذکاوة

ذہانت

کتب عمر بن عبد العزیز الی عدی بن ارطاة ان اجمع بین ایاس بن معاویة والقاسم بن ربیعۃ الجوشی قول القضاء انذ هما فجمع بینہما فقال لہ ایاس ایہما الرجل سل عنی وعن القاسم فقیہ البصرة الحسن وابن سیرین وکان القاسم یاتی الحسن وابن سیرین وکان ایاس لا یتیمہا فعلم القاسم انہ ان سألہما اشار بہ فقال القاسم لا تسأل عمتی ولا عنہ فواللہ الذی لا الہ الا ہوان ایاس بن معاویة افقہ منی واعلم بالقضاء فان کنت کا ذبا فمما ینبغی ان تولیہ و ان کنت صا دقا فینبغی لک ان تقبل قولی فقال لہ ایاس انک جئت برجل فاقفہ علی شفیہ جہنم فنبی نفسہا منها بئین کا ذبہ ینستغفر اللہ منها ویجوز ما یخاف فقال لہ عدی اما اذہمتہا فانت لہا فاستقضا کا ذبہ

لغوی تحقیق

عمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابو حفص قریشی، مدنی، دمشق، فقیہ، پرہیزگار، انصاف پسند امیر تھے۔ سلیمان بن عبد الملک نے ماہ صفر ۱۱۱ھ میں اپنی وفات کے دن خلافت کیلئے آپ کا انتخاب آپ کی چالیس برس کی عمر میں کیا، آپ نے خلافت کو اپنے ڈھائی سال میں انجام دیا اور رجب ۱۱۳ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ قال النسخ مارأیت اشبه صلوۃ برسول اللہ علیہ وسلم من ہذا الغنی "عدی بن ارطاة فزارہی حضرت عمر بن عبد العزیز کے گورنر تھے۔ ۱۱۲ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی بصری۔ دلت۔ امر حاضر ہے۔ تولیہ، خود داری لینا۔ کسی کام کیلئے تیار ہونا۔ الفذ، نافذ تر۔ نفذ (ن) نفوذ الامر جاری ہونا۔ پورا ہونا۔ ایہا الرجل۔ اسی منادی بنی برضم ہے اور یا ندائیہ مقدرہ کیوجہ سے محلاً منصوب ہے۔ کلمہ اتی معرف باللام کی ندا کا آہ ہے جیسے یا ایہا الناس یا ایہا البنی اور ہاء برائے تنہی ہے۔ فقیہی۔ فقیہ کا تنہی ہے۔ فقہ (ک) فقاہتہ: فقیہ ہونا (س) دانشور ہونا ص فقیہ۔ ج فقہاء۔ ابن سیرین۔ ابو بکر محمد بن سیرین۔ ان کے والد سیر بن "جراجر یا" عراق کے باشندے تھے اور اسی عین التمر کے معرکہ میں حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ گرفتار ہوئے اور کسی کو قسیم کر دیے گئے بعد میں

انس بن مالک کی غلامی میں آئے جنھوں نے بیس ہزار درہم پر مکاتبہ کر کے آزاد کر دیا۔ ابن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابو بکر صدیق کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین ازدواج مطہرات نے انکی مشاطگی کا کام انجام دیا اور اٹھارہ بدری صحابہ کرام جن میں ابی بن کعب بھی تھے تقریب میں شامل ہوئے سیرین کثیر الاولاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف امہات الاولاد سے ان کے تیس لڑکے تھے لیکن محمد حضرت صفیہ کے بطن سے سترہ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن سیرین فارس میں مدت تک حضرت انس بن مالک کے ساتھ کاتبہ کی حیثیت سے رہے اور اس تقریب سے ان کو حضرت انسؓ سے علمی استفادہ کا بہت کافی موقع ملا۔ علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہؓ ابن عمرؓ، عمر بن حصینؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے جن کی وجہ سے آپ علم کے پیکر ہو گئے تھے، علمی کمالات اور زہد و ورع کے ساتھ ابن سیرین بہترین معتبر خواب کی حیثیت سے عوام و خواص میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اس فن میں کمال کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھ کو خواب کی تعبیر سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا، منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے میں خواب کی تعبیر بیان کرنے لگا۔ آپ ماہ سوال اللہ میں فوت ہوئے۔ اذفقہ۔ ایقافا، ٹھیکرانا، کھڑا کر دینا۔ شفیہ، ہر چیز کا کنارہ۔ مشفر، ہونٹ۔ ج مشافر۔ جہنم، دوزخ (غیر منصف ہے) بجی بخادن، بخاؤ، رہائی پانا۔ ص ناچ۔ ج فواج، بجوا، بخوی، سرگوشی کرنا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی ابن ارقطہ کے پاس لکھا کہ تم جمع کرو یا اس ابن معاویہ اور قاسم ابن ربیعہ جرسی کو پھر منصب قضا کا مالک بناؤ ان میں سے ہوشیار کو۔ انھوں نے دونوں کو جمع کیا تو اس سے ایاس نے کہا کہ اے شخص آپ میرے متعلق اور قاسم کے متعلق بصرہ کے دونوں فقیہ حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے پوچھ لیجئے۔ اور قاسم حسن اور ابن سیرین کے پاس آتے جاتے تھے، اور ایاس نہیں آتے تھے تو اس نے جان لیا کہ اگر ان دونوں سے پوچھے گا تو قاسم کے بارے میں وہ مشورہ دینگے تو قاسم نے کہا میرے بارے میں مت پوچھئے اور نہ اس کے بارے میں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ کوئی مجھ کو نہیں سوائے اس کے، یقیناً ایاس بن معاویہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں اور منصب قضا کے معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے قضا کا مالک بنائیں۔ اور اگر میں سچا ہوں تو آپ کے لئے مناسب ہے کہ میری بات مان لیں تو ایاس نے عدی سے کہا کہ آپ نے ایک شخص کو لا کر جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا پھر اس نے اپنے آپ کو اس سے بچالیا جھوٹی قسم کے ذریعہ۔ وہ اللہ سے مغفرت طلب کر رہا تھا اور وہ نجات پا جائے گا جس سے اسے خوف تھا۔ تو اس سے عدی نے کہا کہ جب آپ نے اس معاملہ کو سمجھ لیا تو آپ ہی اس کے لئے موضوع ہیں۔ آخر کار ایاس کو قاضی بنا دیا۔

الوفاء والمحافظة والامانة

وفاداری، حفاظت اور امانت

۷ وفادار ہو نہ کہو باشد اربیا موزی و گرد نہ ہر کہ تو بین ستمگری داند (حافظ)

كان ابو العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد شمس ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنته زينب تاجراً تضارب قريش بأموالهم فخرج الى الشام سنة الهجرة فلما قدم عرض له المسلمون وأسموه، وأخذوا ما معه، وقد موا به المديته ليلاً فلما وصلوا الفجوة قامت زينب على باب المسجد فقالت يا رسول الله قد أجرت أبا العاص وما معه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أجرتنا من أجرت، ودفع اليك ما أخذوا منه وعرض عليه الاسلام فابى وخرج الى مكة ودعا قريشاً فاطعمهم ثم دفع اليهم أموالهم ثم قال هل وفيت؟ قالوا نعم، قد آديت الامانة وفيت قال: اشهدوا جميعاً، انى اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله، وما معنى ان أسلم الا أن يقولوا اخذنا من هاجر فآثرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على النكاح وتوفى في سنة اثنى عشرة.

لغوی تحقیق

الوفاء (رض) بالوعدہ: پورا کرنا۔ الامانة (دک) امین ہونا۔ ص امین۔ ج ائمانہ۔ ختن: داماد عورت کی طرف سے رشتہ جیسے سسر، سالہ۔ ج اختان۔ ختن (ن، ض) ختناء الصبی بنتہ کرنا۔ (ن، خ) خوتنا، داماد بننا۔ تغاریہ: کسی کے مال سے تجارت کرنا اور نفع میں شریک ہونا۔ اسرہ (ض) اسرا: قید کرنا۔ اسیر: قیدی۔ ج اساری۔ اسر کل کا کل يقال بذلک باسره: یہ کل تمہارے لئے ہے۔ اجرت: اجارہ، پناہ دینا۔ ابی (ن، ض) اباؤ، انکار کرنا۔ ص آپ۔ ج اباؤ۔

توضیح

ابو العاص بن ربیع بن عبد العزى ابن عبد شمس داماد رسول تجارت کیا کرتے تھے۔ قریش ان کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرتے تھے۔ وہ شام ہجرت کے سال آئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں قید کر دیا اور ان کے پاس جو تھا وہ لے لیا۔ اور ان کو دینہ رات میں لے آئے۔ جب انہوں نے فجر کی نماز پڑھ لی تو حضرت زینبؓ سید کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! میں نے ابو العاص کو پناہ دیدی اور اس کو جو ان کے ساتھ ہے تو حضورؐ نے فرمایا ہم نے بھی پناہ دیدی جس کو تم نے پناہ دی اور ان کو وہ مال واپس دیدیا جو ان سے لیا تھا۔ اور ان پر اسلام پیش کیا انہوں نے انکار کرتے ہوئے مکہ کا رخ کیا اور قریش کو بلا کر انہیں کھلایا پھر انہیں ان کا مال دیدیا پھر کہا کیا میں نے پورا پورا دیدیا؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ تم نے امانت مکمل طور پر ادا کر دی۔

تو انہوں نے کہا: تم سب گواہ رہنا کہ میں اللہ کی وحدانیت اور محمد کے رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ مسلمان ہونے کیلئے سوائے اس کے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ یہ کہتے کہ اس نے ہمارا مال لے لیا۔ پھر ہجرت کی حضور نے ان کو نکاح پر برقرار رکھا۔ سلامہ میں انکی وفات ہوئی۔

موعظۃ الفلۃ

چیونٹی کی نصیحت

سے نظر کردن بدر و لیاں منافی بزرگی نیست : سلیمان با چناں شمت نظر با بود با مورث (حافظ)

رُوی اَنْ سلیمان لما سمع قول الفلۃ دلا یحطمنکم سلیمان وجنودہ قال ایتونی بہا فأتوا بہا فقال لہا لم حدی رب الفل من ظلی اما علمت انی بنی عدل فلم قلب لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ فقالت الفلۃ اما سمعت قولی وهم لا یشعرون ومع ذلک انی لم اُسر حطم النفوس وانما اردت حطم القلوب خشیت ان یرو ما انعم اللہ بہ علیک من الجاۃ والملک العظیم فیعوانی کفر ان انعم فلا اقل من ان یشغلوا بالنظر الیک عن التسبیح فقال لہا سلیمان عظیمی فقالت الفلۃ اعلمت لم یسبحی ابوت داؤد قال لا قالت داؤد جرحۃ قلبہ وهل تدری لم یسمیت سلیمان قال لا قالت لانک سلیم الصدر والقلب ثم قالت اندری لم یسبح اللہ لک الہم قال لا قالت اخبرک اللہ تعالیٰ بذلک ان الدنیا کما یرى فمن اعتد علیہا فکانما اعتد علی الریح۔

لغوی تحقیق

لا یحطمنکم (من) حطمًا، جدا جدا کرنا، حطمہ، جہنم بھڑکنا، آراگ۔ جنود۔ جمع جند، لشکر۔ حدیث، تحذیر، ڈرانا۔ حذر (رس) حذرًا، بچنا، ہوشیار رہنا۔ جاہ، مرتبہ۔ کفران، ناشکری۔ نعم۔ جمع نعمت۔ داؤد۔ مداۃ۔ المرض، علاج کرنا۔ دوی (رس)، دوی، بیمار ہونا۔ جرحۃ : زخم۔

توضیح

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب چیونٹی کی بات سنی کہ وہ یحطمنکم سلیمان وجنودہ (الایمہ) یعنی نہ تمہیں پس ڈالیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ چیونٹی کو میرے پاس۔ چیونٹی کو لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کیوں تم نے تمام چیونٹیوں کو میرے ظلم سے ڈرایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مسفعت بنی ہوں کیوں تو نے کہا لا یحطمنکم الہم تو چیونٹی نے جواب دیا کیا آپ نے میری بات نہیں سنی وہم لا یشعرون اور اس کے باوجود میں نے جانوروں کا کچلنا مراد نہیں لیا بلکہ میں نے دلوں کا کچلنا مراد لیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ دیکھیں گے ان تمام چیزوں کو جن کا انکثر نے آپ پر انعام کیا ہے یعنی جاہ و جلال اور عظیم مملکت پھر وہ کفران نعمت میں مبتلا ہو جائیں اور اس سے کم نہیں

ہو سکتا کہ وہ آپ کو دیکھ کر تسبیح سے رک جائیں۔ تو حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے فرمایا تو مجھے نصیحت کر تو چیونٹی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کا نام داؤد کیوں رکھا گیا۔ تو سلیمانؑ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ انھوں نے اپنے دل کے زخم کا علاج کیا اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا نام سلیمان کیوں رکھا گیا آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ آپ سلیم الصدر و القلب ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ کیوں اللہ نے ہوا کو آپ کیلئے مسخر کیا۔ فرمایا نہیں۔ تو اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اس کے ذریعہ بتایا کہ ساری دنیا ہوا ہے۔ جس نے دنیا پر اعتماد کیا تو گویا اس نے ہوا پر اعتماد کیا۔

(فائدہ) چیونٹی کے قول کی حکایت میں حق تعالیٰ کا ارشاد یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطکم سلیمان و جنودہ وہم لا یشرعون“ کلام کی گیارہ اجناس نما، کنایہ، تنبیہ، تسمیہ، امر، قصہ، تحذیر، خاص، عام، اشارہ اور عذر پر مشتمل ہے پس یاد ہے اور آئی کنایہ اور باتنبیہ ہے اور النمل تسمیہ ہے اور ادخلوا امر ہے اور مساکنکم قصہ ہے اور لا یحطکم تحذیر ہے اور سلیمان تخصیص ہے اور جنودہ تسمیہ ہے اور ہم اشارہ ہے اور لا یشرعون عذر ہے پھر اس آیت میں پانچ حقوق کی ادائیگی کی طرف اشارہ بھی ہے یعنی اللہ کا حق، رسول کا حق، اپنا حق، رعیت کا حق اور سلیمانؑ کے لشکر کا حق (الاتقان) (تنبیہ) علماء حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے، آدمیوں کی طرح چیونٹی کے خاندان اور قبائل ہیں، ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارت نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں۔ محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ (حاشیہ عثمانی)

الشَّرِیْبَةُ فِي الْأَصْلِ صَغُرُ

در اصل چھوٹا شر بڑے شر کا آغاز کرتا ہے

یہ عنوان ایک شعر کا مصرعہ ہے۔ پورا شعر یوں ہے۔ الشَّرِیْبَةُ فِي الْأَصْلِ صَغُرُ : وَلِیْسَ یَصِلُ بِالْحَرْبِ جَانِبُهَا
لِوَانِیْ کَوَادِلِ دَفْعِ تَهْوِیْرِ اَمْلَکِ وَ فِسادِ پید کرنا ہے اور لڑائی کی آگ میں وہ شخص جو لڑائی کا باعث ہوتا، نہیں گرتا یعنی وہ بچ کر رہتا ہے اور اردوں پر مصیبت آتی ہے۔
حذر کن زہیکار کمتر کسی : کہ از قطرہ سیلاب دیدم بے

من العجائب أن أهل قریبتین قتلا بالسیف عن آخرهم بسبب قطرة من عسل، و سبب ذلك أن رجلاً نَحَلَ في قریبة، اخذ ظرفاً من العسل لیسبعه في قریبة اخروی فجاء الى زيات وفتح الظرف لیربه، العسل فقطرت من العسل قطرة على الارض فالتفت علیها زنبور فخطفتها قطرة

فحفظ القطعة كلباً وكانت القطعة للزيات والكلب العسال فلما رأى الزيات ان الكلب افترس القطعة ضرب الزيات الكلب فقتله فلما رأى العسال كلباً قد قتل ضرب الزيات فقتله فلمّا رأى ولد الزيات ان اباہ قد قتل ضرب العسال فقتله فلمّا سمع اهل القريتين بقتل الرجلين لبسوا عدداً حروبهم ولازموا يقتلون حتى فنوا تحت السيف عن اخرهم وكان سبباً قطرة عسل كما قيل ومعظم النار من مستصغر الشرار

لغوی تحقیق

یہ بابت (بدا، ابتدا کرنا۔ ابتدا۔ اللہ پیدا کرنا۔ ص بادی۔ مبدی۔ عن آخریم۔ حال ہونیکی بنا پر محل نصب میں ہے۔ ای حال کو نہم ناشئین عن اولہم الی آخریم۔ جارا اول اور مجرد ثانی کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا۔ نخل: نخل کی طرف منسوب جیسے تمار، لبان۔ نخل شہد کی مکھی۔ نخل: شہد فروش زیات، زیتون کا تیل بیچنے والا۔ زیت: زیتون کا تیل۔ ج زیت۔ زات (ض) زیتا الطعام، کھانے میں روغن زیتون ڈالنا۔ لیوہ۔ لام امر کی ہے اور یرمی ارادة سے مضارع کا واحد غائب ہے۔ ارادة، دکھانا۔ قطرت (ن) ٹپکنا۔ انقض۔ الجدار: دیوار کا پھٹنا۔ زنبور: بھڑ۔ خطفہ (س، ن) خطفا: اچک لینا۔ البرق البصر: چمکنا کر دینا۔ السع: چوری سے سننا۔ خطات: چور۔ قطة: بلی۔ تظلاؤ: ج قطا۔ تظ: کلب، کتا۔ عسال: شہد فروش۔ افترس الاسد فرستہ: گردن توڑ دینا۔ عده: سامان جنگ۔ ج عدد۔ عددان: عدا: شمار کرنا۔ فنوا (س) فنا: معدوم ہونا۔ شرار: چنگاری۔

توضیح

عجیب بات ہے کہ دو گاؤں والے اول سے آخر تک صرف ایک قطرہ شہد کی وجہ سے فنا ہو گئے۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک شہد فروش شہد سے بھرا ہوا برتن گاؤں میں فروخت کرنے کیلئے گیا اور کسی زیت فروش کے پاس آکر شہد دکھانے کیلئے برتن کھولا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا۔ بھڑ نے شہد کا قطرہ دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑی، بھڑ کو بلی نے اچک لیا، بلی کو کتے نے جھپٹ لیا۔ بلی زیات کی مکھی اور کتا شہد فروش کا۔ جب زیات نے دیکھا کہ کتے نے بلی کی گردن مروڑ ڈالی تو اس نے کتے کو ختم کر دیا۔ شہد فروش نے دیکھا کہ کتا ختم کر دیا گیا تو اس نے زیات کو مار ڈالا، زیات کے لڑکے نے دیکھا کہ میرا باپ قتل کر دیا گیا تو اس نے شہد فروش کو ختم کر دیا۔ جب گاؤں والوں نے دو آدمیوں کے قتل کی خبر سنی تو سب جنگی سامان پہن کر تیار ہو گئے اور آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ اول سے آخر تک سب تہ تیغ ہو گئے۔ اس پوری جنگ کا سبب صرف ایک قطرہ شہد تھا۔ سچ ہے بیشتر آگ کے شعلے جھوٹی سی چنگاری سے بھڑک اٹھتے ہیں۔

لا تحقرن صغيرة

ان الجبال من الحملى

النَّجَابَةُ
شُرَافَةُ

ۛ نغم الاله على العباد كثيرة ۛ واجلهم سجاية الادلاد

قال اليزيدي: أول ما ظهر من نجابة السما مونسداده اني كنت اؤدبه فوجهت اليه يوماً ليخرج فابطاء، فقلت لسعيد الجوهرى وهو فى حجره: ان هذا الفتر قد اشتغل بالبطلية، فقال سعيد قومه بالادب فلما خرج ضربه ثلاث دسرات فأتى ليلى، اذا بجعفر بن يحيى قد استاذن عليه فوثب الى فراشه، ثم غا وهو عيس عيسى فجلس، ثم قال ليدخل فدخل فقمت من المجلس وخشيت ان يشكونى الى جعفر، فالتقى منه ما اكره، فاقبل عليه بوجه طلق وحادث، وصالحه فلما هم بالحركة قال يا غلام: اذبتك ورجعت فقال: ما حملك ان قدمت عنا فقلت خفت ان تشكونى اليك فيومعتنى، فقال: ان الله، يا ابا محمد ما كنت اطلع الرشيد على هذا، فكيف اطلع جعفر على انى احتاج الى ادب، يغفر الله لك، فكنث اهاب بعد ذلك.

لغوی تحقیق

لغوی تحقیق النجاة (ک) شریف النسب ہونا۔ ص نجیب۔ سداد، درستی و راستی در کردار و گفتار۔ سد (س، ص) سداؤ، سداؤا، موزوں ہونا۔ السد، بند ہونا۔ سد مسدود، قائم مقام۔ اودبہ تادینا، ادب سکھانا۔ ادب (ک) ادب، دانشمند ہونا (ض) دعوت کا کھانا تیار کرنا۔ اُدبہ مادبہ، کھانا جو دعوت کیلئے تیار کیا جائے۔ ج مادب۔ ادب، اخلاقی ملکہ جو ناشائستہ باتوں سے روکے۔ ج آداب۔ البطاء و بطاء (ک) بطاء و بطوؤ، دیر کرنا۔ ص بطی۔ الفتی، نوجوان، غلام۔ ج فتیان۔ فتی (س) فتی، جوان ہونا۔ البطالة، بیکاری کام سے فراغت۔ دیر، کوٹلا۔ ادر علیہ الضرب، لگاتار مارنا۔ جعفر بن یحییٰ، ابو الفضل برکی ہارون الرشید کا وزیر تھا انتہائی ذکی و ذہین، فصیح و بلیغ، جو دوسرا کا سپیکر۔ قتل بغضاً و کلاً، و ثب (ض) و ثبنا، اٹھنا، کودنا۔ دابۃ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اے احضر دابۃ۔ دابہ، چوپایہ، سواری۔ ج دواب۔ دیر، دبا، دبیٹا۔ رینگنا، ہاتھوں یا پیروں کے بل چلنا۔ نیز سختی۔ تو بجا، جوڑ کرنا۔ اباہ، ہدایت، ڈر۔

توضیح

توضیح یزیدی نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جو مومن کی شرافت اور راستی کے متعلق ظاہر ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ میں اسے ادب سکھانا تھا۔ ایک دن میں نے اس کے پاس آنے کیلئے کہا اچھا لیکن اس نے تاخیر کی۔ میں نے سعید جوہری سے کہا مومن اسی کی تربیت میں تھا کہ یہ لڑکا بیکاری میں مشغول ہوئے لگا۔ سعید نے جواب دیا ادب کے ذریعہ اس کو درست کر دیجئے۔ جب سعید باہر نکلا تو میں نے مین قمچیاں لگائیں وہ رونے لگا اتنے میں جعفر بن یحییٰ نے اس سے اجازت چاہی تو وہ جلدی اپنے بستر

کی جانب کو اور اپنی آنکھوں کو پوچھ کر بیٹھ گیا اور کہا اندر آجائیے۔ جعفر اندر آیا اور میں مجلس سے اٹھ گیا اور مجھے جعفر سے شکایت کا اندیشہ ہوا جس کے نتیجے میں کچھ تلخ باتیں مجھے سننی پڑیں، مگر مامون جعفر کی جانب خندہ پیشانی سے متوجہ ہو کر بات چیت کرنے لگا اور ہنسی مذاق میں مشغول ہو گیا۔ جب جعفر نے چلنے کا ارادہ کیا تو کہا اے لڑکے سواری لاؤ اور میں واپس ہو گیا تو مامون نے کہا کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا ہمارے پاس اٹھنے پر تو میں نے کہا مجھے تمہاری شکایت کا اس سے اندیشہ ہوا جس کے نتیجے میں وہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتا۔ تو مامون نے کہا اے ابو محمد! ناشر میں تو ہارون رشید کو بھی اس کی اطلاع نہیں دے سکتا چہ جائیکہ میں جعفر کو اطلاع کروں مزید برآں یہ کہ میں ادب کا محتاج ہوں۔ اللہ آپ کی بخشش کرے۔ میں اس سے اس کے بعد ڈرتا رہتا تھا۔

قَالَ ابْنُ الْكَلْبِيِّ: قَدِمَ اَوْسُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيُّ وَحَاتَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّائِيُّ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذَرِ فَقَالَ لِيَا بَرِّ بْنِ قَبِيصَةَ الطَّائِي: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَيْبَتُ اللَّعْنِ أَيُّهُمَا الْمَلَكُ إِنِّي مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَكِنْ سَلِّمْتُ عَنْ أَنْفُسِهِمَا، فَاثْنَمَا يُخْبِرُ أَنْكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَوْسٌ فَقَالَ أَنْتَ أَفْضَلُ أَمْ حَاتَمٌ؟ فَقَالَ: أَيْبَتُ اللَّعْنِ، إِنَّ أَوْفَى وَلِيَّ حَاتَمٍ أَفْضَلُ مِنِّي وَلَوْ كُنْتُ أَنَا وَلَدِي وَمَالِي لِمَاتِهِمْ لَا تَقْتُمُنَا فِي عَدَاؤِهِ وَاحِدٍ وَ شَمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ حَاتَمٌ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ أَفْضَلُ أَمْ اَوْسٌ؟ فَقَالَ: أَيْبَتُ اللَّعْنِ، إِنَّ أَوْفَى وَلِيَّ اَوْسٍ أَفْضَلُ مِنِّي فَقَالَ النُّعْمَانُ هَذَا وَاللَّهِ السُّودُودُ، وَأَمْرٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَأْتَةٌ مِنَ الْإِبِلِ.

لغوی تحقیق

ابن الکلبی ابو نصر محمد بن السائب بن بشیر علم تفسیر اور علم نسب میں اپنے زمانے کے امام گذرے ہیں۔ ۳۱۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اوس بن حارثہ بن لام الطائی البزجیر عربوں میں ایک سخی، جبری شخص تھا۔ مات ستئمہ۔ حاتم بن عبداللہ الطائی۔ اس کا تذکرہ عنقریب آئیگا۔ نعمان ابن منذر اور یاس بن قبیصہ ان دونوں کے حالات مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ ایت اللعن، ایام جاہلیت کے بادشاہوں کا تحیہ ہے۔ سب پہلے اس تحیہ کے ساتھ قوطان کو یاد کیا گیا ہے۔ لا تہیننا، لام کلمہ لو کا جواب ہے۔ ایتہب۔ ایتہاب سے ماضی کا صیغہ واحد غائب ہے اور نا ضمیر جمع متکلم مفعول ہے اے لو ہونا کلنا مرة واحدة۔ السودود، سرداری، بلند مرتبہ ساد (ن) سبادۃ سودا، شریف بزرگ ہونا۔ سید، سردار۔ ج سادات۔

توضیح

ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ اوس بن حارثہ طائی اور حاتم بن عبداللہ طائی نعمان بن منذر کے پاس آئے تو نعمان نے ایاس بن قبیصہ طائی سے پوچھا ان میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ولعت کی چیزوں سے دور رکھے۔ میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ آپ انہیں سے سوال کر لیجئے وہ آپ کو بتا دیں گے۔ نعمان پر اوس داخل ہوا تو نعمان نے کہا تم افضل ہو یا حاتم تو اس

نے کہا بیت اللعن۔ حاتم کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے افضل ہے۔ اگر میں اور میری اولاد اور میرا مال حاتم کا ہوتا تو وہ بہتر گزراں ہم کو ایک ہی دن میں۔ پھر حاتم داخل ہوا تو لغمان نے کہا تم افضل ہو یا اوس؟ تو حاتم نے جواب دیا بیت اللعن۔ اوس کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے بہتر ہے تو لغمان نے کہا قسم خدا کی یہ ادب بچہ پایہ کے سردار ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کیلئے سو سو اونٹ کا حکم دیا۔

لا تَقْنَمَنَّ نَبَاحَ الْكَلْبِ الْبَسْرَةَ خُبْرَةَ تَلْقَى إِلَيْكَ

کتے کے بھونکنے سے تو نہیں بچ سکتا مگر روٹی کے ٹکڑے سے جسے تو اس کی طرف نہ اٹھے

جلس المہدی ہوا بن المنصور ثالث خلفاء بني العباس مولد سنة سبع وعشرين ومائة وكان ملكاً عشرين سنين وشهراً ونصفاً. مات في سنة تسع وستين ومائة وعاش ثلاثاً وأربعين سنة وصلى عليه ولده هارون الرشيد جلوساً عاقماً، فدخل عليه رجلٌ وبسدة منديلٍ فيه نعلٌ، فقال يا امير المؤمنين هذه نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اهدىتها لك فاخذها منه وقبلها ووضعها على عينيه واعطاه عشرة آلاف درهم فلما خرج قال للجلساء ما ترون؟ اني اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يرها فضلاً عن ان يكون قد لبسها ولو كذبنا لقال للناس اتيت امير المؤمنين بنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فردها علي وكان من يصدقها اكثر ممن يكذبها اذا كان من شان العامة الميل الى اشكالها والنصرة للضعيف على القوي وان كان ظالمًا فاسترينا لساننا وقبلنا هديته وصدقنا قوله وكان الذي فعلناه ارجح وانجح؛

لغوی تحقیق

لا تقنم۔ القنم، راہی پانا، محفوظ نہنا، بچنا۔ نباح، کتے کی آواز۔ نچ (ن، ض) نہاجا، کتے کا بھونکنا۔ ص نازح۔ ج نوازح۔ کسرة، مکرط۔ لقمہ۔ ج کسر دض، کسرا، جدا جدا کرنا۔ کسر ایک سے کم حصے تہائی چوتھائی۔ ج کسور۔ خبرۃ، روٹی۔ خبر (ض) خبر روٹی پکانا۔ القوم، روٹی کھانا۔ کہا جاتا ہے خبر بہم و خبر بہم، میں نے ان کو روٹی کھور کھائی۔ خباز، روٹی پکانے والا، نان بائی۔ منديل، رومال۔ ج منادیل تمندل و دستار، رومال سے صاف کرنا۔ نعل، جوتہ۔ ج نعال۔ نعل (س) نعل، جوتا پہننا۔ الذبۃ، نعل لگانا۔ قبل تقبلاً، چومنا، بوسہ دینا۔ فضلاً مصدر ہے جوابل عرب کے قول فضل عن المال کذا اذا ذهب اکثرہ وبقی القلۃ سے ماخوذ ہے۔ یہ ادنیٰ اور اعلیٰ دو چیزوں کے درمیان اس امر پر تنبیہ کرنے کیلئے واقع ہوتا ہے کہ نفی اعلیٰ کے وقوع سے ادنیٰ کی نفی ہو جائے اسلئے اس کا نفی کے بعد واقع ہونا ضروری ہے خواہ نفی صریح ہو یا نفی ضمنی۔ ابوعلی فارسی کے نزدیک اس کے منصوب ہو نیکی وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مقدر سے مفعول مطلق ہو۔ نہ کی وجہ سے منصوبہ

تقدیر عبارت ہوں ہے فضل انتقام الرویۃ بفضل عن انتقام اللبس۔ بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ جس ترکیب میں فضلاً واقع ہو وہ فہم شفاعۃ الشافعیین کے قبیل سے ہوتی ہے بایں معنی کہ جیسے اس میں قید اور مقید دونوں کی نفی ہے معنی نہ ان کیلئے شفاعت کرنے والے ہیں اور نہ نفع شفاعت ہے۔ اسی طرح مثال فلان لایمک درہما فضلاً عن دینار کا مطلب یہ ہے کہ فلاں درہم ہی کا مالک نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دینار کا مالک ہو۔ راجح، عمدہ۔ انج: زیادہ مستحب بہت ٹھیک۔ پنج (ت) پنج: سہل اور آسان ہونا۔ پنج: عمدہ رائے، درست رائے۔

توضیح

مہدی بن منصور جو بنی عباس کے خلفاء میں سے تیسرے خلیفہ ہے، بیٹھا۔ جس کی پیدائش ۱۳۷ھ میں ہوئی۔ اور اس کی سلطنت دس برس اور ڈیڑھ ماہ رہی۔ ۳۳ سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں انتقال کر گیا۔ نہلا۔ اس کے لڑکے ہارون رشید نے پڑھائی۔ بیٹھا وہ مجلس عام میں تو داخل ہوا اس پر ایک آدمی جس کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس میں جو نام تھا تو کہا اے امیر المؤمنین یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں، میں اسے آپ کو ہدیہ میں پیش کرتا ہوں۔ مہدی نے جوتے اس سے لیکر جوتوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اسے دس ہزار درہم دیدیئے۔ جب وہ نکلا تو اس نے ہم نشینوں سے کہا تم خوب جانتے ہو گے کہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جوتوں کو دیکھا نہیں ہے چہ جائیکہ اپنے اسے پہنا ہو لیکن اگر ہم اسے جھٹلاتے تو لوگوں سے کہتا کہ میں امیر المؤمنین کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک لے گیا اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کو سچا سمجھنے والے زیادہ ہوتے بہ نسبت اسے جھٹلانے والوں کے چونکہ عام لوگوں کا حال اس طرح کی چیزوں کی طرف میلان کا ہے اور ضعیف کی مدد کا ہے قوی کے مقابلہ میں اگرچہ وہ ضعیف ظالم ہی ہو۔ تو ہم نے اس کی زبان خرید لی اور اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اور جو ہم نے کیا وہ زیادہ راجح اور کامیاب شکل ہے

فضل العلماء علی الملوک

بادشاہوں پر علماء کی فضیلت

حکو المسعودی فی شرح المقامات ان المہدی لما دخل البصرة رأی ایاس بن معاویۃ وهو صہبی وخلیفہ اربع مائۃ من العلماء واصحاب الطیالسة وایاس یقدم فقال المہدی اوبی الہولاء اما ان فیہم شیخ یقدمہم غیر ہذا الحدیث ثم ان المہدی التقت الیہ وقال کم سنک یا فحی! سنی (اطال اللہ بقاء امیر المؤمنین) سن اسامۃ بن زید بن حارثۃ لما دلاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشاً فیہم ابو جکر وعمر فقال تقدم بارک اللہ فیک قلت: الصواب ان ایاساً لم یدرک زمان المہدی قال المحافظ الذہبی فی التاریخ الکبیر ان ایاساً قاضی البصرۃ توفی زمان بنی امیۃ ستۃ مائۃ وتسع عشر ولم یلیق

دولۃ بنی العباس و یقال سنہ اذ ذاک سبع عشرۃ سنۃ، ولّا قضاء البصرۃ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ وحسبک بمن یتنارہ عمر بن عبد العزیز لم یز لہذا المنصب ۛ

لغوی تحقیق

المسعودی - عبد الرحمن بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود کوفی جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور تصنیف میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ مروج الذهب، شرح مقامات آپ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ صبی، بچہ، طفل، نادان شخص۔ الطیالسنہ، مہری چادر جس کو مشائخ علماء و شرفاء استعمال کرتے تھے۔ اوت - لغت ناخن کا ترنا، یا کان کے گرد کو کہتے ہیں۔ عرفاد حواس ہونے یا کسی چیز کو ناگوار سمجھنے کے وقت استعمال میں آتا ہے۔ مولف نے اس میں ۳۹ لغتیں درج کی ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اوت، اوت ہر طرح پڑھا گیا ہے۔ اوت (ض) انا، بقراری کی وجہ سے اوت اف کہنا۔ سنک - سن، عمر۔ اسامہ بن زید بن حارثہ ابو زید کلبی تنوخی مشہور و معروف صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلقاء کی طرف ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ کیا تھا اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی۔ پچھتر سال کی عمر میں ۳۴ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جملے۔ الحافظ الذہبی - شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن قایماز دمشقی ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے محدث اور مؤرخ تھے۔ فن رجال میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ یوں تو آپ کی تمام تصانیف علمی شاہکار ہیں لیکن تاریخ النبلاء ۲۰ جلد، تاریخ اسلام ۲۰ جلد مختصر تاریخ ابن عساکر دس جلد، طبقات الحفاظ، الدول الاسلامیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ۳۸۴ھ میں وفات پائی۔

توضیح

مسعودی نے شرح مقامات میں یہ نقل کیا ہے کہ جب مہدی بصرہ میں داخل ہوا تو یہ دیکھا کہ ایاس بن معاویہ در آنجا لیک اس کے پیچھے چار سو علماء اور شائخ ہیں اور ایاس ان کے آگے آگے ہیں تو مہدی نے کہا ان پر افسوس ہے کیا ان میں کوئی معمر شخص نہیں ہے جو ان کے آگے آگے ہوتا اس نو جوان کے علاوہ۔ اس کے بعد مہدی ایاس کی جانب متوجہ ہوا اور سوال کیا کہ تمہاری کیا عمر ہے اے لڑکے؟ تو ایاس نے کہا میری عمر اللہ امیر المؤمنین کی حیات دراز کرے (اسامہ بن زید بن حارثہ کی عمر کے برابر ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسے لشکر کا کمانڈر بنایا جس میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو مہدی نے کہا تقدم بارک اللہ فیک میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ذہبی نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ ایاس نے جو بصرہ کے قاضی تھے۔ بنی امیہ کے زمانے میں ۱۱۹ھ میں وفات پائی اور بنی عباس کی حکومت کو نہیں پایا اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت ایاس کی عمر سترہ سال کی تھی۔ بصرہ کا قاضی ایاس کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا تھا اور تیرے لئے کافی ہے کہ ایاس کو عمر بن عبد العزیز نے اس منصب قضاء کے لئے منتخب کیا تھا۔

وَيَذْكُر عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مَرْثِيًا مِمَّنْ فِي السُّوقِ عَلَى الْمُسْتَغْلِينَ بَقَا رَأَيْتُمْ فَقَالَ: أَنْتُمْ هَاهُنَا وَمِيرَاثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَسَّمُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامُوا بِرَأْيِهِ فَلَمْ يَجِدْ أُنْفِيهِ إِلَّا الْقُرْآنَ وَالذِّكْرَ وَمَجَالِسَ الْعِلْمِ فَقَالُوا: إِيْن مَا قُلْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَقَالَ: هَذَا مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَسَّمُ بَيْنَ وَرَثَتِهِ، وَلَيْسَ مِيرَاثُهُ دُنْيَاكُمْ قِيلَ لِلْخَلِيلِ ابْنِ أَحْمَدَ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ الْعِلْمُ أَوْ الْمَالُ؟ قَالَ: الْعِلْمُ قِيلَ لَهُ: فَمَا بَالُ الْعُلَمَاءِ يَزِدُّهُمْ عَلَى أَبْوَابِ الْمُلُوكِ وَالْمُلُوكُ لَا يَزِدُّهُمْ عَلَى أَبْوَابِ الْعُلَمَاءِ قَالَ: ذَلِكَ لِمَعْرِفَةِ الْعُلَمَاءِ بِحَقِّ الْمُلُوكِ وَبِحَقِّ الْمُلُوكِ بِحَقِّ الْعُلَمَاءِ.

لغوی تحقیق

ابو ہریرہ: مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کے نام میں تقریباً ۳۰ قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمن ابن صخر ہے، ابو ہریرہ آپ کی کنیت ہے۔ ایک مرتبہ آپ بلی کے بچے کو آستین میں لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اے عبدالرحمن آستین میں کیا لئے ہو؟ تو اسٹون لئے فرمایا، بلی کا بچہ اور دکھلادیا۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب دیا ابو ہریرہ۔ ہریرہ بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔ اب بمعنی والا۔ بلی کے بچے والے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر عبدالرحمن رکھا تھا۔ امام شافعیؒ کا کہنا ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ آپ نے ۶۰ سال کی عمر میں ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کر دیئے گئے۔ خلیل بن احمد آپ کے احوال مقدہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں، وہاں مراجعت کر لی جائے۔

توضیح

اور حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ بازار میں تجارت میں مشغول حضرات کے پاس سے گزرے تو فرمانے لگے تم یہاں ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم کی جا رہی ہے، وہ جلدی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے مسجد میں قرآن، ذکر اور علم کی مجلس کے سوا کچھ نہیں پایا۔ تو لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہؓ کہاں ہے جو تم کہہ رہے تھے تو فرمایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے جو ان کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ان کی وراثت تمہاری دنیا نہیں۔ خلیل بن احمد سے پوچھا گیا ان میں سے کون افضل ہے علم یا مال؟ تو اسٹون لئے کہا علم تو ان سے کہا گیا علماء کا کیا حال ہے کہ وہ بادشاہوں کے دروازوں پر بھیڑ لگا دیتے ہیں اور بادشاہ علماء کے دروازوں پر بھیڑ نہیں لگاتے۔ فرمایا یہ بادشاہوں کے حق کو علماء کے پیچانے کی وجہ سے اور بادشاہوں کے علماء کے حق نہ جاننے کی وجہ سے۔

لَا تَعْمَلُوا بِقَوْلِ أَحَدٍ مِنْ غَيْرِ تَدْبِيرٍ

بلا سوچے سمجھے کسی کی بات پر عمل نہ کرنا

حدث الشعب قال: صَاحِدٌ رَجُلٌ قَمْرِيَّةٌ فَقَالَتْ: مَا تَرِيدَانِ تَصْنَعُ؟ قَالَ أَذْبَحُكَ، وَأَكْلُكَ

فَقَالَتْ: وَاللَّهِ مَا أَشْبَحَ مِنْ جُورِ وَخَائِلِكَ مِنْ أَكْلِي إِنْ أَعْلَمْتُكَ ثَلَاثَ خَصَالٍ وَاحِدَةٌ وَأَنَا فِي يَدِكَ
وَالثَّانِيَّةُ وَأَنَا عَلَى الشَّجَرِ، وَالثَّلَاثَةُ وَأَنَا عَلَى الْجَبَلِ، قَالَ: هَاتِ، قَالَتْ: لَا تَلْهَيْنِي عَلَى مَا فَاتَ فَخَلَّ سَبِيلَهَا فَلَمَّا
صَارَتْ عَلَى الشَّجَرَةِ قَالَتْ لَا تَصْدُقَنَّ بِمَا لَا يَكُونُ إِنَّهُ سَيَكُونُ، فَلَمَّا صَارَتْ عَلَى الْجَبَلِ، قَالَتْ لَهَا: يَا شَيْعُ
لَوْ زَجَجْتَنِي، أَخْرَجْتَنِي مِنْ حَوْصَلَتِي دُسْرَتَيْنِ، كُلُّ وَاحِدَةٍ عَشْرُونَ مِثْقَالًا قَالَ: فَغَضَّ الرَّجُلُ عَلَى شَفَتِهِ
تَلْهَيْتُكَ عَلَى مَا فَاتَ، قَالَتْ: أَنْتَ قَدْ نَسِيتَ ثَمَنَيْنِ فَلَكَ أَخْبَرْتُكَ بِالثَّلَاثَةِ، أَلَمْ أَقُلْ لَكَ
لَا تَلْهَيْنِي عَلَى مَا فَاتَ، وَلَا تَصْدُقَنَّ بِمَا لَا يَكُونُ إِنَّهُ سَيَكُونُ أَنَا وَلَحْمِي، وَدُمِي وَرَيْشِي لَا يَكُونُ فِي
عَشْرُونَ مِثْقَالًا فَكَيفَ يَكُونُ فِي حَوْصَلَتِي دُسْرَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ عَشْرُونَ مِثْقَالًا، ثُمَّ طَارَتْ وَذَهَبَتْ:

لغوی تحقیق

الشعبي: جلیل القدر تابعی اور مشہور و معروف محدث ہیں۔ صاد (رض)، صیدا، شکار کرنا۔ صیاد
شکار کرنے والا۔ قمریہ: فاختہ کے مانند ایک مشہور پرندہ ہے۔ ج قاری۔ از بکات۔ ذبح (د)
ذبحا، ذبح کرنا، شرعی طور پر جانور کو حلال کرنا۔ اشباعا: کھلا کر شکم سیر کرنا۔ شیع (دس) شیعاً، شکم سیر ہونا۔ شعبان:
آسودہ۔ شیع، کھلنے کی وہ مقدار جو آسودہ کر دے۔ جوع، بھوک۔ جارع (د) جوعاً، بھوکا ہونا۔ صفت جالع: ج جیاع
ہات۔ اسم فعل ہے بمعنی اعلنی۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس کی اصل آت ہے، ہمزہ کو ہاء سے بدل دیا جیسے میا
اور ہراق۔ اس کی تائید اہل عرب کے قول ماہا تیک سے ہوتی ہے۔ لا تلہقن (دس) لہقا، اداس ہونا، غمگین ہونا۔
افسوس کرنا۔ صفت لہف، لہیف، لہیفان، افسوس کرنا والا۔ لمہوت، رنجیدہ، جس کا مال برباد ہو گیا ہو۔ حوصلتی: حوصلہ
پوٹا، جانوروں کا معدہ۔ مثقال: تولنے کے اوزان۔ ج مثاقیل۔ عَضَن (دس) عَضًا، دانت سے کاٹنا، پکڑنا۔ درقہ،
موتی۔ ج در در در۔ شفتہ ج شفاہ۔ شفتہ (دس) شفتہا، ہونٹ پر مارنا۔ نسیت (دس) نسیئا، نسیانا، یاد نہ رہنا۔
سہولنا۔ دمی، دم، خون۔ ج دما۔ طارت (رض) طیرا، طیرا، الطائر۔ اڑنا۔ صیئہ: مشہور ہونا۔ طیر، طائر، چڑیا
طیارہ، ہوائی جہاز:

توضیح

شعبي نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قمری شکار کی تو اس قمری نے کہا تیرا کیا کر نیکا ارادہ ہے۔ اس نے کہا
کہا تجھے ذبح کروں گا اور کھاؤں گا تو قمری نے کہا قسم خدا کی میں بھوک سے تیرا پیٹ منہیں بھر سکتا
اور مجھے کھانے سے تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ میں تجھے تین عادت بتا دوں۔ پہلی اس حال میں کہ میں
تمہارے ہاتھ میں رہوں۔ دوسری اس حال میں کہ میں درخت پر رہوں، تیسری پہاڑ پر۔ شکاری نے کہا کہ بتاؤ
اس نے کہا فوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرنا۔ جب اس نے اس کے راستہ کو خالی کر دیا (اسے چھوڑ دیا) اور وہ درخت
پر چلی گئی تو اس نے کہا کہ تو کبھی تصدیق نہ کرنا اس بات کی جو ہونے والی نہ ہو کہ وہ غصہ مٹ ہو جائے گی۔ جب وہ پہاڑ
پر گئی تو اس نے کہا کہ اے بد بخت اگر تو مجھے ذبح کرنا تو میرے پوٹے سے دو موتی نکالتا، ہر ایک بیس مثقال کا ہے۔
شعبي کہتے ہیں کہ وہ شخص افسوس کی وجہ سے اپنا ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر کہا کہ تیسری بات بتا تو اس نے کہا کہ تو نے

تو دو باتیں بھلا دیں تو کیسے میں تجھے تیسری بات بتا دوں۔ کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ کسی چیز کے جانے پر انوس نہ کرنا، اور ایک ناممکن کے بارے میں تصدیق نہ کرنا کہ وہ ہو جائیگا۔ میں، میرا گوشت، میرا خون، میرے پر میرے انوس میں مشقال کے برابر نہیں ہے تو کیسے میرے پوٹہ میں دو موتی ہوں گے کہ ہر ایک بیس بیس مشقال کا ہو، پھر وہ اڑ کر چلی گئی۔

اَعْرَاءُ الصَّدِيقِ عَلِی الصَّدِیقِ

دوست کو دوست پر اجمارنا

وَحَبَّه عَبْدُ الْمَلِكِ الشَّعْبِيُّ إِلَى مَلِكِ الرُّومِ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ، فَاسْتَكْبَرَ الشَّعْبِيُّ فَقَالَ لَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الْمَلِكِ أَنْتَ؟ قَالَ: لَا فَلَمَّا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ حَمَلَهُ رَقْعَةً لَطِيفَةً وَقَالَ لَهُ: إِذَا بَلَغْتَ صَاحِبَكَ جَمِيعَ مَا يَحْتَاجُ إِلَى مَعْرِفَتِهِ مِنْ نَاحِيَتِنَا فَرَفَعَ إِلَيْهِ هَذِهِ الرَّقْعَةَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ ذَكَرَ لَهُ مَا احتاجُ إِلَيْهِ ذَكَرَ وَأَمْضَى فَلَمَّا خَرَجَ ذَكَرَ الرَّقْعَةَ فَرَجَعَ فَقَالَ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ حَمَلَنِي إِلَيْكَ رَقْعَةً أَنْسَيْتُهَا فَنَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَأَمْضَى فَقَرَأَهَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَأَمْرٌ بَرْدٌ فَقَالَ: أَعْلَمْتُ مَا فِي الرَّقْعَةِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فِيهَا عَجَبٌ مِنَ الْعَرَبِ كَيْفَ مَلَكَتْ غَيْرَ هَذَا؟ أَفَتَدْرِي لِمَ كَتَبْتُ إِلَى بَهْدَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: حَسَدٌ نِي عَلَيْكَ فَأَرَادَ أَنْ يُعْرِضَنِي بِقَتْلِكَ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْرَاكِ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَا اسْتَكْبَرَنِي فَبَلَغَ ذَلِكَ مَلِكَ الرُّومِ فَذَكَرَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ: اللَّهُ أَبُوهُ، وَآذَنُوا مَا رَدَّتْ إِلَّا ذَلِكَ:

لغوی تحقیق

اَعْرَاءُ: اجمارنا۔ استکبر: بزرگ جاننا۔ مہض: دف۔ مہضاً، مہوضاً: اٹھنا، کھڑا ہونا۔ ناہض: مقابلہ کرنا۔ حسد: حسد دلانا۔ حسد (من): حسد دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے

لئے حصول کی تمنا کرنا۔ صفت: حاسد۔ ج: حساد۔

توضیح

عبد الملک نے شعبی کو شاہ روم کے پاس کسی معاملہ میں بھیجا، شاہ روم نے شعبی کو بڑا سبھا اور کہا شعبی سے کہ آپ شاہی گھر آنے سے ہیں۔ شعبی نے کہا جی نہیں۔ جب شعبی نے عبد الملک کے پاس لوٹنے کا ارادہ کیا تو شاہ روم نے ان کو ایک لطیف پرچی دی اور کہا جب تو پہنچا دے اپنے ساتھی کو ہمارے علاقے کے متعلق تمام ان ضروری چیزوں کو جس کو جاننے کی ضرورت ہے تو اسے یہ پرچی دینا۔ جب شعبی عبد الملک کے پاس لوٹے تو تمام ضروری باتوں کا تذکرہ کیا اور اٹھ گئے۔ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو پرچی یاد آئی تو لوٹ کر کہا اے امیر المؤمنین مجھے آپ کے لئے ایک پرچی دی ہے جس کو میں بھول گیا تھا چنانچہ شعبی نے عبد الملک کو وہ پرچی دی اور اسٹھ گئے تو اسے عبد الملک نے پڑھا اور شعبی کو واپس کر نیکا حکم کیا اور کہا کیا تجھ کو معلوم ہے جو پرچی میں ہے کہا نہیں

عبدالملک نے کہا اس میں یہ لکھا ہے کہ مجھے عربوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے اس کے علاوہ کو کیسے بادشاہ بنایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میرے پاس کیوں لکھا شیعی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا مجھے تم پر حاسد بنایا اور مجھ کو تیرے قتل پر آمادہ کرنا چاہا تو شیعی نے کہا اگر آپ کو دیکھتا ہے امیر المؤمنین تو وہ مجھے بڑا خیال نہیں کرتا۔ یہ بات شاہِ روم کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالملک کا ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے نہیں ارادہ کیا تھا مگر اسی کا۔

ظرافۃ ادبیۃ

ادبانه چٹکلہ

قال أبو عثمان بن بکر الجاحظ، أخبرني رجلٌ من رؤساء التجار قال: كان معن في السفينة شيمٌ شمرى السبيء الطويل الأطراق، وكان إذا ذكر له الشيعة غضب وأمر ببدن وجهه، وروى من حاجبيه، فقلت له يوماً، يرحمك الله، ما الذي تكره من الشيعة؟ فأنت رأيتك إذا ذكر وأغضبت، وقبضت قال: ما أعرف منهم إلا هذه الشين فاول اسمهم فاني لم أجدها قط إلا في شمر وشوم وشيطان وشغب وشقاء وشمار وشمر وشين وشكوى وشهرة وشتم وشيعة قال أبو عثمان فما ثبت لشيعي بعد هذا فامته؟

لغوی تحقیق

ظرافتہ: خوش طبعی، مذاق، دلگی، تمسخر، چٹکلہ۔ ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ الاصفہانی۔ امام الادب، صاحب القلم ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔ عقدہ معتزلی تھا، فقرہ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے، امام جاحظ اگرچہ بد صورتی میں ضرب المثل ہے اور کسی نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

لو یسبح الخضر یسبح حائنا نیا

نیز خلیفہ متوکل علی اللہ نے جب اس کو اپنی اولاد کی تعظیم کیلئے بلایا تو اس کی بد صورتی سے نہایت منقبض ہوا اور اس ہزار درہم دے کر واپس کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے دولتِ علم سے بھی ایسا نوازا امتحان کہ فضل و کمال میں ان کی مثال نہ تھی۔ کتاب الجیوان، کتاب المرجان، کتاب البیان والنبیین وغیرہ اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اطراق۔ اطرق، اطرافاً، خاموش رہنا۔ آربد۔ ارباداً، خاکستر ہونا، شرعی بد فعلت۔ شرس دس، شرسا۔ شراسہ، بد فعلت ہونا۔ الشیعة، پیرو مدوگار۔ ج شیع، اشباع۔ اس لفظ کا غالب استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہیں۔ زوسی۔ یزوی۔ زیا، زدو یا الشی، جمع کرنا، قبضہ کرنا۔ شوم، منحوس، شیطان، شریر و نافرمان۔ ج شیا لین۔ شطن۔ دن، شطن سے ہے بمعنی مخالفت کرنا۔ کیونکہ شیطان نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ یا سطن الدار شطون سے ہے بمعنی دور ہونا۔ اس لئے کہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ شغب، دف، س، شغب، فساد مچانا۔ شقاء۔ شقی (رض)،

شفا: بد بخت ہونا۔ شنار عمار، بدترین عیب۔ شین: عیب۔ شتم: رن، شتا: گالی دینا۔ شخ: کنجوسی (رن میں) شخا: بخل کرنا، کنجوسی کرنا۔

توضیح

ابو عثمان بن بحر جاحظ نے کہا مجھے بڑے تاجروں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں ایک بوڑھا تھا جو بہت خاموش اور نہایت بد خلق تھا۔ اس کے سامنے جب شیعہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ غصہ ہوتا اور اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور بھٹوں چڑھا لیتا۔ تو میں نے اس سے ایک دن کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تجھے کس بناء پر شیعہ سے چڑ ہے۔ میں نے تمہیں دیکھا کہ جب شیعہ کا ذکر ہوتا ہے تو تم غصہ ہو جاتے ہو اور منقبض ہو جاتے ہو۔ کہا ان کے نام کے شروع میں شین ہے مجھے اس سے چڑ ہے اسلئے کہ وہ شین میں نے نہیں پایا مگر ہر شر اور شوم اور شیطان اور شب اور شنار اور شر اور شین اور شوک اور شکوئی اور شہرہ اور شتم اور شخ۔ ابو عثمان نے کہا اس کے بعد کسی شیعہ کا پاؤں ثابت نہ رہ سکا

رَقَالَ رَجُلٌ لِبَعْضِ وُلَاةِ بَنِي الْعَبَّاسِ: أَنَا جَعَلْتُ فِي هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنْ يَقُولَ فِي عِلِّيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهُ ظَالِمٌ، قَالَ لَهُ: نَشَدْتُكَ اللَّهُ، يَا عُمَيْدٍ! أَمَا تَعْلَمُ؟ إِنَّ عَلِيًّا بَارِعُ الْعَبَّاسِ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَمِنْ الظَّالِمِ مِنْهُمْ مَا فُكِّرَ أَنْ يَقُولَ الْعَبَّاسُ فَيُؤَاقِعَ سَخَطَ الْخَلِيفَةِ أَوْ يَقُولَ عِلِّيٌّ فَيَنْقُضَ أَصْلَهُ، قَالَ: مَا مِنْهُمْ ظَالِمٌ، قَالَ: فَكَيْفَ يَتَنَازَرُ اثْنَانِ فِي شَيْءٍ لَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا ظَالِمًا؟ قَالَ: قَدْ تَنَازَرَا الْمَلَكَانِ عِنْدَ إِثْرِهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَمَا فِيهِمَا ظَالِمٌ وَلَكِنْ لَيْسَ بَهَا دَاوُدَ كُلُّ الْخَطِيئَةِ وَكَذَلِكَ هَذَا إِنْ أَسْرَأَ اتَّبَعِيهِ، أَبِي بَكْرٍ مِنْ خَطِيئَتِهِ، فَاسْتَكْتِ الرَّجُلُ وَأَمَرَ الْخَلِيفَةَ لَهُ هِشَامَ بِصَلَاةٍ

نعمی تحقیق

ولاء جمع والی، بادشاہ، حاکم۔ ہشام بن عبد الحکم: آپ کے حالات مقدمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ نشد تک (رن، رض) نشدا، نشدوۃ، الشکر قسم دینا۔ الصالحہ: گمشدہ کو تلاش کرنا۔ بارز: جنگ کیلئے مقابلہ پر نکلنا۔ برز (رن، بروز): میدان کی طرف نکلنا (ک) برازہ: فضیلت یا بہادری میں اپنے

ساتھیوں سے بڑھ جانا۔ سخط: غیض و غضب، غصہ۔ اسکت: خاموش کر دیا۔

توضیح

ایک شخص نے بنی عباس کے کسی والی سے کہا کہ میں ہشام بن عبد الحکم کو مجبور کر دوں گا کہ وہ حضرت علیؑ کے بارے میں کہے کہ وہ ظالم ہے۔ اس نے ہشام سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اسے ابو محمد! کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس حضرت عباسؓ سے مجھڑا کیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا ان میں سے کون ظالم ہے۔ تو ہشام نے ناپسندیدہ بھیجا کہ وہ حضرت عباسؓ کا نام لے جس کی بناء پر خلیفہ کی ناراضگی میں مبتلا ہوتا۔ یا حضرت علیؑ کا نام لیتا کہ اس کے اعتقاد پر ضرب آتی تو ہشام نے کہا ان میں سے کوئی ظالم نہیں۔ اس نے کہا تو دو شخص ایک چیز کے بارے میں کیسے لڑ سکتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک ظالم نہ ہو۔ کہا کہ دو فرشتوں نے

اپنا جگر اپیش کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اور ان میں سے کوئی بھی ظالم نہیں تھا، لیکن یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی غلطی پر تنبیہ کیلئے تھا اور اسی طرح ان دونوں نے حضرت ابوبکر کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرنیکا ارادہ کیا تو ہشام نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور خلیفہ نے ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(وَسَمِعَ) اعرابیُّ ابا المکنون النخویَّ وَهُوَ یَقُولُ فِی دُعَاۃِ الاستِقْصَاءِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَوْ اَلْهِنَا اَوْ مَوْلَانَا فَصِلْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا، وَمَنْ اِذَا بِنَا سَوْءًا فَحُطِّ ذَلٰکَ السَّوْءُ بِهَا کَا حَاطَ طَبْعُ الْقَلَابِیْدِ بِاعْنَاقِ الْوَلَادِیْمِ ثُمَّ اَرْمِغْنَا عَلٰی مَا کَفَّیْتَنَا کُرْسُوخَ السَّجِّیْلِ عَلٰی مَا اَصْحَابُ الْغَبْلِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غِیْثًا مُّغِیْثًا مُّزِیْعًا مُّجْلِجِلًا مُّسْحِفًا سَحَابًا مُّسْفُوْحًا طَبَقًا خَدًّا فَا مُنْفَجِدًا اِنَا فَعَالٌ لَّعَلَّامٌ مَّتٰیْنَا وَغَیْرِ خَضَارٍ لِّحَا صَتِنَا، فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ، یَا خَلِیْفَةُ ذُو رَحْمَةٍ هٰذَا الطُّوفَانُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ، دَعْنِیْ حَتّٰی اُودِیَ اِلٰی جَبَلٍ یَّعِصْمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ۝

لغوی تحقیق

استقواء، بارش طلب کرنا۔ اخط، احاطہ سے امر حاضر ہے۔ قلاب، جمع قلابہ، بار، بال، اعناق، جمع عنق، گردن، گلا۔ الولاد، جمع ولیدہ، مادہ۔ ولدت لذہ، جننا۔ ارمیغہ، ارساخ سے امر حاضر ہے ثابت اور پختہ کرنا۔ رخ، دن، رسوخا، گڑھانا۔ ماتہ، تخفیف، نیم، بمعنی پیشانی اور ماتہ تشدید نیم، ہرزہ ریل جالور جیسے سانپ۔ بچھو وغیرہ۔ ج، ہوام اور کبھی ہوام کا اطلاق ان کیڑوں پر بھی ہوتا ہے جو ہر لیے نہیں ہوتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں ہے ابو ذکیت ہوام راسک۔ یہاں ہوام راس سے مراد جو میں ہیں۔ السجیل، کنکر۔ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سجیل فارسی زبان کے دو کلمے ہیں۔ جن کو اہل عرب نے ایک کلمہ بنا دیا۔ ایک کلمہ ان میں سج بمعنی چھرا و رد و سر اکلمہ جیل بمعنی مٹی۔ پس اس کے معنی سنگ گل معنی کنکر ہوئے۔ ابن جنی نے کتاب المحتجب میں ذکر کیا ہے کہ حبش کی زبان میں سجیل کے معنی کتاب کے ہیں بعض نے سجیل کو اسی سے ماخوذ مانا ہے۔ اصحاب الغیل، ابرہہ کے ساتھی۔ جن لوگوں نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ غیثا، مراد بارش۔ متقیثا، فریاد سننے والا۔ مرتقیثا، امرع الوادی و مرع (س) مرعنا (دک) مراثہ، ہرا بھرا ہونا۔ مجلبا، اگر جننے والا بادل۔ مستحضر، اسحق المظہر، بکثرت ہونا۔ سحّا، دن، و سحوحا، بہت بہنا۔ طبقا، عام بارش۔ غدتا، بڑی بڑی بوندوں والی بارش۔ الطوفان، ڈوب دینے والا سیلاب۔ اخفش نے کہا ہے کہ قیاس کے مطابق اس کا واحد طوفانہ ہے۔ دعتی، دوع یدع، چھوڑنا۔ اودی (دع) اودیا، ادا و الیہ، پناہ لینا۔ اودی، جلنے پناہ۔ یعصمنی (دع) عصمت، حفاظت کرنا (دع) عصما۔ الطبی، سفید ٹانگوں والا ہونا۔ عصم، وہ جالور جس کا ایک یا دونوں اگلا پیر سفید ہو۔

ایک اعرابی نے ابو المکنون نخوی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے دعا و استقواء میں اے اللہ، اے ہمارے رب، اے ہمارے مولیٰ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت کاملہ نازل فرما اور ہمارے ساتھ جو کوئی برائی کا ارادہ کرے تو احاطہ کرے کہ اس برائی کا جس طرح بار کا احاطہ ہوتا ہے عورتوں کی گردنوں میں، پھر اسکی

توضیح

کھوپڑی پر اس کو راسخ کر دے جس طرح کنکر یاں راسخ ہو گئی تھیں اصحاب فیل کی کھوپڑیوں پر، اے اللہ میں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو فریاد سننے والی ارزانی کا سبب ہو، بہت زیادہ گرج کر برسنے والی ہو، خوب بہنے والی ہو، عام ہو، موسلا دھار بارش ہو، ہم سمجھوں کھیلے مفید ہو کسی کھیلے مضر نہ ہو۔ تو اعرابی نے کہا۔ اے نوح کے خلیفہ یونسؑ ہے قسم ہے رب کعبہ کی تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں ایسے پہاڑ میں جا کر پناہ لے لوں جو مجھے پانی سے بچالے۔

الاستقسام بالانزال

تیروں کے ذریعہ فال نکالنا

معنى الاستقسام بالانزال طلب معرفة ما قوتهم من الخير والشر بواسطة ضرب الاقداح وقيل معنى الاستقسام بالانزال طلب معرفة قسمة الجزاء باقداح وهي عشرة اقداح الفذ ثم التوائم ثم الرقيب ثم المجلس ثم النافس ثم المسبل ثم المعلى وهذه الاقداح السبعة لها الانصباء من جزور يجمعونها ويقسمونها على العادة بينهم والثلثة الاخر لا نصيب لها وهو السقيم والمينم والوعد كان اهل الجاهلية يجمعون عشرة افسس ويشترون جزورا ويجمعون الحمة ثمانية وعشرين جزوة ويجمعون لكل واحد من صاحب الانزال نصيبا معلوما للفذ سهم والتوائم سهمان والرقيب ثلاثة اسهم والمجلس اربعة اسهم والنافس خمسة المسبل ستة والمعلى سبعة ويجمعون الانزال في خويطية و يضعونها على يد رجل ثم يجعل ذلك الرجل يجرها فيخرجهم باسم كل رجل وقد حانها ومن خرج له قدح من اسر باب الانصباء يجعله الى الفقراء ولا يأكل منه شيئا ويفقرن بذلك ويدعون من لم يد خل فيه ويسمونه البرم يعني اللئيم

لغوی تحقیق | انزالام جمع زلم، فال نکالنے کا تیر۔ اقداح۔ جع قدح، بے سچل اور بے پر کا تیر۔ خویطیۃ، بیگ، سپاہی کا متیلا۔ ج خویط۔ خوطان، خوطا الجوامع، تھیلے میں جمع کرنا۔ الورق، ہاتھ سے مار کر پتے جھاڑنا۔ العود، کھڑک سے برابر کرنا۔ الجزور۔ جمع جزور، قصاب۔ انصباء۔ جمع نصیب، حصہ۔ یزقون۔ ذم (ن)، ذاتا، بُرا کہنا، تنقید کرنا۔ البرم، کنبوس، برم (دس)، برنا، تنگدل ہونا۔

توضیح | الاستقسام بالانزال کا مطلب تیر اور شر میں سے جو تقسیم کی گئی ہے اس کا پچا نال ہے تیروں کے مارنے کے ذریعہ اور کہا گیا ہے الاستقسام بالانزال کا مطلب اونٹ کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ جاننا ہے تیروں کے ذریعہ اور وہ دس تیر ہیں فذ، پھر توائم پھر رقیب پھر مجلس پھر ناض پھر مسبل پھر معلى۔ اور یہ سات تیر اس کے حصہ ہیں ان اونٹوں میں سے جنہیں وہ ذبح کرتے ہیں اور ان کو حسب عادت تقسیم کرتے ہیں اپنے درمیان۔

اور دوسرے تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہے، سفح منبج، و غد۔ جاہلیت والے دس آدمیوں کو جمع کرتے تھے اور اونٹ خریدتے تھے اور اس کے گوشت کو اٹھائیس جگہ تقسیم کرتے تھے اور تیروں ہی سے ہر ایک کیلئے ایک مقررہ حصہ رکھتے تھے۔ فذ کا ایک حصہ، توأم کے دو حصے، اور رقیب کے تین حصے اور جلس کے چار حصے اور ناض کے پانچ حصے اور سبل کے چھ حصے اور معلی کے سات حصے ہوتے تھے، اور تیروں کو ایک تھیلہ میں ڈال کر کسی آدمی کے ہاتھ میں رکھتے تھے، پھر ہر شخص کے نام پر اس میں سے ایک تیر نکالتے تھے اور جس کے لئے حصہ والوں میں سے تیر نکلتا تھا اس کو فقرا کیلئے متعین کر دیتے تھے اور اس میں سے کچھ نہیں کھاتے تھے اور اس کام پر وہ فخر کرتے تھے اور جو شریک نہ ہو اس کی مذمت کرتے تھے اور اسے برم معنی بھیل کہتے تھے۔

نصیحة سیدنا نوح علیہ السلام و نتیجہ مخالفتہ و امر والدین

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت اپنے بیٹے کو اور والدین کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ کہ

وخرج عن طاعت، ولد كنعان فقال له يا بُنَيَّ اسْكُنْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ فَاجَابَهُ بِقَوْلِهِ سَأُؤَيُّ إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ سَرَّحَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ثُمَّ نَجَّى الْمَاءَ مِنَ الْأَرْضِ وَنَزَلَ الْمَطَرُ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى عَلَا الْمَاءُ فَوْقَ الْجِبَالِ وَكَثُرَ الطُّوفَانُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِقَوْلِهِ يَا أَرْضُ ابْلُغِي مَاءَكَ وَ يَا سَمَاءُ أَلْقِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَ قَضَى الْأَمْرَ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودَى وَكَانَ هَذَا الْأَسْتَوَاءُ عَلَى جَبَلٍ يُجَدِي يَوْمَ عَاشُورَاءُ وَوَعَدَانِ جَبَّتِ الْأَرْضُ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَ عَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ثُمَّ إِنْ مِنْكَ مَنْ كَانَ مَعَ نُوحٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَاشُوا بَعْدَ ذَلِكَ قَلِيلًا فَلَمْ يَبْقِ الْانُوحُ وَ أَوْلَادُهُ الثَّلَاثَةُ سَامٌ وَ حَامٌ وَ يَافَثُ وَ لَسَاءُ وَ هُمْ فُفِرَّقَ بَيْنَهُمْ يَوْمَ نُوحٍ حَتَّى ذَهَبَ كُلُّ الْإِنْسَانِ نَاحِيَةً فَعَمَّرُوا بَآوَادَهُ حَتَّى صَارَ الْإِنْسَانُ كَمَا تَرَى مِنْ عَهْدِ نُوحٍ إِلَى وَقْتِنَا مِنْ نَسْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَذَلِكَ اسْمُ أَبِي الْبَشَرِ الثَّانِي بَعْدَ سَيِّدِنَا آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

لغوی تحقیق

نصیحة۔ اسم مصدر: اخلاص خیر و صلاح کی طرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ یقعون، نصحا و نصحا و نصاحۃ فلا نا و بطلان، نصیحت کرنا۔ مخلص ہونا۔ صفت نا صح۔ ج نصائح۔ یقعون

نصحا و نصوحا الشئ خالص ہونا، صاف ہونا۔ سادی۔ مضارع متکلم ہے (رض) الیہ، پناہ دینا۔ یقعنی (رض) بچانا۔ محفوظ رکھنا۔ نبح (رن بھی) بھاؤ نبوغا و نبغانا۔ الماء، چشمہ سے نکلتا۔ حال۔ جیلوۃ، حائل ہونا۔ علا (رن) علوا، ارجھا ہونا۔ مکث (رن) مکثا، اقامت کرنا۔ صفت ماکث، مکث۔ البقی امر حاضر ہے۔ بلع (رن)

بلغا: نگلنا۔ یہاں زمین کا پانی کو جذب کر لینا، خشک کر دینا مراد ہے۔ اقلعی عن کنذا: باز رہنا اور چھوڑنا۔ قلع دن: قلعہ
 الشی، جڑ سے اکھاڑنا۔ غیض: غاض (رض) غیظاً، پانی کا کم ہونا، نیچے چلا جانا۔ الجودی: ایک پہاڑ کا نام ہے جو بعض
 کے نزدیک موصِل میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شام میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بابل میں تھا۔ تورات میں
 جودی کو اراراط کے پہاڑوں میں سے بتایا گیا ہے۔ اراراط دراصل جزیرہ کا نام ہے یعنی اس علاقہ کا نام ہے جو
 فرات و دجلہ کے مابین دیا ربکر سے بغداد تک لگاتار چلا گیا ہے۔ عاشوراء: محرم کی دسویں تاریخ یہ اسلامی نام ہے
 جفت (س، ض، ن) جفا و جفوتاً، سوکھ جانا۔ صفت جات: جفت، لوگوں کی جماعت۔ جفت: خشک زمین۔
 اسبط (ن، ض، ن) ہبوطاً، پہاڑ سے اترنا، نقصان یا برائی میں پڑنا۔ اللہم غبطاً لا مہبطاً: اے اللہ لوگ ہم پر رحم کریں
 نہ یہ کہ ہم اپنی حالت سے پستی میں آجائیں۔ ہبوط: ڈھلوان جگہ، نشیب کی زمین۔ اتم: جمع امت، جماعت، گروہ
 عاشوراء (ض، ن) عیشاً، معیشۃ، زندگی گزارنا۔ صفت عائش: معاش، جس چیز سے زندگی گذر جائے۔ ج معاش۔

توضیح

حضرت نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری سے ان کا لڑکا کنعان نکل گیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان
 سے کہا یا بئی اربک معاذ لاکن مع الکافریں۔ یعنی اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ
 نہ رہ۔ تو کنعان نے جواب دیا اپنے قول کے ذریعہ سادی الی جبل یعنی من الما یعنی میں ایسے پہاڑ میں
 پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا لا ماصم الیوم من امر اللہ الایۃ۔ یعنی آج
 کوئی بچانے والا نہیں ہے اللہ کے حکم سے مگر جس پر رحم کرے اور ان دونوں کے درمیان موج حاصل ہوگی تو وہ ڈوبنے
 والوں میں سے ہوگا پھر زمین سے پانی ایلنے لگا اور بارش آسمان سے ہونے لگی یہاں تک کہ پانی پہاڑوں کے اوپر چڑھ
 گیا۔ طوفان چھ ماہ تک رہا۔ پھر اللہ نے زمین اور آسمان کی جانب وحی بھیجی اپنے قول کے ذریعہ یا ارض البقی ماہک
 ویا سار اقلعی و غیض الہام الایۃ۔ اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان ستم جا اور پانی کم ہو گیا اور معاملہ صاف
 ہو گیا اور کشتی جو دی پہاڑ پر چالگی اور جو دی پہاڑ پر یہ لگنا عاشوراء کے دن تھا۔ اور زمین کے خشک ہونے کے
 بعد کہا گیا اے نوح سلامتی کے ساتھ تواتر جا اور اپنے اوپر برکتوں کے ساتھ اور تمہارے ساتھ رہنے والے
 فروع پر برکتوں کے ساتھ پھر جو مومنین حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ اس کے بعد کچھ ہی دنوں تک زندہ
 رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور انکی تین اولاد سام اور حام اور یافث کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا۔ ان میں ان
 کے والد حضرت نوح علیہ السلام نے تفریق پیدا کر دی یہاں تک کہ ہر ایک، ایک ایک علاقہ میں جا بسا اور وہاں
 اپنی اولاد کو آباد کیا یہاں تک کہ تمام آدمی جنہیں تم دیکھ رہے ہو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے پہلے
 وقت تک سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور اسی بنا پر حضرت نوح مسیحی ہیں ابو البشر ثانی
 کے ساتھ ہمارے سردار حضرت آدم علیہ السلام کے بعد۔

ذکاوة الملوك وحسن الطلب

بادشاہوں کی ذہانت اور سوال کی خوبی

ولما دخل ابو جعفر المنصور المدينة قال للربيع، ابغني رجلاً عاقلاً عالماً بالمدينة ليتفتني على دهرها فقد بعد عهدي بديار قومي، فالتبس له الربيع فتى من اعقل الناس واعلمهم فكان لا يبتدئني بأخبار حتى يسألني المنصور فيجيبني بأحسن عبارة واجود بيان وادني معنى فاعجب المنصور به وامر له بمال فتأخر عنه ودعته الضرورة الى استنجازه فاجتاز بيت عائكة فقال يا امير المؤمنين هذا بيت الذي يقول فيه الاحوص

يا بيت عائكة الذي تعزل

حداد العداوب الفؤاد مؤكل

ففكر المنصور في قوله، وقال لم يخالف مادته بأبداء الاخبار دون الاستخبار الا لامرؤ قبل برة القصيدة ويتصفها بيتا بيتا حتى انتهى الى قوله فيها

مذاق اللسان يقول ما لا يفعل

واراك تفعل ما تقول وبعضهم

فقال ياربيع، هل اوصلت الى الرجل ما امرناك به؟ فقال، اخبرته عنه لعله ذكرها الربيع، فقال عجل له مضاعفا وهذا الطغف تعريض من الرجل وحسن فهم من المنصور.

لغوى تحقيق

ذکاوة (دس، ک، ذکاوة) تیز خاطر ہونا۔ صفت ذکی۔ مؤنث ذکیہ۔ ج اذکیا۔ (ن) ذکاوہ ذکاۃ الذبیحہ: ذبح کرنا۔ ذکاوہ۔ آفتاب کا اسم علم ہے (غیر منصرف) الربیع۔ ابو الفضل بن یونس بن ابی فرودہ کیسان اطفا، حد درجہ ذکی۔ فصیح و بلیغ، نافذ قانون، حساب میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شروع شروع میں منصور کے یہاں دربان تھا، پھر ابویوب مرزبانی کے ہندو وزارت پر آگیا تھا۔ ستم علیہ میں زہر دیکر مارا گیا۔ بغنی۔ بغدادی، بغوی الشیء: بغور دیکھنا۔ بغنی (رض) بغیا، بغیۃ الشیء: چاہنا، طلب کرنا علیہ: ستم ڈھانا۔ صفت بارخ۔ ج بغاۃ۔ بغی: بدکار، فاحشہ فاجرہ، زانیہ۔ ج بقایا۔ دور۔ ج دار۔ فتی، جوان استنجاز، وفار عہد طلب کرنا۔ اجتاز۔ اجتياز: گذرنا۔ احوص، تنگ گوشہ چشم والا ہونا۔ ابو محمد عبد اللہ محمد بن عاصم انصاری کا لقب ہے۔ شعر گوئی میں انتہائی عروج پر تھا لیکن نہایت ہی بے مروت و خبیثہ الافعال اور بے خلق تھا۔ اس کا انتقال ۱۹۷ھ میں ہوا ہے۔ تعزل۔ مضارع منکلم ہے۔ تعزل، یکسو ہونا عزل (رض) عزلاً: علیحدہ کر دینا۔ العدا جمع عدد: دشمن۔ الفؤاد: دل۔ يتصفها۔ يصف الشیء: غور و فکر کرنا۔

منعوت، صفات، اعراض کرنا، گناہ معاف کرنا۔ مذق اللسان، جس کی زبان پچ اور جھوٹ دونوں طرف چلتی ہو۔
مذق (ن)، مذاق، دودھ میں پانی ملانا۔

توضیح

جب ابو جعفر منصور مدینہ میں داخل ہوا تو ربیع سے کہا کہ میرے لئے ایک عقلمند آدمی تلاش کرو جو مدینہ کو خوب جانتا ہو تاکہ مجھے وہ مدینہ کے گھروں پر واقف کرائے۔ چونکہ میری قوم کے گھر اور محلوں سے میرا تعلق دور ہو چکا ہے۔ تو ربیع نے ایک عقلمند جوان اور بڑا عالم تلاش کیا تو وہ خبر دی شروع نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ منصور اس سے پوچھتا تھا پھر وہ منصور کو شاندار عبارت اور عمدہ بیان کے ذریعہ جواب دیتا تھا اور وہ معنی کو مکمل طور پر ادا کرتا تھا۔ منصور نے اسے بہت پسند کیا۔ اس کو مال دینے کا حکم دیا لیکن مال دینے میں تاخیر کی گئی اور اس کو ایک ضرورت نے مجبور کر دیا ایفائے عہد کے مطالبہ کی جانب۔ ایک دن وہ عاتکہ کے مکان سے گذرا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین یہ عاتکہ کا وہ مکان ہے جس کے بارے میں احوص شاعر کہا کرتا تھا ہے شعر :- اے عاتکہ کا وہ گھر کہ اس سے الگ ہوں دشمنوں کے ذریعہ اور اس پر دل مسلط ہے۔ منصور نے سوچا اس کی بات میں اور کہا کہ اس نے اپنی عادت کے خلاف نہیں کیا۔ پہلے ہی خبر دینے میں بغیر پوچھے مگر کسی معاملہ کی وجہ سے۔ اور منصور بار بار قصیدہ کو دہرائے لگا اور قصیدہ کے ایک ایک شعر کو ٹوٹ لے لگا۔ یہاں تک کہ وہ پوچھا احوص کے اس شعر تک جو اس قصیدہ میں ہے شعر :- اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو گرتا ہے جو تو کھتا ہے اور بعض لوگ جھوٹی زبان والے ہیں کہتے ہیں کرتے نہیں تو منصور نے کہا اے ربیع کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس کا ہم نے اس کیلئے حکم دیا تھا۔ ربیع نے جواب دیا میں نے کسی بنا پر اسے تو خبر کیا۔ ربیع نے اس وجہ کا بھی تذکرہ کیا تو اس نے کہا جلدی دو گنا دید و اداریہ اس شخص کی نہایت باریک تقریریں ہے اور منصور کا حسن فہم ہے۔

كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ مَنْصُورًا يَأْتِيهِ بَنِي أُمَيَّةَ إِذَا دَخَلَ دَخَلَ مُسْتَتْرَافًا كَانَ يُجَلِّسُ فِي حَلْقَةِ أَزْهَرَ النَّهَارِ
الْمَحْدُوثِ فَلَمَّا أَفْضَتْ الْخِلَافَةُ قَدِمَ عَلَيْهِ أَزْهَرُ، فَخَبَّ بِهَا وَقَرَّبَ، وَقَالَ لَهُ: مَا حَاجَتُكَ
يَا أَزْهَرُ؟ قَالَ: دَارِي مِنْهُدِمَةً وَعَلَى أَرْبَعَةِ أَلَابٍ دَرَجَةٍ، وَأُرِيدُ لَوْنِي ابْنِي مُحَمَّدًا ابْنِي بَعِيَالِهِ
فَوْصَلَهُ بِأَشْيِ عَشْرِ الْفَأْوَ قَالَ: قَدْ قَضَيْنَا حَاجَتَكَ يَا أَزْهَرُ! فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا فَاخْذْهَا وَارْتَحِلْ
فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ آتَاهُ فَلَمَّا رَأَى أَبَا جَعْفَرٍ، قَالَ: مَا حَاجَتُكَ؟ يَا أَزْهَرُ؟ قَالَ: جِئْتُكَ مُسَلِّمًا
قَالَ: إِنَّهُ يَقَعُ فِي خُلْدِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا، قَالَ: مَا جِئْتُكَ إِلَّا مُسَلِّمًا قَالَ: قَدْ
أَمَرَ نَالَكَ بِأَشْيِ عَشْرِ الْفَأْوَ أَذْهَبَ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَلَا مُسَلِّمًا فَاخْذْهَا وَمَضَى فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ
آتَاهُ قَالَ: مَا حَاجَتُكَ يَا أَزْهَرُ؟ قَالَ: أَتَيْتُكَ عَائِدًا قَالَ: إِنَّهُ يَقَعُ فِي خُلْدِي أَنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا قَالَ:
مَا جِئْتُكَ إِلَّا عَائِدًا قَالَ: قَدْ أَمَرَ نَالَكَ بِأَشْيِ عَشْرِ الْفَأْوَ أَذْهَبَ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَلَا مُسَلِّمًا وَلَا عَائِدًا.

فَاخَذَ هَا، وَالنُّصُوفَ فَلَمَّا مَضَتْ السَّنَةُ اَقْبَلَ فَقَالَ لَهَا: مَا جَاءَ بِكَ؟ يَا اَزْهَرُ، قَالَ: دُعَاءُ كُنْتُ
اَسْمَعُكَ تَدْعُو بِهَا يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، جِئْتُ لِكُتُبِكَ فَضِيكَ اَبُو جَعْفَرٍ، وَقَالَ رَأَيْتُ دُعَاءُ خَلِيْفٍ
مُسْتَجَابٍ وَذَلِكَ رَأَيْتُ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ بِهِ اَنْ لَا اَسْرَكَ فَلَكَ فَلَكَ يَسْتَجِيبُ لِي وَقَدْ اَمَرَ نَالَكَ بِافْتِي
عَشْرِ اَلْفَا وَتَعَالَ مَتَى شِئْتَ فَقَدْ اُعْمِيتُنِي فِيكَ الْحَيْلَةُ ۝

لغوی تحقیق

السمان، روغن بچنے والا۔ ابو جبر۔ ازہر بن سعد باہلی محدث کا لقب ہے السلام میں پیدا ہوئے
سنہ ۱۱۷ میں وفات پائی۔ افضت۔ انصار سے ماضی ہے، پہنچا۔ رجب: خوش آمدید کہنا۔
بنی بعلالہ، اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آنا۔ عائد: عیادہ سے اسم فاعل ہے، تیمارداری کرنا۔ اعیتی: اعیار سے: ہر
دینا، تھکا دینا۔

توضیح

ابو جعفر منصور بن امیہ کے دور میں جب داخل ہوتا تھا تو چھپ کر داخل ہوتا تھا اور ازہرستان محدث
کے حلقہ درس میں شریک ہو جاتا تھا۔ جب خلافت منصور تک پہنچی ازہر اس کے پاس آئے تو منصور
نے خوش آمدید کہا اور انھیں قریب بلایا اور ان سے کہا ازہر کیا ضرورت ہے کہا میرا مکان گر گیا اور
میرے ذمہ چار ہزار درہم ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد اپنے بال بچوں کو اپنے گھر لے آئے تو منصور نے
اسے بارہ ہزار درہم دیئے اور کہا ہم نے تمہاری ضرورت پوری کر دی اے ازہر ہمارے پاس مانگنے کیلئے مت آنا
ازہر اس کو لیکر چلتے بنے، پھر ایک سال بعد منصور کے پاس آئے۔ منصور نے دیکھ کر کہا اے ازہر کیا ضرورت ہے۔
کہا سلام کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کہا امیر المؤمنین کے دل میں یہ آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ کہا صرف سلام
کیلئے آیا ہوں۔ کہا ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ پھر مانگنے کیلئے اور سلام کیلئے مت آنا۔ ازہر لیکر
چلتے بنے۔ ایک سال کے بعد پھر آئے۔ منصور نے کہا ازہر کیا ضرورت ہے۔ کہا کہ عیادت کے لئے آیا ہوں۔ کہا
میرے دل میں آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ نہ مانگنے کیلئے آنا سلام کیلئے اور عیادت
کیلئے۔ ازہر لیکر لوٹ گئے، جب سال گذر گیا ازہر آگئے تو منصور نے کہا: کون سی چیز تمہیں لائی اے ازہر۔ کہا امیر المؤمنین آپ کو ایک
دعا کرتے ہوئے سنتا تھا میں اس کو لکھنے کیلئے آیا ہوں تو منصور ہنسا اور کہنے لگا کہ وہ غیر مقبول دعا ہے۔ وہ دعا
یہ ہے کہ میں نے اللہ سے تمہیں نہ دیکھنے کی دعا کی تھی لیکن اللہ نے قبول نہیں کیا اور ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار
درہم کا حکم دیدیا اور جب چاہو آتے رہو چونکہ تمہارے متعلق تدبیر لے مجھے تھکا دیا۔

محبت العلم

علم سے دوستی

كان ابن الاثير محمد الدين ابو السعادات صاحب جامع الاصول، والنهاية في غريب الحديث

من اکابر الرؤساء عظماء عند الملوك وتوفى لهم المناصب الجليلة فعرض له مرض كف يديه ورجليه فانقطع في منزله، وترك المناصب والاختلاط بالناس وكان الرؤساء يغشونه في منزله فحضر اليه بعض اطباء والقرم بعلاجه، فلما طببوا وقارب البرء واشرف على الصلوة دفع للطبيب شيئاً من الذهب وقال: امض لسبيلك فلامه أصحابه على ذلك، وقالوا هلاً أبقيت، الى حصول الشفاء، فقال لهم: اننى متى عوفيت طلبت المناصب ودخلت فيها وكلفت قبولها واما ما دمت على هذه الحالة فانى لا اصلح لذلك فاصوت اوقافى في تكليل نفسى ومطالعة كتب العلم ولا ادخل معهم فيما يغضب الله ويرضيهم، والبرزق لا يبدى فاختار رحمه الله تعالى عظمة جسمه ليحصل له بذلك الإقامة على العظلة من المناصب وفى تلك المدة ألف كتاب جامع الاصول والنهاية وغيرهما من الكتب المفيدة.

لغوى تحقيق

ابن الاثير - مجد الدين لقب - ابوالساعات كنى، مبارک نام، والد کا نام اور کنیت ابوالکرم ہے۔ ابن الاثير سے پکارے جاتے تھے۔ آپ ۳۲۷ھ میں جزیرہ ابن عامر میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے۔ بڑے بڑے ائمہ کرام سے علم نحو، علم حدیث اور دوسرے بہت سے علوم حاصل کئے اس کے بعد آپ شہر موصل چلے گئے اور ایک زمانہ تک شاہ مجد الدین قانماز کی خدمت میں رہتے رہے اس کے بعد مجد الدین مسعود کا قرب حاصل ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس کے صاحبزادے نور الدین ارسلان شاہ کے یہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا، آخر زندگی میں کسی عارض کی وجہ سے معذور ہو گئے تھے اس لئے آپ تمام عہدوں سے دست بردار ہو کر خلوت گزریں ہو گئے اور اسی دوران "النهاية" چار جلدوں میں لکھی ہے، اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب جامع الاصول دس اجزاء میں ہے۔ ۶۷۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ غریب الحدیث، وہ علم ہے جس میں احادیث غریبہ سے بحث کی جائے۔ عظمیٰ - حنفی (دس) حظہ، حظوۃ، حصہ پانا۔ حنفی، صاحب مرتبہ۔ المناصب جمع منصب: عہدہ۔ یغشونہ (دس) غشیانہ (دس) غشوا، کسی کے پاس آنا (دس) غشیانہ، غشیانہ، چھپانا۔ المرأة، ہم بستری کرنا، وطی کرنا۔ غشوۃ، غشاوۃ، پردہ۔ غاشیہ، دل کا پردہ، قیامت، ملاقاتی دوست و احباب، الاطباء۔ جمع طبیب، حکیم۔ البرء برئ (س، و، ک، ب) برء من المرض، تندرست ہونا، اچھا ہونا (س) براوۃ، چھٹکارا پانا، تہمت سے پاک ہونا۔ برئ، ج بُراء، باری، خالق۔ امقض، مضی (ض، ن) مضوا، مضیاً، گذرنا۔ ہلاً، کلمۃ تخفیف و تذمیم ہے۔ مرکب ہے بل اور لائے اگر ماضی پر داخل ہو تو ترک فعل پر تنبیہ کیلئے ہے جیسے ہلا امتن۔ یعنی تم ایمان کیوں نہیں لائے، اور اگر مضارع پر داخل ہو تو ابھارنے کیلئے ہے جیسے ہلا تؤمن، تم ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ عطلۃ، خالی نیت

ابن الاثير مجد الدين ابوالساعات، جامع الاصول والنهاية کے مصنف (جو علم غریب الحدیث میں ہی) بڑے رئیسوں میں سے تھے، بادشاہوں کے نزدیک وقعت والے تھے اور بڑے بڑے مفسرین

توضیح

پر رہ چکے تھے، اچانک ایک مرض لاحق ہو گیا جس نے ان کے پیروں اور ہاتھوں کو روک دیا، وہ اپنے گھر میں الگ تنگ ہو گئے، منصوبوں کو چھوڑ دیا اور لوگوں سے ملنا جلنا بھی اور رئیس لوگ گھر میں انھیں گھیر لیتے تھے۔ ایک طبیب صاحب ان کے پاس آئے اور ان کے علاج کا التزام کیا، ان کا علاج کرنے لگا۔ جب اچھے ہونیکے قریب ہو گئے تو طبیب کو سونا دیکر کہا آپ اپنے راستے پر چلے جائیے۔ ان کے ساتھیوں نے اس پر طاعت کی اور کہنے لگے شفا تک اسے کیوں نہیں رکھا تو ان سے کہا کہ جب میں صحت پا جاؤں گا تو عہدوں کے لئے طلب کیا جائیگا اور مجھے ان عہدوں میں گھسکی انھیں قبول کر نیکا مکلف بنایا جائیگا اور لیکن جب تک اسی حالت میں رہوں گا تو اس کے قابل میں نہیں رہوں گا۔ میں اپنے اوقات کو اپنے نفس کی تکمیل میں صرف کروں گا اور علمی کتابوں کے مطالعہ میں، اور میں ان کے ساتھ اکثر کو ناراض کرنے والی چیزوں اور انکو راضی کرنے والی چیزوں میں شامل نہیں ہوں گا اور روزی کو غنا فروری ہے۔ اور ابن اثیر نے اپنے جسم کی بیکاری کو ترجیح دی تاکہ اس کے ذریعہ انھیں منصوبوں سے بیکاری پر قائم رہنا حاصل ہو اور اس مدت میں جامع الاصول اور نہایہ تالیف کی اور دیگر مفید کتابیں۔

خوف العبد قدر التقرب

تقرب کے بقدر بندہ کا خوف

یقال ان ابا ایوب المرزبانی وزیر المنصور، کان اذا دعاہ المنصور، یصفر، ویرعد، فاذا اخرج من عندہ یرجع الیہ، لون، فقیل لہ، انا نراک مع کثرۃ دخولک علی امیر المؤمنین و انسہ، بک تغیر اذا دخلت علیہ، فقال مثلی ومثلکم مثل بازی و دیک تناظر، فقال البازی للذیک ما اعرفت اقل وفاء منک لا صبا بک قال، و کیف؟ قال تؤخذ بیضۃ، وتحضنک اهلک وتخرج علی ایدیم فیطعمونک بایدیم حتی اذا کبرت، سرت لا ید لو امنک الا طرت من هنا الی هنا وصحت، واذا علوت علی حائط دایر، کنت فیہا سنین طرت منها الی غیرہا وما انا؛ فاخذ من الجبال وقد کبر سنی، فتخاط عینی، واطعم الشئ الیسیر و اسأ هر فامنع من النوم والنسی الیوم والیومین ثم اطلق علی الصيد وحدی فاطیر لہ، واخذ کا واجج بہ، الی صاحبی فقال لہ لذیک؛ ذهبت عنک الحجة، اما لورأیت باؤن فی سقود علی النار ما عدت لہم وانا فی کل وقت اری السفافید مملوؤة دیوکا فلا تکن حلینا عند غضب غیارت وانتم لو عرفتم من المنصور ما عرفہ، لکنتم اسوا حالا منی عند طلبہا لکم؛

لغوی تحقیق

یصفر - اصفرار، پیلا رنگ ہونا۔ صفر (س) صفر۔ الانار، برتن کا خالی ہونا۔ صفر، خالی۔ ج اصفار۔ الن، انیت۔ الن (س) ص، ک) الن، انسا، الن، مانوس ہونا۔ بہ والیہ، مجتہدا

سکون قلب پانا۔ انس۔ انس۔ دیکھنا۔ انس۔ آدمی۔ ج اُناس۔ انسان۔ آنکھ کی پتلی۔ بازسی۔ باز۔ ج البواز۔ بواز۔ دیک۔ مرغ۔ ج دیوک، دیک۔ تحفست (ن) حصانہ الصبی، بچہ کی تربیت کرنا۔ حصن، گود۔ کبرت (س) کبر، مجبڑا۔ سن رسیدہ ہونا رک، کبر، ارتہ میں بڑا ہونا۔ سرت (ض) سیرا، چلنا، سفر کرنا۔ صفت سائر، ہر چیز کا بقیہ لایذوا (ن) ذوا، نزدیک ہونا۔ طرت (ض) طیرانا، اڑنا۔ صبت (ض) صیحا صیوہ، صیحا، چیخا چلانا۔ یہ، پکارنا۔ صیغہ، چیخ، عذاب۔ حاکط، دیوار۔ ج حیطان۔ حاط (ن) حیطہ، بنگرائی کرنا۔ یہ، احاطہ کرنا۔ تحاکم (ض) خیاطہ، سینا خیاط، درزی۔ خیط، دھاگہ۔ ج خیوط۔ اساتیر، مضارع مجہول منکلم ہے۔ ستر (س) سہرا، ساری رات بیدار رہنا۔ صفت ساہر، سہران۔ اسی سے ساہرہ، خونناک جنگل۔ سفود، تیغ جس پر گوشت بھونا جاتا ہے۔ ج سفا فیر۔ حدت (ن) عودا، واپس ہونا۔ ملوودہ ملاو ملاو، بھڑکا (ک) ملاو، مالدار ہونا۔

توضیح

کہا جاتا ہے کہ ابویوب مرزبانی منصور کے وزیر جب اس کو منصور بلاتا تھا تو زرد ہو جاتا تھا اور کانپ اٹھتا تھا جب اس کے پاس سے نکل کر آتا تو اس کا رنگ لوٹ آتا۔ تو اس سے کہا گیا کہ ہم تمہیں امیر المؤمنین کے پاس بہت زیادہ آنے جانے کے باوجود اور ان کو تم سے انسیت کے باوجود تم متغیر ہو جاتے ہو جب تم ان کے پاس داخل ہوتے ہو، تو ابویوبؓ کہا ہماری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی طرح ہے جنھوں نے مناظرہ کیا تھا آپس میں تو باز نے مرغ سے کہا تم سے زیادہ ہو فاطمہ اپنے ساتھیوں میں سے نہیں جانتا ہوں کسی کو۔ مرغ نے کہا یہ کیسے؟ کہا کہ تجھے انڈے کی حالت میں پکڑا جاتا ہے اور تیرے گھر والے تیری پرورش کرتے ہیں اور تجھے ان کے ہاتھوں نکالا جاتا ہے وہ تجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو چلنے لگتا ہے، وہ تم سے جب قریب ہوتے ہیں تو اُدھر ادھر اٹنے لگتا ہے اور تو چیختا ہے، اور جب تو کسی گھر کی دیوار پر چڑھتا ہے تو تو اس میں چند سال رہ جاتا ہے اور اس سے اُس پر اڑنا رہتا ہے۔ اور بہر حال میں تو مجھے پہاڑ پر پکڑا جاتا ہے اور میری عمر زیادہ ہوتی ہے تو میری آنکھوں کو کسی دیا جاتا ہے، اور ستھوڑی ستھوڑی چیز کھلائی جاتی ہے۔ اور مجھے جگایا جاتا ہے اور نیند سے روکا جاتا ہے اور مجھے ایک دو روز تک بھلایا جاتا ہے پھر مجھے شکار پر تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے میں اسے اڑ کر پکڑ لیتا ہوں اور اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں تو اس سے مرغ نے کہا کہ تیری دلیل ختم ہو گئی۔ بہر حال اگر تو دیکھے دو باز کو سیخوں پر آگ میں تو تو ان کے پاس نہیں لوٹے گا اور ہمہ وقت سیخوں کو بھلا دیکھتا ہو۔ مرغوں سے تو تو بردبار نہیں ہو گا، تیرے غیر کے غصہ کے وقت۔ اور تم اگر منصور کی وہ حیثیت جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم مجھ سے زیادہ ابتر ہو جاؤ گے تمہیں جب وہ طلب کرے۔

الابھام
ابہام

هو بالموحدة الخفية، ان يقول المتكلم كلاما مبهماً يحتمل معنيين متضادين لا يميز أحدهما

عن الآخر ولا ياتي في كلامه ما يحصل به التميز مثاله ما حكى عن بعض الشعراء هذا الحسن بن سهل بالقبال بنتها بوران بالمامون مع من هذا فاناب الناس كلهم وحرمه فكتب السيرة ان انت تما ديت على جرماني فليت شيئا لا يعلم به احد مدحتك ام هجوتك فاستخفوا وسأله عن قوله فاعترف فقال لا اعطيك او تفعل فقال

بارك الله الحسن ولبوران في الخشن يا امام الهدى ظفرت ولكن مبت من

فلم يعلم ما اذا بقوله بنيت من في الرفع او في الحقايرة فاستحسن الحسن منه ذلك وناشد كما سمعت هذا المعنى ام ابتكرت؟ فقال لا والله انما نقلت من شعر شاعر مطبوع كان كثير اللعب بهذا النوع واتفق انما فصل قباة عند خياط اعوز اسمها زيد فقال له الخياط على طريق اللعب به لا تدرى اقباء هو ام دراج؟ فقال له ان فعلت لا نظمت فيك بيتا لا يعلم احد من سمع ادعوت لك ام دعوت عليك؟ ففعل الخياط فقال خا طي زيد قباة ليت عيني سوا

لغوی تحقیق

ابہام، ابہم، الامر علیہ، مشکوک ہونا۔ یہاں ابہام سے مراد فن بدیع کی ایک خاص صفت ہے جس کو توجیہ اور محتمل الضمین بھی کہتے ہیں۔ ہٹا کر تہنیت، مبارک باد دینا۔ الحسن بن سهل ابو محمد خرمی، مامون رشید کے وزیر تھے ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔ بوران، حسن بن سهل کی صاحبزادی کا نام ہے۔ جو مامون الرشید کے نکاح میں تھی، کچھ لوگوں نے اس کا نام خدیجہ کہا ہے۔ اور بوران لقب ہے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ مامون کے بعد اسی سال کی عمر میں ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔ تمادیا۔ فی غیہ، دیر تک رہنا اور اصرار کرنا۔ ابتکرت، کسی شے کے ابتدائی حصہ پر قابض ہونا۔ یہاں ابداع اور ایجاد مراد ہے۔ بکر دن، بکروزا۔ صبح کے وقت آنا، بکرتہ، صبح (دس) بکرتا، جلدی کرنا۔ بکر، کنواری۔ ج، ابکار۔ باکوٹہ، پہلا بچل۔ ج، بیکر۔ خیاط، درزی۔ رض، خیاطہ، سینا۔ اعوز، کانا۔ ج عوزار۔ عوز (دس) عوزا، کانا ہونا۔ قباہ، اس قسم کا آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ ہے جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ ج، اقبیہ۔ دراج۔ اس قسم کا لباس ہے جو قبا کے طرز پر ہوتا ہے۔

توضیح

وہ (موجودہ تخانیہ کے ساتھ ہے) منظم کلام، ابہم استعمال کرے تو متفاد معنی کا احتمال رکھے، ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو اور امتیاز حاصل ہو نیکادریہ اس کے کلام میں نہ آئے۔ اس کی مثال کسی شاعر سے منقول کلام ہے کہ اس نے حسن بن سهل کو مبارکباد پیش کی اس کی لڑکی کی شادی کے موقع پر مامون کے ساتھ، نام اس کا بوران ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے مبارکباد پیش کی تو اس نے تمام لوگوں کو بدلہ دیا اور اس کو محروم کر دیا تو شاعر نے حسن کے پاس لکھا کہ اگر تو میرے محروم کرنے پر اتر جائے میں تیرے لئے ایسی چیز تیار کروں گا کہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں نے تمہاری تعریف کی یا ہجو کی، تو اس کو حاضر کرایا اور اس کی

بات کے بارے میں پوچھا تو اس نے اعتراض کیا۔ حسن نے کہا میں تجھے نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو ایسا کر دے، تو شاعر نے کہا اے اللہ برکت دے حسن کو اور پوران کو دامادی کے رشتہ میں اسے ہدایت کے امام تو کامیاب ہو گیا لیکن کس کی بیٹی کے ساتھ تو نہیں سمجھا جو اس نے ارادہ اپنے قول بہت من سے بلندی میں یا حقارت میں کیا تو حسن نے ان کو شاعر کی جانب سے اچھا سمجھا اور اس کو قسم دی کیا تو نے یہ معنی سنا ہے یا تو نے ایجاد کیا، تو اس نے کہا نہیں۔ قسم خدا کی میں نے اسے ایسے فطری شاعر کے شعر سے نقل کیا ہے جو بہت زیادہ کھیلنا اس قسم کے ساتھ۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایک کانادری کے پاس اس نے ایک قباہ سلوائی جن کا نام زید تھا تو اس سے ددزی نے مذاق کے طور پر کہا کہ میں تیرے لئے اسے تیار کر دوں گا کہ تو نہیں سمجھ سکے گا کہ قباہ ہے یا دراج۔ اس نے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے بارے میں ایسا شعر کہوں گا کہ کوئی نہیں سمجھ سکے گا کہ میں نے تیرے حق میں دعا کی ہے یا بد دعا، تو درزی نے ایسا کیا۔ تو شاعر نے کہا میرے لئے زید نے قباہ سلی ہے کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر نہ ہوتیں۔

ابن العصا قرعت لذی الحلم

یقیناً لاشی بردبار کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے

قال ابن الكلبي لما فقم عمرو بن العاص قيساً مريّة سارحاً نزل غزوة فبعث اليك علياً عليه ان يبعث الي سرحلاً من اصحابك اُكملهم ففكر عمرو وقال ما لهذا الحد غيري قال فخرج حتى دخل على العليم فطمع كلاماً لم يسمع قط مثله فقال العليم حدثني هل في اصحابك احد مثلك قال لا تسئل عن هذا في هذين عليهما اذ بعثوا بي اليك وعرضوني لما عرضوني له ولا يدرون ما تصنع بي قال فامرهم بجائزته وكسوة وبعث الي البواب اذ امرك فاضرب عنقه وخذ ما معه فخرج من عنده فمرو برجل من نصارى غسان فعرفه فقال يا عمرو قدامت الدخول فاحسن الخروج ففطن لما امر اده فخرج فقال الملك ما رُدتك الينا قال نظرت فيما اعطيتني فلم اجد ذلك يسمع بني عبي فاردت ان اتيك بعشرة منهم تعطيهم هذه العطية فيكون معروفك عند عشوة خير من ان يكون عند واحد فقال صدقت اعجل بهم وبعث الي البواب ان خل سبيلك فخرج عمرو وهو يلتفت حتى اذا من قال لا عدت لمثلها ابداً فلما صالحو عمرو ودخل عليه العليم قال له انت هو قال نعم علي ما كان من غداك

لغوی تحقیق

العصا: لاشی۔ ج. عصی۔ عصی (دس) عصا، لاشی لینا (ن)، عصوا: لاشی سے مارنا (ض) معصیت، مخالفت کرنا۔ عصی، نافرمان۔ قرعت (د) لہ العصا، متنبہ کرنا۔ الباب، دروازہ کھٹکھٹانا

توضیح

توضیح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قیسا ریحہ کو فسخ کیا تو وہ چلے یہاں تک کہ وہ غزوہ میں اترے تو وہاں کے سردار نے خبر بھیجی (یعنی اربطون نے) کہ میرے پاس اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھیجو اس سے میں بات کروں گا۔ تو حضرت عمرو نے سوچا اور کہا اس کیلئے میرے علاوہ کوئی مناسب نہیں ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں حضرت عمرو نکلے یہاں تک کہ سردار پر داخل ہوئے۔ اس نے بات چیت کی تو اس نے ایسی بات سنی جو اس طرح بھی نہیں سنی تھی۔ تو سردار نے کہا مجھ سے بتائیے کیا آپ کے ساتھیوں میں آپ کی طرح ہے۔ فرمایا اس سلسلہ میں مت پوچھو میں ان سے گھٹیا ہوں۔ اسی بناء پر مجھے تیرے پاس بھیجا اور مجھے پیش کر دیا جس چیز کے لئے پیش کیا اور انھیں معلوم نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ کیا کرے گا۔ ابن کلبی کہتے ہیں سردار نے حضرت عمرو کو العام اور جوڑا دینے کا حکم کیا اور دربان کے پاس خبر بھیجی کہ جب یہ تیرے پاس سے گزرے تو تو اس کی گردن اڑا کر اس کے ساتھ جو سامان ہے لے لینا۔ تو اس کے پاس نکلے اور عستان کے نہاری میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کو پہچان لیا۔ اس نے کہا اے عمرو! تم اچھی طرح تو داخل ہوئے تھے لیکن نکلنا بھی اچھی طرح۔ حضرت عمرو نے اس کا مقصد سمجھ لیا تو وہ لوٹ گئے۔ تو بادشاہ نے کہا کس چیز نے تجھ کو ہماری جانب لوٹا یا۔ حضرت عمرو نے جواب دیا میں نے تمہارے عطیہ کے اندر

غور کیا تو میں نے اسے پایا کہ وہ میرے چچا کی اولاد کیلئے ناکافی ہے کہ میں نے چاہا کہ ان میں سے دس کو آپ کے پاس لائیں تاکہ آپ انہیں یہ عطیہ دیدیں تو آپ کا احسان دس پر بہتر ہے اس سے کہ ایک پر ہو۔ تو سردار ارطون نے کہا تم حج کہہ رہے ہو انہیں جلدی لاؤ۔ دربان کو خبر دی کہ اس کا راستہ بھوڑ دو۔ تو حضرت عمرو بنکے اور وہ مرطمر کر دیکھ رہے تھے۔ جب مامون ہو گئے تو فرمایا کبھی بھی اس طرح کے کام کے لئے دوبارہ نہیں آؤں گا۔ جب حضرت عمرو نے اس سے مصالحت کی اور ان پر سردار ارطون داخل ہوا تو اس نے حضرت عمرو سے کہا تو وہ ہے۔ کہا ہاں۔ تیری غداری کی وجہ سے۔

الایشار

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا

ومن حدیثہ (حدیث الحاتم الطائی) ان ماویۃ امرأۃ سأتیم حدیث ان الناس اصابتهم سنۃ فاذہبت الخف والظلف، فبتنا ذات لیلۃ باشد الجوع فاخذ حاتم عدیاً (دھواں الحاتم) واخذت سفائن (بنت الحاتم) فعلن ما حکتن ما تم اخذ یعلکنی بالحدیث لانام فرفقت لهما بہ من الجهد فامسکت عن کلامہ لینام ویظن انی نائمة فقال لی امنت مرأاً فلم احبب فسکت ونظر من ورائہ الجبناء فاذا شیء قد اقبل فرفع رأسہ فاذا امرأۃ تقول یا ابا سفانۃ قد اتیتک من عند صبیۃ جبار فقال احضری صبیانک، فواللہ لا شعبتکم قالت فقمک سریاً فقلت بماذا یا حاتم فواللہ ما نام صبیانک من الجوع الا بالتعلیل، فقام الی فرسہ فذبحہ ثم احبہ نازلاً وفع الیہا شفرۃ وقال، اشتوی وکلی واطعی ولدک، وقال ایقظی صبیانک فایقظنما ثم قال واللہ ان ہذا اللوم ان تاكلوا واهل الصرم حالہم کما لکم فجعل یاتی الصرم بیتاً بیتاً، و یقول علیکم السلام فاجتمعوا واکلوا وفتح بکسانہم وقعد ناحیۃ حتی لم یوجد من الفرس علی الارض قلیل ولا کثیر ولم یذق منہ شیئاً؛

لغوی تحقیق

ایشار، اکرام کرنا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ اثر دس، اثر اللام: پورے محویت کے ساتھ مشغول ہونا۔ الحاتم الطائی: ابوسفانہ ابن عبداللہ بن سعد، مذہب انصاری تھا لیکن سخاوت میں اپنی مثال آپ تھا۔ مہمان نوازی، قیدیوں کی رہائی، غمزدوں کی غمخواری، عہد و پیمان کی پاسداری اس کا مشغلہ اور فطری چیز تھی۔ اصابت سنہ: قحط سالی۔ الخف والظلف ای ذواتہما خف، اونٹ کے کمر۔ ظلف: پچھے ہوئے کمر جیسے گائے بھینس بکری وغیرہ۔ ج اظلات، ظلوت۔ علنا بکذا، بہلانا دھوکہ دینا۔

الجہد، طاقت، استطاعت، مشقت۔ قرآن مجید میں ہے "اقسموا باللہ جہداً یما نہم"، انھوں نے بہت زور لگا کر قسم کھائی۔ (د)، جہداً: بہت کوشش کرنا۔ الجہاد: ادن یا بالوں کا خیمہ۔ ج اخبیه۔ خیادت) خیاب الشیء، ڈھانکنا خبیئہ: پوشیدہ چیز۔ ج خیایا۔ صبیہ۔ جمع صبی، طفل، بچہ۔ جیارع۔ جمع جالع، بھوک۔ ہم ذرا۔ ای بای شی تشبعہ جزی حالت میں، استغفامیہ کالف گرا دینا اور حرکت فتح باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ الف کے حذف ہونے پر وال ہو اور ما استغفامیہ کو موصولہ سے ممتاز بناسکے جیسے ہم یرجع المرسلون۔ آج تاجھا، آگ جلانا۔ آج (دن) اجمعا، بھرنا۔ صفت اجاج، نمکین پانی۔ شفرہ، بڑی پھری۔ اشتوی۔ امر حاضر کا واحد مؤنث ہے یقظی یقظاً، جگانا۔ یقظ یقظاً یقظاً (ک)، یقظہ، بیدار ہونا۔ صفت مذکر یقظ و یقظان۔ ج یقظا۔ صفت مؤنث یقظی۔ ج یقظی۔ الصرآم، جماعت۔ ج اصرام۔ مراد اہل محلہ۔ صرم (رض)، صرنا الشیء، کاٹنا۔ صرم کمال معرب جرم۔ تقنع، کپڑے میں لپٹنا۔

توضیح

اور اس کا واقعہ (حائم طائی کے واقعہ میں سے) یہ ہے کہ حاتم کی بیوی مادیہ نے بیان کیا کہ لوگوں کو خط سالی پہنچی جس نے گھر والوں کو ختم کر دیا۔ تو ایک رات ہم شدید فاقہ میں تھے تو حاتم نے عدی کو پکڑا اور میں نے سفانہ کو پکڑا (حاتم کی بیوی کو) تو ہم نے ان دونوں کو بھلایا، یہاں تک کہ دونوں سو گئے پھر وہ مجھے پہلے لگات لگات کے ذریعہ تاکہ میں سو جاؤں، پھر مجھ پر رقت طاری ہوئی اس پر مشقت کی وجہ سے تو میں بات سے رک گئی تاکہ وہ سو جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں بھی سو گئی ہوں۔ تو اس نے کچھ کہا کیا تو سو گئی۔ کئی بار میں نے جواب نہیں دیا پھر وہ خاموش ہو گیا اور خیمہ کے پیچھے سے دیکھا کہ کوئی چیز آگئی، حاتم نے سر اٹھایا تو ایک عورت کھڑی تھی اسے ابو سفانہ میں تیرے پاس بھوکے پیاسے بچوں کے پاس سے آئی ہوں تو حاتم نے کہا، میرے پاس اپنے بچوں کو لے آؤ قسم خدا کی میں سب کا پیٹ بھر دوں گا۔ مادیہ کہتی ہے کہ میں جلدی اٹھ گئی پھر میں نے کہا کس کے ذریعہ اسے حاتم، قسم خدا کی تیرے بچے بھوک کی وجہ سے نہیں سوئے مگر بھلانے پر۔ وہ اپنے گھوڑے کے پاس گیا اس کو زنج کیا پھر آگ جلائی اور اس عورت کو پھری دیا اور کہا بھوتی رہو اور کھاتی رہو اور اپنے بچوں کو کھلاتی رہو اور مجھ سے کہا تو بھی اپنے بچوں کو جگا دے، تو میں نے انھیں جگایا، پھر حاتم نے کہا قسم خدا کی یہ کمینگی ہے کہ تم کھاتے رہو اور محلہ والوں کی حالت تمہاری طرح ہو، تو محلہ کے گھر گھر جا کر یہ اعلان کرتا تھا کہ تم آگ کو لازم پکڑو۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کھایا اور حاتم اپنی چادر میں لپٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ زمین پر گھوڑے کے گوشت میں سے کم نہ زیادہ کچھ نہیں رہا اور حاتم نے اس میں سے کچھ بھی نہیں چکھا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ خَالِقِهِ

مخلوق کی اطاعت نہیں ہے اپنے خالق کی نافرمانی کے ساتھ

دخل ابو الفضل سالمہ مولیٰ عمر بن عبد اللہ علی عامل الخلیفۃ، فقال لہ ابو الفضل انّا تأتینا کتبہ

عن عند الخليفة فيها ولا يجد بدا من انفاذها، فما تروى؟ قال له ابو القهر: قد اناك
كتاب من الله تعالى قبل كتاب الخليفة فأيهما اتبعت كنت من اهلها؛

توضیح

ابو القهر سالم، عمر بن عبداللہ کے آزاد کردہ غلام داخل ہوئے خلیفہ کے کسی گورنر پر تو اس نے کہا اے ابو القهر
ہمارے پاس خلیفہ کے پاس سے ایسے خطوط آتے ہیں جس میں مختلف قسم کے حکم رہتے ہیں اور ہم اس
کے نافذ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ ابو القهر نے فرمایا کہ تیرے پاس اللہ
کی کتاب آچکی ہے خلیفہ کے خط سے پہلے۔ ان میں سے جس کی بھی تم اتباع کرو گے ان ہی میں سے تم ہو گے۔

ونظير هذا القول ما رواه الامش عن الشعب ان زياد اكتب الى الحكم بن عمرو الغفاري وكان على
الطائفة ان امير المؤمنين كتب الي ان اصطفى له الصفياء والبيضاء ولا تقسم بين الناس ذهبا
ولا فضة فكتب اليه اني وجدت كتاب الله قبل كتاب امير المؤمنين والله لو ان السموات والارض
كانتا رقعا على عبد فأتى الله ليجعل له منها مخرجاً ثم نادى في الناس فقسم لهم ما اجتمع من الفع

لغوی تحقیق

امش، ابو محمد سلیمان بن مہران تابعی کوفی ہیں، ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴ھ میں وفات
پائی۔ عشت (س) عشتا عینہ، آنکھ کا چندھا ہونا۔ صفت امش۔ عشت۔ زیاد بن
سمیہ شیعہ علی ہیں سے تھے اور انکی طرف سے فارس کے گورنر مقرر تھے۔ ۳۳۴ھ میں امیر معاویہؓ نے انکو اپنے خاندان
میں شامل کر لیا تھا اس لئے کہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیہ کے ساتھ ابوسفیانؓ نے زمانہ جاہلیت
میں نکاح کیا تھا اور یہ انھیں کے بیٹے ہیں، اس وقت سے زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ مگر اکثر لوگ اس
نسبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۳۳۹ھ میں امیر معاویہؓ نے زیاد کو بصرہ کا گورنر بنا دیا اور ۳۵۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ
کی وفات کے بعد کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ ان کی وفات ۳۵۳ھ میں مرض طاعون کی وجہ سے ہو گئی۔ الحکم بن عمرو
بن الجدر صجابی ہیں رضی اللہ عنہ، بصرہ میں رہتے تھے، زیاد بن سمیہ نے ان کو خراسان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔
اصح قول کے مطابق ۳۵۶ھ میں مقام مرو میں اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کو حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ اصطفیٰ۔
اصطفاء سے مضارع منکمل ہے، چننا۔ الصفر، سونا۔ البیضاء، چاندی۔ رتقاء (ن)، جوڑنا۔ الشئی، بت دکرنا۔
الغنی، بغیر جنگ و جہال کے حاصل ہونی والا مال، مال غنیمت۔

توضیح

اور اس قول کی مثال وہ ہے جو نقل کیا ہے امش نے شعبی سے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاریؓ کے
پاس لکھا، اور حضرت حکم ایک علاقہ کے گورنر تھے، لکھا کہ بیشک امیر المؤمنینؓ نے میرے پاس لکھا
ہے کہ میں اس کے لئے سونا اور چاندی جمع کروں اور لوگوں کے درمیان سونا اور چاندی تقسیم

نہ کروں تو حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اس کے پاس میں نے کتاب اللہ کو امیر المؤمنین کے خط سے پہلے پایا ہے
قسم خدا کی اگر زمین و آسمان کسی بندہ پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے خوف کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سے
کوئی نکلنے کی راہ نکالیں گے۔ پھر لوگوں میں منادی کرایا پھر انھیں جو مال غنیمت جمع ہوا تھا سارا تقسیم کر دیا۔

ومثله قول الحسن حين ارسل اليه ابن هبيرة واتي الشعب فقال له: ماترى؟ ابا سعيد في كتب
نايتنا من عند يزيد بن عبد الملك فيها بعض ما فيها، فان انفذتها وافقت سخط الله وان لم
انفذها خشيت على دمي، فقال له الحسن: هذا عندك الشعب فقيه الحجاز فسأله فرفق له
الشعبى وقال له قارب وسدد فانما انت عبد ما موثر ثم التفت بن هبيرة الى الحسن وقال
ما تقول يا ابا سعيد فقال الحسن: يا ابن هبيرة لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، فانظر ما
كتب اليك فيه يزيد فاعرضه على كتاب الله تعالى فيما وافق كتاب الله تعالى فانفذ وما
خالف كتاب الله تعالى فلا تنفذ فان الله اولى بك من يزيد وكتاب الله تعالى اولى بك
من كتابه فظوب ابن هبيرة بيد علي كنف الحسن، وقال: هذا الشيخ صدقني ورايت الكعبة
وامر للحسن باربعة الارب وللشعب بالفين فقال الشعب رفقتا فرفق لنا فاما الحسن فارسل
الى المساكين فلما اجتمعوا فرقها واما الشعب فقبلها وشكر عليها.

لغوی تحقیق

ابن ہبیرہ عمر ابو المثنیٰ الفزاریؓ ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔ مسلمہ بن عبد الملک کے بعد ہشام کی جانب سے
عراق کا امیر تھا، کچھ دن کے بعد کسی ناراضگی کی بنا پر اس کو معزول کر کے خالد بن عبد اللہ قسری
کو اس کی جگہ مقرر کر دیا تھا، خالد ایک دن اچانک کوفہ آیا اس وقت ابن ہبیرہ نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھا، ڈارمی
میں کنگلہ کر رہا تھا خالد کو دیکھ کر ابن ہبیرہ نے کہا: قیامت بھی اسی طرح اچانک آئے گی، اس کے بعد خالد نے اس کو
پکڑ کر بیڑیاں پہنا دیں اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ ابن ہبیرہ کے غلاموں نے ایک خفیہ سرنگ کھود کر قید خانہ سے نکال لیا۔
یزید بن عبد الملک بن مروان ۱۴۵ھ میں پیدا ہوا۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد ۱۴۵ھ میں خلیفہ ہوا اور چار سال ایک
مہینہ تک خلیفہ رہا۔ ۴۸ سال کی عمر میں ۲۵ شعبان ۱۴۵ھ میں مقام بلقا میں وفات پائی اور اپنے بعد اپنے بھائی ہشام
اور اپنے بیٹے کو ولیعہد کیے بعد دیگرے بنایا۔ یزید پہلا وہ خلیفہ ہے جس نے شراب نوشی شروع کی اور مغنیات کے راگ
سننے میں وقت برباد کیا۔ رقیق (دن، س، ک، نرمی کرنا۔ قارب۔ قارب فی الامر: ترک غلو اور میاندردی اختیار کرنا۔
سد و دس، مض، سد و، ٹھیک ہونا۔ فی قولہ: سچ بات کہنا۔

توضیح

اور اسی طرح حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن ہبیرہ نے قاصد بھیجا اور امام شعبیؒ
بھی تشریف لائے تھے تو ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا کیا خیال ہے آپ کا اے ابوسعید ان خطوط

کے مسئلے میں جو ہمارے پاس یزید بن عبد الملک کے پاس سے آئے ہیں ان خطوط میں کچھ حکم ہوتے ہیں، اگر میں انہیں نافذ کروں تو اللہ کی ناراضگی سے موافقت کرنیوالا ہوں گا۔ اور اگر انہیں نافذ نہ کروں تو اپنے خون کا خطہ ہے۔ تو حضرت حسن نے فرمایا یہ حجاز کے فقیہ امام شعبی آپ کے پاس موجود ہیں چنانچہ ان سے سوال کیا تو امام شعبی نے جواب میں نرمی برتی اور کہا کہ راہ راست پر رہو، درستی اختیار کرو اس لئے کہ تو بنو ہاشم سے بہتر ہے۔ پھر ابن ہبیرہ حضرت حسن کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے ابوسعید آپ کیا فرماتے ہیں۔ تو حضرت حسن نے فرمایا اے ابن ہبیرہ! خالق کی معصیت میں خلوق کیلئے بالکل طاعت نہیں ہے۔ تو آپ غور کر لیں یزید کے مکتوب میں۔ آپ اسے کتاب اللہ کے سامنے پیش کیجئے کتاب اللہ کے موافق جو ہوا سے نافذ کیجئے، اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہوا سے مت نافذ کیجئے چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کیلئے یزید سے بہتر ہے، اور کتاب اللہ کتاب یزید سے بہتر ہے۔ تو ابن ہبیرہ نے اپنا ہاتھ حضرت حسن کے شانہ پر مارا اور کہا اس شیخ نے مجھ سے سچی بات کہی۔ قسم ہے رب کعبہ کی، اس کے بعد حضرت حسن کو چار ہزار اور امام شعبی کو دو ہزار درہم دیئے کا حکم دیا، تو امام شعبی نے کہا ہم نے نرمی کی تو انہوں نے بھی ہم پر نرمی کی۔ بہر حال حضرت حسن نے مسکینوں کو وہ درہم دیدیئے۔ تمام مساکین جمع ہوئے انہوں نے وہ تقسیم کر دیئے اور امام شعبی نے شکریہ کے ساتھ اسے قبول کر لیا۔

وكتب ابوالدرداء الى معاوية اما بعد، فانك من يلقس رضا الله بسخط الناس كفاه الله مؤنة الناس ومن القس رضا الناس بسخط الله وكلنا الى الناس.

لغوی تحقیق

ابو الدرداء، انصاری خزرجی مشہور عظیم الشان صحابی ہیں۔ آپ کے نام اور ولایت میں اختلاف ہے لیکن عامر بن قیس زیادہ مشہور ہے مگر بہ نسبت نام کے ان کی کنیت مشہور تر ہے۔ ان کے والد کا نام بعض قیس، بعض ثعلبہ، بعض عامر، بعض مالک، بعض زید اور بعض عبد اللہ کہتے ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صحابہ کا علم جن چھ جلیل القدر صحابہ میں منحصر ہو گیا تھا ان میں سے ایک ابو الدرداء بھی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکیم امت کا لقب دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ کو دمشق کا قاضی مقرر کر دیا تھا، دمشق ہی میں آخر خلافت حضرت عثمان غنیؓ میں غالباً ۳۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ معاویہ، ابو عبد الرحمن بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الاموی القرشی۔ بعثت سے پانچ یا پانچ سال سے زائد پہلے پیدا ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے بعد پوچشیدہ طور پر ایمان لائے مگر اپنی والدہ کے خوف سے چھپائے رکھا۔ فتح مکہ کے بعد اپنے اسلام لانے کو ظاہر کیا۔ بعض حضرات فتح مکہ میں ایمان لانے کے قائل ہیں بعدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے کاتب رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء اربعہ کے زمانہ میں مستقل

جہاد میں حصہ لیتے رہے، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں دمشق اور شام کے گورنر مقرر کئے گئے اور حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک گورنر رہے، حضرت عثمانؓ کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے حضرت معاویہؓ کو معزول کر دیا مگر حضرت معاویہؓ نے اپنی معزولی سے انکار کر دیا، جس کے نتیجہ میں حضرت معاویہؓ و علی رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ ہوئی جس کو جنگ صفین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، بعد ازاں سیدنا حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے، انھوں نے چند ماہ کے بعد حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی، اس کے بعد سے حضرت معاویہؓ متفقہ خلیفہ ہو گئے اور مسلسل بیس سال تک خلیفہ رہے۔ رجب ۴۰ھ میں تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۳۰۰ ہے جن میں سے تیرہ احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام کتب صحاح میں بھی آپ سے حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت ابو دردراہ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا، اے ابوبکر! جو اللہ کی رضا کا طالب ہے لوگوں کے ناراض ہونے کے باوجود، تو اللہ اس کیلئے کافی ہے لوگوں کے بوجھ کیلئے، اور جو لوگوں کی خوشنودی کا طالب ہو اللہ کو ناراض کر کے، تو اللہ نالائے اسے لوگوں کے سپرد کر دیں گے۔

توضیح

وَكُتِبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ بِمَسَاطِطِ اللَّهِ يَصِيرَ حَامِدًا
مِنَ النَّاسِ ذَاتِ مَالٍ، وَالسَّلَامُ

لغوی تحقیق عائشہؓ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی، ام المؤمنین، ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشہور فقیہ، ذہین، فطین صحابیہ ہیں اور خاص کر عورتوں میں تو علم فقہ میں آپ کا ثانی نہیں۔ احادیث نبویہ میں آپ کے فضائل بکثرت منقول ہیں، آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ کو عشاء کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ مجھ کو ان کے علاوہ کسی دوسری بیویوں کے بستر پر رجم نہیں آتی ہے۔ آپ بعثت کے چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی ہیں، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد چھ یا سات سال کی عمر میں آپ کا عقد مبارک کھٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہوا اور مدینہ منورہ میں ۱۲ھ یا ۱۳ھ میں آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو یا دس سال تھی حضورؐ کی وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ۱۸ رمضان المبارک ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ روایت حدیث میں ابوہریرہؓ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے، آپ کی مرویات کی تعداد ۲۱۰ ہیں، جن میں سے ۱۹۶ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ آپ کے فضائل محتاج تعارف نہیں ہیں ہم نے چند کلمات تبرکاً لکھ دیے ہیں۔ مسأ خط جمع مسخ، ناخوشی، رنجیدگی۔ مسخ (س) مسخا الرجل وعلیہ، غصناک ہونا۔ الشئ ناپسند کرنا۔ مسخ، مسخا و مسخا، ناراضی۔ اور بقول بعض بڑے لوگوں کی ناراضی۔ ذاما۔ دم دن، برائی بیان کرنا۔

توضیح

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا: اما بعد! جو اشعار کی ناراضگی والے اعمال کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والا آدمی بھی اسکی مذمت کرنے والا ہوگا۔ والسلام

رَجُلٌ جَرَى عَلَى النَّاسِ فِي حَيَاتِهِ مَا جَرَى عَلَيْهِ بَعْدَ وفاته

ایک شخص کی زندگی میں اس کی زبان پر وفات کے بعد گزرتی بات آگئی

رَوَى الانباری باسنادہ الى هشام الكلبي، قال: عاش عبيد بن شريك الجرمي ثلثمائة وادراك الاسلام فاسلم ودخل على معاوية بالشام وهو خليفة فقال له حدثني يا عجب ما رأيت قال: مررت ذات يوم بقوم يدفنون ميتا لهم فلما انتهيت اليهم اغروا رقت عيناى بالدموع فقلت بقول الشاعر

فأذكر هل ينفعك اليوم تذكر
حتى جرت لك اطلاقا تحاضير
ادنى لروشدك ام ما فيه تأخير
فبينما العسر اذارت مياسير
اذا هو الرمس تغفوه الاعاصير
وذوقا ربتك في الحى مسرورا

يا قلب انك من اسماء مغرور
قد بحت بالحب ما تخفيه من احد
فلسك تدري وما تدري اعاجلها
فاستقد الله خيرا وارضى به
وبينما المرء في الاحياء مغتبط
يبكى الغريب عليه ليس يعرف

قال: فقال لي رجل: اتعرف من صاحب هذا الشعر قلت لا قال: ان صاحبك هذا الميت الذى دفناه الساعة وانت الغريب الذى تبكى عليه ولست تعرفه وهذا الذى خرج من قبور اقرب الناس رحما اليك واسألهم بموتها فقال له معاوية لقد رأيت عجيبا فمن الميت؟ قال عنيد ابن لبيد العذرى.

لغوى تحقيق

الانباری۔ کمال الدین عبدالرحمن بن ابی الوفاء محمد بن انباری، کثیر العلم، معتمد، عابد وپرہیزگار اور علم ادب و نحو کے امام تھے، سادہ زندگی گزارتے تھے، آپ نے عالمیت اور علم ادب ابو منصور جو الیقینی سے، اور علم نحو ابو السعادات ہبۃ اللہ بن الشجرى سے پڑھا تھا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ اپنے وقت کے امام ہو گئے۔ نزہۃ الباء، اسرار العربیہ شرح دیوان غنئی، شرح حسانہ، حواشی الفصاح، کتاب حصص ہمیں وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ۹ شعبان ۱۵۵ھ میں مجد کی رات میں وفات ہوئی اور شرح ابواسحق شیرازی کے قریب دفن کئے گئے۔

عبد بن شریۃ الجرمی، وہی ہے جو عربی نشر کا ماہر مؤلف تھا۔ یدفون (دفن)، المیت؛ گاڑنا، دفینہ گاڑا ہوا۔ ج۔
 دفائن۔ اعز ورق۔ اعزیراۃ۔ العین، آنکھ میں آنسو بھرانا۔ مادہ غرق۔ الیموع۔ جمع دمع؛ آنسو۔ دمعت (دفع)
 دمعا (دس) دمعاً دموعاً العین؛ آنسو بھانا۔ بحت (دن) بوحاً۔ الشیء؛ آشکارا کرنا۔ بواح؛ بر ملا۔ بوح آفتاب کا
 علم ہے۔ اطلاق۔ جمع طلق؛ گھوڑے کی دوڑ کا ایک چکر۔ محاضیر۔ جمع محضر؛ دستاویز۔ فینما العصر۔ العصر بت لے ہے
 اور خبر نجد و فہ ہے اسی العصر ثابت لک۔ لفظ بین البدو والے جملہ کی طراف مضاف ہے اور مضاف مضاف الیہ کے
 درمیان کلمہ ما فاضل ہے، اور میں کلمہ اذکیو جسے منہوس ہے۔ اس لئے کہ اس میں مفاجاة کے معنی پلے جاتے ہیں۔
 عشر (دس) عشر، عشر، عسارۃ؛ مشکل ہونا۔ عشر، عشرۃ؛ تنگی، سختی۔ میاسیر۔ جمع میسور؛ آسان کیا ہوا۔ یسر (ض)
 یسر؛ نرم ہونا، جو اکیلنا (دک) یسر؛ کم ہونا۔ صفت لیسر (دس) یسر الامر؛ آسان ہونا۔ آیسر؛ مالدار ہونا۔ صفت
 موسیر یسر؛ یسر؛ باباں۔ یسر؛ جو۔ مذبح جاور جن پر جو اکیلنا جلتے۔ میسرۃ۔ بائیں طرف کا لشکر فوج (دس) میاسیر
 مغتبط، خوش، آرام۔ غبط (ض) غبطۃ؛ کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسا ہی اپنے لئے بھی خواہش کرنا۔ صفت۔ غابط
 ج غبط؛ خواہش۔ الرمس؛ قبر جو زمین کی سطح سے اونچی نہ ہو۔ ج ارباس، رموس۔ رمس (ن، ض) رمسا۔ ہچھانا
 تقفودہ۔ عفت الریح؛ نابود کر دینا، مٹا دینا۔ اعاصیر۔ جمع اعصار؛ بگولہ۔ حصر (ض) حصر؛ پھونکنا۔ عصیر۔ عصارة
 پھونکا ہوا۔ عصر، عصر؛ زمانہ۔ ج اعصار۔

توضیح

عبد الرحمن انباری نے اپنی سند کو ہشام ابن کلثی تک پہنچاتے ہوئے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبید ابن
 شریۃ جرمی تین سو سال تک زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا پھر سلمان ہو گئے اور شام میں حضرت
 معاویہؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ خلیفہ تھے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھ سے
 کوئی عجیب و غریب واقعہ بیان کر دو جو آپ نے دیکھا ہے۔ فرمایا ایک دن میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے
 مردہ کو دفن کر رہے تھے، جب میں ان تک پہنچا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں تو میں نے شاعر کا یہ شعر پڑھا۔
 اے دل تو آسمان سے دھوکہ کھایا ہو ہے تو نصیحت قبول کر، اور کیا تجھ کو آج نصیحت نفع دے گی تو نے محبت کو ظاہر کر دیا
 کسی سے بھی اسے مخفی نہیں رکھا یہاں تک کہ شہری لوگ تیری محبت کو لے چلے، یا تیری محبت کی دستاویزیں گھوڑوں کی چال
 کی طرح چل پڑیں، تو نہیں جانتا ہے اور نہ جانے گا کہ دنیا کا قریب ترین زمانہ تیرے رشد و ہدایت کے قریب ہے یا وہ
 چیز جس میں دیر ہے تو تو اللہ سے بھلائی طلب کر اور اس پر راضی رہ جو کہ تنگی کے دوران اچانک گھومنے لگتے ہیں جوئے
 کے پاس اور اس اثنا میں کہ آدمی خوش رہتا ہے زندوں کے درمیان کہ اچانک اس کی قبر کو آندھیاں یا بگولے مٹا دیتے
 ہیں۔ اس پر ایک اجنبی آدمی روتا ہے جو اسے پہچانتا نہیں اور اس کی قربت والے محلہ میں خوش رہتے ہیں۔ عبید ابن شریۃ
 کہتے ہیں مجھ سے ایک آدمی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شعر کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا
 اس شعر کا کہنے والا یہی وہ مردہ ہے جو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے، اور تو وہ پر دسی آدمی ہے جو اس پر تو رو رہا ہے درحالیکہ
 تو اس سے آشنا نہیں اور یہ جو اس کی قبر سے نکلا وہ سب زیادہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس کے مرنے پر

بہت زیادہ سرور ہے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے فرمایا یقیناً آپؐ عجیب و غریب واقعہ دیکھا۔ تو وہ مردہ کون ہے؟ فرمایا عزیز بن لبید عذری ہے۔

الکریم لا ینسی من احسن الیہ

شریف آدمی کبھی اپنے محسن کو فراموش نہیں کرتا

نَحْكُمُ اِنَّ الْوِزَرَ بِالْمُهَلَّبِ سَافِرٌ قَبْلَ اَنْ يَتَوَلَّى الْوِزَارَةَ وَكَانَ فَقِيرًا اَحَدًا اَفْلَحَ فِي سَفَرٍ مُّشَقَّةٍ عَظِيمَةٍ
فَاشْتَرَى الْلَحْمَ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْتَجَا لَا هـ

فَهَذَا الْعِيشَ مَا لَا خَيْرَ فِيهِ
يُخْلِصُنِي مِنَ الْمَوْتِ الْكَرِيمِ
وَدِدْتُ لَوْ اَتَيْتَنِي مِمَّا يَلِيهِ
يَفْرَجُ بِالْوَفَاءِ عَنِ اخْبِهِ

الْأَمَوْتُ يُبَاغُ فَاشْتَرَيْهِ
الْأَمَوْتُ لَذِيذُ الطَّعْمِ يَأْتِي
اِذَا الْبَصُورُ قَبْرًا مِنْ بَعِيدٍ
الْأَرْحَمُ الْمُهَيَّنِ نَفْسَ حُرٍّ

قال، وكان معاً رفيق يقال له عبد الله الضبقي، فلما سمعاً اشترى له لحماً بدرهم وطبخه وأطعمه
أياه، ثم افتراوا وتكلمت بالمهلبى الأحوال واشترى وتولى الوزارة العظمى لمعز الدولة واقفقره ففقد
جداً فبلغه وزارة المهلبى فقصده وكتب اليه في رقعة هـ

مقالة مذكور ما قد نسيه
الاموت يباعر فاشتريه

الاقل للوزير فذ لك نفسى
اتذكر اذ نقول لضحك عيش

فلما رقت على رقعة، امر له بسبع مائة درهم، ووقع في رقعة مثل الذين يتفقون أموالهم
في سبيل الله كمثل حبة أنبت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة، ثم دعاه ودخل عليه
وزاداه في بدر ولا على عقل.

لغوى تحقيق

الوزير المهلبى۔ یزید بن محمد شیعہ آل علی سے ہے اور بہت بڑا شاعر ہے، متوکل کی تعریف میں بہت
سے قصائد لکھے، اس کی وفات ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ ارجالاً، برجستہ کہنا۔ الکریہ: ناپسند

وددت، ودہ، یودہ، تودا، مودہ، محبت کرنا، چاہنا۔ ودود، انتہائی محبت کرنیوالا۔ المہمین، خوف سے امن دینے والا۔ رورزی، موت و حیات کا کفیل۔ اثری، اثرات و اثری (دن، شرا، دن، ثری، الرجل، دولت مند ہونا۔ ثروۃ، مالدار۔ ضنک، تنگ۔ ضنک، دک، ضنکا، ضنوکہ، تنگ ہونا۔ وقع، توقیعا، شاہی مہر لگانا۔ حۃ، قفلندہ۔ ج جتا، انبتت۔ انباتا، اگانا۔ سابل، جمع سنبلة، بالی، خوشہ۔

توضیح

نقل کیا گیا ہے کہ وزیر مہلبی نے سفر کیا عہدہ وزارت پر فائز ہونے سے قبل درانخالیکہ وہ بہت زیادہ غریب تھا۔ اپنے سفر میں اس نے زبردست مشقت کا سامنا کیا۔ گوشت کو طبیعت چاہی لیکن اسے قدرت حاصل نہ ہوئی تو اس نے بدادہت یہ کہا کہ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں تو اس زندگی میں کوئی خیر ہی نہیں ہے۔ کیا خریدار موت نہیں ہے جو اگر مجھے چھڑالے ناگوار موت سے۔ جب میں کسی قبر کو دور سے دیکھتا ہوں تو میں خواہش کرتا ہوں کہ کاش میں اس سے قریب ہوتا۔ خدا اس شریف آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی پر وفاداری کا سلوک کر کے پریشانی کو دور کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ اپنا رفیق سفر تھا جس کا نام عبداللہ رضی تھا جب اس کو سنا یہ کہتے ہوئے تو اس کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا اور اس کو پکا کر اس نے کھلایا، سپرد و نوں منتشر ہو گئے اور مہلبی پر حالات نے پلٹا کھایا اور وہ سیٹھ بن گیا، اور وہ معز الدولہ کا وزیر اعظم بن گیا اور اس کا رفیق سفر بہت ہی تنگ دست ہو گیا، اس کو مہلبی کے وزارت کی خبر پہنچی تو اسے مہلبی کے پاس آنیکا ارادہ کیا اور ایک پرچہ میں لکھ کر بھیجا۔

شعر۔ وزیر سے کہہ دو کہ تجھ پر میری جان قربان اس یاد دلانے کے کہنے کی طرح اس چیز کو جسے وہ بھول گیا۔ کیا تمہیں یاد ہے جب تم زندگی کے تنگ ہونے کے وقت کہہ رہے تھے۔ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں؟ جب وزیر اس کے پرچہ پر مطلع ہوا تو اسے سات سو درہم دینے کا امر کیا اور اس کے پرچہ پر مثل الذین یفقون الایہ کی مہر لگا دی۔ یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اکائیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ پھر اسے بلایا اور اس کو خلعت دیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک میں اضافہ کیا اور کسی کام کا اسے نکلایا بنادیا۔

لا تحزن اذا اساء ابلک الظرب کنت محسناً فانہ خیر لک

جب تم ٹھیک رہو تو لوگوں کی بظنی کا تمہیں غم نہ ہونا چاہئے یہی تمہارے لئے بہتر ہے

أودع تاجر من تجار نيسابور ساجاً بية عند الشيخ أبي عثمان الحلي فوقع نظر الشيخ عليها يوما فعشقه واشغف بها فكتب الى شيخه أبي حفص الحداد بالحوال فاجابه بالامر بالسفر الى الرى الى صحبة الشيخ يوسف الكرناس في ملامتها وقالوا كيف يسأل لقي مثلك عن بيت شقي فاسق فارجع الى نيسابور وقصص على شيخه القصص فامرته بالعود الى الرى وملاقاته الشيخ يوسف المذكور فاسف مرة ثانية الى الرى وسأل عن منزل الشيخ يوسف ولم يبال بدم الناس واذ دسراهم

بہ فقیرانہ، اسے فی محلۃ الاختیارۃ فاقی الیہ وسلم علیہ، فردۃ علیہ السلام وعظمتہ
وسکان الی جانبہ صبی بارخ الجبال والی جانبہ الآخر زجاجة مملوءة من شیء کما انہ الخمر بعینہ
فقال لہ الشیخ ابو عثمان، ما ہذا المنزل فی ہذا المخلتہ فقال، ان ظالمنا شرب بیوت اصحابنا
وصیروا اختارۃ ولم یجتم الی شرا وداری، فقال لہ، ما ہذا الغلام؟ وما ہذا الخمر؟ فقال
اما الغلام فولدی من صلبی واما الزجاجة فخل، فقال: ولم توقع نفسك فی مقام التہمة بلین
الناس؟ فقال: لسلایعتقد وانہ لفتۃ امین ویستودعونی جوار یہم فأبتلی بحبہن فیک ابو عثمان
بکاء شدیداً وعلم قصد شیخہ، فہکذا احوال اہل اللہ نفعنا اللہ تعالیٰ بہم۔

لغوی تحقیق

اورع۔ ایداعاً کسی کے پاس امانت رکھنا۔ عشقہا (س)، عشقا، محبت میں جسے تبادر کرنا۔ صفت
عاشق۔ ج عاشق۔ شغف (س)، شغفا بہ، دلدادہ ہونا۔ تجہ، محبت کا دل کے پردہ
میں پہنچنا۔ الری، مملکت ایران میں ایک عجیب و غریب بارونق و خوش منظر قدیم ترین شہر ہے جس کو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ
کے زمانہ میں عروہ ابن زید کے ہاتھ پر فتح کیا تھا، خلیفہ مہدیؑ نے سہلہ میں اس کی اصلاح کرائی ہے۔ ازدراء، ذلیل
سمجھنا۔ زری (رض)، زریا، زریاء علیہ عملہ، عیب لگانا۔ التمار، شراب پیچنے والا۔ بارع۔ برع دن، اس، ک، بروعا، براۓ
علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا۔ زجاجة، شیشہ کا برتن، شیشہ کا محکمہ۔ زجج (رض)، زججا، ازروح حاجبہ:
اسی اور باریک ابرو والا ہونا۔ صفت ازجج۔ مملوءہ، بھرا ہوا۔ ملاہ (ف)، ملاؤ ملاؤ، بھرنادک، ملاؤ ملاؤ، ملالہ ہونا
نیشاپور کے تاجروں میں سے ایک تاجر نے شیخ ابو عثمان جمیری کے پاس ایک جاریہ امانت رکھی، تو شیخ
کی نظر اس پر پڑ گئی، شیخ اس پر فریفتہ ہو گئے اور بہت زیادہ اسے چاہنے لگے، پھر انھوں نے
اپنے شیخ ابو حفص حداد کے پاس فوراً لکھا تو شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان کو جواب میں رے کے
سفر کا حکم دیا۔ شیخ یوسف کی صحبت اختیار کرنے کیلئے جب وہ رے پہنچے اور لوگوں سے شیخ یوسف کا مکان معلوم کیا۔
لوگوں نے ان کو بہت ملامت کی اور کہنے لگے آپ جیسے پرہیزگار آدمی ایسے فاسق و فاجر آدمی کا مکان معلوم کر رہے ہیں۔
تو شیخ ابو عثمان نیشاپور لوٹ گئے اور اپنے شیخ ابو حفص کو سارا قصہ سنایا تو پھر شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان
کو دوبارہ رے جانیکا حکم دیا اور شیخ یوسف مذکور سے ملاقات کا حکم دیا تو دوسری بار انھوں نے رے کا سفر کیا اور
شیخ یوسف کے مکان کے متعلق پوچھا۔ اور لوگوں کی خدمت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور لوگوں کے عیب بیان کر نیکی
تو شیخ ابو عثمان سے بتایا گیا کہ وہ شرابیوں کے محلہ میں ہیں۔ تو شیخ ابو عثمان نے آکر انھیں سلام کیا، انھوں نے
سلام کا جواب دیا اور بہت تعظیم کی، اور ان کے بغل میں ایک بہت خوبصورت لڑکا تھا اور ان کی دوسری جانب کسی چیز
سے بھرا ہوا گلاس تھا، وہ شراب معلوم ہوتی تھی، تو ان سے شیخ ابو عثمان نے کہا اس محلہ میں یہ گھر کیوں ہے؟ تو
جواب دیا کہ ایک ظالم نے ہمارے ساتھیوں کے گھروں کو خرید کر ان کو شراب خانہ بنادیا، اور اسے میرے گھر کے خریدنے

توضیح

کی ضرورت نہیں ہوتی تو شیخ ابو عثمان نے پوچھایا کہ کون ہے اور یہ شراب کیسی؟ تو جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا ہے اور رہا گلاس تو اس میں سر کر ہے۔ تو شیخ ابو عثمان نے کہا اپنے آپ کو تہمت کی جگہ پر لوگوں کے درمیان کیوں ڈال رہے ہیں؟ انھوں نے کہا تاکہ لوگ میرے امانت دار اور ثقہ ہونیکے معتقد نہ ہو جائیں اور پھر میرے پاس اپنی بانڈیوں کو بطور امانت رکھنے لگیں، پھر میں اس کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں۔ تو ابو عثمان بہت روئے اور اپنے شیخ کا مقصد سمجھ گئے۔ تو یہی حال ہوتا ہے بزرگوں کا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔

التواضع

عاجزی و انکساری

قَالَ مِقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَوْمًا، وَقَدْ دَخَلَتْ اِبْنَةُ الْعِلْمِ سُلُوْنِي عَمَّا تَحْتَ الْعَرْشِ اِلَى اَسْفَلِ الثَّرَى فَقَالَ لِرَجُلٍ مَا نَسَأُكَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ ذَٰلِكَ اِنَّمَا نَسَأُكَ عَمَّا مَعَكَ فِي الْاَرْضِ اِخْبَارِي عَنِّ كَلْبِ اَهْلِ الْكُهْفِ، مَا كَانَ لَوْنُهُ؟ فَانْحَمِدْهُ وَلَمَّا تَشَهَّرْتَ تَأَلَيْفُ ابْنِ قَتِيْبَةَ وَخَطَّ بَعِيْنَ الْعَالَمِ الْمَتَفَتِّنِ صَعِدَ الْمِنْبَرُ وَقَدْ غَضَّ الْمَحْفَلُ وَاعْتَلَّ تَابِرِيْدًا عَلٰى عِلْمَاءٍ وَفَتَّهٍ مَعَ فَضْلِ جَاهٍ اَشْتَمَلَ بِهِ مِنَ السُّلْطَانِ فَقَالَ لِبَسَاءٍ لَنِي مِنْ شَاءَ عَمَّا شَاءَ، فَقَامَ الْيَكِي اَحَدُ الْاَغْفَالِ فَقَالَ لَهَا مَا الْفَتِيلُ وَالْقَطِيْرُ؟ فَلَمْ يُجِرْ جَوَابًا وَافْجَمَ وَنَزَلَ خَجَلًا وَالنُّصُوفُ اِلَى مَازِلِهِ كَسَلًا فَلَمَّا انْظُرَ الْفَقْهَتَيْنِ وَجَدَا نَفْسَهُمَا اَذْكُرَ النَّاسِ بِهِمَا وَهَذَا مِنْ عِقَابِ الْعُجْبِ وَقَالَ قَتَادَةُ مَا سَمِعْتُ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا حَفِظْتُهَا وَحَفِظْتُ شَيْئًا فَنَسِيتُهُ ثُمَّ قَالَ يَا غُلَامُ! هَاتِ نَعْلِيْ، فَقَلَّعَهَا فِي رَجْلَيْكَ فَنَفَضَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ بَشْرِيشَ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الدِّيْنِ وَالْوَسْطِ وَحَجَّ فِيْ اَيَّامِ اَبِي حَامِدٍ، وَصَبَّحَ فَنَافَتْ صَلَوةُ الصُّبْحِ يَوْمًا لِاَحَدٍ اَصْحَابِهَا فَلَا مَاءَ عَلٰى ذَٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي اِدْرَاكَ الْحَاجِّ مِنْ صَلَوةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً وَاحِدَةً فَلَمَّا لَقِيَ صَاحِبَهُ بَعْدَ الصَّلَوةِ قَالَ لَهَا: هَذَا كَيْفَ رَأَيْتِ وَاِنَّمَا ذَكَرْتُ عَمَّاكَ عَلٰى مَعْنَى التَّبَصُّعِ وَالْاِسْرَافِ فَلَوْ ذَكَرْتُكَ عَلٰى غَيْرِ ذَٰلِكَ لَفَاتَكَ الثَّانِيَةُ ۝

لغوی تحقیق

مقاتل بن سلیمان، ابو الحسن شہو مفسر ہیں، اصل کے اعتبار سے بلخی ہیں، بعد میں بصرہ چلے گئے تھے۔ زہری، مجاہد اور ضحاک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض حضرات نے ان کو غیر ثقہ کہا ہے، حافظ ذکیع نے کذاب کہا ہے۔ سنیہ میں وفات ہوئی۔ ابہتہ: برتری، گھمنڈ۔ آہ (د) ابہا، لا، بھانپ جانا، سمجھ جانا، قرائن سے پہچاننا۔ تائبہ، علیہ: گھمنڈ کرنا۔ کہف: کھوہ، غار۔ غار اور کھوہ میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف بڑا، وسیع ہوتا ہے۔ العرش، شاہی تخت، کنوئیں کی بینڈ۔ ج عروش، عرش

عرش (ن، ض) عرشا، کلوی کا مکان بنانا۔ عرشہ، جھونپڑی (ض)، عروشاً، ٹھہرنا۔ شری، تری، نمناک ٹی۔ مراد میں ہے۔
 اخیر، دلیل دیکر خاموش کر دینا (ن)، جواب سے ساکت ہونا (ن)، فحوا البر، پانی ٹھہر جانا (س)، فحیم، فحما و فحما و فحوا، ابھی
 بچے کا روتے روتے آواز بند ہونا۔ شہرت، شہر (س)، شہرا، شہرہ، واضح کرنا۔ ابن قتیبہ، ابو محمد عبد اللہ بن سلمہ بن قتیبہ
 دینوری۔ ۱۲۳ھ میں پیدا ہوئے، فضل و علم میں درجہ عروج کو پہنچے ہوئے ہیں اور صاحب تصانیف بھی ہیں چنانچہ
 ادب الکتاب، کتاب الجرائم وغیرہ مختلف کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی وفات ۲۳۲ھ میں ہوئی۔ لحظہ، (ن)، گوشہ و چشم
 سے دیکھنا۔ غص (س، ن)، غصفا، مکان، پُرسو جانا اور تنگ ہو جانا۔ المحفل، مجلس۔ ج محافل۔ حفل (ض)، حفلاً
 القوم، جمع ہونا۔ صفت حافل۔ مزرع حافل، بھرا ہوا سخن۔ تبریز، البرز اجل، ہمسروں سے برتر ہونا۔ برز (ن)، بروداً،
 میدان کی طرف نکلنا۔ مبارزہ، لڑائی کی واسطے مقابلہ پر نکلنا۔ الاغفال، جمع غفل، ناسمجھ۔ القلیل، کھجور کی گٹھلی کے ٹکٹان
 کی باربک بیتی۔ فلم یجر، اجالہ جواب۔ احارہ، جواب دینا (ن)، حوراً، لوثنا، پریشان ہونا۔ نفوذ باللہ من الخور، بے الگور، ہم
 زیادتی کے بعد نقصان سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ کسل، مجبوری۔ کسل (س)، کسلأ، سست ہونا۔ صفت کسل، کسلان
 جمع کسالی و کسالی۔ فضیہ، (ن)، فصفا، ذلیل کرنا۔ شریش، ملک اندلس میں ایک بڑا شہر ہے۔ الورع، تقویٰ، پرہیزگاری
 مقاتل بن سلیمان نے ایک دن کہا اور ان میں علمی نخوت سرایت کر چکی تھی کہ مجھ سے سرایت کردہ اس چیز کے متعلق
 پوچھو جو عرش کے نیچے تخت النریٰ تک ہے۔ تو ایک شخص نے کہا ہم آپ ان میں سے کسی چیز کے متعلق نہیں
 پوچھیں گے۔ ہم تو آپ ان چیزوں کے متعلق پوچھیں گے جو آپ کی نظر میں ہے زمین پر۔ آپ ہیں اصحاب کف
 کہتے کے متعلق بتائیں کہ کیا رنگ تھا۔ تو اس شخص نے ان کو خاموش کر دیا، اور جب ابن قتیبہ کی تالیفات مشہور ہوئیں
 اور ایک فنکار عالم کی آنکھوں سے گذاردی گئیں تو ممبر پر وہ چڑھے دراختالیکہ محفل کھا کھ بھری ہوئی تھی، اور ابن قتیبہ
 اپنے دور کے علماء پر فوقیت رکھتے تھے جاہ و چشم کی فضیلت کے ساتھ ساتھ جو بجانب بادشاہ حاصل ہوا تھا تو انہوں نے فرمایا
 جو چاہے جس چیز کے متعلق چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ تو ایک بو قوت کھڑا ہوا، اور اس نے کہا قتیل اور قلم کیا ہیں؟ تو ان
 سے جواب نہ بن پڑا اور اپنے گھر لوٹ گئے سست کی طرح اور جب دونوں لفظوں پر غور کیا تو اپنے آپ کو زیادہ یاد کرنے
 والا پایا اور یہ خود پسندی کا نتیجہ تھا۔ اور حضرت قتادہ نے کہا میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی مگر یہ کہ اسے ضرور محفوظ کر لیا۔
 اور کسی چیز کو محفوظ کرنے کے بعد میں نے اسے بھلایا نہیں۔ اور کہا اے لڑکے میرے جوتے لے آؤ تو اس نے کہا کہ وہ تو آپ
 کے پیروں میں ہے۔ تو اللہ نے ان کو رسوا کر دیا۔

شریش نامی جگہ پر ایک دین دارا پر ہیزگار شخص تھا، اور ابو حاد کے دور میں حج کیا اور ان کے ساتھ رہا۔ ایک
 دن فجر کی نماز چھوٹ گئی کسی ساتھی کی۔ تو اس نے اس کو ملاحت کی، جب دوسرا دن ہوا تو حاجی نے فجر کی
 ایک رکعت پائی، جب اس کا ساتھی نماز کے بعد ملا تو اس سے کہا یہ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ تم نے یاد دہانی کے
 طور پر اپنے عمل کا تذکرہ کیا تھا۔ اگر اس کے علاوہ اور کسی طریقہ پر ذکر کرتے تو دوسری رکعت بھی چھوٹ جاتی۔

وكان ابویوب الانصاری (واسمہ) خالد بن زید، مع علی بن ابی طالب في حروبه، كلمها ومات بالقسطنطينية مرابطاً سنة احدى وخمسين وذلك مع يزيد بن معاوية، لما اعطاه ابوه القسطنطينية خرج معاً فمضوا فلما ثقل قال لاصحابه اذ انما مت فاحملوني فاذا اصابتم العدو فادفوني تحت اقدامكم ففعلوا ودفنوا قبرها من سورها وهو معروف الى اليوم، معظم يستشفون فيشفون فكانه إشارة الى ان من تواضع لله رفعه الله -

لنوی تحقیق

ابوایوب - خالد بن زید بن کلب انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں، عقبہ ثانیہ میں حاضر خدمت ہو کر اسلام لائے، بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ ہجرت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کے گھر قیام فرمایا تھا، تمام کتب صحاح میں آپؐ احادیث مروی ہیں اور آپکی مرویات پچاس حدیثیں ہیں۔ کوفہ جاتے وقت حضرت علیؑ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، آپ کی وفات ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں ہوئی۔ یزید بن معاویہ - اس کی ولادت ۳۲ھ میں ہوئی جبکہ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے پورے ملک شام کے والی ہو چکے تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے حکام اور وفود سے رائے لیکر یزید کی ولیعہدی کی بیعت لے لی تھی، لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤسا و امّت عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اس بیعت کے مخالف تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان حضرات نے بھی بیعت کر لی، لیکن حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔ یہاں تک کہ ۱۰ محرم ۳۵ھ کو معرکہ کر بلا پیش آیا، ایک طرف امام حسین کے اسی آدمیوں کی مختصر جماعت تھی، دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک بھی شام کا آدمی نہ تھا، بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہو گیا۔ امام حسینؓ اور ان کے ۷۱ آدمی شہید ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی کام آئے، اس کے بعد حصین بن نمیر یزید کے حکم کے مطابق عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کیلئے ۲۶ محرم کو ایک لشکر لے کر مکہ پہنچا۔ ابن زبیرؓ مقابلہ کیلئے نکلے لیکن شکست کھائی اور مکہ میں آگے، شامیوں نے محاصرہ کیا اور تحقیق سے شہر پر پھر چھپنے، اسی دوران میں خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی، شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور جنگ ختم ہو گئی۔ یزید نے ۱۳ ربیع الاول ۶۴ھ کو ۳۹ سال کی عمر میں سرزمین شام کے شہر جوران میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۳ سال ۸ مہینے ۱۳ دن رہی۔ حرب - ج حرب - جنگ - مرابطا - رابطا، مرابطۃ الجیش، لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا۔ صانقہ - مصافحہ، مقابلہ کیلئے دشمن کے روبرو کھڑا ہونا۔ سور: شہر پناہ - ج اسوار۔

توضیح

اور حضرت ابوایوب انصاری (ان کا نام نامی خالد بن زید ہے) تمام جنگوں میں حضرت علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ تھے۔ اور قسطنطنیہ میں ۳۵ھ میں پڑاؤ ڈالتے ہوئے انتقال ہوا اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے جب یزید کو اس کے ہاتھ قسطنطنیہ عطا کر دیا تھا۔ حضرت ابوایوبؓ اس کے ساتھ نکلے تھے تو بیمار ہو گئے۔ جب بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو مجھے منتقل کر دینا، جب تم

دشمنوں کیلئے صف بندی کر لیتو مجھے اپنے پاؤں تلے دفن کر دینا، تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کو قسطنطنیہ کی چہار دیواری کے قریب دفن کر دیا اور وہ چہار دیواری آج تک محفوظ اور یہ شہر ہے لوگ شفا طلب کرتے ہیں تو شفا پا جاتے ہیں۔ تو گویا اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کریگا تو اللہ سے بلند کریگا۔

الجواب المفہم

مسکت جواب

قال هشامُ اسلم عقیل رشیق علی، سنتہ ثمان من المہجدة و توفستہ خمسين وکان اسیر الناصر جواباً
فنسبواہ الى الحماقة۔ قال ابن عساکر دخل علی معاویة بعد ما ذهب بصيرة فاقعدہ معہ علی سدید
وقال انتم یا بنو ہاشم تصابون فی ابصارکم فقال عقیل وانتم یا بنی امیة تصابون فی بصائرکم، وقال هشام
ان عقیلاً قدّم علی اخیه علی بالعراق فسأله فقال ما اعطیک شیئاً فقال انی فقیر و محتاج فقال اصبر
حتی یمخرج عطائی من المسلمین واعطیک فالتم علیہ فقال علی لرجل خذ بیدہ و انطلق بہ الى الحماقین
فانتح انفا لہا وخذ ما فیہا فقال عقیل انت اردت ان تجعلی سارقاً فقال علی انت اردت انی
أخذ اموال المسلمین واعطیک ایاہا فقال عقیل لا ذہبت الی رجل هو ادلی منک یعنی معاویة فقال
انت و ذاک فذهب الی معاویة فاعطاه مائتة الف درهم وقال اصعد المنبر و اذكر ما اولک
علی و ما اولتک فصعد المنبر وقال ایہما الناس انی اُخبرکم انی اردت علیاً علی دینہ فاختار دینہ
علی و انی اردت معاویة علی دینہ فاختارنی علی دینہ فقال معاویة هذا الذی تزعم قریش انہ
احمق وایما اعقل منہ، وکان طالب اسیر من عقیل بعشر سنین و عقیل اسیر من جعفر بعشر
سنین و کلہم ولد و اقبل علی و هو اکبرہم۔

لغوی تحقیق

عقیل بن ابی طالب ہاشمی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت علی و جعفر کے حقیقی بھائی اور
صحابی رسول ہیں، غزوہ موتہ میں شرکت فرمائی تھی، حضرت معاویہ کی آخر خلافت میں یازید
کی اول حکومت میں وفات پائی، ان سے سنن نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔ شقیق، سگاہانی، نظیر بھٹی
ہوئی چیز کا آدھا حصہ۔ شقہ (رن) شقا الشیء، جدا جدا کرنا۔ مشتق الامر، دشوار ہونا۔ شق، بے گان۔ ج شقوق۔
شق، طرت، جانب۔ شقہ دور کا سفر۔ مشتقہ۔ ج مشاق۔ نسبہ (رن، من) نسباً، نسبت، منسوب کرنا۔ نسب، قرآن
ج انساب۔ الحماقۃ، نا سمجھی، بیوقوفی۔ حمق (رس، مک) حماقۃ، تمقنا، بیوقوف ہونا۔ صفت حمق ج حمق، محقق۔
ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن ہبیرہ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین بن عساکر الشافعی۔ اعلیٰ درجہ کے محدث اور تاریخی شخص

ہیں۔ آپ کی وفات ۱۷ھ میں ہوئی۔ اپنے استاذوں سے ۱۳۰۰ روایت رکھتے ہیں۔ انکی انتہائی ذکاوت و فطانت کی وجہ سے اہل بنی ادا ان کو شعلاً نارا کہا کرتے تھے۔ ان کی تاریخ دمشق انشی جلدوں میں ہے جس کے دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص نے اس کو کونکر تصنیف کیا۔ البصار - ج بصر، آنکھ (دس اک) بصر البصارۃ، ۶۔ یہ معلوم کرنا، دیکھنا۔ بصیرۃ، چالاک، عبرت - ج بصائر، باصرہ، آنکھ - ج بواصر - جوانیت - ج حانوت، دوکان - افعال - ج قفل، تالا۔ اقل الباب، دروازہ پر تالا لگانا۔ قفل دن، ص، قفولاً، سفر سے واپس آنا۔ صفت قافل قفال - سارقاً، چور - ج سرقہ - سرق (ض)، سرقہ، چوری کرنا۔ انت و ذاک - اسی کن انت مع ذاک - اگر بہت راکے بعد معیت پر دلالت کرنی والا حشر و اوداع ہو تو خبر عذوب ہوتی ہے جیسے کل رجل و ضیعة، پس انت مبتدا ہے اور ذاک اس پر معطوف ہے اور خبر عذوب ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے انت مقرون مع ذاک، اور خبر انت اس کے معنی میں ہے۔ اولاکت ایلائے بخشش کرنا۔ اس، اسم تفضیل ہے، بڑی عمر والا۔

توضیح

بشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل نے اسلام قبول کیا جو حضرت علیؑ کے حقیقی بھائی ہیں۔ ۱۷ھ میں اور ۱۸ھ میں وفات ہوئی، لوگوں میں سب سے تیرے جواب دینے میں۔ لوگوں نے انھیں حماقت کی جانب منسوب کیا۔ ابن عساکر نے بیان کیا کہ حضرت عقیل حضرت معاویہؓ کے پاس انکی نگاہ ختم ہو جانیکے بعد تشریف لے گئے تو حضرت معاویہؓ نے انکو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور فرمایا اے بنی ہاشم! تمہاری آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے، تو حضرت عقیل نے فرمایا اور تم اے بنی امیہ تمہاری بصیرت ختم ہو جاتی ہے اور بشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل اپنے بھائی حضرت علیؑ کے پاس عراق تشریف لائے تو حضرت عقیل نے کچھ سوال کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہیں کچھ تمہیں دوں گا۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا میں محتاج و غریب ہوں پھر حضرت علیؑ نے فرمایا صبر کرو یہاں تک کہ میرا غازیوں والا حصہ مسلمانوں سے نکلے۔ اور میں تمہیں دوں گا تو حضرت عقیل نے اصرار کیا۔ حضرت علیؑ نے ایک شخص سے فرمایا، اس کا ہاتھ پکڑ کر دوکانوں پر لے جاؤ اور دوکان کا سارا سامان لے لو دوکان کا تالا کھول کر۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے چور گردانیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا، تم چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال لے لوں اور وہ مال تمہیں دیدوں تو حضرت عقیل نے جواب دیا کہ میں آپ سے ایک بہتر شخص کے پاس جاؤں گا، مراد حضرت معاویہؓ تھے تو حضرت علیؑ نے فرمایا تو اور وہ۔ آخر کار حضرت عقیل حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت معاویہؓ نے انھیں سو ہزار درہم دیئے اور فرمایا منبر پر چڑھ کر اس چیز کا ذکر کرو جو تمہیں حضرت علیؑ نے دیلے، تو انھوں نے منبر پر چڑھ کر فرمایا اے لوگو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ چاہا کہ حضرت علیؑ کو ترجیح دوں ان کے دین پر لیکن انھوں نے اپنے دین کو مجھ پر ترجیح دیا اور میں نے ارادہ کیا حضرت معاویہؓ کو ترجیح دینے کا ان کے دین پر۔ تو انھوں نے مجھے اپنے دین پر ترجیح دی۔ تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہی ہے وہ شخص جس کو قریش احمق گمان کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ ہوشیار کون ہو گا۔ اور حضرت طالب حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اور حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور سب حضرت علیؑ سے پہلے پیدا ہوئے اور حضرت علیؑ ان میں بڑے تھے فضل و کمال میں۔

کان فی النسبة المنقول عنها قول (بالقات) فنقلته كما كان در ربط البيتين (انا ابن) علي بن ابي طالب لا يخفى ثم اخبرت عن بعض المهرة انه قال (بالفاء) للنسبة الى قول بالفهم باقلى ونحو ذلك قال لطبارخ يطبخ القول وغيره وابعه فاستحسنته انتهي - حاكك - باربع بان - ج حاكك - حوكك - حاكك (دن) حوكك، حيانا انوب: بننا - حاكك، كارك، كك كك -

توضیح

حجاج ابن يوسف ثقفی سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس نے چوکیدار کو حکم دیا کہ شہر کارات میں چکر لگائے اور جس کو عشاء کے بعد ٹھہلتا ہوا دیکھے جان سے ختم کر دے۔ چوکیدار نے رات میں چکر لگایا اور تین لڑکوں کو ڈولتے ڈالتے دیکھا اور ان پر شراب نوشی کے آثار تھے، چوکیدار نے ان کو گھیر لیا اور کہا تم لوگ کون ہو کہ تم نے امیر المؤمنین کے حکم کے خلاف کیا، تو ایک نے کہا: شعر میں اس کا لڑکا ہوں جس کے آگے خدم و خدام بھی کی گزریں جبک جاتی ہیں۔ لوگوں کی گردنیں آتی ہیں اس کے پاس رسوائی کے ساتھ اور وہ ان سے مال اور خون دونوں لیتا ہے چوکیدار اس کو مارنے سے باز آگیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ یہ امیر المؤمنین کے قریبی لوگوں میں سے ہو۔ پھر دوسرے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر: میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہانڈی نہیں اترتی چولہے سے، اور اگر اتر جائے کسی دن تو پھر بہت جلد لوٹ جاتی ہے، تو لوگوں کو جوق در جوق دیکھے گا اس کی آگ کی روشنی کے پاس کچھ کھڑے ہوں گے۔ اور کچھ بیٹھے ہوں گے آگ کے ارد گرد۔ چوکیدار اس کو بھی مار ڈالنے سے رک گیا اور کہا (دل میں) کہ شاید یہ لڑکا عرب کے شریف لوگوں میں سے ہے۔ پھر تیسرے لڑکے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر: میں ایسے آدمی کا بیٹا ہوں جو صفوں میں گھس گیا ہمت کے ساتھ اور ان صفوں کو تلوار کے ذریعہ درست کر دیا اور وہ درست ہو بھی گئیں۔ اس کے یہ بیٹ نہیں سکتے رکاب سے اس وقت جبکہ گھوڑے بھاگ پڑتے ہیں جنگ کے دن۔ چوکیدار اس کے بھی قتل سے رک گیا اور کہنے لگا: شاید یہ عرب کے کسی بہت بہادر شخص کا لڑکا ہے۔ صبح ہوئے پران کا معاملہ حجاج تک پہنچا، حجاج نے انھیں حاضر کیا اور رات کے حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلا حجام کا لڑکا ہے اور دوسرا باورچی کا لڑکا ہے، اور تیسرا حوالہ ہے کا لڑکا ہے۔ تو حجاج کو ان کی خوش بیانی پر تعجب ہوا، اور اپنے مصاحبین سے کہا کہ اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ۔ تم خدا کی اگر شیریں بیانی نہ ہوتی تو میں ان کی گردن اڑا دیتا۔

واقبل اعرابي المداود بن المهلب، فقال له: اني مدحتك فاستمع قال: علمي سلك ثم دخل بيتي وتقلد سيفي، وخرج فقال: قل: فان احسنت حكماك وان اسأت قلناك، فانشأ يقول:

من الحد المخشى والبؤس والفقر
من الحد ثان اذ شدت به ازمى
وحكم سليمان وعدل ابي بكر
لما يفرق الشيطان من ليلة القدر

أمنت بد اؤد وجودي بين
فأصحت لا أخش بد اؤد نبوة
لذ حكم لقمان وصورة يوسف
فتى تفرق الاموال من جود كف

نقال: قد حکمتک علی قدرک وان شئت علی قدری، قال: بل علی قدری فأعطاہ خمسين الفاً، فقال له: جلساً و: هلا احتکمت علی قدر الامیر؟ قال لمیک فی مالہ ما یغنی بقدرہ، قال لہ داؤد انت فی هذا اشعر منک فی شجرک وامر لہ بمثل ما أعطاہ۔

لغوی تحقیق

داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب بن ابی صفہ۔ خلیفہ ہارون رشید نے محمد بن زہیر ازدی کو معزول کر کے داؤد کو مصر کا والی بنادیا تھا۔ داؤد ۳۷ سالہ میں مصر آیا اور لوگوں کو خیر و صلاح کے ساتھ مطمئن کر دیا، اس کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔ علی رسلک، نرمی و آسانی یعنی آہستہ و باوقارہ اور خلعت و حرمت کر۔ حکناک: اپنے مال میں دوسرے کو حاکم بنانا۔ الحدیث: مصیبت۔ الخشی: خشیت سے بے ڈر۔ البؤس: دشواری و مصیبت۔ نبوہ، نبأ جنبہ عن الفرائش: اس کے پہلوئے بستر پر سکون نہیں پایا۔ آزر: بیٹھ، قوت۔ شدہ از رہ: اس کو اس کے ذریعہ قوت پہنچی۔ حکم یعنی حکمت۔ لقمان بن باعور مشہور حکیم ہیں جن کا تذکرہ قرآن کی سورۃ لقمان میں ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے تین سال بعد علم و حکمت سے نوازا تھا، جامع التواریخ میں ہے کہ لقمان حکیم سیاح نام اور عرب یا بنی اسرائیل کے غلام تھے، ان کے آقا نے انکی کوئی حکمت دیکھ کر ان کو آزاد کر دیا تھا۔ بعض کتابوں میں حضرت لقمان کا ارشاد منقول ہے کہ میں نے چار ہزار انبیاء کی خدمت کی ہے اور ان کے ارشادات سے آٹھ باتیں اخذ کی ہیں (۱) تب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر (۲) اگر کھانے میں مشغول ہو تو اپنے حلق کی حفاظت کر (۳) اگر دوسرے کے گھر پر ہو تو اپنی آنکھ کی حفاظت کر (۴) اگر لوگوں میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر (۵) موت کو نہ بھول (۶) خدا کو یاد کر (۷) دوسرے کے ساتھ احسان کر کے اس کو بھول جاؤ (۸) اگر کسی نے تیرے ساتھ برائی کی تو اس کو بھی دل میں نہ لا۔ بعض علماء ان کو حضرت ایوب کا بھائی، اور بعض بنی اسرائیل کا قاضی اور بعض حضرت سلیمان کا خادم اور بعض بعینہ سلیمان اور بنی کہتے ہیں۔ بقول صاحب اکمال اصح تر یہ ہے کہ آپ نبی نہیں تھے بلکہ حکیم تھے، فتح الرحمن میں ہے کہ آپ کی قبر اعمال فلسطین کی بستی صرف میں ہے۔ حافظ قتادہ نے ان کی قبر شہر مدینہ میں مسجد اور بازار کے مابین بتائی ہے۔ تفرق (رس) فرقا منہ: بدحواس ہونا۔ یعنی وفاؤ: پورا کرنا۔

توضیح

ایک اعرابی داؤد بن مہلب کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ کے لئے کچھ مدحیہ شعر کہا ہے آپ سماعت فرمائیے۔ داؤد نے کہا ختم جاؤ پھر گھر کے اندر سے تلواریں لے کر اپنی گردن پر لٹکالی اور باہر آئے اور کہنے لگے کہ جو اگر تم نے اچھا کہا تو بہت کچھ دیدیں گے، اور اگر ٹھیک کہیں کہا تو مجھے قتل کر دیں گے۔ تو اس نے کہا شہر رخ کیا۔ شعر، میں داؤد اور اس کے دائیں ہاتھ کی بخشش کی بنا پر ہر خوفناک حادثہ تنگی اور سختی سے مامون ہو گیا ہوں۔ اس بنا پر میں داؤد کو جوہر سے کسی پریشانی کا خوف نہیں رکھتا چونکہ میں نے اپنی کمر اس کے ذریعہ مضبوط باندھ لی اس کی حکمت لقمان کی حکمت کی طرح ہے اور حضرت یوسف جیسی صورت ہے، حضرت سلیمان کی طرح فیصلہ ہے اور حضرت ابوبکر کے مثل انصاف ہے۔ وہ ایسا جوان ہے کہ مال سے گھبرا جاتا ہے اس کے ہاتھ کی سخاوت کی بنا پر جس طرح

شیطان پھڑپھڑاتا ہے لیلۃ القدر سے تو داؤد نے کہا میں نے تجھے حاکم بنایا یعنی کچھ نہ کچھ دیدیا، اگر تو چاہے تو میرے رتبہ کے مطابق اور اگر چاہے تو میری حیثیت کے مطابق۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری حیثیت کے مطابق، تو داؤد نے اسے پچاس ہزار دینام دیا۔ اس سے اس کے ہم نشینوں نے کہا کہ تو نے امیر المؤمنین کی حیثیت کے مطابق کیوں نہ کہا۔ اس نے کہا اس کے مال میں اس کی حیثیت کے بقدر گنجائش نہیں ہے۔ اس سے داؤد نے کہا تو اس میں زیادہ بڑا شاعر ہے اپنے شعر کے اعتبار سے اور اسے اتنا ہی پھر دینے کا حکم دیا۔

الفرج بعد الشدة

تنگی کے بعد آسانی

جاء فی حدیث النبی رضی اللہ عنہ، قال: کان رجل علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجرب من بلاد الشام الی المدینة ولا یمیز التوافل، ثم سأل عن الله تعالى، فبینا هو جاء من الشام، عرض له لیس علی فہم فصاح بالتاجر قف، فوقف التاجر وقال له شاک بمالی، فقال له اللص: المال مالی، وانما اريد نفسك، فقال له انظر فی حتی اصلي قال: افعل ما بدا لك، فصل اربع ركعات ورفع رأسه الی السماء یقول: یا ودود، یا ودود، یا ذا العرش المجید، یا مبدئ، یا معید، یا فعال لما یؤید، اسئلك بنسب وجهك الذی ملأ اركان عرشك واسئلك بقدرتك الی الی قد رت بها علی جمیع خلقك واسئلك برحمتك الی وسعت کل شیء، لا اله الا انت، یا مغیث اغنی، تلك مرات، واذا الفارس بیدة حریة فلما نظره اللص ترك التاجر ومضى نحو ك، فلما دنا منه طعته فارداه عن فرسه، ثم قتله وقال للتاجر اعلم انی ملك من السماء الثالثة، لئلا دعوت الأولى سمعنا لا بواب السماء فقعقعت فقلنا امر حدث، ثم دعوت الثانية ففتحت ابواب السماء، ولها شری ثم دعوت الثالثة فهب جبرئیل علیہ السلام ینادی من لهذا المكروب فدعوت الله ان یولیني قتله واعلم یا عبد الله ان من دعا بدعاك فی كل شدة اغاثه الله وفرج عنه ثم جاء التاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبره الخبر فقال لقد لقتك الله اسماء الحسنی التي اذا دعابها اجاب واذا سئلت بها اعطت.

لغوی تحقیق

الفرج: فراخی، وسعت، کشادگی۔ فرج (ض) فَرَجًا وفرج الشیء: کھولنا۔ اللہ الغم عنه: غم کو دفع کرنا۔ فرج: بچٹن، شرمگاہ۔ ج فرج۔ فرجة: غم اور سختی سے رہائی۔ الشدة: سختی۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مشہور و معروف صحابی ہیں، ہجرت کے پہلے ہی سال ان کی والدہ محترمہ ام سلیمہ ان کو ساتھ لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ بچہ حضور کی خدمت کرے گا۔

اس وقت یہ آٹھ یا نو یا دس برس کے تھے۔ چنانچہ آپ دس سال حضور کی خدمت کی ہے۔ ایک دفعہ انکی والدہ محترمہ خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے چھوٹے خادم انس کیلئے دعا فرمائیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم کثر لہ والدہ وادخلہ فی الجنۃ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا نتیجہ ہے میری صلیب سو سے زائد اولاد میں پیدا ہو گئیں اور میرے باغات سال میں دو بار پھل لاتے ہیں۔ اور تیسری بات دخول جنت کی۔ مجھے باری تعالیٰ سے امید ہے حضرت انس کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بونے مبارک تھا، آپ نے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد اس کو میرے منہ میں رکھ دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے فاروق اعظم کے زمانہ سے بصرہ میں بود و باش اختیار فرمائی اور وہیں ۹۳ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔ حضرت انس کی روایات کی تعداد ۲۸۶ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اصحاب زائد ہے۔ القواقل جمع قافلہ۔ جابر اسم فاعل ہے۔ جابر (من) جیٹا: آنا۔ بہ: لانا۔ لیس: چور۔ ج لصوص۔ لیس (دس) لیسٹا: چور ہونا۔ قف۔ وقوف سے امر حاضر ہے۔ وقف یقف وقفاً ووقوفاً، ٹھہرنا، چپ چاپ کھڑا ہونا۔ شانک۔ مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے اشان شانک ای اقصہ قصدک۔ الظرفی۔ انظاراً: موقع دینا۔ حربہ: چھوٹا نیزہ۔ ج حراب۔ دنا (ن)، دنوا: نزدیک ہونا۔ طعہ (ن)، طعنا: نیزہ مارنا اور چھونا۔ ارداء: ارداو، ہلاک کرنا۔ ردی (دس) ردی: ہلاک ہونا۔ قعقہ: ہتھیار کی جھنکار، دانتوں کی کڑکڑاہٹ، بادل کے گرج کی پے درپے سخت آواز ج تعاقب۔ شرر: چنگاری۔ سبط (ن) سبطا: اوپر سے نیچے اترنا۔ من الجبل: پہاڑ سے اترنا۔ المکروب: غم زدہ۔ کرب (ن) کرنا۔ غم، سخت غم ہونا۔ الکرب: کرب، کرب اور الکرب: کرب، غم و مشقت۔

توضیح

حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیں ایک آدمی بلاؤ شام سے مدینہ تک اللہ بیکھر دسہ کرتے ہوئے قافلہ کے بغیر تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ ملک شام سے لوٹ رہا تھا کہ ناگاہ ایک چور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سامنے آیا، چور نے آواز لگائی کہ رک جاؤ تاجر نے رک کر چور سے کہا اے مال موجود ہے۔ چور نے کہا مال تو خیر میرا ہے ہی، میں تیری جان چاہتا ہوں۔ تاجر کہنے لگا مجھے نماز پڑھنے کی فرصت دیدے۔ چور نے کہا جو چاہے کرو۔ تاجر نے چار رکعت نماز ادا کی اور آسمان کی جانب سر اٹھا کر دعا کی۔ اے بہت زیادہ محبت کرنیوالے، اے عرش کے مالک بلند شان والے، اے شروع میں پیدا کرنیوالے اور لوٹا نیوالے اور جو چاہے کرنیوالے۔ میں آپ کے اس نور کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس نے آپ کے ارکان عرش کو بھر دیا ہے اور آپ کی اس قوت کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس کے ذریعہ آپ تمام کائنات پر قادر ہیں اور آپ کی رحمت عامہ کا سہارا لیکر سوال کرتا ہوں کوئی آپ کے علاوہ معبود نہیں، اے فریاد سننے والے میری مدد فرما۔ تاجر نے تین دفعہ دعا کی۔ اچانک ایک شہسوار جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، آیا چور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ تاجر کو چھوڑ کر جب قریب ہوا تو شہسوار نے اس پر تیر چلایا اور گھوڑے سے گرا دیا اور قتل کر دیا اور تاجر سے اس نے کہا میں فرشتہ ہوں، تیسرے آسمان سے آیا ہوں۔ جب تو نے پہلی دفعہ دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں کی ایک جھنکار سنی تو ہم نے سوچا کہ کوئی بات پیش آگئی ہے، اور جب تم نے دوسری دفعہ دعا کی تو آسمان کے دروازوں

کو کھول دیا گیا اور اس سے شرارے اڑ رہے تھے۔ جب تیسری مرتبہ دعا کی تو حضرت جبریلؑ نذاہینے کیلئے اترے کہ کون ہے یہ مصیبت زدہ۔ تو میں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اس کے قتل پر مامور فرمائے۔ اے خدا کے بندے جو بھی تیری دعا کے ساتھ کسی بھی پریشانی میں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد کو سنے گا اور پریشانی دور کرے گا۔ اس کے بعد تاجک نے نبی کریمؐ کے پاس آکر سارا واقعہ سنایا تو آپؐ فرمایا کہ اللہ نے تمہیں اپنے اسماء حسنیٰ کی تلقین فرمائی کہ جب ان کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لے گا اور جب ان کے وسیلہ سے کچھ مانگا جائے تو دیدیا جائے گا۔

الارتجال

برجستہ گوئی

خَرَجَ الْمَهْدِيُّ وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ سَلِيمَانَ فَسَمَّ لَهُ تَطِيعٌ مِنَ الظُّبَا، فَأَرْسَلَتْ الْكَلَابُ وَأُجِدَتْ الْخَيْلُ فَرَمَى الْمَهْدِيُّ سَهْمًا فَصَرَعَ ظُبِيًّا وَرَمَى عَلِيُّ بْنُ سَلِيمَانَ سَهْمًا فَصَرَعَ كَلْبًا فَقَالَ ابُودَلَامَةَ:

شَقَّ بِالسَّهْمِ فَوْادَا
نَ رَمَى كَلْبًا فَصَادَا
رَمَى يَا كَلَّ زَادَا

قَدْ رَمَى الْمَهْدِيُّ ظُبِيًّا
وَعَلِيُّ بْنُ سَلِيمَانَ
فَهْنِيًّا لَهَا كُلِّ امْرَأَةٍ

فَضَحِكَ الْمَهْدِيُّ حَتَّى عَادَ يَسْقُطُ، وَمِنْ مَلْعَبِهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَهْدِيِّ وَعِنْدَهُ وَجُوهٌ بَنِي هَاشِمٍ فَقَالَ إِنَّا عَطَيْنَا اللَّهَ عَهْدًا لَنْ لَمْ نَهْجُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فِي الْبَيْتِ لَا قَطْعَنَ لِسَانِكَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَوْمِ فَكَلَّمَا نَظَرَ إِلَى وَاحِدٍ عَزَمَ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهِ رِضَاةً قَالَ فَعَلَيْتُ إِنِّي وَقَعْتُ أَنَّهَا عَزَمَتْ مِنْ عَزْمَانِهِ لَا بَدَا مِنْهَا فَلَمْ ارَادْ عَلَى إِلَى السَّلَامَةِ مِنْ هَجَاءِ نَفْسِي. فَقُلْتُ هـ

فَلَيْسَ مِنَ الْكِرَامِ وَلَا الْكِرَامَةِ
وَخَازِيرًا يَكُونُ بِلَا عِمَامَةٍ
كَذَاكَ اللَّوْمُ تَتَّبِعُهُ الدَّمَامَةُ
فَلَا تَفْرَحْ فَقَدْ دَنَتْ الْقِيَامَةُ

إِلَّا أَبْلَغَ لَدَيْكَ أَبَادُ لَامَةٍ
إِذَا الْبَيْسَ الْعِمَامَةُ قَلَّتْ قُرُودًا
جَمَعَتْ دِمَامَةً جَمَعَتْ لُؤْمًا
فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ نَعِيمَ دُنْيَا

فَضَحِكُوا وَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ إِلَّا اجْتَاةً هـ

لغوی تحقیق

الارتجال۔ ارتجل، الکلام، جربہ کہنا۔ الرجل۔ پیادہ چلنا۔ علی بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباس
 البہاشی، موسیٰ ہادی کی جانب سے مصر کا امیر تھا، ہادی کے بعد ہارون الرشید نے بھی ان کو امام قرار دے کر
 پر باقی رکھا، یہ بہت الفاضل پسند اور در عایا کا خیر خواہ امیر تھا۔ انہی وفات ۱۷۱ھ میں ہوئی۔ سخ، دف، سخا، پیش آنا، ظاہر
 ہونا۔ قلیطع، بکریوں اور چوپایوں کا ریوڑ۔ ج قطعان و قطار۔ ج اقاطیع۔ الطیار۔ ج طبی، ہرن۔ صرصر۔
 دف، صرغ، زمین پر گر دینا، پچھاڑ دینا۔ ابو دلامہ۔ زبید بن الحون، حبشی غلام لیکن انتہائی فصیح زبان اور عہد نبی عباس
 کے بائیس سال شعر، اس سے تھا، فصاحت و بلاغت، جز البت شعر، بدیہ گوئی میں اپنے ہم عصر شعرا میں نمایاں مقام
 رکھتا تھا اور شراب کے ذکر و وصف میں بے نظیر تھا، زیر عنوان قصہ اس کی بدیہ گوئی کا ایک نمونہ ہے، بعض لوگوں نے اس کا
 نام زبید بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خلکان اور خطیب بغدادی دونوں زندہ لکھتے ہیں۔ اس کی وفات ۱۷۱ھ
 میں ہوئی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہارون الرشید کے تحت نشین ہونے یعنی ۱۷۱ھ تک زندہ رہا ہے۔ لیکن
 پہلی روایت ہی صحیح ہے۔ شق، شگاف۔ ج شقوق۔ شوق، جانب، شقہ، دور کا سفر۔ مشتقہ ج مشاق۔ فواد، دل۔ ج
 افسدہ۔ طع۔ ج لمحہ، مزیدارات۔ عنزہ بالین، آنکھ سے اشارہ کرنا۔ قرد، بندر، لنگور۔ ج اقرد۔ قرد رض، قردا،
 المال، کمائی کرنا۔ خنزیر۔ ج خنازیر۔ سور۔ دامتہ۔ دم (رن، من، س) حقیر و بد صورت ہونا۔ صفت دیم۔ ج دام
 الارض، زمین کو یکساں کرنا۔

توضیح

امہدی شکار کیلئے نکلا، اس کے ساتھ علی بن سلیمان تھا تو مہدی کے سامنے ہرنیوں کی ایک ڈانر نمودار
 ہوئی، کہتے چھوڑ دیے گئے، گھوڑے دوڑا دیئے گئے تو مہدی نے تیر چلایا اور ایک ہرنی کو پچھاڑ
 دیا اور علی بن سلیمان نے تیر چلایا تو کئے کو پچھاڑ دیا۔ تو ابو دلامہ شاعر نے کہا۔ شعہ، کہ مہدی نے ہرن
 کو تیر سے مارا اور تیر کے ذریعہ اس کے دل کو چیر ڈالا، اور علی بن سلیمان نے کئے کو مارا اور اس کا شکار کیا۔ دونوں کو
 مبارک ہو ہر آدمی اپنا اپنا توشہ کھائے۔ تو مہدی جھٹنے لگا اس قدر کہ گرنے کے قریب تھا اور اس کے چنگھون میں سے
 یہ بھی ہے کہ وہ مہدی کے پاس آیا، مہدی کے پاس بنی ہاشم کے سردار تھے تو مہدی نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں
 کہ اگر تو کسی کی جھونڈ کرے ان میں سے جو گھر میں ہیں تو میں تیری زبان کاٹ ڈالوں گا، تو اس نے لوگوں پر نظر ڈالی
 جب بھی کسی کو دیکھتا تھا تو وہ اس سے اشارہ کرتا تھا کہ اس پر ضروری ہے اس کا خوش رکھنا۔ ابو دلامہ نے کہا کہ میں
 جان گیا کہ میں پھنس گیا اور اس کا ارادہ اٹل ہے تو میں نے نہیں دیکھا سلامتی کا باعث اپنے آپ کی جھونڈ کے علاوہ، تو میں
 نے کہا۔ شعہ۔ ابو دلامہ تک یہ خبر پہنچا دے کہ وہ شریف نہیں ہے اور شریفوں کی نسل سے بھی نہیں ہے۔ جب
 وہ پکڑی اور تھکے تو تم اسے بند رکھو گے اور خنزیر کہو گے جب وہ بغیر پکڑی کے ہو۔ اسے ابو دلامہ تو نے جمع کر لیا
 ہے بد صورتی کو اور بد اخلاق کیلئے، بُرائی ضروری ہے اگر تجھے دنیا کی بہت سی نعمتیں حاصل
 ہو جائیں تو تو اس پر خوش نہ ہو چونکہ قیامت قریب ہے۔ تو سب ہنسے اور کوئی نہیں رہا مگر یہ کہ اسے بد لوبا۔

تحکم السلاطین علی اهل الدین اذ اجترؤا علیہم

بادشاہوں کی بردباری دینداروں کی جسارت پر

روی زیاد عن مالک بن انس قال بعث ابو جعفر المنصور الى والی ابن طاؤس فأتینا لا فدخلنا
عليه فاذا هو جالس على قمر يش قد نصرت ودين يديه نطاع قد بسطت وجلا وشرقا بايديهم
السيوف، يضربون الاعناق فاما الينا ان اجلسا، فجلسنا فاطرق عنا قليلا ثم رفع راسه والتفت
الى ابن طاؤس فقال له حديثي عن ابيك قال، نعم سمعت ابي يقول، قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان اشد الناس عذابا يوم القيامة رجل اشركه الله في حكمه فادخل عليه الجور في
عدله فامسك ساعة، قال مالک فضمنت ثيابي من ثيابي، مخافة ان يملأ ثيابي من دمه
ثم التفت اليه ابو جعفر، فقال: عظمي يا ابن طاؤس! قال نعم يا امير المؤمنين، ان الله تعالى
يقول: المتركيف فعل ربك بغاؤا ثم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد وشمود
الذين جابوا القصور بالواد (الى قوله) ان ربك لبالمرصاد، قال مالک فضمنت ثيابي من ثيابي
مخافة ان يملأ ثيابي من دمه فامسك ساعة حتى برك ما بيننا وبينك ثم قال: يا ابن طاؤس
ناولني هذه الدواة فامسك عنده، ثم قال: ناولني هذه الدواة، فامسك عنده، فقال ما يمنعك
ان تناولنيها؟ قال اخشى ان تكتب بها معصية فاكون شريك، فلما سمع ذلك قال: قوم ما عنك
قال ابن طاؤس ذاك ما كنت ابغي منذ اليوم، قال مالک: فما زلت اعرف لابن طاؤس فضله
وارسل ابو جعفر الى سفیان الثوري فلما دخل عليه قال عظمي ابا عبد الله! قال: وما علمت فيما
علمت فاعطاك فيما جهلت فما وجد له المنصور جوابا.

لغوى تحقيق

تحکم، بردباری۔ محکم، حکم، درگذر کرنا، بردبار ہونا۔ صفت حلیم۔ ج حکماء و احلام۔ السلاطین۔
واحد سلطان، بادشاہ۔ اجترؤا۔ جری و نڈر ہونا۔ جرؤ، دک، جرأۃ، جرأۃ علیہ،
دلیری کرنا۔ صفت جری۔ ج اجترار۔ مالک ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر والا صبی الدینی ابو عبد اللہ مشہور و معروف
ائمہ دین میں سے ہیں، آپ کی رفعت شان پر اعلام امت کا اتفاق ہے، آپ بطین مادر میں تقریباً تین سال رہے، اور
صح روایت کے اعتبار سے آپ کی پیدائش ۹۳ھ میں ہوئی اس وجہ سے آپ تبع تابعین میں ہیں اور امام ابو حنیفہؒ سے
تیرہ سال چھوٹے ہیں اسلئے کہ امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور علامہ کوثری کی تحقیق کے اعتبار سے ۱۲۳ سال
چھوٹے ہیں اسلئے کہ ان کی تحقیق کے اعتبار سے امام صاحب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں، امام مالکؒ نے علم غربت کی
حالت میں حاصل کیا پھر ایسی برکت ہوئی کہ امیر کبیر ہو گئے، آپ اپنے اپنے زمانے کے تمام علماء محدثین سے احادیث سنیں۔

جیسے نافع مولیٰ عمر، زید بن اسلم، حمید الطویل، ہشام بن عروہ وغیرہ۔ زرقانی نے تحریر کیا ہے کہ آپؐ نو ستو سے زائد شیوخ سے اخذ علم کیا ہے۔ سترہ سال کی عمر میں درس و تدریس میں شہرت حاصل کی اور پوری زندگی مدینہ منورہ میں فیض علم پہنچاتے رہے اور ایک مرتبہ بھی حج کرنے کے علاوہ مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے، مدینہ منورہ میں سواری پر کبھی بھی سوار نہیں ہوئے۔ جب آپؐ اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو گھوڑوں کے کھڑوں سے روندوں جس پر آقائے نامدار تاجدار کی و مدنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بابرکت اور قدس قدم رکھے ہوں۔ آپؐ دس ہزار حدیثیں لکھی تھیں جن میں سے منتخب کر کے کتاب کا نام مؤطا رکھا تھا۔ آپؐ کی یہ کتاب سب سے پہلی کتاب نہ ہی لیکن اس میں شک نہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں جو کتابیں موجود ہیں اور جن کی صحت پر علماء امت متفق ہیں سب سے پہلی کتاب ہے۔

آپؐ ۴۴ ربیع الاول ۶۳ھ میں وفات پائی۔ ابن طاووس: ابو محمد عبداللہ بن طاووس بن کيسان الیانی الانباری نیک اور صلح لوگوں میں سے ہیں۔ آپؐ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا۔ آپؐ والد طاووس بلند پایہ کے محدث اور فقیہ ہیں۔ جنکی وفات ۳۶ھ میں ہے۔ نفرت (ن، س، ک)، نفرا، نفرة الوجہ: خوش ہونا، شگفتہ ہونا۔ صفت ناضر۔ ج نفیر۔ نطّار، نطع، چمڑے کا وہ فرش جو مجسم کو قتل کرنے کیلئے بچھایا جائے۔ ج نطّار، الطّار، دہنطّار۔ بسطت (ن) بسطا (ک) بساطیۃ: کشادہ ہونا، بسیط ہونا۔ صفت باسط (اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے ہے) بساط: بچھونا۔ ج بسط۔ جلاؤرہ۔ ج جلواز: جلاؤ، قتل کرنیوالا سپاہی۔ آدماء: اہما کرنا، اشارہ کرنا۔ اطرّاق: خاموش ہونا، نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنا۔ الجور: ظلم و زیادتی۔ جار (ن) جورا، ظلم کرنا۔ ارم: میدان میں رہبری کیلئے نصب کئے ہوئے پتھر۔ ج ارم۔ یہاں ارم سے مراد قوم عاد ہے۔ مرصدا: تاک گھاٹ۔ ج مراصد۔ رصدا (ن) رصدا: تاک میں بیٹھنا، انتظار کرنا۔ صفت راصد: نگران۔ ج رصدا۔ برد: ٹھنڈا ہونا۔ دواۃ: سپاہی رکھنے کا برتن۔ ج دوی، دوی۔ زیادہ سے زیادہ حضرت مالک ابن انس سے نقل کیا ہے کہ آپؐ فرمایا کہ مجھے اور ابن طاووس کو منصور نے بلاوا سمیجا۔ اس کے پاس دونوں آئے، وہ نازک اور عمدہ سجے ہوئے بستر پر بیٹھا تھا، اس کے آگے چمڑے کا فرش بچھایا گیا تھا اور جلاؤ کھڑے تھے، ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ تیار تھے گردن اڑانے کیلئے۔ منصور نے ہم کو اشارہ سے بیٹھنے کیلئے کہا، ہم بیٹھ گئے، تھوڑی دیر تک وہ چپ چاپ رہا۔ اس کے بعد ابن طاووس کی جانب سر اٹھا کر متوجہ ہوا اور کہنے لگا جو تم نے اپنے والد سے حدیث سنی ہے اسے بیان کرو۔ اس حکم سے ابن طاووس کو اس کا موقع مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی زیادتیوں پر متنبہ کرے۔ چنانچہ فرمایا، ہاں میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس کو اللہ نے اپنے حکم میں شریک کیا ہو اور خدا کے قانون عدل میں اس نے ظلم کو داخل کیا ہے۔ منصور تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گیا۔ حضرت مالک کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ کہیں میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر ان کی طرف منصور متوجہ ہوا اور کہا ابن طاووس مجھے نصیحت کر۔ فرمایا ہاں امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کیا آپ کو اس کا علم نہیں کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا

توضیح

جن کے قد و قامت ستون کی طرح تھے جن کے مثل شہروں میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور قوم خود کے ساتھ جوادی القریٰ میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور بنخوں والے فرعون کے ساتھ جنھوں نے شہروں میں سرکشی اور بہت زیادہ فساد مچا رکھا تھا تو ان پر آپ کے رب نے عذاب کا کوڑا برسایا۔ بیشک آپ کا پروردگار گھات میں ہے۔

حضرت ام الملوک فرماتے ہیں میں نے اپنے کپڑوں کو اس کے کپڑوں سے سیٹ لئے اس دُرسے کہ میرے کپڑے خون سے بھر جائیں گے، پھر تھوڑی دیر رکھا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا وہ غصہ جو ہمارے درمیان اور اس کے درمیان تھا۔ پھر کہا اے ابن طاؤس مجھے یہ دوات دیدیجئے تو وہ رکے پھر اس نے کہا کہ یہ دوات دیدیجئے پھر رکے تو اس نے کہا تو اسے کیوں نہیں دیتا۔ کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ تو اس سے کوئی گناہ کی بات لکھے گا۔ پھر میں تیرے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔ منصور نے کہا: یہ سنکر تم دونوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن طاؤس نے کہا ہم تو پہلے ہی یہ چاہتے تھے۔ الملوک نے کہا میں اس روز سے ہر دم عبداللہ ابن طاؤس کے فضل و کمال کا اعتراف کرتا رہا۔ اور منصور نے حضرت سفیان ثوری کے پاس آدمی بھیجا، جب آپ تشریف لائے تو کہا اے ابو عبداللہ مجھے نصیحت کر، تو وہ کہنے لگے تو نے اپنے علم پر عمل کیا کہ میں نے تجھے ان چیزوں کی نصیحت کروں جن سے تو ناواقف ہے۔ تو منصور نے اس کا کوئی جواب نہیں پایا۔

حَدِیْثُ عِمَا أَوْ ذَبُّ فَرْزِ شَاةٍ

آنکھوں دیکھی بات یا بھیڑ یا بھری کے روپ میں

فاجاءنا مجلس عمدة القرية رجل ممتلئ صحة وقوة بصوت قوي جهيد وعامة كبدية حمراء في عنقه سبعة خضمة، وفي يده عصا غليظة قد رصعت بالمسامير دخل يهلل ويكتر من غير استئذان ولا سلام فاول ما وقع في قلبي ان، عنادك كذا اب فاندريت له دُونَ الجالسين، فقلت له: من الرجل؟ فقال فلان، فقلت وما عملك؟ فقال من المتوكلين فقلت، كيف تعيش؟ فقال من عند الكريم، فلم ازل استدبره حتى صار حني في غير حياء انه ملك اموال مستة ينفق من تحت السجادة واكل ما كان يجد كل صباح عشرون قرشا، ثم حسدوا اقراره على هذا الرزق، لما اثنى السر فالتقطع عنه، وكان من العابدين القانتين، فقلت يا للعجب! تشكر ربك وتعبدك فينقطع عنك رزقك ومعونتك، وهو الذي يقول: لئن شكرتم لازيدنكم، والله انك لمفاتر كذا اب فعلاه خزي ولم يستطع ان يجيب شيئا ثم استبان من خلل حديثه انه تارك بلده ووجهه واولاده وعاق لأمته وانه يدخل من قرية الى قرية ويدخل على النساء ويخالهن وذكر بعض الجالسين كثيرا من معاييبه وعجائبه، فشرحت للناس فصل الكسب وعمل اليد وبيئت لهم ان

نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ رَعِيَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَأَنْ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ يَعْلَمُ الرَّجُلَ وَيَكْتَبُ فَإِذَا عِلِمَ أَنَّهُ لَا عَمَلَ لَهُ اسْقَطَهُ وَأَزْدَرَاهُ وَإِذَا لَوْ كَانَتْ السَّمَاءُ تَمْطُرُ هَبًا
أَوِ الْأَرْضُ تَنْفَجِرُ نَضَةً لَفَسَدَ النِّظَامُ وَاخْتَلَّتِ الْعُرُونُ وَلَكَانَ الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ أَوْ كُنَى بِهِ هَذَا
الْمَغْنَمُ الْفِيَاضُ فَاَمِنْ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَكَفِّرُوا بِالْبَاطِلِ وَخُورِجِ الدِّجَالِ مَذْدُومًا وَلَمْ يَعِثْ لَهُ
أَحَدٌ بَعْدَ عَلَى أَشْرَ.

لغوی تحقیق

عیان مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور حدیث کی اضافت عیان کی طرف اضافت موصوف الی الصیغہ کے
قبیل سے ہے یعنی یہ خبر دینے والے کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ ذنب بیضیا ج ذباب۔ زئی
روپ۔ فاجارنا۔ مفاجات سے ماضی کا واحد غائب ہے، بیک وقت آجانا۔ عمدۃ القریہ، مصر کا ایک مشہور معروف گاؤں
ہے۔ چیر، تیز آواز والا۔ جہرک، جہارۃ الصوت، بلند ہونا (د)، جہرا، بالقول، آواز ادا کرنا۔ سبج، تسبیح،
الاسبج کے پردے ہوئے والے۔ سبج (د)، سبحانا، سبحان اللہ کہنا۔ ستوح، اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔
سباحۃ فی الماء، تیرنا۔ ضغۃ، ضخم کی تانیث ہے، فریہ، ضخم (ک)، ضخامۃ، فریہ ہونا۔ رصعت، رصع الذهب بالجواہر ہونے
میں جواہر بٹھانا۔ السامیر، ج سمار، لوسہ کی کیل۔ سمر (د)، سمر العین، گرم سلائی سے آنکھ پھوڑنا۔ سمور، ارات
میں قصہ گوئی کرنا۔ مخاذع، دھوکہ باز۔ فائبریت، انبری، لہ، سامنے آنا۔ صارحنی، صراخا، علی الاعلان کہنا۔ اغوام، ج
عام، سال۔ سجادہ، جائے نماز۔ قریش، ایک ترکی سکھ جو چالیس بارہ کے برابر ہوتا ہے۔ القانتین، ج قانت، اطاعت
گزار۔ مفتر، افتر سے اسم فاعل ہے، مہمت لگانا، اپنی جانب سے گھر لینا۔ خزئی، رسوائی، شرمندگی۔ خزئی (دش)،
خزنا، ذلیل ہونا۔ خرایۃ، منہ، شرم کرنا۔ صفت خز، مؤنث خزیاء، ج خزیاء، استبان، نمودار ہونا۔ عاق، ماں باپ
کی نافرمانی کرنے والا۔ عقی (د)، عقوقاۃ، نافرمانی کرنا۔ صفت عاق، ج عققہ، مخازی، ج مخزاة، رسوا کرنا یا خیریں
اختل، اختلاا، کمزور ہونا، فاسد ہونا، خلل پذیر ہونا۔ العمران، آبادی۔ لم یعثر (د)، عثرا، عثورا، خبردار ہونا۔

توضیح

ایک صحت مند اور قوی شخص عمدۃ القریہ کی مجلس میں نہایت ہی بلند آواز کے ساتھ ہمارے پاس سرخ
چکڑی باندھ کر ناگاہ آدھکا۔ اس کے گلے میں موٹے موٹے دالوں والی لالھی اور لوہے کی پھلیوں سے
جڑی ہوئی بہت موٹی لالھی تھی۔ وہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کہتا ہوا گھس گیا۔ نہ سلام کیا نہ اجازت چاہی
اس کو دیکھ کر یہ بات میرے دل میں آئی کہ یہ آدمی پکا مکار، دھوکہ دینے والا اور جھوٹا ہے۔ تو میں نے اس کے سامنے
آکر کہا کہ دوسرے حاضرین کو کون شخص ہے۔ اس نے کہا فلاں میں نے پوچھا تھا بار کیا شغل ہے۔ اس نے کہا
متوکلین میں سے ہوں۔ پھر میں نے کہا کیسے زندگی گزارتے ہو۔ اس نے کہا سخی لوگوں کے پاس سے تعاون حاصل
کر کے۔ میں اسے ڈھیل دیتا رہا یہاں تک کہ وہ میرے سامنے شرم کو ترک کر کے کھل کر آیا اور اس نے کہا کہ
میں مصلے کے نیچے سے چھ سال تک خرچ کرتا رہا اور ہر صبح کے وقت کم از کم بیس قرش پاتا تھا۔ پھر اس

روزی پر اس کے اقربا نے حسد کیا جس کی وجہ سے اس کا راز فاش ہو گیا اور اس سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا درنا خالیکہ وہ متواضع عابدوں میں سے تھا۔ میں نے اس سے کہا بہت ہی تعجب ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کا شکر یہ بھی بجالاؤ پھر بھی تم سے اس کا رزق اور وظیفہ منقطع ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ يَشْكُرَكُمْ لَازِيْدُكُمْ "یعنی اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہارے لئے اضافہ کریں گے۔ قسم خدا کی کوئی شک نہیں کہ تو بہتان تراش اور جھوٹا ہے۔ اس پر رسوائی غالب ہو گئی اور وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر اس کی بات کے دوران یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ اپنے شہر اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑنے والا ہے اور اپنی ماں کا نافرمان ہے، اس گاؤں سے اس گاؤں کوچ کرتا ہے، اور عورتوں کے پاس جاتا ہے اور انکی ہم نشینی اختیار کرتا ہے اور کچھ حاضرین نے اس کے بہت سے عیوب اور رسوائی کی باتیں بیان کیں تو میں نے لوگوں کے سامنے کمانے کی فضیلت اور ہاتھ کی کاریگری کی وضاحت کی۔ اور میں نے ان کے سامنے بیان کیا کہ اللہ کے نبی داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ کے عمل کے ذریعہ کھاتے تھے اور یہ بھی بتایا کہ حضرت عمرؓ ایک شخص کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو بڑا سمجھتے تھے۔ جب معلوم ہوتا کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے تو نظروں سے گرا دیتے تھے اور اس کو عیب دار بنا دیتے تھے، اور میں نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر آسمان سونا برسا مانا اور زمین چاندی نکالتی تو نظام فاسد ہو جاتا اور آبادی مختل ہو جاتی اور انبیاء و اولیاء اس بکثرت ہونیوالی غنیمت کے زیادہ مستحق ہوتے تو لوگوں نے حق کو تسلیم کیا اور باطل کا انکار کیا اور وہ دھوکہ باز رسوا ہو کر نکلا، اور کسی کو اس کے بعد اس کے نشان کا بھی علم نہ ہوا۔

جود الحاتم الطائی

حاتم طائی کی سخاوت

روئی مہرئ مولیٰ ابی ہریرۃ قال: مَرَّ نَفَرٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِقَدْحٍ حَاتِمٍ فَذَلُّوا قَرِيبًا مِنْهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْخَبِيرِ، وَجَعَلَ يَرْكُضُ بِرَجْلِهِ قَبْرَهُ وَيَقُولُ أَقْرَبْنَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُهُمْ وَبَيْتُكَ، مَا يَدْعُوكَ؟ اِنْ تَقْرَعَنَّ لِرَجُلٍ قَدْ مَاتَ قَالَ: اِنْ طَيَّبْنَا تَزَعَمُ اَنْهُ مَا نَزَلَ بِهِ اَحَدٌ اِلَّا قَرَأَ بِشَمِّ اجْتَهَمَ اللَّيْلُ فَنَامُوا، فَقَامَ أَبُو الْخَبِيرِ فَرَعَا، وَهُوَ يَقُولُ: وَاِهْرَاحِلَتَا فَقَالَوَالَهُ: مَا لَكَ قَالَ: اَتَانِي حَاتِمٌ فِي النَّوْمِ، وَعَقَرَهُ نَاقَتِي بِالسَّيْفِ، وَاَنَا اَنْظُرُ الْيَهَامُ الشَّدَنِي شَعْرًا حَفِظْتَهُ يَقُولُ فَيَدْعُهُ

ابو الخبیری و انت امرؤ
انت بضمك تبغی القری
اتبغی لی الذم عند المبت

ظلوم العشیرۃ شتائمہا
لدى حفرة قد صدت هامہا
وحولك كلے و انعامہا

فانا للشَّيْبِ أَضْيَا فَنَا

وَنَاتِي الْمَطِيَّ فَنَعْنَاهُمَا

فَقَامُوا، وَإِذَا نَافَةُ الرَّجُلِ تَكُوسٌ عَقِيْرًا، فَانْتَحَرَوْهَا، وَبَاتُوا أَيَا كُؤُونَ وَقَالُوا: قَرَانَا حَاتِمَ حَيَاتٍ وَمِثًا وَارْدُ فَوَاصِحِهِمْ وَانْطَلَقُوا سَاسِرِينَ وَإِذَا بَرَجِلَ رَأْيُ بَعِيْرٍ أَوْ يَقُوْدُ آخِرُ قَدِّ الْحَقْمَةِ وَهُوَ يَقُولُ: أَيُّكُمْ أَبُو الْخَيْدِي قَالَ الرَّجُلُ أَنَا، قَالَ: فَخُذْ هَذَا الْبَعِيْرَ، أَنَا عَدِيٌّ بَنُ حَاتِمَ، جَاءَ فِي حَاتِمَ فِي النَّوْمِ وَنَزَعَمَاتٍ قَرَا كَسَمَ بِنَاتِكُ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْمَلَكَ فَشَأْنُكَ وَالْبَعِيْرَ، وَدَفَعْنَا إِلَيْهِمُ وَالضُّوْءَ إِلَى هَذِهِ الْقَضِيَّةِ أَشَارَ ابْنُ دَارَةَ الْغَطَفَانِي فِي قَوْلِهِ يَمْدَحُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمَ

أَبُوكَ الْبُؤْسَانَةُ الْخَيْدِي لَمْ يَزَلْ
بِهِ تَقْضُوبُ الْأَمْثَالِ فِي الشَّعْرِيْنَا
قَرَى تَبَاؤَ الْأَضْيَا فَنَازِلُوَابِهِ

لَدُنَّ شَبَّ حَتَّى مَاتَ فِي الْخَيْدِ رَاغِبًا
وَكَانَ لَهُ إِذْ ذَاكَ حَيَا مَصْحَابًا
وَلَمْ يَقِرَّ تَبَرُّقْ قَبْلَهُ الدَّهْرُ رَاكِبًا

لغوی تحقیق

یرکض۔ رکض (رن، رکضاً۔ الفرض۔ ایٹ لگانا۔ رکضہ، حرکت، دھکا۔ اقرنا۔ امر حاضر ہے۔ قری رض، قری۔ الضیف، مہمان نوازی کرنا۔ قری، مہمان نوازی کرنا۔ قری، مہمان کا کھانا۔ ویکت مصیبت کے وقت بولا جاتا ہے۔ ویکل، ہلاکت۔ اجنہم اللیل، چھپانا۔ وارحلتاہ۔ واوندہ کیلئے ہے اور راحلہ مندوب ہے، اس کے آخر میں الف استغاثہ کا ہے اور ہا رسکتہ کیلئے ہے اور حرف ندا محذوف اور جواب ندا شعر ثانی اتیت یصبحک میں ہے۔ العشیرہ، قبیلہ۔ شتّام، بہت گالی دینے والا۔ شتہ (رن، رض) شتّام و شتّہ، گالی دینا۔ حفرة، گڑھا، قبر ج حفرة، حفرة (رض، حفرة) گڑھا کھودنا۔ حافرة، کھودی ہوئی زمین، ابتدائی حالت۔ صدت۔ صدی (دس) صدیا بہت پیاسا ہونا۔ صغت صبد، صاڈ، صدیان۔ ج صود۔ ہام تخفیف میم۔ اہل جاہلیت کے قعیدے کے مطابق ایک جانور ہے جو مردے کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے، نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ ایک جانور کا نام ہے جو مقتول کے سر سے نکلتا ہے اور مسلسل فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو، مجھے پانی دو یہاں تک کہ اس مقتول کا بدلہ لے لیا جائے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ الوہ ہے کہ وہ جس مکان پر بیٹھتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس قسم کے اعتقادوں کو غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لا طیر ولا ہامۃ بدشگونی اور ہامہ کوئی چیز نہیں ہے۔ البیت، سونے کا کمرہ۔ النعام، ج نعم، چوپایہ۔ اضیاف، ج ضیف، مہمان۔ فنقنا ہما، اعیام سے جمع تنکم ہے۔ عمدہ مال چھانٹ لینا، اختیار کرنا۔ تکوس (رن، کوسا۔ البعیر، ایک ٹانگ کے زخمی ہونے کی وجہ سے تین ٹانگوں پر چلنا۔ فی السیر، آہستہ چلنا۔ انتحروا۔ الرجل، خودکشی کرنا۔ نخرت، نخر۔ البہیمۃ، ذبح کرنا، سینہ پرارنا۔ اردفوا۔ اردافا، اپنے پیچھے سوار کرنا۔ ردہ (ن، وردن، ردنا، پیچھے ہونا، پیچھے سوار ہونا۔

ان الحكم الا لله

حکم نہیں ہے مگر خدا ہی کیلئے

لَمَّا فُتِحَتْ مَصْرَ اِثْنِ اَهْلِهَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حِينَ دَخَلَ يَوْمَ مِنْ اَشْهُرِ الْعِجَمِ فَقَالُوا يَا اَيُّهَا الْاُمَيَّاءُ
اِنْ لَنَمْلِكَنَّ هَذَا سَنَةً لَا يَجْرِي الْاَبْهَاءُ قَالُوا مَا ذَاكَ؟ قَالُوا: اِذَا كَانَ اَحَدُ عَشْرَةَ لَكَيْلَةً
يَخْلُو مِنْ هَذَا الشَّهْرِ عَمَدَنَا اِلَى جَابِرِيَّةَ بَكْرِ بْنِ اَبُو دِيهَا فَارْضِينَا اَبُو دِيهَا وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الشَّيَاطِ

والحلی افضل ما یكون ثم القینا ما فی هذا النیل، فقال لهم عمرو: ان هذا لا یكون ابداً فی الاسلام وان الاسلام یهدم ما كان قبله، فاقاموا والنیل لا یجری قليلاً ولا كثيراً حتى هموا بالجلأ، فلما رأى ذلك عمرو كتب الى عمر بن الخطاب بذلك فكتب له ان قد اصبحت بالذی قلت وان الاسلام یدم ما كان قبله وبعث بطاقتة فی داخل عتابه وكتب الى عمرو انی قد بعثت الیک بطاقتة فی داخل کتابی فألقها فی النیل فلما قدم کتاب عمر الى عمرو ابن العاص اخذ البطاقتة ففتحها فاذا فیها من عبد الله عمر بن الخطاب امیر المؤمنین الى نیل مصر فان كنت تجری من قبلک فلا تجر، وان كان الله یجربک فاسأل الواحد القهار ان یجربک فالقی البطاقتة فی النیل قبل الصلیب بیوم فاصبحوا وقد اجرا الله تعالی ستة عشر ذراعاً فی لیلته واحدۃ فقطع الله تلك الستة عن اهل المصر الى الیوم۔

لغوی تحقیق

عمر بن العاص بن وائل ابو عبد الله قرشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ سترہ میں مشرف باسلام ہوئے جاکر یہ بحر کنواری لڑکی، غیر شادی شدہ۔ بین البویہا: وہ لڑکی جو ماں باپ کی زندگی میں پرورش پائی ہو اور پروان چڑھی ہو کہ وہ ناز و نعمت میں پلنے کی وجہ سے تندرست اور فربہ ہوتی ہے۔ الحلی: زیورات۔ بہتم یعنی اسلام رسوم بالملہ کو مٹا دیتا ہے۔ الجلاء: جلّاء (جلّوا، جلاؤ الرجل عن بلدہ: شہر بدر کرنا۔ الامر: واضح کرنا۔ بطاقتہ: خط، لپٹر، رقعہ، پرچہ، برزہ۔ ج بطائق۔

توضیح

جب مصر فتح کیا گیا تو مصر کے باشندے حضرت عمر بن العاصؓ کے پاس آئے جبکہ عجم کے مہینوں میں سے ایک دن آیا تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارے نیل کا ایک طریقہ ہے وہ اسی سے جاری ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جب گیارہ راتیں اس مہینہ کی گزر جاتی ہیں تو ہم ایک جاریہ کا ارادہ کرتے ہیں (یعنی اسے حاصل کرتے ہیں) جو باکرہ ہو اور اپنے والدین کے درمیان پلی ہوئی ہوئی ہے، پھر اس کے والدین کو ہم راضی کرتے ہیں (کچھ دیکر کے) اور اس پر ہم کپڑے اور زیورات ڈالتے ہیں (پہناتے ہیں) بہتر جو ہو پھر ہم اسے اس نیل میں ڈالتے ہیں۔ تو ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا اسلام میں کبھی نہیں ہو سکتا، اسلام اپنے پہلے کی چیزوں (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے۔ تو وہ رکے رہے اور نہیں چلتا تھا کم نہ زیادہ یہاں تک کہ انھوں نے ارادہ کر لیا شہر بدر ہونیکا جب حضرت عمرؓ نے یہ (صورتحال) دیکھی تو حضرت عمرؓ کے پاس لکھ کر بھیجا اس (صورتحال) کے متعلق، تو حضرت عمرؓ نے انھیں لکھا کہ تم نے جو کہا وہ صحیح کہا اور اسلام اپنے قبل کی چیزوں کو (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے اور ایک پرچی بھیجی اپنے خط کے اندر اور حضرت عمرؓ کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس ایک پرچی بھیجی ہے اپنے خط کے اندر تو تم اسے دریائے نیل میں ڈال دو۔ جب حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمر بن العاصؓ کے پاس آیا تو انھوں نے اس پرچی کو کھول کر پڑھا تو اس میں اچانک (لکھا ہوا) تھا۔ اللہ کے بندے حضرت عمر بن خطابؓ امیر المؤمنین کی طرف سے مہر کے

نیل کجانب اگر تو اپنے طور پر بہتا تھا تو مت بہ، اور اگر اللہ تجھے جاری کرتا تھا تو میں اللہ واحد و تہا رہے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔ تو پرچی کو انھوں نے نیل میں ڈال دیا صلیب ایک دن قبل انھوں نے صبح کو اور اللہ نے جاری کر دیا تھا سولہ ذراع (گز) ایک رات میں، پھر اللہ نے اس طریقہ کو ختم کر دیا مصر والوں میں آج تک۔

صِفَةُ الْعَدْلِ

انصاف کی تعریف

قَالَ مُعَاوِيَةُ أَنِّي لَا أَسْتَعِينِي أَنْ أَظْلِمَ مَنْ لَا يَجِدُ نَاصِرًا عَلَيَّ إِلَّا اللَّهُ اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَامِرٍ عُرْوَةَ ابْنُ صَبِيحٍ عَلَى الْأَهْوَازِ فَلَمَّا عَزَلَهُ قَالَ لَهُ مَا جِئْتُ بِهِ؟ قَالَ لَهُ: مَا مَعِيَ إِلَّا مِائَةُ دِرْهَمٍ وَاثْوَابُ، قَالَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى بَلَدٍ أَهْلُهُ رَجُلَانِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ لَهُ مَالِي، وَعَلَيْهِمَا عَلِيٌّ وَرَجُلٌ لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ إِنْ أَصْنَعُ يَدِي قَالَ (الرَّادِي) فَأَعْطَا عَشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلْمُ ظِلَامَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

توضیح

حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا، میں جاکرتا ہوں کہ ظلم کروں اس شخص پر جو میرے خلاف مددگاری میں پاتا ہے مگر اللہ کو۔ ابن عامر نے عمر بن ابیجہ کو گورنر بنایا ہوا زکاجب ابن عامر نے انھیں معزول کر دیا ان سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو؟ تو انھوں نے ابن عامر کو جواب دیا کہ نہیں ہیں میرے ساتھ مگر سو درہم اور کچھ کپڑے۔ فرمایا کہ یہ کیسے؟ فرمایا کہ تم نے مجھے ایسے شہر کی جانب بھیجا کہ اس کے باشندے دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک مسلم، اس کیلئے وہ چیز مفید ہے جو میرے لئے اور جو چیز میرے لئے نقصان دہ ہے وہ ان کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جن کیلئے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ فرمایا، قسم خدا کی میں نہیں سمجھ سکا کہ میں اپنا ہاتھ کہاں ڈالوں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عامر نے انھیں بیس ہزار درہم دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ظلم تاریکیاں ہیں قیامت کے دن۔

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِمَا دُلِّيَ الْخِلَافَةَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ يَكْتُبَ إِلَيْهِ بِصِفَةِ الْأَمَامِ الْعَادِلِ فَكُتِبَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ رَحِمَهُ اللَّهُ أَعْلَمُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ الْأَمَامَ الْعَادِلَ قَوَامَ كُلِّ مَثَلٍ وَقَصْدَ كُلِّ جَانِبٍ وَصَلَاحَ كُلِّ قَاسِدٍ وَقُوَّةَ كُلِّ ضَعِيفٍ وَنُصْفَةَ كُلِّ مَظْلُومٍ وَمُفْرَعًا كُلِّ مَلْهُوفٍ وَالْأَمَامَ الْعَدْلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَالزَّاعِي الشَّفِيقِ عَلَى ابْنِهِ الرَفِيقِ الَّذِي يَرْتَادُ لَهَا أَطِيبَ الْمَرْغَى وَيَذْوَهَا عَنْ مَرَاتِعِ الْمَهْلَكَةِ وَيُجِيبُهَا مِنَ السَّبْعِ وَيَكْفِيهَا مِنْ أَذَى الْحَرِّ وَالْقَرْدِ وَالْأَمَامَ الْعَدْلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَالْأَبِ الْخَافِي عَلَى وَلَدِهِ، يَسْعَى لَهُمْ صَغَارًا وَيُعَلِّمُهُمْ كِبَارًا يَكْتَسِبُ فِي حَيَاتِهِ وَيُتَخَرَّجُ بَعْدَ مَمَاتِهِ.

لغوی تحقیق

تو ام، امور کا منظم، نگرانی کرنیوالا۔ قصد: استقامت، درمیانی چال۔ جائز۔ جائز (ن) جو راعی الطریق۔
 سبک جانا۔ علیہ: زیادتی کرنا۔ صفت جائز۔ ج جوڑہ۔ نصفہ: عدل و انصاف۔ مفزع: جلے
 پناہ۔ فزع (د) فزعاً منہ، گھبراہٹ (س) فزعاً: دہشت زدہ ہونا۔ مہووت: مصیبت زدہ۔ یرتاو۔ ارتیاؤ: چامنا۔
 راو (ن) روڈا الٹی: طلب کرنا۔ قری: چراگاہ، گھاس۔ یدو (ن) دوڈا: دور کرنا، ہٹانا۔ مراغ: ج مرتع: چراگاہ
 مہلکہ۔ مصکرمی ہے۔ سبآج۔ ج سبج: درندہ۔ خر: گرمی۔ قر: برودت۔ الحاقی: اسم فاعل ہے۔ حفی (س) حفاء
 حفاۃ، عزت و اکرام میں حد سے تجاوز کرنا۔

توضیح

حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھا جب خلافت انھیں ملی حضرت حسن بن ابوالحسن بصری کے پاس کہ ان کے پاس
 وہ لکھیں امام عادل کے اوصاف، تو حسن نے لکھا: امیر المؤمنین! آپ اتنا جان لیجئے کہ امام عادل کو اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے ہر کئی کی طرف مائل ہوئیوائے کیلئے سیدھا کر دینے والا بنایا، اور ہر ظلم کرنیوالے کو ٹھیک
 کرنیوالا بنایا، اور ہر فاسد کیلئے صلاح، اور ہر ضعیف کیلئے قوت، اور ہر مظلوم کیلئے انصاف، اور ہر مغرور کے لئے
 لمبا بنا دیا ہے۔ اور اے امیر المؤمنین! منصف امام اس شفیق نگران کی طرح ہے جو اپنے ادنیوں کے ساتھ شفقت اور نرمی
 کا معاملہ کرتا ہے اور ان کیلئے بہترین چراگاہ تلاش کرتا ہے اور انھیں دور رکھتا ہے ہلاکت میں ڈالنے والے جارے
 سے اور درندوں سے بچاتا ہے، اور گرمی سردی کی تکلیف سے الگ رکھتا ہے اور اے امیر المؤمنین! منصف امام اس شفیق
 باپ کی طرح ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتا ہے، ان کیلئے محنت و کوشش کرتا ہے بچپن میں اور انھیں
 تعلیم دیتا ہے بڑے ہوئے کے وقت اپنی زندگی بھر کا تہ ہے اور اپنے مرے کے بعد ان کے لئے ذخیرہ چھوڑ جاتا ہے۔

وَالْإِمَامُ الْعَدْلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَالْأَمِّ الشَّفِيقَةِ الْبُرَّةِ الرَّفِيقَةِ بَوْلْدَهَا حَمَلَتْ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كَرْهًا
 وَرَبَّتْهُ طِفْلًا تَهْمَرُ بِسَهْوَةٍ وَتَسْكُنُ بِسَكُونٍ تَرْضَعُهُ تَارَةً وَتَفْطِمُهُ أُخْرَى وَتَفْرَحُ بِعَانِيَتِهِ وَتَقْنَمُ
 بِشَكَائِهِ وَالْإِمَامُ الْعَدْلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَصِيَّ الْيَتَامَى وَخَازِنَ الْمَسَاكِينِ، يُرَبِّي
 صَغِيرَهُمْ وَيُؤْنِسُ عَبِيدَهُمْ وَالْإِمَامُ الْعَدْلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَالْقَلْبِ بَيْنَ الْجَوَائِحِ تَصْلَحُ الْجَوَائِحُ
 بِصِلَاحِهِ وَتُفْسَدُ بِفَسَادِهِ وَالْإِمَامُ الْعَدْلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ الْقَائِمُ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ عِبَادِهِ
 يَسْمَعُ كَلَامَ اللَّهِ وَيُسَوِّغُهُمْ وَيَنْظُرُ إِلَى اللَّهِ وَيُرِيهِمْ وَيُنْقَادُ إِلَى اللَّهِ وَيَقُودُهُمْ فَلَا تَكُنْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 فِيهَا مَلَكُوتُ اللَّهِ كَعَبْدٍ أَثْقَمَ سَيْدًا وَاسْتَفْظَمَ مَالَهُ قَبْدَ الْمَالِ وَشَرَّدَ الْعِيَالَ فَافْقَرَ أَهْلَهُ
 وَفَرَّقَ مَالَهُ، وَاعْلَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الْحُدُودَ لِيُزَجِّرَ بِهَا عَنِ الْخَبَائِثِ وَالْفَوَاحِشِ
 فَكَيفَ إِذَا تَأَهَا مِنْ يَلِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الْقَضَا صَحِيحًا لِعِبَادِهِ فَكَيفَ إِذَا قَتَلَهُمْ مَنْ يَقْتُلُ لَهُمْ

لغوی تحقیق

البرۃ یعنی بارہ۔ بر (ن) ص، برا، اچھا برتاؤ کرنا۔ والدہ: اطاعت کرنا۔ کرہ: دشواری۔ تفرج (س)

فرحاً، خوش ہونا۔ تغمتم۔ اغمماً، اداس ہونا۔ شکایتہ، بیماری۔ وصی، وصیت کرنے والا، جس کو وصیت کی جائے۔ ج اوصیاء، الیتامی ج یتیم، نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو۔ یتیم (ض، س، ک) یتیم، یتیم ہونا۔ خازن، جمع کرنے والا۔ ج خزینہ۔ خزن (ن) خزنہ۔ المال، اکٹھا کرنا۔ خزنوا (س) خزنوا (ک) خزانۃ اللہ، بدبودار ہونا۔ صفت خزین۔ یخون (ن) مکتونا، مؤنۃ، نان نفقہ برداشت کرنا۔ صفت مائن۔ الجواخج۔ ج جانح، پسلی۔ جج (ف، ن، ض) جنوحاً الیہ، متوجہ ہونا۔ اکتمنہ۔ امین بنانا بددانشی، منسر کرنا۔ شترہ، بھگانا، دھتکارنا۔ شرد (ن) شردا، شردا، شردا، بدکنا، بھگانا۔ علی اللہ، فرمانبرداری سے نکل جانا۔ صفت شارد۔ ج شردہ۔ یزجر (ن) زجر، منع کرنا۔ الفواش۔ ج فاشہ، بہت بری چیز۔

توضیح اور امام عادل اے امیر المؤمنین اس شفیق صالح اور مہربان مال کی طرح ہے جس نے بڑی تکلیف کے ساتھ اپنے بچے کو پیٹ کے اندر رکھا اور اس کو تکلیف کے ساتھ جنا، اور اس کو پچپن سے اس طرح پالتی ہے کہ اس کے بیدار رہنے کی وجہ سے خود بھی بیدار رہتی ہے اور اس کے سکون ہی سے وہ سکون پاتی ہے کبھی اس کو دودھ پلاتی ہے اور کبھی دودھ چھڑاتی ہے، اس کی غافیت سے خوش ہوتی ہے اور بیماری سے غم ہوتی ہے۔ اور منصف امام یتیموں کا نگران ہے، غریبوں کیلئے ذخیرہ کرنا ہے چوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کے نان و نفقہ کا بوجھ برداشت کرتا ہے، اور منصف امام دل کے مانند ہے پسلیوں کے درمیان کے تمام اعضاء اس دل کے ٹھیک رہنے پر ٹھیک رہتے ہیں اور اس کے بگڑنے سے بگڑ جاتے ہیں اور منصف امام قائم بین اللہ و بین العباد ہوتا ہے خدا کا کلام خود مستل ہے اور بندوں کو سنا ہے، اللہ کو وہ دیکھتا ہے اور بندوں کو دکھاتا ہے وہ اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے، بندوں کو اس کی فرمانبرداری کی طرف لاتا ہے امیر المؤمنین ان چیزوں میں جن کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے اس غلام کے مانند ہو جائے کہ جس کو اس کے مالک نے امانت دار سمجھا کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو تباہ کر دیا اور اہل عیال کو دھتکار دیا۔ نتیجہ اس کے گھر والوں کو فقیر و محتاج بنا دیا اور اس کے مال کو منتشر کر دیا اور اے امیر المؤمنین جان لیجئے کہ اللہ نے خباثت سے روکنے کیلئے حدود نازل کئے ہیں اور خواہشات سے۔ تو خدا اس کو گیموں غلاب نہیں دیگا جب حاکم ان برائیوں کو کرنے لگے۔ اللہ نے قصاص کو اپنے بندوں کیلئے باعث حیات بنا کر نازل کیا، تو کیا حال ہو گا جب ان کو وہی شخص قتل کر گیا جو ان کیلئے قصاص لینے والا ہو۔

وَ اذْكُرْ يَا امير المؤمنين الموتَ وَمَا بَعْدَهَا وَقُلْهُ اشْيَا عَلَيْكَ عِنْدَهُ وَ انصَارَكَ عَلَيْهِ فَتَزِدْ لَهُ وَلَهَا بَعْدَ مِنَ الْفَرْخِ الْاَكْبَرِ وَ اعْلَمْ يَا امير المؤمنين ! ان لك منزلا غير من ذلك الذي انت فيه كقول فيه تَوَاؤُكَ وَ يَفَارِقُكَ احْبَاؤُكَ يَسْلُمُونَكَ فِي قَعْرِهِ فَرِيدَا وَ حَيْدَا فَتَزِدْ لَهُ مَا يَصْغِبُكَ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْمَرُ مِنْ اَخِيهِ وَ اُمِّهِ وَ ابِيهِ وَ صَحَابَتِهِ وَ بَنِيهِ وَ اذْكُرْ يَا امير المؤمنين ! اِذَا بَعُثُوا مَا فِي الْقُبُورِ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ فَالْاَسْرَارُ ظَاهِرَةٌ وَ الْكُتَابُ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَ لَا كَبِيرَةً اِلَّا احْصَاهَا فَالان يَا امير المؤمنين ! و انت في مهل قبل حلول الاجل و القطاع الامل

لا تحکم بحکم الجاهلین ولا تسلک بهم سبیل الظالمین ولا تسلط المستکبرین علی المستضعفین فانہم لا یرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ فقبو باؤن اربک و اؤن اربک و تحمل ائقالک و ائقالک مع ائقالک ولا یغترک الذین یتعنون بمافیہ بوسلک و یا کون الطیبات فی دنیاسہم باذہاب طیباتک فی آخرتک لا تنظر لے قدرتک الیوم ولكن انظر لے قدرتک غدا وانت ما سور فی حباتک الموت وموقوف بین یدی اللہ فی جمیع من الملائکۃ والنبیین والموسلین وقد عنت الوجہ للہی القیوم انی یا امیر المؤمنین ! وان لم ابلغ بعظی ما بلغہ اولو النہی من قبلہ فلم اکت شفقتہ ونصحتہ فا نزل کتابی مدادی حبیبہ یسقیہ الادویۃ الکرمۃ لما یرجولہ فی ذلک من العافیۃ والصحتۃ والسلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لغوی تحقیق

اشباع - ج شیعہ : معین و مددگار - الفزع : گھبرا نا - فزع (د) : فزعاً منہ : خوف کرنا (س) : فزعاً : ہشت زدہ ہونا - فزع الکبر سے مراد فزع ثانیہ یا وہ وقت ہے جب موت کو فزع کیا جائے گا (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) ثوڑک - ثوی (ض) : ثوڑا، ثوڑا، المكان، فیہ بہ : ٹھہرنا، مقیم ہونا، اقامت کرنا - قعر : گڑھا، جہ تہور بستر، منتشر کرنا - لاغادر - مغادرہ : چھوڑنا، ترک کرنا - مہل : آسٹکی، نرمی - مہل (د) : مہلا، مہلہ، فی العمل : چین و سکون سے کام کرنا (س) : مہلاً : مہلائی میں سبقت کرنا - لا یرقبون (ن) : رقبوا، نگرانی کرنا، انتظار کرنا - ال - عہد - تبوہ (ن) : بوہا - الیہ : واپس ہونا - بالحق : اقرار کرنا - آوزار - جمع و زر : گناہ - لغزک - غزہ (ن) : غزاً و غزہ : دھوکہ دینا، بہبودہ امید دلانا - بوسک : بوس : شدت - جائل - ج حبلہ : پھندا - عنت (ن) : عتوا : اطاعت گزار ہونا، ذلیل ہونا - ہتی - ج نہیہ : عقل - لم آل - اُسے مضارع منکم مجزوم ہے : بمعنی کوتاہی کرنا - اصل میں آلو تھا (بالہزنین) اول کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہوئے اور ہمزہ ثانیہ کا ماقبل مفتوح ہے لہذا الف سے بدل دیا اور آخر کلمہ میں نے واحد جزم یعنی لم کی وجہ سے ساقط ہو گیا - مداوی - مداوۃ سے اسم فاعل ہے -

توضیح

اور اے امیر المؤمنین موت کو یاد کیجئے اور اس سے ما بعد کیلئے بہت بڑی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے - اور اے امیر المؤمنین یاد رکھئے کہ جس میں تو اسبہ اس کے علاوہ تیرا اور ایک گھر ہے جس میں تجھے طویل مدت تک رہنا ہے تجھے ایک گھرے میں اکیلا ڈاکر تیرے دوست و احباب علیحدہ ہو جائیں گے - تو تواب سامان تیار کر جو اس دن تیرے ساتھ رہنے والا ہو جس دن ہر شخص الگ ہو جائیگا، اپنے بھائی ماں باپ بیوی اور بچوں سے - اور وہ گھر پی یا در جب مردوں کو قبروں سے زندہ کیا جائیگا اور ظاہر کر دیا جائیگا جو دلوں میں پوشیدہ چیزیں ہیں ظاہر ہوں گی اور نامہ اعمال کسی چھوٹے گناہ نہ بڑے گناہ کو چھوڑ بیگا - اے امیر المؤمنین تو امید ختم ہونے سے اور موت کے آنے سے پہلے نرمی کر کر عالم کے ساتھ خلاف شرع حکم اور ظالمانہ سلوک نہ کر اور قوی لوگوں کو ضعیفوں پر مسلط نہ کر چونکہ وہ کسی سلمان کے حق میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا تو تیرے ہی سرادروں کے گناہوں کا بھی

و بال ہوگا اور تو اپنے بوجھ کے ساتھ اور بہت سے بوجھ اٹھائیگا اور تو ان کے دھوکہ میں نہ آجی چیزوں سے وہ راحت کی زندگی گذارتے ہیں ان میں تیرا نقصان ہے اور ایسے لوگوں کے دھوکہ میں نہ آ کہ جو دنیا میں مرے سے رستے ہیں تیری اخروی لذتوں کو متباہ کر کے آج اپنی طاقت کو نہ دیکھ بلکہ کل کی اپنی طاقت کو دیکھ اور تو موت کے جال میں مقید ہے اور تجھے اللہ کے سامنے، ملائکہ، نبیین اور مسلیں کے سامنے کھڑا کیا جائیگا اور حی قیوم کی ہستی کے سامنے چہرے چھپ جائیں گے۔ اور اے امیر المؤمنین! اگرچہ میں اپنی نصیحت کے ذریعہ اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں تک ارباب عقل و دانش پہنچے ہیں۔ اس سے پہلے تو میں نے آپ کے ساتھ شفقت اور خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی تو تم میرے خط کو اپنے دوست کے علاج کی جگہ اتارنا کہ جسے وہ تلخ دوائیں پاتا ہے اس بنا پر کہ وہ اس کیلئے ان دواؤں میں صحت و عافیت کی امید رکھتا ہے۔ اور اے امیر المؤمنین آپ پر سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمت و برکت۔

لَا يَضِيعُ اجْرُ مَنْ غَارِلَهُ

اس شخص کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔ جو اللہ کی کھیلنے وغیرت کرے

ذكر الحريري في الدلائل ان ابا العباس المبرد وذكر ان ابا عثمان المازني قصده بعض اهل الذمة ليقول عليه كتاب سيوبه وبذل له مائة دينار فامتنع ابو عثمان من قبول بذل له فقلت له جعلت فداك اترك هذه النفقة مع فائقك وشدة اضائك؟ فقال ان هذا الكتاب يشتمل على ثلاث مائة كذا اذ كان آية من كتاب الله تعالى ولست اري ان امكن منه ذميا غيلة على كتاب الله تعالى وحية له قال فاتفق ان غنت جارية بحضرة الواقفي بقول العرجي

أظلم إن مصابكم رجلا * اهدى السلام تحية ظلم

فاختلفت من بالحضرة في اعزاب رجل فمنهم من نصبه بان على انه اسمها ومنهم من رفعه على انه خبرها والجارية مصورة على ان شيخها ابا عثمان لقنها اياه بالنصب فامر الواقفي باحضارها قال ابو عثمان فلما مثلت بين يديه قال من الرجل؟ قلت من بني مازن قال من ابي الموازن؟ اما زن تميم ام مازن قيس ام مازن ربيعة؟ قلت من مازن ربيعة؟ فكلمني بكلام قومي وقال لي باسمك؟ يريد ما اسمك وهم يلقبون الميم ياء والباء ميما اذا كان في اول الاسماء فكرهت ان اجيبه على لغة قومي لئلا اواجهه بالمكر فقلت بكر يا امير المؤمنين!

فطن لما قصده وا عجب منه ثم قال ما تقول في قول الشاعر اظلم ان (البيت) اترفع رجلا ام تنصبه؟ قلت بل الوجه النصب قال ولم ذلك؟ فقلت ان مصابكم رجلا مصدرا بمعنى اصابكم فاخذ البيهقي في معارضتي فقلت هو بمنزلة قولك ان ضربكم زيد المظلم

فالتَّجَلُّ مفعولٌ بمصائبكم، ومنصوبٌ به، والدلیل علیہ ان الکلام معلقٌ اِلَّا اَنْ یقولَ "ظلم" فیتَم فاستخسَّ الواثقُ شِراً مری بالث دینار ودری مکرماً، قال ابو العباس فلما عاد الی البصوة قال: کیف رأیت؟ یا ابا العباس: ردّ دنا لله تعالی ما شاء، فَعَوَّضْنَا بِالْفِی -

نغوی تحقیق

غار (س) غیرۃ۔ الرجل، غیرت کھانا۔ صفت غنور۔ ج غیاری۔ الحریری، ابو القاسم بن علی بن محمد بن عثمان بصری، شہر بصرہ کے قریب نشان کے اندر ۳۳۴ھ میں پیدا ہوئے، نہایت ذکی، ہوشیار، نازک خیال، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، علم لغت، امثال نحو، معانی، بیان، بدیع میں اوج مقام رکھتے تھے۔ مقامات حریری اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے اس کے علاوہ درۃ الغواص فی ادبام الخواص، ملّۃ العرب وغیرہ بھی اپنے زیرِ قلم کی ہیں آپ کی وفات ۳۵۶ھ میں ہوئی ہے۔ ابو عثمان المازنی بکر بن محمد بن بقیہ عدوی بصری انتہائی بزرگ متقی و پرہیزگار اور اپنے وقت کے امام تھے، علم صرف کو سب سے پہلے آپ ہی نے مدون کیا، اس سے پہلے یہ علم نحو میں پیوست تھا، یزیدی آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، قاضی بکار بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ علم نحو میں سیبویہ کے بعد مازنی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، عقیدۃ مرجیہ کی طرف مائل تھے، بہت شاندار مقرر تھے کسی کو ان سے مناظرہ کی تاب نہ تھی۔ ایک دفعہ ان سے اہل علم کی بابت دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: اصحاب القرآن فیہم تخیلیط وضعف و اہل الحدیث فیہم خشور قاعدہ و الشعراء فیہم ہوج و الخاق فیہم نقل و فی رواۃ الاخبار الطرف علی النحو کتاب الالف واللام، کتاب التعریف، کتاب الدیباچ، کتاب ما یجمن فیہ العامة انھیں کی تصانیف ہیں جو ایک سے ایک عمدہ ہے۔ مازنی نے ۳۲۴ھ یا ۳۳۴ھ میں وفات پائی۔ اہل الذمہ، دارالاسلام میں معاہدہ کے ساتھ رہنے والے یہود و نصاریٰ وغیرہم۔ بذل (ن، ض)، بذل الشئ: دینا۔ جہد: بھرپور کوشش کرنا۔ العرجی: عرج ایک منزل ہے جو مکہ کے راستہ میں پڑتی ہے۔ الواثق: ابو جعفر بارون بن مقصم ابن بارون الرشید یہ ایک رومی کینز قراطیس کے لطن سے تھا ۳۹۶ھ میں مکہ کے راستہ میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ مقصم کی وفات کے روز یوم پنجشنبہ ۸ ربیع الاول ۳۲۴ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب واثق باشر رکھا گیا، اس کی عمر کا چھتیسواں سال تھا کہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا اور ۱۶ رذو الحجہ ۳۳۲ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا، مدت خلافت پانچ سال نو ماہ گیارہ دن رہی۔ العرجی: اس کے حالات مقدمہ میں بیان کئے جا چکے وہاں مراجعت کر لی جائے۔ اطلوم: ہمزہ ندائیہ ہے اور ظلم ظالم کا مبالغہ ہے جس سے مراد محبوب ہے مصائب۔ مصدر رسمی ہے: نشانہ پر تیر مارنا، درد مند بنانا۔ رجلاً مصائب کا مفعول یہ ہے اور موصوف ہے۔ اہل حق السلام تخیہ: جملہ صفت ہے، ظالم ان کی خبر ہے۔ مثلث (ک) مثلاً بین یدیه: روبرو کھڑا ہونا۔ مثلاً: افضل (ن) مثلاً: مانند ہونا۔ مثلاً: ام ماضیہ کی عبرتناک سنزائیں۔ ج مثلثات۔

توضیح

حریری نے درہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو العباس مبرونے بیان کیا کہ ابو عثمان مازنی کا ارادہ کیا بعض زمیوں نے تاکہ ان کے سامنے سیبویہ کی کتابیں پڑھیں اور ان کو سودینار دیں تو ابو عثمان نے ان کے اس

عطیہ کو قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے ابو عثمان سے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ چھوڑ رہے ہیں اس نفقہ کو اپنے فائدہ اور شدت تنگی کے باوجود، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ کتاب تین سو ایسی ایسی اللہ کی کتاب کی آیتوں پر مشتمل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی ذمی کو اس پر قدرت دوں اللہ کی کتاب پر غیرت اور اس کی حمیت کی وجہ سے۔ راوی نے بیان کیا کہ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک باندی نے واثق کی بارگاہ میں عربی کا قول گایا۔ شعر: اے ظالم یقیناً تمہارا ایسے شخص کو تکلیف دینا جس نے ہدیہ میں سلام بھیجا ظلم ہے: تو اختلاف کیا ان لوگوں نے جو مجلس میں تھے رجل کے اعراب میں، کچھ لوگوں نے اسے نصب دیا ان کی وجہ سے اس کا اسم واقع ہونے لگا بنا پر اور کچھ لوگوں نے اسے رفع دیا ان کی خبر کی بنیاد پر۔ اور باندی اس بات پر اڑ گئی تھی کہ اس کے شیخ ابو عثمان نے اسے نصب کی تلقین کی ہے تو واثق نے ابو عثمان کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ابو عثمان بنیان کرتے ہیں کہ جب میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے کہا کون شخص ہے؟ تو میں نے کہا بنی مازن سے تعلق رکھتا ہوں۔ پوچھا کون سے مازن سے۔ مازن تیم یا مازن قیس یا مازن ربیعہ سے۔ تو میں نے کہا مازن ربیعہ سے تو اس نے بات کی مجھ سے میری قوم کی بات چیت کے ساتھ اور مجھ سے کہا "باسمک" اس کا مقصد تھا ماسمک اور وہ لوگ مسمک کو بار سے بدلتے ہیں اور بار کو مسمک سے جبکہ اسماء کے شروع میں ہو۔ تو میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ میں اسے اپنی قوم کی زبان میں جواب دوں تاکہ میں اس کے سامنے نہ آؤں مگر کے ساتھ۔ تو میں نے کہا بکر اے امیر المؤمنین۔ تو اس نے سمجھ لیا میرے مقصد کو اور خوش ہوا، پھر اس نے کہا تم کیا کہتے ہو شاعر کے شعر کے بارے میں۔ شعر: کیا تم لفظ رجل کو رفع دیتے ہو یا نصب، تو میں نے کہا بہتر نصب ہے۔ اس نے کہا وہ کیوں؟ تو میں نے کہا کہ لفظ مصابحہم رجلاً مصحکاً ہے اصابتکم کے معنی میں۔ تو یزیدی نے مجھ سے مناظرہ شروع کیا میں نے کہا کہ وہ تمہارے قول ان ضربکم زیداً ظلم کے درجہ میں ہے تو لفظ رجل مصابحہم کا مفعول ہے جو اسی سے منصوب ہے اور دلیل یہ ہے کہ کلام معلق رہتا ہے مگر یہ کہ ظلم کا لفظ ہے تو تام ہو جاتا ہے تو اسے واثق نے مستحسن قرار دیا پھر مجھے ایک ہزار دینار دیئے کا حکم دیا اور مجھے عزت کے ساتھ لوٹا دیا۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ جب وہ بصرہ لوٹے تو انہوں نے پوچھا آپ نے کیا دیکھا اے ابو العباس اللہ تعالیٰ کیلئے ہم نے تجھ کو شرفیاں واپس لیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ہزار شرفیاں دیں۔

نَبَذَ مِنْ ذِكْرِ الْحَجَّاجِ

حجاج کا مختصر سا تذکرہ

يَقَالُ إِنَّ الْحَجَّاجَ بَعْدَ قَتْلِ ابْنِ الزَّبِيرِ ذَهَبَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَعَلَى وَجْهِهِ لثَامٌ فَرَأَى شَيْخًا خَارِجًا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَسَأَلَ عَنْ حَالِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: شَرُّ حَالٍ قَتْلُ ابْنِ خُوَارِزْمِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْفَاجِرُ الْعَيْنِ الْحَجَّاجُ عَلَيْهِ، لَعَنَهُ اللَّهُ وَرُسُلُهُ مِنْ

قلیل المراقبة لله فغضب الحجاج غضباً شديداً ثم قال: أيها الشيخ القرون الحجاج إذا رأيتني
 قال نعم، ولا عرفه الله خيراً ولا وقاه ضيراً، فكشف الحجاج اللثام عن وجهه وقال ستعلم
 الآن إذا سألت وملك الساعة، فلما تحقق الشيخ أنه الحجاج قال: ان هذا هو العجب
 يا حجاج! أنا فلان أصير من الجنون في كل يوم خمس مرات فقال الحجاج لا شفى الله
 إلا بعد من جنونه ولا عافاه، وخلص هذا من يد الحجاج من العجب لأن أقدم
 على القتل ومبادرته اليك امر لم يتقل مثله عن أحد وكان يخبر عن نفسه، ويقول: ان اكابر
 لذاته سفك الدماء قال بعضهم: والا صل في ذلك انه لما ولد لم يقبل ثدياً فتصور لهم
 ابليس في صورة الحارث بن كلدة طبيب العرب وقال اذبحوا له تيساً اسود والحقوه من
 دمه واكملوا به وجهه ففعلوا به ذلك فقبل ثدي امه ودكرانه اثنى اليه بامرأة
 من الخواهرج فجعل يكلمها وهي لا تنظر اليه ولا ترد عليه كلاماً فقال لها بعض اعوانه يكلمك
 الامير وانت معرضة فقلت اني استعبي ان انظر الي من لا ينظر الله اليه، فامر بها فقتلت، و
 قد احصى الذي قتل بين يديك صابراً فبلغ مائة الف وعشرين الفا.

لغوی تحقیق

نبتہ: شی کا حصہ، گوشہ، ٹکڑا۔ ج نبتہ۔ نبتہ (رض) نبتہ الشیء: پھینک دینا۔ العبد: توڑ دینا۔
 الحجاج: مشہور و معروف ظالم شخصیت کا نام ہے، اس کی کنیت ابو محمد اور والد کا نام یوسف بن
 الحکم ہے۔ اس کی ولادت ۷۵ھ میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی، عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق اور خراسان
 کا گورنر تھا، عبدالملک کے انتقال کے بعد جب ولید بن عبدالملک ولیعہد ہوا تو اس نے بھی اس کو مذکورہ بالا عہدہ
 پر برقرار رکھا، حجاج کی ستم رسانی و خونریزی کے واقعات دنیا کے عجائبات میں سے ہیں۔ تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ
 اس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو اپنی حکومت کے دوران ظلم و قتل کرایا ہے، لڑائیوں کے مقتولین اس کے
 علاوہ ہیں، حجاج خود کھارتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شے خونریزی، قتل و غارتگری ہے۔ اس نے صحابہ کرامؓ
 پر جو ظلم توڑے اس کا ادنیٰ نمونہ ہے کہ عتبہ بن عمر، عتبہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا، حرم مکہ میں کشت و خون کیا، خانہ کعبہ
 پر منجیق سے گولہ باری کی جس کے سبب حرم شریف کے پردے جل گئے۔ سب سے اخیر میں جن بزرگ کو اس نے شہید کیا
 وہ سعید بن جبیرؓ بن عباسؓ کے شاگرد رشید تھے۔ حجاج کے پیٹ میں سخت تکلیف ہوتی تھی عارضہ کی تشخیص میں
 آراء کا اختلاف ہوا، ایک ماہر طبیب کہا پیٹ میں کیڑے پڑ گئے ہیں چنانچہ ایک دھاگہ میں گوشت کا ٹکڑا باندھ کر اس
 کے حلق میں ڈالا اور دیر تک یوں ہی رکھا پھر اس کو نکالا تو اس میں سیکڑوں کیڑے لپٹے ہوئے تھے، حجاج تو غضب
 خداوندی میں مبتلا تھا اس کو کوئی دوا کیونکر مفید ہوتی، اس کی حالت یہ تھی کہ اس کے قریب آگ جلائی جاتی
 تھی تو کچھ سکون ہوتا تھا مگر اس کو درد سے آگ کی حرارت کا بالکل احساس نہ ہوتا تھا، یہ مظالم توڑنے کا غم

تھا جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوقات کو دکھادیا یہ ہر آن کرستم خیرے برکشید : فلک ہم بیاں خوش مرید
 حجاج نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے منع کیا تھا کہ اولیاء اللہ
 سادات کو نہ ستا تو نے اتر از کیا نہیں، یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ حجاج نے کہلا بھیجا کہ آپ صحت کی دعا نہ کیجئے میری یہ آرزو بھی
 نہیں ہے، آپ یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ جل سے جلد موت دیدے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے، حسن بصریؒ یہ سنکر
 بہت روئے۔ حجاج پندرہ روز تک اسی حالت میں رہا اور شہر واسط میں جو سترھمہ میں اسی نے آباد کیا تھا ۴۵ سال
 کی عمر میں ۹۵ھ میں مر گیا۔ جب اس کے مرنے کی کیفیت حضرت حسن بصریؒ کو پہنچی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے
 اس کی قبر کو زمین کے برابر کر کے اس پر پانی بہا دیا تاکہ پتہ نہ لگے۔ ابن زبیر، عبداللہ بن زبیر بن العوام مشہور صحابی
 ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں۔ آپ کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوپتی زاد
 بھائی ہیں، آپ کی دادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی اندر آپ کے دادا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ ہجرت
 کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے ایسا ستر کر دیا ہے کہ مہاجرین کے اولاد نہیں ہوگی۔ حسن اتفاق سے چھ ماہ
 تک ایسا ہی ہوا مگر سال کے اندر ہی حضرت عبداللہؓ کی پیدائش ہوئی تو صحابہ نے فرط مسرت میں مغرور تکبر ملن کیا۔ ولادت
 کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپ نے کھجور جاکر ان کے منہ میں ڈالی اور دعا خیر کی۔ آپ کی
 شہادت حجاج کے لشکر کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں حرم کے اندر جمادی الاول ۳۳ھ میں ہوئی، حجاج نے بی بی اسماء
 کے ساتھ سخت کلامی اور عبداللہؓ کی نقش کے ساتھ کمال بے صبری کی۔ لثام، نقاب، ڈھانٹا، کپڑا جو ناک اور اس کے
 ارد گرد لپیٹا جلے۔ ج لثم۔ لعائن قال الشیخ فی الحاشیۃ تبعت کتب اللغۃ من الاقرب والقاموس والمنہی الی عنہی فلم
 اجد فی شیئ منها ولعل اللعائن جمع لعنة علی غیر قیاس انتہی۔ من قلیل، کلمہ من تعلیل ہے اور محذوف سے متعلق ہے
 ضییر، نقصان۔ اصرع، مرگی ہونا۔ سفک الدما، خونریزی۔ سفک (رض) سفکا، الدم، خون بہانا۔ ثدیا، پستان۔
 ج ثدی۔ ثدی (س)، ثدی، تر ہونا۔ ثدیاء، بڑی پستان والی عورت۔ حرث بن کلدہ۔ اس کا بیان مقدمہ میں آچکا
 ہے۔ یمینا، بکرا، نہرن۔ ج تیوس، اتیاس۔ العقوہ۔ العاقا، چٹانا۔ لعن (س) لعنا، لعنة، چاٹنا، لعنة، چچہ بھر
 چیز۔ لعوق، ہر وہ چیز جو چاٹی جا سکے۔ ملعنة، چچہ۔ ج ملاعق۔ اطلوا۔ طلی (رض) طلیا، ملنا۔ اعوان۔ ج عون، مددگار۔
 کہا جاتا ہے کہ حجاج حضرت عبداللہؓ ابن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد مدینہ گیا درالحالیکہ اس کے چہرے
 پر نقاب تھا، تو اس نے ایک بوڑھے کو مدینہ سے باہر دیکھا، اس سے مدینہ والوں کا حال پوچھا۔ تو اس
 نے کہا بہت برا حال ہے، حواری نبیؐ کے صاحبزادے کو قتل کر دیا گیا۔ حجاج نے پوچھا کس نے قتل کیا؟
 کہا ملعون فاسق و فاجر حجاج نے، اس پر اللہ اور اللہ کے رسولوں کی لعنتیں ہوں وہ اللہ کے حکم کا خیال نہیں رکھتا۔
 حجاج بہت خفا ہوا پھر کہنے لگا: او! بوڑھے تو حجاج کو دیکھنے کے بعد کیا پہچان لیا؟ تو اس نے کہا ہاں، اور اللہ
 حجاج کو خیر سے آشنا نہ کرے اور اسے تنگی سے نہ بچائے تو حجاج نے نقاب اٹھائی اور کہنے لگا، ابھی تو جان
 لیا کہ جب تیرا خون بہنے لگے گا۔ جب شیخ کے سامنے حقیقت کھل گئی کہ یہ حجاج ہے تو اس نے کہا تو بہت عجب بات

توضیح

اے حجاج میں فلاں جنوں کی وجہ سے ہر دن پانچ مرتبہ مرگی میں مبتلا ہوتا ہوں۔ تو حجاج نے کہا جانتھے اللہ شفاء نہ دے اور صحت نہ عطا کرے جنوں سے اور اس کا جھٹ جانا حجاج کے ہاتھ سے بہت عجیب بات ہے کیونکہ حجاج کے قتل کیلئے اقام اور سبقت ایسی بات ہے کہ اس کی طرح کسی اور کے بارے میں منقول نہیں ہے، وہ اپنے بارے میں کہا کرتا تھا کہ سب سے زیادہ لذیذ چیز خونوں کا بہانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اس سلسلہ میں دراصل بات یہ ہے کہ جب یہ پیدا تو اس نے رشتہ ان کو قبول نہیں کیا تو اس کے گھر والوں کے سامنے ابلیس عرب کے طبیب حرمث ابن کلدہ کی شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ اس کے لئے سیاہ بکرا ذبح کرو اور اس کا خون اسے چٹاؤ اور اس کے چہرے پر رک دو انھوں نے جب ایسا کیا تو اس نے اپنی ماں کے پستان کو قبول کیا۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک خارجیہ اس کے پاس لائی گئی تو وہ اس سے بات کرنے لگا اور وہ عورت اس کی طرف دیکھتی نہیں تھی اور اس کی بات کا جواب نہیں دیتی تھی تو اس عورت سے حجاج کے بعض حاشیہ نشینوں نے کہا کہ خلیفہ تم سے بات کر رہے ہیں اور تو اعراض کر رہی ہے تو اس نے کہا میں حیا کرتی ہوں اس شخص کو دیکھنے سے کہ جس کی طرف اللہ نظر نہیں کرتا، تو حجاج نے حکم دیا اس کے قتل کر دینے کا، عورت کو قتل کر دیا گیا اور ایسے لوگ جو حجاج کے سامنے ظلم اقل کئے گئے انھیں شمار کیا گیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی۔

رَبِّ اِنْخَ لَمْتَلَا اُمَّلَكَ

بہت سے بھائی ایسے ہیں کہ انکو نہیں جانتا ہساری آن

اتفق انہ کان شاعرًا من العجم يُعرف بالغسانی وقد علي احمد بن مروان وكان عادتہ اذا وفد عليہ، ليكرمہ، وينزلہ، ولا يستخفروا الا بعد ثلثة ايام، واتفق ان الغسانی لم يكن اعد شعرا بمدحہ، به ثقہ بنفسہ، فاقام ثلاثۃ ايام ولم يفتح عليہ بشئ، فاخذ قصيدۃ من شعر ابن اسد ولم يغير منها غير الاسم، فغضب الامير وقال هذا الاعجمي يسخر منا وامران يكتب بذلك الى ابن اسد فاعلم الغسانی بعض الحاضرين بذلك فحضر الغسانی غلامًا جلدًا الى ابن اسد يدخل عليه ويعرفه العذر فوصل الغلام الى ابن اسد قبل وصول قاصد ابن مروان، فلبث علم ذلك كتب الجواب الى ابن مروان انه لم يقف على هذه القصيدة ابداً، ولم يرها الا في كتابه فلما وقفت ابن مروان على الجواب ساء على السامعي وسبوا وقال انما نريد اساءة في بين الملوك شتم احسن الی الغسانی واكرمه غاية الكرام وعاد الى بلادہ فلم يمض على ذلك مدۃ، حتى اجتمع اهل ميثا فارقين ودعوا ابن الاسد علي ان يوقر دة عليهم واقمت الخطبة للسلطان ملك شاه واسقاط اسم ابن مروان، فاجابهم الى ذلك وحشد ابن مروان ونزل على ميثا فارقين فاعجز امرها، فسيروا الى نظام الملك والسلطان، يستملهما، فانفذ اليه جيشاً، ومدد مع الغسانی

الشاعر وكان قد تقدم عند السلطان فصدقوا الحمله على ميا فارقين فملكوها عنوة وقبض على ابن اسد وجئ به الى ابن مروان فامر بقتله فقام الغسانی وجرود العنابية في الشفاعة حتى خلاصته وكفله بعد عناء شديد ثم اجتمع به وقال تعرفني؟ قال: لا والله، ولكن اعرفت انك ملك من السماء من الله على بك لقاء مهجني، فقال: انا الذي اذعيت قصيدتك وسادت على وما جزاء الاحسان الا الاحسان، فقال ابن اسد: ما سمعت بقصيدة محمدت، فنفت صاحبها الا هذه فجزاك الله خيرا، وانصرف الغسانی من حيث جاء.

لغوی تحقیق

ابن اسد مصری ظریف و خوش طبع شاعر تھا، شیخ صلاح الدین نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے قاہرہ میں بارہ ملاقات کی ہے اور اس کے اشعار سنے ہیں۔ اس نے شاشات خلیج، زوائد، نوادر امثال وغیرہ میں کتابیں بھی لکھی ہیں جو قاہرہ میں موجود ہیں۔ ۳۲۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یسخر (س) سخر، سخر، سخر، سخر، منہ، منہ، منہ مذاق کرنا، ٹھٹھا کرنا، جلد مضبوط، قوی۔ ج اجلا۔ الساس، چغلیو۔ ميا فارقين۔ ميا، ایک لڑکی کا نام تھا اسی نے شہر ميا فارقين بنایا تھا، اس نے اس کو ميا فارقين کہتے ہیں، اس سے پہلے اس کا نام "مدینۃ الشہداء" تھا۔ حشد (دش)، حشد، الشی، جمع کرنا۔ مراد لشکر کشی۔ نظام الملک، حسن بن علی بن اسحاق بن عباس، کنیت ابو علی، لقب نظام الملک قوام الدین تھا، بروز جمعہ ۲۱ رزد القعدہ ۵۸۵ھ کو نو قان ضلع طوس میں اس کی ولادت ہوئی۔ طوس مردم خیز جگہ ہے یہاں نظام الملک، غزالی، فردوسی تین بڑے مشہور شخص گزرے ہیں، کسی کا شعر ہے: ہر دیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود چوں نظام الملک و غزالی و فردوسی بود۔ نظام الملک وزیر سلطنت عالم دین قدر شناس آدمی تھا، اس کی مجلس ہمہ وقت علما، کبار اور صوفیاء مدارا و اہل ادب سے سمجھی رہتی تھی۔ اس نے نظامیہ یونیورسٹی کی ۵۸۵ھ میں بنیاد رکھی جس کی تکمیل ۵۹۹ھ میں ہوئی، اس یونیورسٹی کیلئے تین کروڑ سالانہ کی جاگیر وقف کی۔ حدیث شریف کے درس میں طالب علمانہ طور سے حاضر ہوتا، کبھی خود بھی روایت کیا کرتا اور کہا کرتا کہ میرا شمار راویان حدیث میں ہوگا، جس وقت اذان کی آواز سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مشغول کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا اور نماز کے بعد اس کو انجام دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عقل و تدبیر کے ذریعہ سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہاں داری پر فارسی زبان میں سیاست نامہ اسی کی تصنیف کردہ ہے جو آج تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے۔ ۶۰۱ھ رمضان ۵۸۵ھ میں ایک بالٹی ملی نے قتل کر دیا، اس سازش میں تاج الملک خسرو بھی شامل تھا۔ ابو الہیجا مقاتل ابن عطیہ نے مرثیہ میں یہ قطعہ کہا ہے

کان الوزير نظام الملک لؤلؤة یتمہ صاغہ الرحمن من شرف

عرفت فلم تعرف الا یام قیمتها فرقہا غیر منہ الی الصدق

ترجمہ:- نظام الملک ایک نفیس موتی تھا جس کو رحمن نے دریا و شرف سے نکالا تھا۔ اس نے دنیا کو اپنی آب

تاب دکھائی لیکن دینے اس کی قدر و قیمت نہ پہچانی اس لئے غیرت الہیہ نے اس کو پھر صدف ہی میں رکھ دیا۔ ملک شاہ، اتر ابن الپ ارسلان ابن داؤد ابن میکائیل بن سلجوق، جس کی ولادت ۳۴۳ھ میں ہوئی، حد درجہ انصاف و درندہ راہ عالیشان بلند حوصلہ بادشاہ تھا، آل سلجوق میں اس کا عہد سہر اعتبار سے نرالا ہے۔ جس طرف اس نے رخ کیا کامیابی حاصل کی، انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا، ان کے ملک میں جا بجا پچاس منبر قائم کئے، قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی، اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے اور اس کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی۔ یستمد، استمداد، مدد طلب کرنا۔ غنۃ (ن) زبردستی یا صلحاً لے لینا۔ غناؤ، لہ: جھکنا (س) ٹھکنا۔ مہجہ: روح، ہرشی کا بہترین اور خالص حصہ۔ ج مہجہ۔ ج مہجہ (د) ہنجا: بیماری کے بعد چہرہ پر رونق آنا، مجدد (د) مجد، جودا، جھٹلانا، کفر کرنا۔ صفت جاحد (ض) محو، الشیء کم ہونا۔

توضیح

اتفاق ایسا ہوا کہ ایک عجمی شاعر جو غسانی کے ساتھ مشہور ہے احمد بن مردان کے پاس آیا۔ اور احمد بن مردان کی عادت یہ تھی کہ جو شاعر اس کے پاس آتا تھا تو اس کا وہ اکرام کرتا تھا اور اسے ٹھہراتا تھا اور اسے تین روز سے پہلے نہیں حاضر کرتا تھا اور اتفاق ایسا ہوا کہ غسانی اس کی مدح میں کوئی شعر تیار نہیں کیا تھا اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے۔ تو وہ تین دن تک مقیم رہا اور اس پر کوئی چیز نہیں کھولی گئی تو اس نے ابن اسد کے شعر کا ایک قصیدہ لیا اور نام کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی، تو امیر کو غصہ آیا اور کہا کہ یہ عجمی ہم سے مذاق کرتا ہے اور حکم دیا کہ اس کے بارے میں ابن اسد کو لکھ دیا جائے۔ حاضرین میں سے کسی نے غسانی کو اس کی اطلاع دی تو غسانی نے ایک چالاک لڑکے کو محمد ابن اسد کے پاس بھیجا جو اس کے پاس جا کر عذر بتائے۔ ابن مردان کے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی ابن اسد کے پاس لڑکا پہنچا، جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے ابن مردان کو جواب میں لکھا کہ میں اس قصیدے کو کبھی بھی نہیں جانا اور نہ اس کو دیکھا مگر آپ کے خط میں، جب ابن مردان جواب پر واقف ہوا تو اس نے چغندر کو برا بھلا کہا اور اس کی مذمت کی اور کہا تم بادشاہوں کے درمیان میری مذمت چاہتے ہو پھر غسانی کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کا بہت اکرام کیا اور غسانی اپنے شہر لوٹ آیا، اس پر کوئی خاص مدت نہیں گذری تھی کہ میا فارقین واپس جمع ہوئے اور انھوں نے ابن اسد کو دعوت دی اس بات کے لئے کہ وہ اپنے اوپر اسے مقرر بنائیں اور سلطان ملک شاہ اور ابن مردان کو گرانے کے لئے تقریر تیار کی گئی تو ابن اسد نے اس بات کو قبول کر لیا اور ابن مردان نے فوج اکٹھا کیا اور میا فارقین پر چڑھ آیا لیکن اس کو عاجز کر دیا میا فارقین کے معاملہ میں، اس بنا پر نظام الملک اور ملک شاہ کے پاس مدد کی درخواست بھیجی۔ انھوں نے غسانی شاعر کے ساتھ امداد کا فوجی دستہ روانہ کر دیا اور وہ پہلے ہی آیا ہوا تھا ملک شاہ کے پاس، تو انھوں نے بہت شدید حملہ کیا میا فارقین پر اور اس پر غلبہ ملکیت حاصل کر لی اور ابن اسد کو گرفتار کر کے ابن مردان کے پاس لایا گیا، ابن مردان نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا تو غسانی کھڑا ہوا اور اس نے توجہ کو خالی کر دیا سفارش کے سلسلہ میں یہاں تک کہ اس کو چھڑا لیا اور اپنی کفالت میں لے لیا، بہت ہی پریشانی کے بعد، پھر غسانی اس سے ملا اور کہنے لگا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ کہا نہیں قسم خدا کی لیکن میں جانتا ہوں کہ تو آسمان کا فرشتہ ہے اللہ نے مجھ پر تیرے ذریعہ احسان

کیا، میری جان باقی رکھو تو اس نے کہا میں ہی ہوں کہ تمہارے قصیدہ کو اپنی جانب منسوب کیا تھا اور تو نے مجھ پر پردہ پوشی کی اور نہیں ہے احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ۔ تو ابن اسد نے کہا میں نے نہیں سنا کہ کسی قصیدہ کا انکار کیا گیا پھر بھی اس قصیدہ نے صاحب قصیدہ کو نفع پہنچایا ہو سوائے اس قصیدہ کے۔ الشریح تجھے جزاء خیر دے، اور غسانی جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ گیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوَّادٍ قَالَ: قَالَ لِي الرَّبِيعُ الْحَاجِبُ، أَلَمْ يَكُنْ أَنْ تَسْمَعْ حَدِيثَ ابْنِ هُبَيْرَةَ مَعَ مُسْلِمَةَ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: فَارْسِلْ لِحَصْرِي كَانَ لِمُسْلِمَةَ يَقُومُ عَلَيَّ وَضُوءُهُ فَجَاءَهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا حَدِيثُ ابْنِ هُبَيْرَةَ مَعَ مُسْلِمَةَ قَالَ: كَانَ مُسْلِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَتَوَضَّأُ وَيَتَنَفَّلُ حَتَّى يَصْبَحَ فَيَدْخُلُ عَلَى أُمِّهِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَتَى لِاصْبَتِ الْمَاءَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ إِذْ صَاحَ صَاحٌّ مِنْ وِزْرَاءِ الرَّوَّاقِ، أَنَا بَالِ اللَّهِ وَبِالْأُمِّيرِ فَقَالَ مُسْلِمَةُ صَوْتُ ابْنِ هُبَيْرَةَ أَخْرَجَ إِلَيْهِ فُخْرِجَتِ إِلَيْهِ وَرَجَعَتْ وَ أَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَدَخَلَ فَادَّارَ رَجُلٌ يَمِيدُ نَفْسًا فَقَالَ أَنَا بَالِ اللَّهِ وَبِالْأُمِّيرِ قَالَ: أَنَا بَالِ اللَّهِ وَأَنْتَ بَالِ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ، أَنَا بَالِ اللَّهِ وَبِالْأُمِّيرِ قَالَ أَنَا بَالِ اللَّهِ وَأَنْتَ بَالِ اللَّهِ حَتَّى قَالَهُمَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ، أَنَا بَالِ اللَّهِ، فَسَكَتَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ لِي أَنْطَلِقْ بِهِ فَوَضَّعْتُ لِي صَبْلًا ثُمَّ أَعْرَضَ عَلَيَّ، أَحَبَّ الطَّعَامَ إِلَيْهِ فَاتَ بِهِ وَافْرَشَ لَهُ فِي تِلْكَ الصَّفَةِ لَصَفَةِ بِلَدِي بِوَتِ النِّسَاءِ وَلَا تَوَقَّظْ حَتَّى يَقُومَ مَعِي قَامَ فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ فَتَوَضَّأُ وَصَلَّى وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ الطَّعَامَ فَقَالَ شَرِبْتُ سَوِيْقَ فَشَرِبَ وَفَرَشْتُ لَهُ فَنَامَ وَجِئْتُ إِلَى مُسْلِمَةَ فَأَعْلَمْتُ، فَعَدَّ إِلَى هَشَامٍ فَجَلَسَ عِنْدَهُ حَتَّى إِذَا حَانَ قِيَامُهُ، قَالَ يَا أُمِّيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِي حَاجَةٌ قَالَتْ قَضَيْتُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ فِي ابْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ: رَضَيْتُ يَا أُمِّيرَ الْمُؤْمِنِينَ، ثُمَّ قَامَ مُنْصَرِفًا حَتَّى إِذَا كَانَ إِذَا نَخْرَجَ مِنَ الْإِيوَانِ رَجَعَ، فَقَالَ: يَا أُمِّيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا عَوَدْتُ لِي أَنْ تَسْتَشْنِي فِي حَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِي، وَإِنِّي أَنْ أَعْرِضُ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّكَ أَحْدَثْتَ عَلَيَّ الْإِسْتِثْنَاءَ قَالَ لَا اسْتَشْنِي عَلَيْكَ قَالَ فَهُوَ ابْنُ هُبَيْرَةَ فَعَفَا عَنْهُ.

لغوی تحقیق

مسلمہ بن عبد الملک بن مروان۔ سلطنت امویہ میں مشہور فاضل حکمران تھا، ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے جہین لیتا تھا اس نے جو قلعے لئے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں قلعہ طوانہ، عمودہ، مرقلہ، قمنیہ، سطیہ، طرسوس وغیرہ۔ عبد الملک کی جانب سے جزیرہ اور آذربائیجان کا گورنر تھا اور اسی نے مسلمہ میں یزید بن مہلب بن ابی صفہ کو قتل کیا ہے۔ اس کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی ہے۔ رواق: بالا خانہ، سائبان، برآمدہ اور بقول مطرزی چھت سے لیکر نیچے تک کا پردہ۔ ج آرواق: رواق (دن) رواقا الشراب: صاف ہونا۔ رواقناہ الشی: پسند کرنا۔ میمد (ض) میدا، میدان، جھنگ، ہلنا۔ صفت مائدہ ج میدی۔ نغاس: اونگھ۔ نفس (د) نفسا، الرجل: اونگھنا، سوتلی: ستو۔ حان (ض) حینونہ: وقت کا آنا۔ حین: وقت۔ ج احیان۔ ایوان محل۔ ج اداوین۔

توضیح

اور عبداللہ ابن سوار سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ربیع دربان نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ ابن ہبیرہ کا واقعہ سے مسئلہ کے ساتھ۔ میں نے کہا، ہاں، اس نے کہا تو پھر خصی کو بلوائے جو مسئلہ کو وضو کرانا تھا تو خصی اس کے پاس آیا، اس نے کہا کہ ہم سے ابن ہبیرہ کا مسئلہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا بیان کرو تو خصی نے کہا کہ مسلمہ ابن عبد الملک مات کو اٹھ کر وضو کر کے صبح تک نفلیں پڑھتا تھا پھر امیر المؤمنین کے پاس جاتا تھا، میں اس کے ہاتھوں پر رات کے اخیر حصہ میں وضو کے وقت پانی بہا رہا تھا کہ اچانک محل کے پیچھے سے کسی نے آواز لگائی "انا باللہ و بالامیر" تو مسلمہ نے کہا ابن ہبیرہ کی آواز ہے، اس کے پاس نکل کر جاؤ! میں نکل کر گیا اور میں نے لوٹ کر اسے بتایا تو مسلمہ نے کہا اسے اندر بلاؤ۔ وہ اندر آیا تو وہ ایسا شخص تھا کہ نیند کی وجہ سے ادھر ادھر ڈول رہا تھا پھر اس نے کہا انا باللہ و بالامیر تو مسلمہ نے کہا انا باللہ و انت باللہ پھر اس نے کہا انا باللہ و بالامیر تو مسلمہ نے کہا انا باللہ و انت باللہ یہاں تک کہ تین مرتبہ کہا پھر اس نے کہا انا باللہ پھر چپ ہو گیا۔ مجھ سے مسلمہ نے کہا اسے لے جاؤ وضو کرنا کہ وہ نماز پڑھ لے پھر اس کے سامنے عمدہ کھانا پیش کرو پھر اس کے پاس آنا اور اس کیلئے اس چبوترے پر جو عورتوں کے گھر کے سامنے ہے بچھا دینا اور اس کو جگانا مت جب تک کہ وہ نہ اٹھے تو میں اسے لے گیا، اس نے وضو کیا اور نماز پڑھا اور میں نے کھانا پیش کیا تو اس نے کہا کہ ستون کا شربت ہونا چاہئے۔ پھر اس نے ستون کا شربت پی لیا اور میں نے اس کیلئے بچھا دیا پھر وہ سو گیا، اور میں مسلمہ کے پاس آیا تو میں نے اسے بتایا پھر وہ ہشام کے پاس آیا اس کے پاس بیٹھا یہاں تک کہ جب اس کے اٹھنے کا وقت آ گیا تو کہا اے امیر المؤمنین! میری ایک ضرورت ہے۔ تو اس نے کہا میں نے پوری کی مگر یہ کہ ابن ہبیرہ کے بارے میں ہو۔ مسلمہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اے امیر المؤمنین! پھر وہ کھڑا ہو گیا لوٹے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب محل سے نکلنے کے قریب ہوا پھر لوٹ گیا اور کہا اے امیر المؤمنین! آپ مجھے عادی نہیں بنایا ہے کہ میری کسی ضرورت میں استشارہ کریں اور میں اس کو ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ لوگ یہ بیان کریں کہ تو نے میرے لئے استشارہ کیا ہے۔ تو امیر المؤمنین نے کہا میں تیرے لئے استشارہ نہیں کرتا۔ مسلمہ نے کہا وہ ابن ہبیرہ ہی ہے، پھر امیر المؤمنین نے اسے معاف کر دیا۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرِّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِّينِ

بیشک اللہ ہی رزق دینے والا اور طاقت والا اور مضبوط ہے

نقل الشیخ عبد الرحمن بن سلام المقرئ فی کتاب العقائد ان سلیمان لما رأى ان الله تعالى ادفع له الدنيا وصارت بيده قال: اللهم لو اذنت لي ان اطعم جميع المخلوقات سنة كما ملة فادعى الله اليك، انك لن تقدر على ذلك فقال: ولو يوما واحدا، فاذن الله تعالى له في ذلك فامر سليمان المجنون والانسان بان ياتوا بجميع ما في الارض من ابقار و اغنام ومن جميع ما يوككل من اجناس الحيوان من طيور وغیر ذلك فلما جمعوا

ذٰلِكَ اصْطَفٰهُمُ الْقُدْرَةُ الرَّاسِيَاتِ، ثُمَّ ذَمَّ ذٰلِكَ وَطَبَخَهُ وَامَرَ الرِّيحَ اَنْ تَحْمَلَ عَلَى الطَّعَامِ لَتَلَا يَفْسُدَ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ الطَّعَامِ فِي الْبَرِّيَّةِ فَكَانَ طُولُ ذٰلِكَ السَّمَاءِ مَسِيرَةً شَهْرًا وَعَرْضُهُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْكِبٰى يَا سَلِيْمَانُ مِنْ تَبَتُّكَ مِنْ مِّنَ الْمَخْلُوْقَاتِ؟ فَقَالَ سَلِيْمَانُ، اَبْتَدَيْتُ بِذَاتِ الْبَحْرِ فَاَمَرَ اللّٰهُ حَوَاتِي مِنَ الْبَحْرِ الْمَحِيْطِ اَنْ يَّاكُلَ مِنْ ضِيَا فِيْ سَلِيْمَانٍ فَفَرَّغَ ذٰلِكَ الْحَوْتَ رَاسَةً وَقَالَ يَا سَلِيْمَانُ! سَمِعْتُ اَنْكَ فَتَعَتْ بِاَبَا الضِّيَافَةِ وَقَدْ جَعَلْتَ عَلَيْكَ ضِيَا فَنِي فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ سَلِيْمَانُ دُونَكَ وَالطَّعَامُ فَتَقَدَّمَ ذٰلِكَ الْحَوْتَ وَاَكَلَ مِنْ اَوَّلِ السَّمَاءِ فَلَمْ يَزَلْ يَّاكُلُ حَتّٰى اَتٰى اِلٰى اٰخِرِهِ فِي لَحْظَةٍ ثُمَّ نَادٰى اَطْعِمْنِيْ يَا سَلِيْمَانُ وَاشْبِعْنِيْ فَقَالَ لَهَا سَلِيْمَانُ: اَكَلْتُ الْجَمِيْعَ وَ مَا شَبِعْتُ فَقَالَ الْحَوْتَ لَهٰكَ اَيْكُوْنُ جَوَابُ اَصْحَابِ الضِّيَافَةِ لِلضَّيْفِ؟ اَعَلَمْ يَا سَلِيْمَانُ اَنْ لِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِثْلُ مَا صَنَعْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ اَنْتَ كُنْتَ السَّبِيْعَ مَعَ رَاتِبِيْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَقَدْ تَقَصَّرْتُ فِيْ حَقِّيْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَوَّ سَلِيْمَانُ سَاجِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَقَالَ: سَمِعَانُ الْمُسْكِنُ يَا سَرَّازَ الْخَلَائِقِ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ.

لغوی تحقیق

اسبور: ہفتہ۔ ج اسابع۔ ابقار: ج بقر۔ اغنام: ج غنم۔ قدود: ج قدر۔ راسیات: ج راسیہ: اتنی بڑی دیگ جو درنی ہونیکے سبب اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ برتیہ: جگل، بیابان۔ ج یداری: سماط: دسترخوان۔ ج سبط: حوت: مچھلی۔ اکثر و بیشتر بڑی مچھلی پر اطلاق ہوتا ہے۔ ج حیلان: دونک: اسم نعل ہے معنی میں خد کے یعنی لے لے۔ یقال دونک زیدا، زید کو پکڑو۔ راتبہ: وظیفہ۔ ج رواتب۔

توضیح

شیخ عبدالرحمن ابن سلام المقری نے کتاب العقائد میں نقل کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دنیا کو دینے کر دیا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگئی تو کہنے لگا اے میرے معبود! اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تمام مخلوقات کو پورے سال کھلاؤں تو بہت بہتر ہوتا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تو اس پر ہرگز قادر نہیں ہے۔ پھر درخواست کی یا الہی ایک ہفتہ۔ تو اللہ نے جواب دیا، تو ہرگز قدرت نہیں رکھتا۔ پھر درخواست کی یا الہی ایک دن ہی ہے، تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کی اجازت دے دی۔ تو سلیمان نے جنات اور انسانوں کو حکم دیا کہ وہ تمام کے تمام ان چیزوں کو جو ان پر نہیں مانی گائے، بیل اور بکریاں وغیرہ اور تمام ان چیزوں میں سے جو جنس حیوان میں سے اکول ہیں یعنی پرندے وغیرہ* جب انھوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا تو اس کے لئے بڑی بڑی دیگیں تیار کیں پھر ان کو ذبح کیا گیا اور ان کو پکایا گیا اور ہر کو حکم دیا کہ کھانے پر چلے تاکہ خراب نہ ہوں پھر اس کھانے کو جنگل میں پھیلا دیا، پھر اس دسترخوان کا طول ایک ہینہ کی مسافت کے برابر تھا اور اس کا عرض بھی افابہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اے سلیمان! تو مخلوق میں سے کس سے شروع کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں دریا کے جانوروں سے شروع کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت سلیمان کی ضیافت میں سے کھائے۔ تو اس مچھلی نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے سلیمان! میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروازہ کھول دیا ہے اور آج تو میری ضیافت کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام

نے فرمایا، اے اور کھانا شروع کر۔ تو وہ چمپلی آگے بڑھی اور دسترخوان کے شروع سے کھانے لگی۔ اس قدر کھاتی رہی کہ ایک منٹ میں سارا مہان کر دیا، پھر اس نے آواز گھائی کہ اے سلیمان مجھے کھانا کھلا دو اور مجھے شکم سیر کر دو۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو سارا کھا گئی اور شکم سیر نہیں ہوئی؟ تو چمپلی نے کہا: کیا اسی طرح میزبان کا جواب ہوتا ہے مہان کیلئے؟ اے سلیمان! آپ خوب جان لیجئے کہ میرے لئے ہر دن اس طرح جتنا تو نے پکایا تین مرتبہ متعین ہے، اور تو سب بنا ہے آج میرے وظیفہ کے روکنے میں۔ اور تو نے میرے حق میں کمی کر دی۔ تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گھر پڑے اور کہنے لگے پاک ہے وہ ذات جو کفالت کر نیوالی ہے مخلوق کی روزیوں کے ساتھ جہاں سے وہ جلتے بھی نہیں۔

بِسْطِ الْمَعْدِلِ ذَوْرَةَ الظَّالِمِ

انصاف کا پھیلانا اور مظالم کا دفاع

رُوِيَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَبَّاسِ الْمَفْضَلِ الْمَهَاشِمِيِّ فِي خُطْبَةٍ ابْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: اِنِّي لَوَاقِفٌ عَلَى رَأْسِ الْمَأْمُونِ يَوْمًا وَقَدْ جَلَسَ لِلْمَظَالِمِ فَكَانَ آخِرُ مَنْ تَقَدَّمَ إِلَيْهِ وَقَدْ هَمَّ بِالْقِيَامِ، امْرَأَةٌ عَلَيْهَا هَيْئَةُ السَّفَرِ عَلَيْهَا ثِيَابٌ وَرَثَةٌ فَوَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَتْ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحِمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَظَهَرَ الْمَأْمُونُ إِلَى عِيصِي بْنِ أَكْثَمٍ فَقَالَ لَهَا عِيصِي: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أُمَّةَ اللَّهِ تَكَلَّمِي فِي حَاجَتِكَ فَقَالَتْ:

يَا أَمَامًا يَا قَدْ اشْرَقَ السُّبُلُ
عَدَا عَلَيْهَا فَلَمْ يَتْرَكْ لَهَا سُبُلًا
ظُلَامًا وَفُتِّرَ مِثْقَالَ الْإِهْلُ وَالْوَلَدُ

يَا خَيْرَ مُنْتَصِفٍ يَهْدِي لِرُشْدٍ
تَبَكُّوْا إِلَيْكَ عَمِيْنُ الْقَوْمِ أَمَلُهُ
وَابْتَرَسَتْ ضِيَاءِي بَعْدَ مَنَعَتِهَا

فاطرت المأمون حيناً ثم رفع رأسه إليها وهو يقول هـ

عَنِّي وَأَقْرَحَ مِثْقَالَ الْقَلْبِ وَالْكَبْدُ
وَاحْضُرِي الْخَصْمَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَعْدَا
نُصْفَكَ مِنْهُ وَالْأَمَجْلِسُ الْإِحْدَى

فِي دُونَ مَا قَلَبْتَ زَالَ الصَّبْرُ وَالْجِلْدُ
هَذَا إِذَا نَ صَلَوَةُ الْعَصْرِ فَأَنْصُرِي
وَالْمَجْلِسُ السَّبْتُ إِنْ يَقِضَ الْجُلُوسُ لَنَا

قال فلما كان يوم الأحد جلس فكان أول من تقدم إليه تلك المرأة فقالت السلام عليك يا أمير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فقال وعليك السلام يا ابن الخصم فقالت على رأسك يا أمير المؤمنين

وَأَمَّا أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ خُذْ بِيَدِي فَأَجْلَسَهُ مَعَهُمَا مَجْلِسَ الْخَصْمِ فَعَجَلَ
كَلَامَهُمَا لِيَعْلَمَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ لَهَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ يَا أُمَّتُ اللَّهِ انْطَلِقِي بَيْنَ يَدَيِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْتِ تَكْلِيمَ الْإِمَامِ فَإِنْ خَفَضَ مِنْ صَوْتِكَ فَقَالَ الْمَأْمُونُ دَعْهَا يَا أَحْمَدُ فَإِنَّ الْحَقَّ انْطَلَقَ
وَأَخْرَسَهُ ثُمَّ قَضَى لَهَا بَرْدَ ضَيْعَتِهَا إِلَيْهَا وَظَلَمَ الْعَبَّاسُ بِظُلْمٍ لَهَا وَأَمْرًا بِالْكَتَابِ لَهَا إِلَى الْعَامِلِ
بِبَلَدِهَا أَنْ يُوْغِرَ لَهَا ضَيْعَتَهَا وَيُحْسِنَ مَعَاوَنَتَهَا وَأَمْرًا لَهَا بِنَفَقَتِهَا.

لغوی تحقیق

الشیانی۔ ابو عمرو اسحق بن مرزا، آپ کی ولادت ۳۱۱ھ میں ہوئی۔ علم لغت اور فن شعر میں اپنے وقت کے
امام تھے۔ ابو عبیدہ۔ یعقوب بن سکیت۔ ۱۱۰ھ احمد بن حنبل جیسے بلند پایہ حضرات آپ کے تلامذہ میں سے
تھے، آپ نے بہت سی کتابیں زیر قلم کی ہیں جن میں مشہور تر کتاب النوادر الکبیر ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں قرآن کریم تحریر کرتے تھے۔
تقریباً اسی قرآن پاک آپ نے لکھا ہے۔ آپ کی اس دار فانی سے رحلت ۳۸۷ھ میں ہوئی۔ آپ قریب قریب ایک سو دس سال با حیا
رہے۔ محمد بن زکریا۔ آپ کی ولادت شہر رے میں ہوئی۔ وہیں آپ نے نشوونما پائی اس کے بعد تقریباً ۳۰ رسال کی عمر میں بغداد میں
منتقل ہو گئے۔ ابتداء علوم عقلیہ، علم ادب، شعر و شاعری سے بہت دلچسپی تھی۔ اس کے بعد علم طب اور علم فلسفہ کا شوق و ذوق
غالب آیا اور پوری مشغولیت کے ساتھ ادھر لگ گئے، یہاں تک کہ حاذق اطباء میں سے شمار ہونے لگے۔ کتاب الحادی آپ ہی
کی تصنیف ہے جو تیس جلدوں میں سما سکتی ہے اور آج تک مرجع اطباء ہے۔ آپ نے شاہ منصور بن نوح کی کئی صناعت کیمیا
کے اثبات میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ شاہ نے دیکھ کر کہا، جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو عملی جامہ پہنا کر دکھا۔ ایسا نہ کر سکے
تو شاہ نے ان کے سر پر اسی کتاب سے ضربیں لگوائیں جس کے بلال سے آپ کی مینائی جاتی رہی۔ آپ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی
ابن حمید۔ ابو عثمان سعید بن مادی متوفی ۳۱۱ھ۔ صاحب انتصاف العرب بن العجم۔ ثیاب رشتہ، پیٹھے پرانے کپڑے۔ یحییٰ بن
اکثم بن محمد بن قطن بن سحمان ابو محمد ترمذی موزی۔ آپ کی ولادت ۲۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ فقیہ عصر، محدث وقت اور قضا
کے واقف کار اور صاحب بصیرت تھے، انھیں اوصاف کی وجہ سے مامون نے آپ کو بغداد کا قاضی مقرر کیا اور اپنی سلطنت
کے تمام وزراء کی باگ و دران کے ہاتھ میں دی تھی، بیس سال کی عمر میں بصرہ کے قاضی ہوئے، اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا
کہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے بھی عمر میں زیادہ ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ منتصفت۔ انتصفت سے ام فاعل
ہے، حق لینا۔ عمید القوم، سردار۔ ج عہد۔ ازلہ، عزیز و محتاج اور بیوہ عورت۔ ج ارامل۔ عدا (دن)، عدوانا، ظلم کرنا۔ سبد
کم بال۔ يقال مالہ سبد والابد، اس کے پاس نہ تو بال ہیں اور نہ دن و بیسی اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ سبد (دن)، سبد الشجر
بال مؤنث۔ ابتر، لوٹ لیا۔ ضیاع، زمین۔ العباس بن المامون، ۲۱۳ھ میں ان کے والد ماجد مامون نے جزیرہ کا اور حادی الثانیہ
۲۱۸ھ میں طوانہ پر مقرر کیا کہ اس کو آباد کرے۔ عباس نے ایک میل لبا اور ایک میل چوڑا شہر آباد کیا اور مختلف جنگ جو بہادر
قوموں کو اس جگہ آباد کیا۔ شہر کی تفصیل تین میل دور تھی، مامون کے انتقال کے بعد عباس اور اس کے چچا معتمد میں
تنازعہ ہوا مگر آخر میں معتمد کی خلافت پر سعیت کے لئے تیار ہو گیا۔ ۲۲۲ھ میں معتمد رومیوں کے

مقابلہ کیلئے نکلا اور کامیابی حاصل کر نیکی بعد قسطنطنیہ کی طرف بڑھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے عباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، ہتھم نے فوراً واپس آکر عباس کو قید کر لیا اور اسی سال عباس کا انتقال ہو گیا۔ احمد بن ابی خالد۔ مقدمۃ الکتاب میں مراجعت کر لی جائے۔ یوغزارضہ الغار: بغیر ٹیکس کے زمین دینا۔ وغزارضہ: یوم: سخت گرم ہونا۔

توضیح امام شیبانی سے منقول ہے انہوں نے بیان کیا کہ محمد بن زکریا نے مفہول ہاشمی ابن محمد کی وساطت سے تقریر میں بیان کیا، اس نے کہا کہ میں ایک دن مامون کی بیٹی کے کھڑے کھڑے اسٹھا اور مامون مظالم اور ان کے فیصلوں کیلئے دربار قائم کئے ہوئے تھا جب مامون اٹھنے کا قصد کر چکا تھا تو آخر میں ایک عورت آئی جس پر پھٹے پھٹے کپڑے اور سرفر کے آثار نمایاں تھے، وہ مامون کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور سلام کیا، مامون نے یحییٰ ابن اکثم پر نظر ڈالی تو یحییٰ نے عورت کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا اپنی حاجت کو بیان کر عورت کہنے لگی۔ اے بہتر شخص مظلوم کا عالم سے حق دلاؤ لے اے وہ شخص جس کیلئے ہدیہ کی گئی ہے رہنمائی، اور اے ہدایت کے امام کہ جس نے روشن کر دیا ہے۔ تم سے قوم کے سردار کی شکایت کر رہی ہے ایک بوہ عورت کہ جس نے اس پر ظلم کیا اور اس کیلئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور ظلم چھین لی مجھ سے میری جائداد اس کو روکنے کے بعد اور مجھ سے الگ کر دیا گیا میرے گھر والوں کو اور میرے بچوں کو مامون نے تھوڑی دیر تک سر جھکایا، پھر اس کی جانب سر اٹھایا یہ شعر پڑھتے ہوئے۔ شعر: اس سے کم میں تو تو نے کہا صبر اور طاقت تم ہو چکی مجھ سے اور میرے قلب و جگر کو زخمی کر دیا گیا۔ یہ عھر کی تھانز کی اذان ہے تو تو لوٹ جا اور مد مقابل کو حاضر کر اس دن جس کا میں وعدہ کر رہا ہوں اور مجلس منچر کو ہوگی، اور ہمارے لئے قسمت نے فیصلہ کیا، ہم تیرا اس سے انصاف نہ دلائیں گے ورنہ التوار کو مجلس ہوگی۔

راوی کہتے ہیں جب التوار کا دن آیا مامون بیٹھا تو سب پہلے مامون کے سامنے وہی عورت آئی تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو مامون نے جواب دیا وعلیک السلام۔ کہاں ہے فریق مخالف تو اس نے جواب دیا کہ تیرے سر ہانے کھڑے اے امیر المؤمنین اور اشارہ کیا اس نے مامون کے بیٹے عباس کی جانب۔ تو مامون نے کہا اے احمد بن خالد اس کا ہاتھ پکڑا اور مقدمہ کی مجلس میں اس کو اس عورت کے ساتھ بٹھاؤ۔ اس عورت کی بات عباس کی بات پر غالب آ رہی تھی تو احمد ابن خالد نے کہا اے اشتر کی بندی تو امیر المؤمنین کے سامنے ہے اور امیر المؤمنین سے تو بات کر رہی ہے لہذا اپنی آواز پست کر لو۔ تو مامون نے کہا اے احمد اس عورت کو چھوڑ دو چونکہ حق نے اسے بولنا بنایا اور عباس کو گونگا بنادیا پھر اس عورت کیلئے اس کی جائداد کو لوٹانے کا اس عورت کی جانب فیصلہ کیا اور عباس کو سزا دی اس کے ظلم کر نیکی وجہ سے اس عورت پر اور اس کے لئے اس عورت کے شہر کے گورنر کو خط کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ وہ اس کے لئے اس کی جائداد کا ٹیکس نہ لے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

نَبَذَ مِنْ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ

حَرَّہ کے واقعہ کی ایک مختصر سی جملکت

وَقْعَةُ الْحَرَّةِ الْمَشْهُورَةِ الَّتِي كَانَتْ تَبِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَنْ آخِرِهِمْ قُتِلَ فِيهَا الْجَعْلُ الْكَثِيرُ مِنَ الصَّغَابَةِ

والتابعين وقيل، المقتول فيها من الصحابة ثلاثون، منهم عبد الله ابن حنظلة، ونُهبت المدينة، واقتض فيها الف عدلاء ولم تقم الجماعة ولا الاذان في المسجد النبوي مدة المقاتلة وهي ثلثة ايام.

لغوی تحقیق

نَبَذَ: شئی کا حصہ ٹکڑا، گوشہ۔ ج نَبَذَ۔ نَبَذَ (ض) نَبَذًا: شئی، پھینک دینا۔ العهد: توڑ دینا۔ الحرة: سیاہ پتھر والی زمین۔ ج حرار دہی ارض بظاہر المدینہ، تمید، آباد، آبادہ، ہلاک کرنا۔ الجم: جھوم سے ہے بمعنی کثرت۔ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر، الراہب الانصاری: حضرت حنظلہ جن کے جنازہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا، اسی وجہ سے آپ کو غسیل اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے صبا جزا سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئے، آپ کی وفات کے وقت انکی عمر سات سال کی تھی، آپ انصار کے رہنا اور مدینہ کے امیر تھے۔ ذوالحجہ ۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ نہبت: لوٹ لیا گیا۔ نہبت (ن، ت) نہبًا، مال غنیمت لوٹ لینا۔ نہبت: لوٹ مار۔ اقتض: اقتضا سے ماضی مجہول ہے۔ سہاگ لوٹنا۔ اقتض الہام سے ماخوذ ہے۔ بمعنی رفتہ رفتہ پانی گرنا۔ یہاں اس سے مراد زنا ہے۔ عذراء: کنواری۔ بکرہ: ج عذرائی۔ عذرة: بکارت۔

توضیح

حرہ کا واقعہ جو مشہور ہے کہ مدینہ والوں کو جڑ ہی سے ہلاک کر دیا تھا اس میں حضرات صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ اور کہا گیا کہ اس جنگ میں صحابہ میں سے تین کو قتل کیا گیا جن میں سے عبد اللہ بن حنظلہ ہیں اور مدینہ کو لوٹا گیا اور ایک ہزار بکرہ عورتوں کے ساتھ زنا کیا گیا، اور جماعت بھی قائم نہ کی جاسکی نہ اذان مسجد نبوی میں جنگ کی مدت تک۔ اور وہ تین دن ہے۔

خَرَجَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي يَوْمٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ وَهُوَ اعْتَمَى يَمْشِي فِي بَعْضِ أَزْقَةِ الْمَدِينَةِ وَهَارِ يَحْتَثِرُ فِي الْقَتْلِ وَيَقُولُ: تَعِسَ مَنْ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ الْجَيْشِ مَنْ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيْ فَعَمَلٍ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْجَيْشِ لِيَقْتُلُوهُ فَاجْتَمَعُوا مِنْهُمْ مَرُوءٌ وَأَدْخَلُوا بَيْتَهُ قَالَ السَّهْلِيُّ وَقُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ وَجْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَلْفٌ وَسَبْعٌ مِائَةٌ وَقُتِلَ مِنْ اخْلَاطِ النَّاسِ عَشْرَةٌ أَلَا يَنْ سَوَى النِّسَاءِ وَالْقَبِيَّانِ فَقَدْ ذَكَرَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ دَخَلَ عَلَيْهَا رَجُلٌ مِنَ الْجَيْشِ وَهِيَ تَرْوِضُ صَبِيحًا وَقَدْ اخْتَدَمَا وَحَدَّاهُمَا ثُمَّ قَالَ لَهَا هَاتِ الذَّهَبَ وَالْأَقْلَسَ وَقَتْلَتِ وَلَدَكَ فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ أَنْ قَتَلَهُ فَبَاوَأَ ابْنُ كَبْشَةَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مِنَ النِّسْوَةِ الْأَتَقِ بَابِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَدَمَ الصَّبِيُّ مِنْ حَجَرِهَا وَثَدَّ يَدَاهُ فِي فَمِهِ وَضُرِبَ بِهِ الْعَائِطُ حَتَّى انْتَشَرَ دَمَاعُهُ فِي الْأَرْضِ فَمَا خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ حَتَّى اسْوَدَّ نَفْصَهُ وَجْهَهُ وَهَارَ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ قَالَ السَّهْلِيُّ: وَاحْشَبْ لِهَذِهِ الْمَرْأَةِ حِدَّةً لِلصَّبِيِّ لَا أَمَّا لَئِنْ بَاعَتْ امْرَأَةٌ وَتَكُنْ يَوْمَ الْحَرَّةِ فِي سَنٍ مِنْ تَرْوِضٍ وَلَدًا

صغیرا لہا، وَوَقَعَةُ الْحَرَّةِ هَذِهِ مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَتْ بِهَذِهِ الْحَرَّةِ وَقَالَ لِيَقْلَنَّ بِهَذَا الْمَكَانِ رِجَالٌ هُوَ خِيَارُ امَّةٍ بَعْدَ أَكْثَرِ بَنِي.

لغوی تحقیق

جابر بن عبد اللہ، ابن عمر بن حرام ابو عبد اللہ انصاری الخزرجی السلمی شہو صحابی ہیں اور صحابی زادے ہیں رضی اللہ عنہما۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں آپ کی شرکت مختلف فیہ ہے، باقی دس غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اخیر عمر میں آپ کی مینائی جاتی رہی، چورائے سال کی عمر میں آپ دنیا سے شریف لے گئے، مدینہ کے اندر صحابہ میں سے بعد میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔ از قبح زقاق، تنگ راستہ، گلی، کوچ، یعثر (ک) عثارا، گرنا۔ قتلی، جمع قتل، بمعنی مقتول۔ نفس (ف) س، نفسا، ہلاکت ہونا، برباد ہونا۔ اجارہ، پناہ دینا، امن دینا۔ مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف الاموی المدنی۔ آپ کی ولادت سلمہ میں ہے لیکن صحبت ثابت نہیں، ابتداء حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے کاتب اور مشیر رہے اور حضرت معاویہ کے عہد میں کئی مرتبہ مدینہ کے والی مقرر ہوئے یزید کی وفات کے بعد بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریباً مکمل چکی تھی، عبداللہ بن زیاد نے انکو بیعت کر لینے کا مشورہ دیا۔ اس کے بہت دلاسنے سے تیار ہو گئے۔ دمشق اور بالاخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر و صوبوں میں سلاطین میں ان کی خلافت قائم ہو گئی لیکن خلافت کا زمانہ فقط چھ ماہ رہا اور تریسٹھ سال کی عمر میں رمضان ۴۰ھ میں انتقال کر گئے۔ اخلاط الناس مختلف قسم کے ملے جلے لوگوں کی جماعت۔ بات۔ قال فی الحاشیۃ ولعل بات ہنہا من زلات الناسخین فان بات یقال للبدن واللوٹ باقی۔ ویکل کلمہ ترجمہ و توجہ ہے، کبھی مدح و توجہ کے موقع پر آتا ہے اور ویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ البکثہ۔ عمر بن سعد (یا سعید بن عمر یا عامر بن سعد) الانصاری نزہل شام صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر سے روایت رکھتے ہیں اور ان سے سالم بن ابی الجعد اور ضمیر بن زیاد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مقلدہ، آفت، ناک کان کا ٹکنا۔ قال فی الحاشیۃ ولعل ہذا سہم من الناسخین والصیح مثلاً وہو العجوة، ومن قولہ، تفل لعل فعلناہ سلفاً ومثلاً للآخرین۔

توضیح

انھیں ایام میں سے ایک دن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اور وہ نابینا تھے، مدینہ کی بعض گلیوں میں ٹہل رہے تھے اور مقتولین سے ٹھوکر کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ذلیل ہو وہ شخص جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کیا تو لشکر کے کسی آدمی نے کہا، کس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا، تو کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے اس چیز کو خوفزدہ کیا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے (دل کو) لشکر میں سے ایک جماعت نے ان پر حملہ کیا تاکہ انھیں جان سے مار دیں لیکن انھیں میں سے مردان نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھر میں داخل کر دیا۔ سہیلی کہتے ہیں کہ اس دن حضرات مہاجرین اور حضرات انصاریوں میں سے بڑے بڑے لوگ ایک ہزار سات سو کی تعداد میں شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مختلف لوگوں میں سے دس ہزار عورتوں اور بچوں کے علاوہ کو قتل کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک انصاری عورت پر لشکر کا ایک آدمی داخل ہوا اور اٹھا لیا کہ وہ انصاری عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اور اس شخص نے اس عورت کے پاس جو بھی پایا لے لیا پھر اس سے کہنے لگا:

سونا لاؤ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اور تیرے بچے کو بھی قتل کر دوں گا۔ تو عورت نے جواب دیا مجھ پر افسوس ہے اگر تو نے اس بچے کو قتل کیا تو اس کا باپ البوکیشہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور میں ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ تو اس نے بچے کو اس کی گود سے لے لیا اس حال میں کہ ان کی چھاتی بچے کے منہ میں تھی اور اسے دیوار پر مارا یہاں تک کہ بچے کا سیمچا زمین پر بکھر گیا لیکن وہ گھر سے نہیں نکلا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ لوگوں کے لئے عبرت ہو گئی۔ سہیلی کہتے ہیں میں اس عورت کے بارے میں بچے کی دادی ہونیکا خیال رکھتا ہوں ذکر ماں ہونے کا مسئلہ کہ عام طور پر یہ بعید ہے کہ ایک عورت بیعت کرے اور حسرہ کے دن اس عمر میں ہو کہ جو اپنے چھوٹے بچے کو دودھ پلائے۔ اور یہ حسرہ کا واقعہ نبوت کی علامتوں میں سے ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام حرہ پر بکھرے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اس جگہ کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے جو میری امت میں بہتر لوگ ہوں گے میرے صحابہ کے بعد۔

الکرم کرم النفس

سخاوت و توجان کی سخاوت ہے۔

روى عن معن بن زائدة قال: لما هربت من المنصور خرجت من باب حروب بعد ان اقميت في الشمس اياما ودفعت لحييتي وعارضني وليست جبهة صهون غليظة وراكبت جملا وخرجت عليّ لا مضى الى البادية، قال فتبعني اسود متقلدا سيفا حتى اذا غبت عن الحرس قبض عليّ خطا الجميل فاناخه وقبض عليّ فقلت ما شأنك؟ فقال: انت بغية امير المؤمنين فقلت له ومن انا؟ حتى يطلبني امير المؤمنين فقال معن بن زائدة: فقلت: يا هذا اتق الله واين انا من معن بن زائدة؟ فقال: دعه هذا عنك، فانا والله اعرف بك فقلت له: فان كانت القصة كما تقول، فهذا اجهر حملت معي باضعاف ما بذله المنصور لمن جاء بي فخذ، ولا تسلك دمي، فقال: هات، فاخرجته اليه فنظر اليه ساعة وقال صدقت في قيمته، ولست قابله حتى اسألك عن شيء فان صدقتني اطلقك فقلت: قل، فقال: ان الناس قد وصفوك بالوجود فاخبرني هل وهبت قط مالك كله؟ قلت: لا قال، فنصفه قلت: لا قال، فثلثه؟ قلت: لا حتى بلغ العشر فاستحييت وقلت: اني اظن اني قد فعلت هذا فقال ما ذاك بعظيم انا والله ارجل ورازقي علي ابى جعفر عشرين درهما وهذا الجوهر قيمته الف دينار وقد وهبت لك ووهبتك لنفسك ولجودك الماثور بين الناس، ولتعلم ان في الدنيا من هو اجد منك ولا تعجبك نفسك ولتحقر بعد هذا اكل شيء تفعله ولا تتوقف عن مكرمة ثم رمى بالعقد الى وخطي خطا الجميل وانصرفت فقلت: يا هذا قد والله فضحتني ولسفك دمي اھون علي مما فعلت فخذ ما دفعتم اليك، فاني عنده في غني فضحك ثم قال اردت ان تكذبني في مقامى هذا فوالله لا اخذ

وَلَا اخذ لمعرف ثمنًا ابدًا اَوْ مَضَىٰ فَوَالله لَقَدْ طَلَبْتُ بَعْدَ اَنْ اَمِنْتُ وَبَذَلْتُ لِمَنْ جَاءَ فِي يَدِي مَا شَاءَ
فَمَا عَرَفْتُ لَهُ خَبْرًا وَكَانَ الْاَرْضُ اَبْتَلَعَتْهُ - وَكَانَ سَبَبُ غَضَبِ الْمَنْصُورِ عَلَىٰ مَعْنِ بْنِ زَائِدَةَ اَنَّهُ خَرَجَ
مَعَ عَمْرِو بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ هُبَيْرَةَ وَابِلَيْهِ فِي حَرْبٍ بِلَاءَ حَتَّىٰ ۚ

لغوی تحقیق

معن بن زائدہ بن مطر ابو الولید منصور کے مشہور سپہ سالاروں میں سے ہے۔ عہد بنی امیہ میں یہ امیر عراقین
ابن ہبیرہ فراری کی سرپرستی میں تھا، واسطہ کے عاصہ کے زمانہ میں اس کے ساتھ رہا اور دلیری کے ساتھ
ملاقات کی۔ اس کے قتل کے بعد منصور کے در سے روپوش ہو کر جاجا پھرنے لگا۔ اتفاق یہ ہوا کہ چھ سو خراسانیوں کی ایک جماعت
منصور سے ابو مسلم کا قصاص لینے کیلئے مستعد ہوئی۔ یہ لوگ کاشان کے قریب مقام "بلیدہ" میں اکٹھا ہوئے۔ وہاں سے انبار
پہنچے جب شہر میں داخل ہو گئے تو منصور کو خبر ملی، وہ مقابلہ کیلئے نکلا، معن اس وقت شاہی محل کے سامنے موجود تھا اس نے خلیفہ
کی سواری پکڑ لی اور کہا آپ واپس جاتیے ہم مقابلہ کیلئے کافی ہیں، منصور نے واپسی سے انکار کیا، اسی دوران میں خراسانی ٹوٹ
پڑے۔ معن نے مختصر سی جماعت کی مدد سے ان کو مار بھگایا اور اپنی سپہ گری کا جوہر دکھلایا، منصور اس بہادری سے دنگ
رہ گیا اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب حال اور نام سے باخبر ہوا تو امان عطا کی اور دس ہزار درہم دیکر عین کی امارت پر
بھیج دیا، وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن و امان قائم کیا اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ جب
سیستان میں شورش برپا ہوئی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا۔ سلاطین میں
وہیں خارجیوں نے اس کو بے خبری میں قتل کر ڈالا۔ معن علم و دانائی میں ممتاز، سخاوت میں حاتم، شجاعت میں رستم تھا۔
ہربت (دن)، ہڑیا، بھاگنا۔ عارض، رخسار۔ الحرس، شاہی محافظ۔ قال فی المصباح ولا يستعمل له واحد من لفظه۔ خطا، ہمارا
نکیل۔ ج ظلم۔ انا، ہم کو بٹھانا۔ بغیہ، مطلوب۔ بغا (دن)، بغاؤ، الشی، غور سے دیکھنا۔ بغی (دن)، بغیا، بغیۃ، الشی،
طلب کرنا، علیہ ظلم کرنا۔ صفت باغ۔ ج بغاؤ۔ بغی، زانیہ۔ ج بغایا۔ آئین۔ اسم ظرف ہے معنی کہاں۔ کبھی تفصیل کیلئے بھی استعمال
ہوتا ہے۔ جیسے ابن انا من معن بن زائدہ، معنی اس کو مجھ پر بہت فضیلت ہے۔ لانسفک، خون بہانا۔ مکرمتہ، بزرگی۔
فضیحتی (دن)، فقہا، رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔

توضیح

معن بن زائدہ سے روایت بیان کی گئی ہے اس نے کہا جب میں منصور کے پاس سے بھاگا میں باب حرب سے
نکلا اس کے بعد کہ میں دھوپ میں کئی روز رہا اور میں نے اپنی ڈاڑھی اور رخسار کو لکھا بنا دیا تھا اور ان کو کاٹنا
جب پہن لیا تھا، اور اونٹ پر سوار ہو کر جنگل جاتے کیلئے نکلا۔ انھوں نے بیان کیا تو میرے سچے ایک حبشی
تلوار لٹکائے ہوئے چل پڑا یہاں تک کہ جب میں جو کیداروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اسے بٹھایا
اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا تو امیر المؤمنین کا مطلوب ہے تو میں نے اس سے کہا اور میں
کون ہوں کہ مجھے امیر المؤمنین طلب کرے۔ تو اس نے کہا معن ابن زائدہ۔ تو میں نے کہا او بھلا شخص تو اللہ سے ڈر
میں کیا ہوں معن ابن زائدہ تو اس نے کہا یہ سب جکر چھوڑ۔ میں بخدا تمہیں پہچانتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا اگر واقعہ

اس طرح ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو یہ وہ موتی ہے جسکو میں اپنے ساتھ لایا ہوں ان چیزوں کی ددگی قیمتوں سے جو مشہور اس شخص پر سرچ کرینگا جو مجھے لے آئے، تو تو اسے لے لے اور میرا خون نہ بہا۔ تو اس نے کہا لا۔ پس میں نے اسے نکال کر دے دیا اور اس موتی کی طرف کچھ دیر تک دیکھتا رہا اور کہا تو سچا ہے اس کی قیمت میں، اور میں اس کو قبول نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تجھ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھ لوں، اگر تو مجھے سچ سچ بتا دے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا تو میں نے کہا کہ ہوا! تو اس نے کہا کہ لوگ تیری سخاوت کی تعریف کرتے ہیں تو تو مجھے بتا کیا تو نے اپنا سارا مال ہبہ کر دیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو نصفت؟ میں نے کہا نہیں۔ تو پھر اس نے کہا ثالث؟ میں نے کہا نہیں۔ یہاں تک کہ عشر تک پہنچ گیا۔ تو مجھے شرم معلوم ہوئی۔ میں نے کہا شاید میں اتنا کیا ہونگا۔ تو اس نے کہا یہ تو کوئی بڑی سخاوت نہیں ہے۔ بخدا میں ایک پیادہ شخص ہوں اور میرا وظیفہ ابو جعفر کے یہاں بیس دھم ہے اور یہ جو ہر اس کی قیمت ایک ٹ مہزار دینا رہے اور میں نے اسے تجھ کو ہبہ کر دیا تیری وجہ سے اور تیری سخاوت کی وجہ سے جو لوگوں کے درمیان مشہور ہے تاکہ تو جان لے کہ دنیا میں وہ شخص بھی ہے جو تجھ سے بڑا سخی ہے۔ اور تجھے تعجب میں نہ ڈالے تیرا نفس تاکہ تو خیر سمجھے اس کے بعد ہر اس چیز کو جس کو تو کرے اور کسی باعث عزت چیز سے نہ رُکے پھر اس نے اپنا ہار میری جانب پھینکا اور اونٹ کی نکیل چھوڑ دی اور لوٹ گیا۔ تو میں نے کہا اے فلاں قسم خدا کی تو نے مجھے رسوا کیا اور یقیناً میرے خون کا بہایا جانا میرے لئے زیادہ آسان ہے اس چیز کی بہ نسبت جو تو نے کیا، تو تو لے لے جو میں نے تجھے دیا تھا میں اس سے مستغنی ہوں تو وہ ہنسا پھر کہنے لگا کہ تو مجھے جھٹلانا چاہتا ہے میرے اس درجہ کو، تو بخدا میں اسے نہیں لوں گا اور کسی احسان کیلئے کوئی قیمت بھی نہیں لوں گا اور وہ چلا گیا۔ قسم خدا کی میں نے اسے تلاش کیا جبکہ میں مامون ہو چکا تھا اور میں نے خرچ کرنا چاہا اس شخص پر جو میرے پاس اسے لائے جو چاہے لیکن میں اس کی کوئی خبر جان نہ سکا گویا کہ زمین اسے نگل گئی۔ اور معن ابن زائدہ پر منصور کے خفا ہونیکا سبب یہ تھا کہ معن ابن زائدہ عمر بن یزید اور عمر بن ہبیرہ کے ساتھ نکلا تھا اور اس کی جنگ میں اس نے ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

الشجاعة

بہادری

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ بسند متصل عن ابن الاعرابی قال بلغنی انہ کان رجل من بنی حنیفۃ یقال لہ جحد بن مالک فتناکض شجاعاً فقد اغار علی عامل الحجاج فکتب الی عاملہ بالیمامۃ یوتخدا بتلاعب محمد ربہ، ویامرہ بالاجتہاد فی طلبہ، فلما وصل الیہ، الکتاب ارسل الی نفسیۃ من بنی یدربوز فجعل لہ جعلاً عظیماً ان ہم قتلوا جحدماً او اتوا بہ اسیراً فانطلقوا حتّٰی اذا کانوا قریباً منہ ارسلوا الیکہ انہم یریدون الانقطاع الیکہ، والتحریر بہ فاطمات الیم وثنی بہم فلما اصابوا منہ

غزوہ شد و کتا فاق و قد موایہ علی العاہل فوجہ بہ معلم الی الحجاج فلما أدخل علی الحجاج قال له: من انت؟ قال انا محمد بن مالک، قال: ما حملک علی ما کان منک؟ قال جرأة الجنان وجفاء السلطان وکلب الزمان، قال: وما الذی بلغ منک فجرأجنانک؟ قال لوبلا فی الامار (اکرمہ اللہ)، لوجد فی من صالح الاعوان وبہم القرہان وذلک انی ما لقیتم فارساً قط الا وکنتم علیکم فی نفسی مقتدران فقال له الحجاج: انا قاذفون بک الی اسد عاقر ضار فان هو قتلك کفنا مؤنتک، وان انت قتلت لا خلینا سبیلک قال اصلم اللہ الامیر عظمت علینا المنۃ وقویۃ المحنتۃ قال الحجاج فاننا لسانبنا رکیک تقاتلہ الا وانت مکبیل بالحدید فامر بہ الحجاج فغلت یمینہ الی عنقہ وارسل بہ الی السجن ثم امر الحجاج باسد عاقر فجی بہ یجر علی عجل فاجع ثلاثۃ ایام وارسل الی حجدہ وید الی غنقہ واعطی سیفاً والحجاج وجلسا وکفی فی منظر لہم فلما نظر حجدہ الی الاسد انشأ یقول (ابیاتاً تکرناہ) فلما نظر الیک الاسد زائرۃ شدیدۃ وتمطی واقبل خویہ فلما صار منہ علی قدس ریح وثب وثبۃ شدیدۃ فتلقاها حجدہ بالسین فضرب ضربۃ حلت خالط ذباب السیف لہواتہ فخر الاسد کأن خیمۃ ضریعنا الریح وسقط حجدہ علی ظہرہ من شدۃ وثبۃ الاسد وموضع الکبول نکب الحجاج والناس جمیعاً واکرم حجدہ اذا حسن جائزۃ۔

لغوی تحقیق

ابن الاعرابی۔ ابو عبد اللہ محمد بن زیاد کوئی ۱۵۲ھ یا ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور عقوان شباب میں تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا تو ابو معاویہ ضریر، مفضل بنی، کسائی وغیرہ کی خدمت میں تلمذ کے لئے حاضر ہوئے، ان کا حافظہ خدا داد تھا، فطری ذہین تھے، طبیعت نقاد تھے، تھوڑی محنت سے چند دن میں اپنے معاصرین سے بھی بڑھ گئے پھر پڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابن ہیم، سہری، ابن السکیت، ابو العباس ثعلب ابو عمرہ وغیرہ ان کے شرف تلمذ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ تقریباً سو شاگردوں کو کتا ب کی طرف رجوع کئے بغیر پڑھاتے تھے، اور ان کے سوالوں کے جواب بے دھڑک دیتے تھے۔ فضل شعرانی کا قول ہے کہ زمانہ سابق میں ایک فن کے سردار گذر گئے۔ سفیان ثوری حدیث میں سردار تھے۔ ابو حنیفہ قیاس میں، کسائی قرأت میں، لیکن اس زمانہ میں ابن الاعرابی سے بڑا کوئی سردار نہیں وہ کلام عرب کے سردار ہیں۔ کتاب النوادر، کتاب الانوار، کتاب النبات، کتاب صفۃ الخیل وغیرہ انھیں کی تصانیف ہیں۔ آپ نے ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ محمد بن ربیعہ یا محمد بن معاویہ محرز بہت بڑا ڈاکو تھا۔ ولید بن عبد الملک کے دور خلافت میں بین میں قافلوں کو لوٹتا تھا لیکن زبان آوری اور بہاوری میں بگمنا تھا۔ حجاج نے اس کو قید کر لیا تھا لیکن جب اس کی دلیری دیکھی تو رہ کر دیا اور عیامہ کا دالی بنادیا۔ فتاک۔ فاک اسم فاعل کا مبالغہ ہے، گر گذرنے والا۔ اغار۔ اغارۃ۔ لوٹ ڈالنا، زبردستی کسی کا مال لینا، غارتگری کرنا۔ یمامہ۔ دراصل ایک کینز کا نام تھا جو تین روز کی فست

ایسا حکم دیا، وہ شیر گاڑی پر کھینچ کر لایا گیا اور اسے تین دن بھوکا رکھا گیا اور اسے جگر پر چھوڑا گیا اس حال میں کہ اس کا دایاں ہاتھ اس کی گردن پر بندھا ہوا تھا اور اسے ایک تلوار دیدی گئی، اور حجاج اور اس کے صحابہ میں وہ تماشہ دیکھنے لگے۔ جب جگر نے شیر کو دیکھا تو وہ کچھ اشعار پڑھنے لگا جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ جب شیر نے اسے دیکھا تو اس نے بہت زور سے چیخ لگائی اور انگریزی لیکر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ پر تھا تو وہ بہت زور سے کودا، جگر نے تلوار سے اس کا مقابلہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ تلوار کی نوک اس کے جگر سے پھوٹ کر گئی، تو شیر اس طرح گر پڑا گویا کہ وہ ایک غیم ہے جس کو ہوائے ڈھا دیا، اور جگر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا شیر کے بہت کودنے کی وجہ سے اور جگر نے کی تکلیف کی وجہ سے۔ تو حجاج اور تمام لوگوں نے غمرہ بکیر بلند کیا اور جگر کا بہت اکرام کیا گیا اور اسے انعام دیا گیا۔

وَمِنْ قِصَّةِ بَهْرَامِ جَوْرِ الْمَلِكِ فِي ابْتَدَاءِ مَلِكِهِ اِنْ وَالِدَ يَزْدَجُورِ الْاَثِمِ سَلَمًا وَهُوَ صَغِيرٌ اِلَى الْمَنْدَرِ
بَنِ النِّعْمَانِ مَلِكِ الْعَرَبِ لِيَتَوَلَّى تَرْبِيَّتَهُ وَيُخْرِجَهُ فَعَمِلَ ذَلِكَ فَلَمَّا كَبُرَ عَلَيْهِ الْفُرْسِيَّةُ وَاللَّهُ تَعَالَى
قَدْ رَآكَ هَانِيَةً وَهِيَ اَلْبَلُوغُ غَايَتُهَا ثُمَّ جَاءَ بِهِ اِلَى وَالِدِهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِ فُرْسِيَّةً وَبَرْمِيَّةً وَحَذَقَهُ
فِي سَمَلِ السَّلَاحِ ثُمَّ اسْتَطَقَهُ فَوَجَدَهُ فَعِيصًا فَاضْلًا بَارِعًا فِي الْاَلْسُنِ الْمَتَدَاوِلَةِ فَاعْجَبَ بِهِ وَالصُّوْفُ
الْمَنْدَرِ بَقِيَ بِبَهْرَامِ عِنْدَ اَبِيهِ لَا يَصْرِفُهُ فِي امْرِ وَلَا يُوسِعُ عَلَيْهِ فِي نَفَقَةٍ وَيُحِبُّهُ وَيَقْصِبُ وَيَغْضُضُ عَنْهُ
فَصَبَّرَ حَتَّى وَرَدَ رَسُولُ الرُّومِ اِلَى يَزْدَجُورِ نَسْأَلُهُ بِبَهْرَامِ اِنْ يَشْفَعُ لَهُ عِنْدَ وَالِدِهِ اِنْ يُطْلَقَ سَرَاحًا
لِيَعُودَ اِلَى الْعَرَبِ فَاَنْتَ قَدْ اَشْتَقَ اِلَيْهِمْ فَاَذِنَ لَهُ فَانْصَوْتُ فَاَقَامَ مَكْرَمًا عِنْدَ الْمَنْدَرِ حَتَّى مَاتَ وَالِدُهُ
يَزْدَجُورُ فَاجْتَمَعَتْ عِظَمَاءُ الْفُرْسِ عَلَى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ الْمَمْلُوكَةِ لِيَسْتَشِيرُوهُ فَوَلَّوْهُ عَلَيْهِمُ الْكَرَاهَتِمْ
فِي يَزْدَجُورِ لِسُوءِ سِيرَتِهِ وَلَمْ يَرِيدُوا بَقَاءَ الْمَلِكِ عَلَى وَلَدِهِ فَلَمَّا بَلَغَ الْمَنْدَرُ ذَلِكَ اَعْلَمَ بِبَهْرَامِ وَقَالَ
لَهُ: هَلْ تَشْتَعِضُ لِاِخْذِ الْمَلِكِ لَكَ؟ فَاَنَّى اَجْمَعُ الْعَرَبَ اسِيرًا مَعَكَ، فَقَالَ: اِنْ تَفْعَلْ تُجْزِيهِ فَجَمْعُ
عَسَاكِرِ الْعَرَبِ وَسَارِ حَتَّى اَنَاخَ بِمَدِينَةِ مَلِكِ الْفُرْسِ فَخَرَّجَ اِلَيْهِ الْمَرَازِبَةَ وَالْعِظَمَاءَ وَقَالَ وَالِدُهُ
نَحْنُ قَدْ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْنَا بِالْخُلَاصِ مِنْ يَزْدَجُورِ وَظُلْمِهِ وَعُسْفِهِ وَنَحْشَى اِنْ يَكُونَ وَلَدُهُ عَلَى سِيرَتِهِ
وَقَدْ كُنَّا هَذَا الْمَلِكِ اَمْرًا نَافِلًا لَكِنْ مِنْ قَبْلِكَ الْيَنَاشِرُ فَقَالَ لَهُمْ: اجْتَمِعُوا اِلَى بَهْرَامِ وَاسْمَعُوا
كَلَامَهُ وَاسْمَعُوا عَلَيْهِ مَا تَرِيدُونَ فَاِنْ اتَّفَقَ مَا يَرْضِيكُمْ وَالْاَعْدَتُ فَوَعَدَهُمْ لِيَوْمِ اجْتَمَعُوا
فِيهِ لَنْ لَكَ وَكَانَ الْمَنْدَرُ قَدْ صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَشَرَابًا وَاجْلَسَ بِبَهْرَامِ عَلَى تَحْتٍ مِنْ دَرَاهِ حَبَا
ثُمَّ لَمَّا تَكَمَّلَ جَمْعُهُمْ وَفَرَّغَ اَكْلُهُمْ اَمْرًا بَرَفَعَ الْحِجَابَ وَالسَّلَامَ عَلَيْهِ فَاحْسَنَ الرَّدَّ عَلَيْهِمْ وَخَطَبَهُمْ خُطْبَةً
بَلِيغَةً فَارْسِيَّةً وَوَعَدَهُمْ فِيهَا بِالْجَمِيلِ وَالْخَيْرِ وَالْفَضْلِ وَاتَّبَعَ الشَّرْعَ ثُمَّ قَالَ: وَامَا طَلَبِي الْمَلِكِ
فَلَيْسَ بِمَجْرَدِ الْاَرَاثِ بَلْ يَوْضَعُ التَّاجُ وَالْحُلَّةُ وَالْخَاتَمُ بِيَدِي اَسَدِيْنَ ضَارِيَيْنِ وَاحْضَرُ اَنَا
وَمَلِكُ الَّذِي قَدْ تَمَوَّهَ مِنْ اَنْتَزَعِ اَلَّ الْمَلِكِ اسْتَحَقَّ الْوَلَايَةَ عَلَيْكُمْ فَاَعْجَبَهُمْ مَا سَمِعُوهُ مِنْ فَصَاحَتِهِ

وَسَاهِدَهُ مِنْ صَبَاحِهِ مَعَ مَوَاعِيدِهِ الْجَمِيلَةِ فَاتَّفَقُوا عَلَى أَنْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ فَاخْذُ النَّاجِ وَالْحَامِ وَالْحَلَّةَ وَذَرُوهَا بَيْنَ يَدَيِ اسْدَنْ مَجْزَعَيْنِ مَعَ خُرُوفٍ مَسْلُومٍ وَاجْتَمَعَ الْعُظَمَاءُ وَالْمَرَاذِبُ وَالْمَوَابِدُ وَارْتَكَبَ الدُّوَلَةُ لِمَشَاهِدَةِ ذَلِكَ فَقَالَ بَهْرَامُ لَكُسْرَى تَقْدِمُ لَاخِذُ النَّاجِ فَرَأَى الْأَسَادَ وَهُوَ تَنَارُ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ فَقَالَ: بَلْ تَقْدِمُ أَنْتَ فَقَالَ عَلَى خَيْرَةٍ اللَّهُ وَتَقْدِمُ وَبِيدُ كَرَزِ الذَّهَبِ فَقَصَدَ إِلَى الْحَلَّةِ وَأَطْلَقَ الْأَسْدَ مِنْ السَّلَاسِلِ فَقَصَدَهُ أَحَدُهُمَا فَلَمَّا قَرِبَ مِنْهُ دَاوَعَهُ ثُمَّ وَثَبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَرَكِبَهُ وَعَصَى بِفَخْذَيْهِ حَتَّى كَسَادَتْ أَضْلَاعُهُ تَنَدَّقُ فَقَصَدَهُ الْأَسْدُ الْآخَرُ فَبَادَرَهُ بِالْكَرَنِ عَلَى رَأْسِهِ فَاسْتَقْلَعَ وَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ الْأَسْدُ الَّذِي تَحْتَهُ يَقْعُدُ وَيَقُومُ وَهُوَ لَا يَفْلِكُ فَنَزَلَ عَنْهُ وَيَضْرِبُ بِالْكَرَنِ فِي دِمَاقِهِ حَتَّى قَتَلَهُ ثُمَّ عَطَفَ عَلَى الْآخَرِ فَقَتَلَهُ فَارْتَقَعَتِ الضَّبَجَاتُ وَاسْتَبَشَّرَ النَّاسُ وَدَعَاوَالَهُ وَوَضَعَ النَّاجِ عَلَى رَأْسِهِ وَجَلَسَ عَلَى تَحْتِ الْمَلِكِ بِاسْتِحْقَاقٍ.

لغوی تحقیق

بہرام جور۔ شاہان فارس میں سے پانچواں بادشاہ ہے جو انتہائی ذکی، نہایت دلیر، بڑا بہادر اور صاحبِ دماغ تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت شوقین تھا اس لئے اس کا لقب جو ہو گیا۔ اپنے والد کے بعد ۳۲۵ء میں تخت نشین ہوا اور اکیس سال تک حکومت کی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستان تک آیا تھا اور کسی راہ میں اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی بھی کی تھی۔ یزدجرد۔ بہرام جور کے باپ کا نام ہے جو ملک فارس کا حکمراں تھا۔ اس میں تخت نشین ہوا اور تم ظرفی و قتل و غارتگری و خونریزی کے وہ پہلا توڑے کہ شاہان فارس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ملک کی مدت بھی اکیس سال ہے، اس کی موت گھوڑے کے مات مارنے سے واقع ہوئی ہے۔ یخرجہ۔ خراج الولد فی الادب: ہمدان و تجرہ کاربانا۔ فروسیہ، شہسواری۔ حذقہ (ض، س) ماہر ہونا، تجرہ کار ہونا، کامل فن ہونا۔ تجرہ۔ پاس آنے سے روکنا۔ یقصہ۔ اقصاء، دفع کرنا، دور کرنا۔ یفرض (ن) غصا عنہ طرفہ، نگاہ نجی کرنا۔ یطلق الاطلاقاً، چھوڑ دینا۔ سراج۔ تسرج کا اسم ہے یعنی چھوڑ دینا۔ پس یہ مفعول مطلق ہے من غیر لفظ۔ اشتیاق: مشتاق ہونا۔ الفرس: ملک فارس کے باشندے۔ شہنشاہ: انتہی القوم للقتال، مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا۔ تجرہ۔ جزاء سے مضارع مجہول ہے اور جزاء شرط ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ اناخ۔ الجمل: اونٹ کو بٹھانا۔ مرازبہ۔ ج مرزبان: فارسیوں کا رئیس سردار۔ عسف (ض) السلطان: ظلم کرنا۔ الرجل: نقصد کی تلاش میں بھٹکنا۔ والا عدت۔ الاحسن استثناء نہیں ہے بلکہ ان شرطیہ اور لانا فیہ سے مرکب ہے۔ قرب مخارج کی وجہ سے نون کالام میں ادغام ہو گیا، گویا تقدیر عبارت یوں ہوئی "وان لم یفلق منه ما یرضیکم کذا فی الحاشیہ۔ ضارمین۔ ضار کا تشبیہ ہے۔ ضری (س) ضرری ضررنا، الکلب بالصيد سے ہے، کتے کا شکار پر خورگ ہونا۔ آتہ الملک مراد تاج وردی اور انگوٹھی ہے۔ صباۃ الوجہ: چہرہ کا چمکیلا ہونا۔ مجوعین۔ مجوع، اسم مفعول کا تشبیہ ہے بمعنی بھوکا۔ خروفت: بھری کا بجہ۔ مستوخ: جس کی کھال اتار لی گئی ہو۔ موابذہ۔ ج موبذ: فارسیوں کا فقیہ اور مجوسیوں کا حاکم۔ آساد۔ ج اسد: شیر تزار (س، ض، ف) چنگھاڑنا۔ کرز۔ معرب گرز۔ السلاسل۔ ج سلسلہ: زنجیر۔ سلسلہ الشئی بالشئی ایک

کودوں سے جوڑنا۔ رادعہ، کشتی لڑنا، دھوکہ دینا۔ وثب (ض)، دوڑنا، کودنا۔ اضلاع، ج ضلع، پہلی۔ متندق، ٹوٹا
ام الاراس، دماغ کی جملی۔ لایفک، نہ چمڑا سکا۔ ضجات، ج ضجہ، چیخ و پکار، شور و غل۔

توضیح

بہرام گور کا اس کی حکومت کی ابتداء کی دور کا واقعہ ہے کہ اس کے باپ یزدجرد الاثیم نے بہرام گور کو اس
کی کم عمری میں منذر ابن نعمان کے حوالہ کیا تھا تاکہ وہ اس کی تربیت کا خیال رکھے اور اس کو فاضل
بنائے منذر نے ایسا ہی کیا۔ جب بہرام بڑا ہو گیا تو اس کو فن شہسواری سکھائی اس میں اللہ نے شہسواری
پیدا کی، اور اس کے آخری حد تک اللہ نے اسے تیار کیا شہسواری کی انتہا تک پہنچنے کیلئے۔ پھر اسے اس کے والد کے
پاس لایا اور اس کے سامنے اس کی شہسواری، تیراندازی اور ہتھیار چلانے میں مہارت پیش کیا پھر اس کو بلوایا تو اسے خوش
بیان فاضل اور تمام استعمال ہونیوالی زبانوں میں ماہر پایا۔ بہرام کا باپ بہت خوش ہوا اور منذر واپس آگیا، بہرام اپنے
والدہ کے پاس رہا مگر اس کے باپ نے بہرام کے خرچہ میں نہ وسعت پیدا کی اور نہ کسی کام میں لگایا، قریب آنے سے بھی
منع کر دیا اور اپنے سے دور رکھنے لگا یہاں تک کہ جب اسے وہ دیکھتا تھا تو نظریں جھکا لیتا تھا، بہرام اس پر صبر سے کام
لیتا تھا، جب یزدجرد کے پاس روم کا قاصد آیا تو بہرام نے اس سے درخواست کی کہ والد صاحب میرے لئے آپ سفارش
کریں کہ وہ مجھے چھوڑ دیں عرب جانے کیلئے، چونکہ مجھے عرب جانیکا بہت شوق ہے۔ سفیر نے سفارش کی تو والد نے اجازت
دیدی۔ آخر کار بہرام عرب لوٹ کر منذر کے ساتھ عزت سے رہا یہاں تک کہ یزدجرد کی وفات ہو گئی اور اہل فارس میں سے
شرفاء کی ایک بڑی جماعت شاہی خاندان کے ایک آدمی کسریٰ پر متفق ہو گئی اور سبھوں نے اسے حاکم تسلیم کیا چونکہ
یزدجرد کو اس کی بدخلقی کی بنا پر اچھا نہیں سمجھتے تھے اور ملک کا اس کے بیٹے کے پاس باقی رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔
جب منذر کو اس کی خبر ملی تو بہرام سے اس نے کہا کہ اگر میں تیرے واسطے ملک گیری کی سعی کروں تو کیا تو لڑنے کیلئے تیار
ہے چونکہ میں عرب دلوں کو جمع کروں گا اور تیرے ساتھ خود بھی چلوں گا۔ بہرام نے کہا اگر آپ اتنی ہمدردی کریں گے
تو آپ کو اس کا بدلہ لے گا۔ منذر نے عرب دلوں کو اکٹھا کیا اور مدینہ ملک الفرس میں پڑاؤ ڈالا، وہاں کے رئیس لوگ
اور شریف لوگوں نے آکر منذر سے یہ کہا کہ ایک زمانہ کے بعد تو اللہ نے یزدجرد اور اس کے ظلم و ستم سے خلاصی عطا کی ہے
ہیں اندیشہ ہے کہ کہیں اس کا لڑکا بھی اسی کے طور و طریق پر نہ چلے لے ہم اپنے تمام معاملات کا حال اس بادشاہ کی
گردن میں ڈال چکے ہیں تو آپ کی جانب سے کوئی برائی کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ منذر نے کہا ایک دفعہ تم لوگ بہرام
کے پاس اکٹھا ہو کر اس کی بات سنو اور جتنی چاہو شرط لگاؤ۔ اگر تمہاری مرضی کے مطابق ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں واپس
چلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن اکٹھا ہو نیکا ان سے وعدہ ہو گیا، منذر نے ان کیلئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور بہرام کو
ایک پردہ کے پیچھے تخت پر بٹھا دیا، جب ان کا اجتماع مکمل طور پر ہو گیا اور لوگ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے تو پردہ
اٹھائے اور بہرام کو سلام کرنیکا حکم دیا۔ بہرام نے بہت ہی اچھے انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور فارسی زبان
میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کی جس میں اس نے نیک سیرتی اور خیر پسند اور شریعت کی اتباع کا وعدہ کیا، اس کے بعد اس
نے کہا کہ رہا میرا حکومت طلب کرنا سو یہ صرف وراثت کی بناء پر نہیں بلکہ تاج اور تہہ اور انگوٹھی کو دو خوشنوا شیردوں کے

آگے رکھا جائے اور میں تمہارا ایسا بادشاہ ہوں جسکی تم نے اپنے معائنہ کی باگ ڈور سہر دی ہے جس نے سلطنت کے آد کو چین
 لیا وہ تم پر حکمرانی کا مستحق ہو گا۔ لوگوں کو اس کی فصاحت اور ان کے مشاہدہ کردہ بہرام کی طلاقت و جہ اس کے خوبصورت
 وعدوں کے ساتھ ساتھ بہت پسند آئی، وہ یہ کام کرنے پر تیار ہو گئے تو انھوں نے تاج انگوٹھی اور حلقہ لیکر ان سب
 چیزوں کو دوسو کے شیروں کے سامنے رکھ دیا، جن کے سامنے کھال اتاری ہوئی بکری کا بچہ تھا اور بڑے بڑے سوار
 اور جو سی حکماء اور ارکان دولت اس واقعہ کو دیکھنے کیلئے اکٹھا ہوئے۔ تو بہرام نے کسریٰ سے کہا بڑھئے، کسریٰ
 نے جب یہ دیکھا کہ سامنے شیریں شیر گرج رہے ہیں تو اس بنا پر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ ملک آپ بڑھئے! بہرام نے علی
 خیرہ اللہ کہہ کر اقدام کیا درحالیکہ اس کے ہاتھ میں سونے کا گرز تھا۔ اس نے حلقہ کا ارادہ کیا اور دونوں شیریں خیرہ
 چھڑا دیئے گئے۔ ان میں سے ایک نے بہرام کا ارادہ کیا جب اس سے قریب ہوا تو بہرام نے اس سے کشتی لڑی، پھر
 اس کی پیٹھ پر کود کر سوار ہو گیا اور اس کو اپنی رانوں سے اس قدر دبا یا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹنے کے قریب تھیں، پھر دوسرا
 شیر لپکا تو بہرام اسکی طرف بہت جلد بڑھا گرز لیکر اس کے سر کے پیچھے کی جانب اور اسے گرا دیا۔ اور وہ شیر جو اس کے
 نیچے تھا برابر اٹھتے بیٹھتے رہا، اور وہ اپنی رانوں کو اس سے الگ نہیں کرتا تھا اور گرز سے اس کی کھوپڑی پر مارتا تھا،
 یہاں تک کہ اس کو جان سے مار دیا پھر دوسرے کی جانب متوجہ ہوا اور اسے بھی مار دیا پھر اذان بلند ہوئے لگیں اور
 لوگوں نے خوشخبری دی، اور اس کے لئے دعا کی اور تاج بہرام کے سر پر رکھا گیا، تخت شاہی پر وہ مستحق ہو کر بیٹھ گیا۔

مَنَعُ الْمُسْتَبِيرِ

بناہ چاہئے والے کی حفاظت

قَالَ سَعِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَذَرَ الْمُهْدِيُّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ كَانَ يَسْعَى فِي فُسَادِ سُلْطَنَتِهِ وَجَعَلَ
 لِمَنْ أُولِيَ عَلَيْهِ أَوْ جَاءَهُ بِهِ مِائَةَ أَلْفٍ دِرْهَمٍ قَالَ فَأَقَامَ حِينَئِذٍ مَتَوَرِّثًا ثَمَرَةً أَظْهَرَ مَدِينَةَ السَّلَامِ
 فَكَانَ ظَاهِرُ أَكْفَابٍ خَائِفًا مَتَرَقِّبًا فَبَيَّنَّا هُوَ مِثْلِي فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا أَذْ بَصْرِيَّةٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ
 فَعَرَفَهُ فَأَهْوَى إِلَى مَجَامِعِ ثَوْبِهِ وَقَالَ هَذَا بُغْيَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَمَكَنَ الرَّجُلُ مِنْ قِيَادِهِ وَلَنَظَرِهِ
 إِلَى الْمَوْتِ أَمَامَهُ فَبَيَّنَّا هُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ إِذْ سَمِعَ وَقَعَ الْحَوَافِرِ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا مَعَهُ بَن
 زَائِلًا فَقَالَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ أَجَرَنِي أَجَارَكَ اللَّهُ فَوَقَفَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي تَعْلُقُ بِهِ مَا شَأْنُكَ قَالَ
 بُغْيَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الذِّمَّةُ نَذْرٌ مَدِينَةٍ وَأَعْطَى لِمَنْ دَلَّ عَلَيْهِ مِائَةَ أَلْفٍ فَقَالَ يَا غُلَامُ انْزِلْ عَنِ
 دَابَّتِكَ وَاحْمِلْ أَخَاكَ فَصَاحَ الرَّجُلُ يَا مُعْشَرَ النَّاسِ يُحَالِ بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ طَلَبَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ
 لَهُ مَعْنَى أَذْ هَبْ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ عِنْدِي فَأَنْطَلَقَ إِلَى بَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَخْبَرَ الْحَاجِبَ فَدَخَلَ إِلَى
 الْمُهْدِيِّ فَأَخْبَرَهُ فَأَمَرَ بِحَبْسِ الرَّجُلِ وَوَجَّهَ إِلَى مَعِينٍ مِنْ يَحْضُرِيهِ فَأَتَتْهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَدْ لَبَسَ

ثیابہ وقربت الیہ دابتہ فدعا اهل بیتہ وموالیہ فقال لا یخلصن الی هذا الرجل وفیکم عین تطرف ثم کلب وحمل علی المهد فلم یرد علیہ فقال یا معن انجی علی قال نعمک یا امیر المؤمنین قال ونعم ایضاً واشتد غضبہ فقال معن قتلک فی کما عنکم بالین فی یوم واحد خمسة عشر الفاولی ایاکم کثیرة قد تقدم فیها بلائی وحسن غنائی فمادراً یتقوا اهلاً ان تمحبوا لی رجلاً واحداً استجار فی فاطمہ المهد طویلاً ثم رفع رأسه وقد ستری عنه فقال قد اجزنا من اجرت قال معن فان رئی امیر المؤمنین ان یصلہ فیکون قد احیا داغنا فعل قال قد امرنا لہ بخمسة آلاف قال یا امیر المؤمنین ان ضلالت الخلفاء علی قدر جنایات الرعیة و ان ذنب الرجل عظیم فاجزل لہ الصلة قال قد امرنا لہ بمائة الف قال فتمتع بها یا امیر المؤمنین بافضل الدعاء ثم انصرف ولحقه المال فدعا الرجل فقال لہ خذ صلتک والحق باهلك وایاک ومخالف خلفاء الله نکلی۔

لغوی تحقیق

سعید بن مسلم بن قتیبة ابو عمر باہلی بھری۔ آپ امیر عادل، عالم حدیث اور عربی کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔ نذر (ن) نذرنا، اپنے اوپر کسی چیز کو ضروری کر لینا۔ متواری۔ متواری سے اسم فاعل ہے، پوشیدہ ہونا۔ مترقباً، منتظر۔ اہوی الیہ، لینے کیلئے ہاتھ بڑھانا۔ الخوافرج حافر، کھڑ۔ ابو الولید۔ معن ابن زائدہ کی کنیت ہے۔ تطرف (ض)، پلک جھپکنا۔ سری، غصہ لگا ہو گیا تھا۔ اجزل۔ امر حاضر ہے اجزال، بمعنی زیادہ عطا کرنا۔

توضیح

سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ مہدی نے کوفیوں میں سے ایک شخص کے خون کی نذر مانی جو اس کی سلطنت کو بگاڑنے میں کوشش کرتا تھا اور اس شخص کیلئے جو اس پر رہنمائی کرے یا اسے لائے سو ہزار درہم متعین کیا۔ سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ وہ شخص بہت دنوں تک چھپا رہا پھر وہ مدینہ السلام میں روٹا ہوا مکر وہ ظاہر ہو کر بھی غائب کیے مثل تھا کہ ہر لمحہ خائف اور حوادث کا منتظر رہتا تھا تو اس دوران کہ وہ مدینہ السلام (بغداد) میں ٹھہل رہا تھا چانک ایک کوفی نے اسے دیکھا اور پہچان لیا اور اس کا گریبان پکڑنا چاہا اور کہنے لگا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اس نے اسے کھینچنے پر قدرت دی اور اپنے سامنے اسے موت نظر آنے لگی۔ اسی حالت میں پیچھے سے اس نے کھڑوں کی آواز سنی، مڑ کر دیکھا تو معن بن زائدہ تھا۔ تو وہ کہنے لگا اے ابو الولید! مجھے بچالو۔ تمہیں اللہ بچائے گا، تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس شخص سے کہا جو اس سے چٹ رہا تھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہا یہ امیر المؤمنین کا مقصد ہے جس کے خون کی نذر مانی ہے اور اس کی رہنمائی کر نیوالے کو سو ہزار درہم دے گا، تو معن بن زائدہ نے کہا، اولٹ کے سواری پر سے اتر جا اور ہمارے بھائی کو سوار کر لے۔ تو اس شخص نے آواز لگائی، اے لوگوں کی جماعت یہ حائل ہو رہا ہے میرے اور اس شخص کے درمیان جس کو طلب کیا ہے امیر المؤمنین نے تو اس سے معن لے کہا چلا جا، پھر امیر المؤمنین کو بتا دینا کہ وہ میرے پاس ہے۔ تو یہ

امیر المؤمنین کے دروازے کی جانب چلا پھر دربان کو بتایا، پھر مہدی کے پاس آیا اور اسے خبر دی تو مہدی نے اس شخص کو روکنے کا حکم دیا اور معن کے پاس ایک شخص کو بھیجا جو اسے لائے تو امیر المؤمنین کے قاصد معن کے پاس آئے درآخالیکہ وہ اپنے کپڑے پہن چکا تھا اور اس کی سواری قریب لائی جا چکی تھی تو معن نے اپنے گھروالوں کو اور غلاموں کو بلایا پھر کہا کوئی راہ نہ پائے اس شخص تک درآخالیکہ تمہارے لئے جھپکنے والی آنکھیں موجود ہیں پھر سوار ہوا اور آیا اور مہدی کو سلام کیا لیکن مہدی نے جواب نہیں دیا۔ مہدی نے کہا اے معن! تو میرے خلاف پناہ دیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مہدی نے کہا اور ہاں بھی کہتا ہے۔ اور اس کا غصہ بڑھنے لگا، تو معن نے کہا میں نے تمہاری اطاعت کیلئے، یمن میں ایک دن کے اندر پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور میرے لئے بہت سے دن گزر چکے جس میں میرے کارنامے اور حسن عمل گزر چکا، تو کیا تم مجھے اس بات کا اہل نہیں سمجھتے ہو کہ تم میرے لئے ایک ایسے شخص کو معاف کر دو جو مجھ سے پناہ چاہتا ہے۔ مہدی نے بہت دیر تک سر جھکا یا پھر اپنا سر اٹھایا درآخالیکہ غصہ دور ہو چکا تھا۔ تو مہدی نے کہا ہم نے بھی پناہ دیدی اتم نے جس کو پناہ دی، معن نے کہا: اگر امیر المؤمنین مناسب سمجھیں تو اسے الغم دیں۔ تو یہ انعام دینا گویا کہ اسے زندہ کرنا اور مالدار بنانا ہو گا۔ مہدی نے کہا ہم نے اس کیلئے پانچ ہزار کا حکم دیا۔ معن نے کہا اے امیر المؤمنین یقیناً خلفاء کے انعامات رعیت کی خطاؤں کے بقدر ہوتا ہے اور اس شخص کا قصور زبردست ہے تو اس کیلئے الغم بڑھائیے اس نے کہا ہم نے حکم دیا اس کیلئے سو ہزار درہم کا۔ معن نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ جلدی کیجئے دعاء خیر میں پھر وہ لوٹ گیا اور اس کو مال مل گیا، معن نے اس شخص کو بلایا اور اس سے کہا اپنا حلیہ لو اور اپنے گھر چلے جاؤ اور اللہ کے خلفاء کی مخالفت سے بچتے رہنا۔

صَيَانَةُ الْمُلُوكِ رَعَايَاهُمْ

بادشاہوں کی حفاظت اپنے رعایا کی

قال ابو الفهم الاصبها في لما رجع ذو القرنين من المشرق والمغرب توجه الى بلاد القيصين، فاحصو مدینتها اشدها صخرة فلما اشرف على اخذها نزل اليه ملك الصين تحت الليل ولم يعرف احد ان ملك الصين وقال: انا رسول ملك الصين، فلما وصل الى الجباب اخبرهم ان رسول ملك الصين ويريد الدخول على الاسكندرية فاعلموا الاسكندرية وادخلوه عليه، فلما دخل سلمه ووقف بين يديه فقال له: تكلم فقال اني ما مومر ان لا تكلم الا في خلوة، ففتشه الرسل خوفا من ان يكون معه سلاح او مكيدة، فوجدوه خاليا من ذلك ففقر ب الى الملك الاسكندرية وقال له: ايها الملك: اني ملك الصين بنفسي ولست برسونه وقد حضرت بين يديك لعلمي انك رجل عاقل عارف صالح ما مون الغائلة فان كان قصدك قتلي فها انا بين يديك

راغنیك عن القتال وان كان قصدك المال فاطلب ولا تعجز، فاني مجيبك في ما تطلب قال الاسكندر خاطرت بنفسك فقال ايها الملك! انا بين امرين اما ان تقتلني فيقيم اهل مملكتي غيري ويحاربوك وان تركتني افد بلادي بما تريد وتنسب الي الجميل فلما سمع ذو القرنين ذلك اطرق ملياً مفكراً وعلم ان ملك الصين من ذوي العقول ثم ان رفع راسه وقال اريد منك خراج مملكتك ثلاث سنين كوامل معجلاً ثم بعد ذلك تعطي كل سنة نصف الخراج فقال ملك الصين وهل تطلب غيرة لك شيئاً؟ قال لا، فقال: قد اجبتك الي ذلك فقال الاسكندر كيف يكون حال رعبتك بعد هذا المال المعجل؟ فقال: اُعطيتك من عندي ولم اُكَلِّمْ رعيي الي التعجيل والله ما نقول ذكيل: فخرج ملك الصين شاكراً فلما طلع النهار اتقبل ملك الصين بعشائراً حتى سد ما بين المشرق والمغرب واحاطوا بعساكر ذي القرنين حتى ايقنوا بالهلاك فظن الاسكندر وقومه ان ملك الصين خدعهم فبينما هم في هذه الفكرة واذا بملك الصين جاء وعلي راسه التاج فلما رآه ذو القرنين قال: اغدرت في ما قلت؟ قال لا ولكن اردت ان اريك اني لما خضعت لك خوفاً، واعلم ان الذي هو غائب من جيوشك اكثر ممن حضر فقال له الاسكندر: قد تركت لك جميع ما قهرته عليك من اموال الخراج فلما رجع من بلاد الصين ارسل له ملك الصين تحفاً واموالاً كثيرة على سبيل الهدية.

لغوی تحقیق

صیانتہ دن، بچانا، حفاظت کرنا۔ رعایا۔ ج رعیت: ہر وہ چیز جس کی نگرانی ضروری ہو۔ الصين، ملک چین۔ اشرف: اشرافا، نزدیک ہونا۔ حجاب: ج حاجب: دربان۔ خلوة: تنہائی۔ نقش نقشیا، تلاشی لینا۔ الغائلم: مصیبت، فساد، ہلاکت۔ ج غوائل: خاطر۔ خاطرہ بنفسہ: خطرہ میں ڈالنا۔ اند: فدی یفدی فدی فداء سے مضارع متکلم ہے، جزاء شرط ہو نیکی وجہ سے آخر سے یا مجذوف ہے۔ ملینا: زمانہ کا ایک حصہ۔ قال الشذر وجل، واجرلی ملینا۔ خراج: ٹیکس جو بھیڑ بکریوں کے مالک سے لیا جائے۔ عشائر: جمع عشیرہ، اعزاد و اقارب، قبیلہ۔ سد دن، سد اذا، ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ اریک: ارادہ سے مضارع متکلم ہے۔ جیوش: ج جیش: فوج، لشکر۔ تحفا: ج تحفہ: ہدیہ۔ غدرت: غدر دن، ض، س، غدر، خیانت کرنا۔ صفت غادر: ج غدرہ۔

توضیح

ابوالفرج اصفہانی کہتے ہیں کہ جب ذو القرنین مشرق و مغرب سے لوٹے تو متوجہ ہوئے بلاد چین کی طرف پھر اس کے شہروں کا زبردست محاصرہ کیا، پھر جب ان کو فتح کرنے کے قریب ہو گئے تو ان کے پاس شاہ چین رات کے وقت آیا اور کسی نے نہیں پہچانا کہ وہ شاہ چین ہے اور کہنے لگا کہ میں شاہ چین کا تاجر ہوں۔ جب دربانوں کے پاس پہنچا تو ان کو بتایا کہ وہ شاہ چین کا تاجر ہے اور اسکندر پر داخل ہوئے کا ارادہ کر رہا تھا تو انھوں نے اسکندر کا پتہ بتایا اور اس کو اسکندر پر داخل کیا، جب وہ داخل ہوا تو اس نے سلام

کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تو حضرت اسکندر نے اس سے فرمایا کہ، تو اس نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نہ بات کروں مگر خلوت میں۔ تو قاصدوں نے اس کی تلاشی لی اس بات کا اندیشہ کرتے ہوئے کہ ہو اس کے ساتھ کوئی ہتھیار یا فریب کا سامان تو اس کو اس سے قریب خالی پایا تو وہ شاہ اسکندر کے قریب ہو کر کہنے لگا اے بادشاہ میں بذات خود چین کا بادشاہ ہوں میں اس کا قاصد نہیں ہوں اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں میرے جاننے کی وجہ سے کہ آپ ایک عقلمند آدمی جانکار، نیک اور ہلاکت سے مامون شخص ہیں، پس اگر آپ کا ارادہ مجھے قتل کرنے کا ہے تو لیجئے میں آپ کے سامنے موجود ہوں اور آپ کو قتال سے بے نیاز کرتا ہوں۔ اور اگر آپ کا ارادہ مال کا ہے تو مالک لیجئے اور تو واضح مت اختیار کیجئے، میں آپ کی بات کو قبول کر نیوالا ہوں جو آپ مانگیں۔ تو حضرت اسکندر نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ اس نے کہا اے بادشاہ میں دو باتوں کے درمیان ہوں یا تو آپ مجھے قتل کریں پھر میرے ملک والے میرے علاوہ کو بادشاہ بن کر آپ سے قتال کریں۔ اور اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا تو میں فدیہ دیتا رہوں گا اپنے شہروں کا ان چیزوں کے ذریعہ جو آپ چاہیں گے اور آپ کو بھلائی کی طرٹ منسوب کیا جائیگا۔ جب ذوالقرنین نے یہ بات سنی تو مسخوڑی دیر تک غور و فکر کرتے ہوئے سر جھکایا اور یہ سمجھ گئے کہ شاہ چین عقلمندوں میں سے ہے پھر انھوں نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا میں تم سے تمہاری مملکت کا ٹیکس مکمل تین سال کا فوری طور پر چاہتا ہوں پھر اس کے بعد تم ہر سال آدھا ٹیکس دینا، تو شاہ چین نے کہا میں اس کے علاوہ بھی قبول کرتا ہوں تو حضرت اسکندر نے فرمایا تمہاری رعایا کا حال کیا ہو گا اس فوری مال کے بعد۔ تو اس نے کہا میں آپ کو اپنے پاس سے دوں گا اور میں اپنی رعایا کو جلدی ادا کرنے کا مکلف نہیں بناؤں گا اور جو میں کہہ رہا ہوں اس کا خدا حافظ۔ شاہ چین شکر یہ ادا کرتے ہوئے نکلا اور جب دن نکل آیا تو شاہ چین اپنے غزوہ اوقارب کو لیکر توجہ ہوا یہاں تک کہ اس نے مشرق اور مغرب کے درمیان پورے حصہ کو بند کر دیا اور ذوالقرنین کے لشکروں کا احاطہ کر لیا یہاں تک کہ انھوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا تو حضرت اسکندر اور ان کی قوم نے یہ گمان کیا کہ شاہ چین نے انھیں دھوکہ دیا اس اثناء میں کہ وہ اس سوچ میں تھے کہ اچانک شاہ چین آیا اور اس کے سر پر تاج تھا جب اس کو حضرت ذوالقرنین نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے دھوکہ دیا اپنے قول میں۔ انھوں نے کہا نہیں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپ کو دکھا دوں کہ میں نے آپ کے سامنے ڈر کی وجہ سے گھٹنا نہیں ٹیک ادا کرنا لیجئے کہ یقیناً جو چیزیں میرے لشکروں سے غائب ہیں وہ زیادہ ہیں موجودہ چیزوں کی بہ نسبت۔ تو اس سے حضرت اسکندر نے فرمایا میں نے تمہارے لئے چھوڑ دیا تمام ان چیزوں کو کہ جن کو میں نے تم پر لازم کیا تھا ٹیکس کے معاملہ میں سے جب وہ بلا چین سے لوٹا تو اس کیلئے شاہ چین نے تحفے اور ہدیہ کے طور پر بہت سے مال بھیجے۔

المواعظ

نصیحتیں

لما دخل سليمان بن عبد الملك المدينة سأل هل بالمدينة أحدٌ ادر لك أحدًا من

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ابو حازم، فارسل اليه فلما دخل سأله فقال: يا ابا حازم: مالنا نكره الموت؟ فقال: لانكم اخبرتم اخوتكم وعمرتم دنيا كم فكرهتم ان تنقلوا من عمران الى خراب فقال له: كيف القدرم على الله؟ قال: اما المحسن فلغائب يقدم على اهلهم واما المسي فقابن يقدم على مولاه فبكره سليمان وقال: يا ليت شعري مالنا عند الله؟ قال: اعرض عملك على كتاب الله تعالى فقال: في اى مكان اجد؟ فقال: في قوله ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم، قال سليمان: فاني رحمة الله؟ قال: قهيب من المحسنين، قال فاني عباد الله اكرم؟ قال: اولوا المروة.

لغوی تحقیق

مواظظ - ج موعظہ: نصیحت۔ سلیمان بن عبد الملک - اس کی ولادت ۵۳ھ میں ہوئی۔ یہ ولید بن عبد الملک کا بھائی ہے۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو یہ رملہ میں تھا۔ جمادی الثانیہ ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ اور خلافت کو اس طرح انجام دیا کہ ولید کے جانی کے بعد حکومت میں خلا محسوس نہیں ہوا۔ بروز جمعہ ۲۱ صفر ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام وابق میں جاں بحق ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پینتالیس سال تھی۔ ایام خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز ہیں۔ ابو حازم کنیت سیلہ نام اعرج لقب، والدہ کا نام دینار تھا، نسلاً عجمی، اور فارس کے باشندے تھے مگر فضل و کمال میں یکبارہ روزگار تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلیمہ واعظ مدینہ کے عالم اور شیخ تھے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت و جلالہ پر سب کا اتفاق ہے، انھوں نے صحابہ کرام میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے اور غیر صحابہ میں ابوامامہ، سعد بن السیب، عامر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن ابی قتادہ وغیرہم سے حدیث روایت کی ہے، عالم اکمال ہونے کے باوجود کھجوروں کی تجارت کر کے معاش حاصل کرتے تھے۔ منصور کے دور خلافت میں ۱۳۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ نکرہ (دس) گراہنے: ناپسند کرنا۔ خربتم، خانہ ویران کرنا، عمرتم تعمیر آباد کرنا۔ عمران: آبادی۔ خراب: ویرانہ۔ السی: بدکار۔ آبق: بھگوڑا غلام۔ ابرار: ج بر: نیک، نعیم: جنت کی نعمتیں۔ فجار: ج فاجر: تباہ کار۔ حجیم: دوزخ، بھڑکتی ہوئی آگ۔ اولوا المروة: صاحب مروت۔

توضیح

جب سلیمان ابن عبد الملک مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے پوچھا کیا مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پالینے والا کوئی شخص ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ ابو حازم ہیں۔ ان کے پاس قاصد بھیجا۔ جب تشریف لائے تو ان سے سوال کیا اور کہا اے ابو حازم ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم موت کو پسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا چونکہ تم لوگوں نے اپنی آخرت بربادی اور اپنی دنیا آباد کی، اس بناء پر تم اس بات کو ناپسندیدہ سمجھتے ہو کہ آبادی سے اجاڑ کی طرف چلے جاؤ، تو سلیمان نے پوچھا اللہ کے سامنے کس طرح آنا ہو گا۔ انھوں نے جواب دیا۔ بہر حال نیک شخص تو وہ اس غائب شخص کی طرح ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس آئے، اور بہر حال بدکار تو وہ اس بھگوڑا غلام کی طرح ہے کہ جو اپنے مولیٰ کے پاس آئے، تو سلیمان رونے لگا اور کہنے لگا کاش میں جانتا کہ اللہ کے پاس ہمارے لئے کیا ہے تو حضرت ابو حازم نے فرمایا کہ اپنے عمل کو کتاب اللہ پر پیش کرو تو اس نے پوچھا کہاں میں اسے

پاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان الابرار لفی نریم وان الغار لفی جیم میں۔ سلیمان نے کہا، کہاں ہے اللہ کی رحمت تو آپ نے جواب دیا نیک لوگوں سے بالکل قریب ہے۔ سلیمان نے پوچھا: اللہ کے کون سے بندے باعزت ہیں فرمایا: مروت والے۔

وَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ هَذَا فَقَالَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: اِنِّى اُكَلِّمُ بِكَلَامٍ فَاَحْتَمَلُهُ فَاَنْ وَاَعْرَابِيٌّ اِنْ قَبْلَتَهُ مَا حَبِيبٌ، فَقَالَ سُلَيْمَانُ: هَاتِ يَا اَعْرَابِيٌّ! فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ: اِنِّى اُطْلِقُ لِسَانِي بِمَا خَرَسَتْ عَنْهُ الْاَلْسُنُ تَادِيَةً لِحَقِّ اَللّٰهِ، اِنَّكَ قَدْ اَلْتَفَقْتَ رَجَالٌ قَدْ اَسَاءُوا وَالْاَخْتِيَابُ لَا اَنْفُسَهُمْ وَابْتِغَاوْا دُنْيَاكَ بَدَيْنَهُمْ وَرَضَاكَ بِسَخَطِ رَبِّهِمْ وَخَافُوكَ فِي اَللّٰهِ وَلَمْ يَخَافُوا اَللّٰهَ فَبَلَغَتْ فَمِنْ حَرْبٍ لِّلْاٰخِرَةِ وَسَلَمٌ لِّلْدُنْيَا، فَلَا تَأْتِيهِمْ عَلٰى مَا اسْتَفَلْتَ اَللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَاَنْهَمُ لَكِنْ يَبَالُوْا بِالْاَمَانَةِ وَاَنْتَ مَسْئُوْلٌ عَمَّا اجْتَرَمُوا، فَلَا تَصْلِحْ دُنْيَاهُمْ لِفَسَادِ اٰخِرَتِكَ، فَاَنْتَ اعْظَمُ النَّاسِ عِنْدَ اَللّٰهِ عِيْدًا مِّنْ بَاغٍ اٰخِرَتُهُ بَدُنْيَا غَيْرِهِ، فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ اَنْتَ اَنْتَ مَا اَنْتَ؟ يَا اَعْرَابِيٌّ! فَقَدْ سَلَّتْ لِسَانُكَ وَهُوَ سَيْفُكَ، قَالَ: اَجَلٌ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَكَ لَا عَلَيَّكَ۔

لغوی تحقیق

احتملاً، احتمالاً، برداشت کرنا۔ اُطلق۔ اطلق فی کلامہ، تعظیم کرنا، مقید نہ کرنا۔ خرسٹ (دس) خرشا؛ گونگا ہونا۔ اکتفک۔ اکتنافا؛ احاطہ کرنا۔ لن یبالوا۔ مبالاة؛ پروا کرنا۔ اجتروا۔ اجتروا ما۔

جرم (دس) جرمیہ، گناہ کرنا۔ سلئت (ن)، سلا۔ السیف، تلوار سونمتنا۔

توضیح

ایک دیہاتی جب سلیمان ابن عبد الملک کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایک بات کروں گا، آپ اسے برداشت کر لیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ اسے قبول کیا تو وہ چیز مل جائیگی جو آپ چاہتے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ بتاؤ اے دیہاتی! تو دیہاتی نے کہا میں اپنی زبان کو چلاتا ہوں ایسی باتوں میں جن سے زبانیں گونگی ہیں اللہ کے حق کو ادا کرنے کیلئے، بیشک آپ کو کچھ لوگوں نے گھیر لیا کہ جنھوں نے اپنے لئے برائی کا انتخاب کیا اور تیری دنیا کو اپنے دین کے بدلہ میں خرید لیا، اور تمہاری رضامندی کو اپنی ناراضگی کے بدلہ میں اور تم سے وہ ڈرے اللہ کے معاملہ میں، اور وہ اللہ سے تمہارے معاملہ میں نہیں ڈرتے، تو وہ لوگ آخرت کیلئے لڑائی ہیں اور دنیا کیلئے صلح۔ تو آپ ان کو امین نہ بنائیں اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا نائب بنایا ہے چونکہ وہ امامت کی پروا نہیں کرتے، اور آپ مسئول ہوں گے ان کے جرائم کے متعلق، تو اپنی دنیا کو درست نہ کرو اپنی آخرت کو بگاڑ کر۔ چونکہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عیب دار وہ شخص ہے جس نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالا۔ تو اس سلیمان نے کہا تو کون ہے اے دیہاتی کہ تو نے اپنی زبان کو چلانا شروع کیا گو یا کہ وہ تیری تلوار ہے تو اس نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین آپ کیلئے مفید ہے، آپ کیلئے مضر نہیں۔

وَلَمَّا حَجَّ بِالنَّاسِ قَالَ وَالِدُهُ وَلِيَّ عَهْدًا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا تَرَى هَذَا الْخَلْقَ الَّذِي لَا يُحِبُّ عَدُوَّ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا يَسُوعُ رِزْقَهُمْ غَيْرَهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَؤُلَاءِ رَعِيَّتُكَ الْيَوْمَ وَهُمْ غَدًا خَصْمُكَ عِنْدَ اللَّهِ فِيكَ سَلِيمَانُ بَكَاءٌ شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ: بِاللَّهِ اسْتَغْنَيْنِ

توضیح

اور جب سلیمان لوگوں کے ساتھ حج کیلئے گیا تو اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا اور اپنے ولیعہد عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ کیا تم اس لائق مخلوق کو نہیں دیکھتے اس کو خدا کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کوئی رزق نہیں دے سکتا، تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین یہ سب آج آپ کی رعیت ہیں اور کل اللہ کے سامنے آپ کے مد مقابل ہوں گے۔ تو سلیمان بہت رویا پھر اس نے کہا اللہ کے ذریعہ میں مدد چاہتا ہوں۔

وَقَالَ يَوْمَ الْعَصْرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَجِبْتُ مَا صَارَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَلِكِ يَا عُمَرُ! كَيْفَ تَرَى مَا خُنَّ فِيهِ؟ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا اسْرُؤُ لَوْ لَا أَنَا غُرُورٌ وَنَعِيمٌ لَوْلَا أَنَا عَدِيمٌ وَمَلِكٌ لَوْلَا أَنَا هَلَكٌ وَفَرَحٌ لَوْلَمْ يَعْقِبْ، تَرَحُّمْ وَلَذَاتُ لَوْلَمْ تَقْتَرَنْ بِأَفَاتٍ وَكَرَامَةٍ لَوْ صَحَبْتُهَا سَلَامَةً فَبَكَى سَلِيمَانُ رَحِمَهُ اللَّهُ حَتَّى اخْضَلَتْ دُمُوعُهُ لَحِيتَهُ.

لغوی تحقیق

غرور: تکبر، گھمنڈ۔ عديم: معنی معدوم۔ ملک: ہاک میں ایک لغت ہے۔ ترخ: غم۔ ترخ (د)، ترخ: ٹھگن ہونا۔ اخضلت: تر ہونا، نمناک ہونا۔ صفت خضل: خاضل۔ کہا جاتا ہے عیش خضل: شاداب زندگی۔

توضیح

اور ایک دن سلیمان نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا جبکہ اس کو خوش کر دیا تھا اس چیز نے جس کی طرف وہ ترقی کر رہا تھا سلطنت میں سے، اسے عمر کیا خیال ہے تمہارا اس چیز کے بارے میں جس میں ہم ہیں تو انہوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ خوش ہے اگر گھمنڈ نہ ہو اور نعمت ہے اگر فخر نہ ہو، اور ملک ہے اگر طاقت نہ ہو، اور خوشی ہے اگر اس کے بعد رنج نہ ہو، اور لذتیں ہیں اگر آفتیں نہ ملیں اور بزرگی ہے اگر اس کے ساتھ سلاسی ہو، تو سلیمان اتنا رویا بہا نک کہ اس کے آنسوؤں نے اس کی ڈاڑھی تک تر کر دیا۔

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامِ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامِ كُتْبَةَ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ الْمَرْءَ يَسْرُءُ إِذَا رَأَى مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَ، وَيَسُوءُ إِذَا فُوتَ مَا لَمْ يَكُنْ إِذَا رَأَى مَا لَمْ يَكُنْ سَرُورًا بِمَا نِلَتْ مِنْ

امرا آخرتک ولیکن اسفک علی ما فالتک منها وما التک من امر دنیاک فلا تمکن بہ فرحاً، وما فالتک منها فلا تأس علیک جزعاً ولیکن همک ما بعد الموت، وکتبت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی معاویۃ أمّا بعد: فانہ من یعمل بمساخط اللہ یرحمہ اللہ من الناس ذاملاً، والسلام۔

لغوی تحقیق

نلت (ض، س) نیلا: پانا۔ اسف: افسوس۔ لا تأس۔ ہنی حاضر ہے۔ آہنی (س، اسی): غمگین ہونا۔ جزعاً: بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ مساخط۔ ج مسخط: سبب ناراضگی۔

توضیح

اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے کسی کے کلام سے فائدہ نہیں اٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنا کہ میں نے فائدہ اٹھایا اس کلام سے جو لکھا تھا میرے پاس حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ ابابعد: یقیناً آدمی کو اس چیز کا پانا خوش کرتا ہے کہ آدمی سے وہ فوت نہ ہو، اور آدمی کو جو معلوم ہوتا ہے اس چیز کا فوت ہونا کہ جس کو پانا نہیں سکتا۔ تو چاہئے کہ تیری خوشی اس چیز کے ذریعہ ہو جو تم نے حاصل کیا اپنی آخرت کی کسی بات میں سے، اور چاہئے کہ تیرا افسوس اس چیز پر ہو جو تجھ سے فوت ہو گئی ہو آخرت میں سے اور جو تونے اپنی دنیا کے معاملہ میں سے حاصل کیا تو اس پر خوش نہ ہو، اور جو تجھ سے فوت ہو جائے دنیا میں سے تو تو اس پر ناامید نہ ہو گھبراہٹ کی وجہ سے، اور چاہئے کہ ہو تجھے غم موت کے مابعد کیلئے۔ اور حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس لکھا۔ اما بعد: یقیناً جو شخص اللہ کی ناراضگی والے عمل کرتا ہے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کر نیوالا اس کی مذمت کر نیوالا ہو جاتا ہے۔ والسلام

وخرج الزهری یوماً من عند هشام بن عمار فقل لہ، ما ہنّ؟ قال دخل رجل علی هشام فقال یا امیر المؤمنین! احفظ عتی اربع کلمات فیہن صلاحٌ ملکک واستقامۃ رعیۃک فقال ما تہنّ فقال لا تعدّ عدۃ لا تمسّ من نفسک بائناً، قال، ہذا واحدٌ فہات الثانیۃ، قال، لا یغرنک المرئی وان کان سہلاً اذ کان المنحدراً وعرّاً، قال ہات الثالثۃ، قال، واعلم ان لا عمل جزاء فائق العواقب قال، ہات الرابعۃ، قال، واعلم ان لا امور باغئات فکن علی حدّہا۔

لغوی تحقیق

ہشام بن عبدالملک۔ اس کی ولادت ۲۷ھ میں ہوئی۔ اس کی ماں عائشہ بنت ہشام بن مغیل مخزومی تھی۔ اس نے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ محسوس کیا، وہیں ڈاک کے ذریعہ عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیجی گئی، وہاں سے یہ دمشق آیا اور خلافت کی بیعت لی، ہشام حلیم الطبع عاقل و فرزانه تھا، اس نے ایک مرتبہ شرفاء میں سے کسی کو گالی دی تو اس نے برجستہ کہا، شرم نہیں آتی خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو، ہشام نے ملامت مٹا کر چھوڑ دیا۔

اور اس سے معافی مانگی۔ ۶ ربیع الثانی ۲۵۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی خلافت انیس سال چھ ماہ گیارہ روز رہی۔
 لاندن (رض)، وعداء، وعدہ، وعدہ کرنا۔ لانتن۔ دوثنا، بھروسہ کرنا۔ انجاز، وعدہ پورا کرنا۔ المرقی۔ اسم ظرف ہے۔
 چڑھنے کی جگہ۔ سہل، نرم۔ المنذر۔ اسم ظرف ہے، ڈھلوان جگہ۔ دعر، سخت، دشوار۔ بقات، یکایک آجائیوالی
 مصیبتیں۔ حذر، چوکنا رہنا۔

توضیح

اور ایک دن امام زہری ہشام کے پاس سے چار چیزیں لیکر نکلے، ان سے کہا گیا وہ چار باتیں کیا ہیں۔ ایک
 شخص ہشام کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میری جانب سے چار باتیں یاد رکھئے جن میں
 آپ کی سلطنت کی صلاح ہے اور تیری رعایا کی استقامت ہے تو ہشام نے کہا، بیان کرو۔ تو اس نے
 کہا، آپ وعدہ مت کیجئے کہ اپنے اوپر اعتدال نہ ہو آپ کو اس وعدہ کے پورا کرنے پر۔ ہشام نے کہا یہ تو ایک بات ہے۔
 دوسری بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا، آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے بلندی پر چڑھنا، خواہ کتنا ہی آسان ہو جبکہ اتنا مشکل
 ہے۔ ہشام نے کہا، تیسری بات بیان کرو، تو اس نے کہا، تمام اعمال کیلئے بدلہ ہے تو انجام سے آپ ڈریئے۔ ہشام نے
 کہا، چوتھی بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا یہ جان لیجئے کہ انور کیلئے ناگہانیاں ہیں، تو آپ بچ کر رہئے۔

تعد معاویۃ بالکوفۃ یمایع الناس علی البراءۃ من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ رجل
 یا امیر المؤمنین! نطیع اُحیاء کمد ولا ننتہز اُمن موتاکم فالتفت الی المغیرۃ فقال لہ: ہذا رجل
 فاستوص بہ خیراً۔

لغوی تحقیق

احیاء۔ ج حی، زندہ۔ لانتہز۔ براۃ، بیزار ہونا۔ موتی۔ ج میت، مردہ۔ المغیرۃ بن شعبہ ثقفی مشہور
 صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، آپ عقلاء روزگار میں سے تھے۔ غزوہ خندق کے بعد ایمان لائے اور
 صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو
 بحرین اور بصرہ کو فذکوالی مقرر کیا تھا، بصرہ میں سب سے پہلے دیوان آپ ہی نے قائم کیا تھا۔ تمام کتب صحاح میں آپ سے
 روایت مروی ہیں۔ صحیحین میں آپ سے بارہ احادیث مروی ہیں، اور آپ کی تمام مرویات کی تعداد ۱۲۶ ہے۔ آپ نے
 ۵۸ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاستوص۔ استصفا، وصیت قبول کرنا۔

توضیح

حضرت معاویہؓ کو فذ میں لوگوں سے بیعت لینے کیلئے بیٹھے حضرت علیؓ سے براۃ پر، تو ان سے ایک شخص نے
 کہا: اے امیر المؤمنین ہم تمہارے زندوں کی اطاعت کرتے ہیں اور تمہارے مردوں سے بیزار نہیں ہیں
 پھر وہ متوجہ ہوا مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف۔ تو آپ نے فرمایا: یہ کامل مرد ہے اس سے خیر
 کی نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

قصہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا واقعہ

مِنْ حِكْمِ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ خَلَقَ آدَمَ مِنْ غَيْرِابٍ وَأُمِّمٍ وَخَلَقَ حَوَاءَ مِنْ غَيْرِ أُمٍّ وَخَلَقَ عِيسَى مِنْ غَيْرِ
 أَبٍ وَخَلَقَ بَقِيَّةَ نَوْحِ الْإِنْسَانِ مِنْ أَبٍ وَأُمٍّ وَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ نَبِيًّا عِيسَى أَرْسَلَ إِلَى مَرْيَمَ
 جَبْرِئِيلَ فِي صُورَةِ إِنْسَانٍ وَكَانَتْ وَقْتَيْنِ مُعْتَرِلَةٍ فِي مَكَانٍ شَرْقِيٍّ الدَّارِ حَيْثُ كَانَتْ تَغْتَسِلُ
 مِنْ حَيْضِهَا فَلَمَّا رَأَتْ جَبْرِئِيلَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ لِيَسْتَعِدَّ عَنْهَا فَاجَابَ بِأَنَّ سَرَسُولَ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ
 جَاءَ هَذَا لِيَهْبِئَهَا وَلِذَا يَكُونُ نَبِيًّا قَالَ: إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا فَاجَابَتْ
 كَيْفَ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَأَنَا لَمْ أَتَزَوَّجْ وَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ قَالَتْ: أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ
 وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا فَقَالَ لَهَا هَذَا مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ ارْأَوْ ذَلِكَ لِيَكُونَ عَلَامةً لِلنَّاسِ عَلَى قَدَرَاتِهِ
 وَرَحْمَةً لِمَنْ آمَنَ بِهِ وَقَدَّحَكُمْ بآيَاتِهِ وَلَا تَحَالَةَ فَحَمَلَتْ بِهِ وَلَمْ تَمُضْ سَاعَةً مِنْ حَمْلِهِ حَتَّى احْتَمَتْ
 بِالْكَهْلِ الْوِلَادَةَ فَجَاءَتْ تَحْتَ جذْعِ النَّخْلَةِ وَوَضَعَتْهُ ثُمَّ ذَهَبَتْ إِلَى قَوْمِهَا حَامِلَةً لَهُ فَظَنُّوا أَنَّهَا جَاءَتْ
 بِهِ مِنْ طَرِيقِ الزَّانَا فَاتَّ بَ قَوْمِهَا تَحْمِيلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ جُمِعُوا
 فَأَشَارَتْ لَهُمُ اللَّيْلِيَّاتُ فَقَالُوا لَهَا كَيْفَ نَكَّمُ مِنْ كَافٍ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا فَقَالَ لَهُمُ عِيسَى
 أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ أَنَا فِي الْكِتَابِ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مَبَارَكًا إِنَّمَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا
 دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ
 حَيًّا فَعِنْدَ ذَلِكَ تَحَقَّقَتْ لَهُمْ بُرْءُ قَوْمِهَا وَلَمَّا بَلَغَ عِيسَى ثَلَاثِينَ سَنَةً بَعَثَهُ اللَّهُ رَسُولًا أَنْزَلَ عَلَيْهِ
 الْإِنْجِيلَ وَآمَنَ بِهِ خَلْقٌ كَثِيرٌ

لغوی تحقیق

حکم - ج حکمت، عقلندی، دانائی، حق کے موافق گفتگو۔ معتزلہ - اعتزل۔ الشی وعنه: الگ ہونا،
 جدا ہونا۔ زکیا، گناہوں سے پاک۔ بغیا: بدکار و زنا کار عورت۔ ج بغایا - بغی سے فعل کا
 وزن ہے، واؤ کو یاء سے بدل کر غین کو کسرہ دیدیا گیا، فعل کا وزن جب فاعل کیلئے ہوتا ہے تو اس میں مذکر و مؤنث
 دونوں یکساں ہیں۔ جذع: درخت کا تنہ۔ ج جذوع - نخلہ: کجور کا درخت ردکانت یا بسنہ لا راس لہا ولا خضرة فیہا وکان
 الوقت شتاء، فریا: ایسا کام جس پر حیرت و تعجب ہو۔ فلان یفری الفری: فلان تعجب انگیز کام کرتا ہے۔ لبرجوبا (رن،
 سنگسار کرنا۔ رجما بالغیب - اکل بجوابات - المہد: گہوارہ، پنگورٹا، جھولنا۔ ج مہود - مہد (د) مہد: بچانا، مہاد: بچوانا۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا
 کیا اور حضرت حواء علیہا السلام کو بغیر ماں کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور

توضیح

باقی تمام انسانوں کو ماں اور باپ دونوں سے پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا کرنے کو تو اللہ نے حضرت مریمؑ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو انسان کی صورت میں بھیجا اور اس وقت وہ الگ تھلک تھیں مشرق کی جانب ایک مکان میں جہاں وہ غسل فرما رہی تھیں اپنے حیض کی وجہ سے۔ جب حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے پناہ چاہی تاکہ وہ دور ہوں حضرت مریم سے۔ تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے قاصد ہیں، وہ ان کے پاس تشریف لائے ہیں تاکہ وہ حضرت مریمؑ کو ایسا ایک بچہ ہمہ گیر جو نبی ہو۔ انھوں نے کہا: اتنا انا رسول رکبت (دلفظین) میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں تاکہ میں تجھے ایکٹ ہو شیار لڑکا عطا کروں۔ تو حضرت مریم نے ان کو جواب دیا کہ کیسے میرے بچہ ہو گا حالانکہ میں نے شادی نہیں کی اور نہ میں بدکاروں میں سے ہوں۔ قالت انی یكون لی غلام (دلفظین) حضرت مریم علیہا السلام نے کہا کیسے میرے لڑکا ہو گا درحالیہ کسی شخص نے مجھے نہیں چھو اور نہ میں بدکار ہوں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تیرے رب کے لئے آسان کام ہے۔ اللہ نے اس کا ارادہ کیا تاکہ یہ لوگوں کیلئے اس کی قدرت پر علامت ہو جائے۔

اور اس کے لئے رحمت ہو جو اس پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو وجود میں لایا کیا فیصلہ کر دیا ہے اور یقیناً ہو کر رہے گا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور ان کے حمل کو تھوڑی دیر بھی نہیں گزری تھی کہ انھوں نے ولادت کی تکلیف محسوس کی، تو وہ ایک کھجور کی ٹہنی کے نیچے آئیں اور حمل کو جنا، پھر اپنی قوم کے پاس اس کو اٹھا کر لے گئیں تو انھوں نے یہ سمجھا کہ اس کا یہ بچہ زنا کی وجہ سے پیدا ہوا۔ (فانت بہ قومہا تحمله قالوا لہ) یعنی وہ ان کو لیکر اپنی قوم کے پاس آئیں ان کو گود میں لئے ہوئے۔ تو انھوں نے کہا اے مریم تو نے بہت ہی غضب کا کام کیا، اور انھوں نے ان کو پتھروں سے سنگسار کرنا چاہا تو حضرت مریم نے انکو اشارہ کیا اس بچہ کی جانب تاکہ وہ اس سے سوال کریں، تو انھوں نے حضرت مریم سے کہا ہم کیسے بات کریں اس بچہ سے جو گود میں ہے۔ تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب عطاء کی اور مجھے بابرکت نبی بنایا چلے جہاں کہیں بھی رہوں اور مجھے نماز کی وصیت کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اللہ کا بندہ بنانا۔ اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مرے گا اور جس دن میں زندہ اٹھوں گا۔ تو اس وقت ان کے سامنے حضرت مریم علیہا السلام کی براءت محقق ہوئی۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا اور انجیل نازل فرمائی۔ اور ان پر بہت سے لوگ ایمان لائے۔

وَمِنْ مَّعْجَازَاتِهِ اَنَّهُ كَانَ يُفَكِّرُ مِنَ الطِّينِ طَيْرًا فَيَنْفَخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا اَبَادًا وَاللّٰهُ
وَيُؤْتِي الْاَكْمَامَ وَالْاَبْرَصَ وَيُحْيِي الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ.

توضیح

اور آپ کے معجزات میں سے ہے کہ وہ ٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے، اور اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ شکل پرندہ ہو جاتی تھی اللہ کے حکم سے، اور مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو اچھا کر دیتے تھے، اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔

وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِ اَيْضًا اَنْزَلَ الْمَاءَ مِنَ السَّمَاءِ وَاَخْبَارَ تَوَمَّهُ بِمَا يَكُونُ وَمَا يَدْخُرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ وَقَدْ اغْتَابَتْ مِنْهُ الْيَهُودُ فَانْفَقُوا عَنَّا قَتَلَهُ فَهَجَمُوا عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ، فَدَخَلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اسْمُهُ يَهُوذَا فَلَمَّ يَحْيَى، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَوَجَدُوْهُ وَاَفِيَهُ شَبِيْهًا مِنْ عِيْسَى، فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ. وَاما عِيْسَى فَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ فَاِنَّكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلَكِنْ شَبِيْهَهُ لَهُمْ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى بَلْ رَفَعْنَاهُ اِلَهِ الْكِبَرِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَكَسَلَهُ اللّٰهُ اَوْ صَافَ الْمَلَكُوتَ وَهَوَّجَ اِلَى الْاَلَانِ.

توضیح

اور آپ کے معجزات میں سے ہے نیز دسترخوان کا آسمان سے اترنا اور اپنی قوم کو بیتنا اس چیز کا جو وہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے اور اس کی بنابر یہودی غیض غضب میں مبتلا ہوئے، چنانچہ ان کو مار ڈالنے پر متفق ہو گئے تو ان پر ان کے گھر میں حملہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام یہوذا تھا داخل ہوا لیکن اس نے ان کو نہیں پایا۔ تو سب لوگ آپ پر داخل ہوئے تو انھوں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص کو پایا پھر انھوں نے اسے قتل کر دیا اور اسے سولی دیدی۔ اور بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انکو اللہ نے آسمان کی جانب اٹھا لیا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ: یعنی نہ انھوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ ان کے سامنے ایک مشابہ شخص ظاہر کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بَلْ رَفَعْنَاهُ یعنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی جانب اٹھا لیا، اور اللہ تعالیٰ نے انکو ملائکہ کے اوصاف سے آراستہ کیا تھا اور وہ آج تک زندہ ہیں۔

وَاَمَّا مَكْرَمَاتُهَا فَتَوَفِيَتْ بَعْدَ رَفْعِهَا بِمَدَّةٍ قَلِيْلَةٍ وَدَفِنَتْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ اُنْزِلَ قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ بِحُكْمِ بَشَرِيَّةٍ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلَا يَدْعُ كَعَاظِرٍ اَوْ يَمَكْتُ مَدَّةً اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يَحْجُجُ وَيَزُورُ قَابِلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَمُوتُ وَيُدْفَنُ بِجَوَارَةِ۔

توضیح

اور بہر حال حضرت مریم علیہا السلام انکی ماں وفات پائیں ان کے اٹھائے جائیکے بعد بہت کم مدت میں اور انھیں دفن کیا گیا بیت المقدس میں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت قائم ہونے سے پہلے اتریں گے، اور حکم دیں گے ہمارے آقا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا اور کسی کافر کو نہیں چھوڑیں گے اور چالیس

سال تک رہیں گے پھر حج کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت کریں گے پھر وفات پائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہوں گے۔

قصة سيدنا ابراهيم عليه السلام

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

كَانَ سَيِّدُنَا اِبْرَاهِيْمُ لَمْ اَبْ اسْمُهُ اَمْرُو كَانَ كَافِرًا وَاُمُّ اسْمُهَا لَيْوَنًا وَكَانَتْ مُؤْمِنَةً
سَرَّ اَوْ قَدْ وُلِدَ اِبْرَاهِيْمُ فِي مَدَنَةِ مَلَكٍ اسْمُهُ النَّمْرُودُ كَانَ ذَوِ قُوَّةٍ وَكَانَ يَعْبُدُ الْاَصْنَامَ وَلَمَّا مَلَكَ
جَمِيعَ الدُّنْيَا ادَّعى الْاِلَوهِيَّةَ فَعْبَدَتْهُ النَّاسُ خَوْفًا مَخْذُومًا فَلَمَّا صَارَ اِبْرَاهِيْمُ مُرَافِقًا بَكَتْ اَبَاهُ بِقَوْلِهِ اَنْتَ تَتَّخِذُ
اَصْنَامًا اِلَهَةً اِنِّى اَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِى ضَلَالٍ مُّبِينٍ حَيْثُ كَانَ اَبُوهُ يَعْبُدُ الْاَصْنَامَ وَيَتَّبِعُ فِيهَا ثُمَّ صَارَ اِبْرَاهِيْمُ
يَقُولُ لِيَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ النَّمْرُودُ مِنْ لَدُنْكَ اَحْضَرَا اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ لَهٗ اَنَا الَّذِى خَلَقْتُكَ وَرَزَقْتُكَ
فَقَالَ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ كَذَبْتَ رَبِّى الَّذِى خَلَقَنِى فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِى هُوَ يُطْعِمُنِى وَيَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرَضْتُ
فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِى يُمِيتُنِى ثُمَّ يُحْيِيْنِ وَالَّذِى اَطْعَمَنِي اَنْ يَغْفِرَ لِيْ خَطِيئَتِيْ يَوْمَ الدِّينِ فَعَنْدَ ذٰلِكَ
بُهِتَ النَّمْرُودُ وَفِيْ رُءُوسِهِ مِمْسَاكٌ فَصَاحَ لِسَانُهُ ثُمَّ التَفَتَ النَّمْرُودُ لَازِرًا وَقَالَ لَهٗ خُذْ وَلَدَكَ
وَحَذِّرْهُ لَعَلَّ مِنْ بَاسِيْ فَاخَذَ اَبُوهُ وَصَارَ يَحْذِرُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ يَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ
وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا فَرَجَرَا اَبُوهُ وَتَجَنَّبَا ثُمَّ بَعَدَ ذٰلِكَ تَرَقَّبَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَصْنَامِمْ وَدَخَلَ
عَلَيْهَا وَكَانَتْ ثَلَاثَةٌ وَسَبْعِيْنَ صِنًا فَلَكَرَ هَا بِهَاسٍ وَلَمْ يَمْسَسِ الصَّنَمَ اِلَّا بِرِسْوَةٍ لِّعَبَسْ وَدَخَلَ
فِيْ رَاسِهَا وَذَهَبَ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهَا وَجَدُوْهَا عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ فَظَنُّوْا اَنْ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ
اِلَّا اِبْرَاهِيْمُ فَاخْبَرُوْا النَّمْرُودَ وَكَانَ قَبْلَ اَنْ يَدَّعى الْاِلَوهِيَّةَ مَشْغُوفًا بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فَاَمْرًا بِاَحْضَرَا
فَلَمَّا احْضَرُوْا اِبْرَاهِيْمَ وَنَمْرُودَ قَوْمَهُ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا اِلَهَتُنَا يَا اِبْرَاهِيْمُ فَاَجَابَهُمْ بِقَوْلِهِ بَلْ فَعَلْتُ كَمَا كَانَ
هٰذَا اَفَاسْأَلُوْهُمْ اِنْ كَانَوْا يَنْطِقُوْنَ ثُمَّ اَنَّهُ لَمَّا رَآى الْجَهْلَ مُحِيْطًا بِهِمْ قَالَ اُوَيْتُ لَكُمْ وَلَمَّا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ تَحَقَّقُوْا اَنْهُ الْفَاعِلُ فَقَالُوْا احْرِقُوْهُ وَاَنْصَرُوا
اِلَهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فَاَعْلِيْنَ فَجَمَعُوْا حَطَبًا مَدَّةَ ثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ حَتَّى صَارَ كَمَا الْجَبَلُ فَاخْرَجُوْا
فِيْهِ النَّارَ فَاشْتَعَلَتْ حَتَّى مَلَأَتْ الْجُوْا وَعَمَّتْ جَمِيعَ الْجِهَاتِ حَرَارَتُهَا وَصَنَعُوْا مِنْجِيْقًا وَوَضَعُوْا نِيزَ
اِبْرَاهِيْمَ وَرَمَوْهُ فِيْ النَّارِ فَصَارَتْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَنَبِعتْ عَيْنُ مَا وَجَبَ اَنْبَاهَا شَجَرَةً مَّارًا
وَاِيَا جَابِلَ بِسَرِيْرِ مِنَ الْجَنَّةِ وَتَاجِرَ وَحَلَّةٍ فَلَبِسَهُمَا اِبْرَاهِيْمُ وَجَلَسَ عَلٰى السَّرِيْرِ فِيْ ارْغَدٍ عِشٍ
وَلَمْ تَوْشَرْ فِيْهِ النَّارُ فَاَمِنْ بَيْنَ خَلْقٍ كَثِيْرٍ وَلَمَّا عَلِمَ النَّمْرُودُ بِذٰلِكَ قَالَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَخْرِجْ

مِنْ اَرْضِنَا فَنُخْرِجْ هُوَ مِنْ اَمْنٍ مَعَهُ وَتَزُوجُ بِوَاحِدَةٍ اسْمُهَا سَارَةُ نَجَاءً اِلَى مِصْرَ وَاقَامَ بِهَا مَدَّةً
فَاعْطَاهَا مَلِكُ مِصْرٍ جَارِيَةً اسْمُهَا هَاجِرَةٌ، لَمَّا رَأَى مِنْ مَعْجَزَاتِهَا ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الشَّامِ وَاقَامَ بِهَا وَهُوَ
اَوَّلُ مَنْ قَرَأَ الضَّيْفَانَ وَادَّلَ مِنْ شَائِبَةٍ لَحِيثَةٍ۔

لغوی تحقیق

ابراہیم۔ اس میں چھ لغتیں ہیں۔ ابراہیم، ابراہام (سبع)، ابراہوم، ابریم۔ دونوں میں
ہم کی تثنیت کے ساتھ۔ علامہ سجائی نے لفظ ابراہیم، یونس اور یوسف کی لغتوں کو اس قطعہ میں

نظم کیا ہے۔

لقد جاء ابراہیم بالیاء والالف : وبالواو والتثنية فی الحذف قد وصفت

ویونس ثلث ثلاث مثل یوسف : مع الهمز والابدال فاحفظ کما عرفت

اور بعض حضرات نے اس لفظ کو عربی گردانا ہے۔ اور ازری یا وزر سے شق مانا ہے اور تعریف اور وزن فعل کی وجہ سے
غیر منصرف قرار دیا ہے۔ مگر ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ جمعی ہے اور وزن فعل اور صفت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اصنام۔ ج
صنم، بت۔ الوہیت۔ معبود ہونا۔ مرآۃ۔ راہق الغلام، جوانی کے قریب پہنچنا۔ بکت۔ بکیتا، محبت میں
غالب آجانا اور خاموش کر دینا۔ بہت رک، بہتا، حیرت زدہ ہو کر خاموش ہونا۔ مجہول فصیح تر اور شہور ہے۔ باس،
عذاب۔ فأس، کلہاڑی (مؤنث سماعی ہے) بسا اوقات بغیر مزہ کے بولا جاتا ہے۔ ج افوس، فواوس۔ اُف۔ اُم فعل
معنی الضجر والکروہ۔ میں ناپسند کرتا ہوں، میں بیکار ہوں۔ اصل میں اُف ناخن کے تراشنے کا ن کے میل کو کہتے ہیں۔
قاضی عیاض وغیرہ نے اس میں دس لغتیں ذکر کی ہیں۔ اُف، اُف، اُف، اُف، اُف، اُف، اُف، اُف، اُف، اُف۔ اُنی۔
علامہ سیوطی تنویر الجواہر میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو حیان نے ارتشاف وغیرہ میں چالیس لغتیں ذکر کی ہیں قال وقد

نظمت فی ابیات فقلت۔

ان ربیع اخیرہ ثم ثلث

وقنویہ وبالترک افا

وبکسرات رادانی مثلث

ثم مذا بکسرات و اف

اضرموا النار، آگ روشن کرنا، بھڑکانا۔ الجو۔ ہوا میں السماء والارض (فضا) متجینق، ایک مشین ہے جس کے ذریعہ
قلعہ وغیرہ کی دیوار پر پتھر پھینکتے ہیں۔ من چہ نیک کامعرب ہے۔ ج مجاہیق۔ نبعت (من، ن، ف) پانی کا چشمہ بھوٹ آیا
وَتَان، انار۔ آرغد، عیش آسودہ زندگی۔ رغد (س، ک) رغد، خوشحال ہونا۔ ضیفان۔ ج ضیف، مہمان۔
شابت لحیت، اس کی داڑھی سفید ہو گئی۔

توضیح

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا، وہ کافر تھا اور انکی والدہ کا نام لیوٹا تھا وہ خفیہ طور پر
مومنہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود نامی بادشاہ کے دور میں پیدا ہوئے جو قوت والا تھا اور بتوں کی
پرستش کرتا تھا۔ اور جب وہ سارے دنیا کا مالک ہو گیا تو اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے اسکی

پریش شروع کیا اس کے ڈر سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قریب البلوغ ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو خاموش کیا اپنے اس قول سے "اتخذ اسماً اٰلہٗ لى اُرَاکَ ذُوکُمْ فِی ضَلَالٍ مِّبِینٍ" کیا آپ بتوں کو معبود بنا رہے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں، چونکہ حضرت ابراہیم کے والد متوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور بتوں کی تجارت کیا کرتے تھے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے یا قوم اعبدوا اللہَ رَبَّکُمْ، یعنی اسے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جو تمہارا پروردگار ہے۔ جب غمزدہ نے یہ بات سنی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاضر کر آیا اور ان سے کہا میں نے تجھے پیدا کیا اور رزق دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے میرے رب کے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت دیتا ہے اور کھانا کھاتا ہے، بیماری سے شفا دیتا ہے، اور وہی مجھے موت دے گا پھر مجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور میں اسی سے اپنی مغفرت کی خواہش رکھتا ہوں قیامت کے دن۔ تو اس وقت غمزدہ مہو ہوا ہو گیا اور جو غمزدہ کے ساتھ تھے وہ تعجب کرنے لگے حضرت ابراہیم کی خوش بیانی پر، غمزدہ آزر کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے کہا اپنے لڑکے کو پکڑ لو اور میری گزند سے اسے بچالو۔ تو ان کے والد نے انھیں پکڑا۔ اور ان کو ڈرانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا "یا اَبَتِی لِمَ تَعْبُدُ الْاِیْمٰ" یعنی اے ابا جان کیوں آپ پرستش کرتے ہیں ان بتوں کی جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور وہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے، ان کے والد نے انھیں جبراً اور ڈانٹا، پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کے منظر پر اے اور ان پر داخل ہوئے اور وہ بت بہتر تھے۔ ان کو کلبھاڑی سے توڑ دیا اور بڑے بت کو نہیں چھوا کسی برائی کے ساتھ بلکہ اس کے سر میں کلبھاڑی لٹکا دیا اور چلتے بنے جب وہ لوگ بتوں کے پاس آئے اور ان کو ایسی حالت میں پایا تو انھوں نے یہ سوچا کہ یہ ابراہیم ہی کا کام ہے۔ انھوں نے غمزدہ کو خبر دی اور الوہیت کا دعویٰ کرنے سے پہلے بتوں کی پرستش پر فریضہ تھا تو غمزدہ نے انھیں حاضر کئے جائیکا حکم نافذ کیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو غمزدہ اور اس کی قوم نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے یہ حرکت کی ہے ہمارے معبودوں کیساتھ تو ان کو اپنے قول کے ذریعہ جواب دیا "بل فعلکَ کبیر ہم نذکرکَ" بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے لڑکے کی ہے تم ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہوں، پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے جبل کو ان پر عیط دیکھا تو کہنے لگے تم لوگوں پر انھوں نے اور کیوں اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہو، کیا عقل نہیں رکھتے۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہی کرنے والا ہے۔ تو انھوں نے کہا اس کو جلا کر اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنے ہے تو انھوں نے کلبھاڑیاں جمع کیں تین مہینے تک، یہاں تک کہ کلبھاڑیاں پسار کی طرح ہو گئیں تو انھوں نے آگ سلگائی تو آگ سمجھڑک اٹھی یہاں تک کہ فضا کو بھر دیا اور جہاں جانب آگ کی حرارت چھا گئی اور انھوں نے ایک منخیق تیار کی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا۔ آگ ٹھنڈک اور ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی بن گئی اور پانی کا چشمہ ابلنے لگا اور اس کے کنارے انار کا درخت تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرئیل جنت سے تخت، تاج اور جوڑے لے کر تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھیں پہن لیا اور تخت پر بہت ہی آرام و راحت سے بیٹھ گئے اور آگ نے اثر نہیں کیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ان پر ایمان لائے۔ اور جب غمزدہ اس بات کو جان گیا تو اس نے کہا اے ابراہیم تو نکل جا ہماری سرزمین سے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنین نکل گئے، اور ایک عورت

سے شادی کی جس کا نام سارہ تھا۔ اس کے بعد وہ مہر تشریف لائے اور وہاں ایک مدت تک قیام کیا تو ان کو مہر کے بادشاہ نے ایک جاریہ عطا کی جس کا نام ہاجرہ تھا، ان کے معجزات کو دیکھ کر پھر وہ شام کی طرف لوٹے اور وہاں قیام کیا۔ وہی سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے شخص ہیں جن کی داڑھی سفید ہو گئی۔

الکيس من حقيا للموت

عقل مند وہی ہے جس نے موت کی تیاری کی

حُكِيَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَبِسَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ لِبَاسًا شَهْرَبَةً، وَدَعَا بَتْنَتَ فَيْدٍ عَمَامَةً وَبَيْدَةً مَرَأَةً فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَبَّهًا وَاحِدَةً بَعْدَ أُخْرَى وَارْتَضَى سِدَّوْلَهَا وَاخْذَبَ بَيْدَةً مَخْصُورَةً وَاعْتَلَى مِنْبَرًا نَاطِرًا فِي عَظْفِيهِ وَجَمَعَ حَشَمَهُ، وَقَالَ أَنَا الْمَلِكُ الشَّابُّ السَّيِّدُ الْجَمَّابُ، الْكَرِيمُ الرَّقَابُ فَمَثَلْتُ لَهَا أَحَدِي جَوَارِيَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَرِينَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ أَسْأَلُ مُنَى النَّفْسِ وَقِرَّةَ الْعَيْنِ لَوْلَا مَا قَالَ الشَّاعِرُ

غیران لا بقاء للانسان
يكره الناس غير انك فان

أَنْتَ نَعَمَ الْمَتَاعُ لَوْ كُنْتَ تَبْقَى
أَنْتَ خَلَوُ مِنَ الْعُيُوبِ وَمَتَا

فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ وَخَرَجَ عَلَى النَّاسِ بِأَكْبَافٍ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ صَلَواتِهِ رَجَعَ وَدَعَا بِالْجَارِيَةِ وَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا قُلْتَ؟ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُكَ، وَلَا دَخَلْتُ عَلَيْكَ، فَاصْبِرْ ذَلِكَ وَدَعَا بَقِيَّةَ جَوَارِيهِ فَصَدَقْتَهَا عَلَى ذَلِكَ فَوَاعَدَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَبْقِ إِلَّا مَدِيدَةً حَتَّى مَاتَ.

لغوی تحقیق

الکيس: چالاک، زیرک۔ کاس (رض) کیسا، کیسا (غلام): زیرک و ذہین ہونا۔ کيس: سمجھدار۔ ج اکياس، کيسی۔ تہیا، تیاری۔ تخت: جامہ دان۔ ج تخت۔ عمامہ: ج عمامہ، بگڑی۔ مرآة: آئینہ۔ یقتم: اعتما، بگڑی باندھنا۔ آرخی: ارخاء، الستر، لٹکانا۔ سدول: ج سدول، پردہ۔ سدل (ن)، (رض) سدلا الثوب: لٹکانا۔ مخصرہ: عصا، شاہی جس کو بادشاہ تقریر کے وقت اپنے ہاتھ میں لے۔ ج مخاصرة۔ اعطی: اونچا ہوا، بلند ہوا۔ عطفیہ: دونوں پہلو۔ ج اعطاف، عطاف۔ حشمہ: خادم، نوکر چاکر۔ ج احشام۔ الشاب: جوان۔ البجاب (کنز) فی الشریعی ومعناه الفقیر وسمی الخلق ولعلہ بالجہن یقال ما ججاب ای کثیر لغت من ججب ساح فی الارض حاشیہ) منی۔ ج منیۃ: آرزو۔ قرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک۔ خلو: خالی

فرائع الامر دن، روعاً: گھبرا دینا، بدحواس کر دینا۔

توضیح

منقول ہے کہ سلیمان ابن عبدالملک نے جمعہ کے دن ایسا لباس پہنا جس سے وہ مشہور ہوا اور ایسا کبسنگا یا جس میں بہت سی پگڑیاں تھیں اور اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا، وہ یکے بعد دیگرے پگڑیاں باندھتا تھا اور ان کے پھندوں کو لٹکاتا جاتا تھا، اس کے بعد شاہی عصا لیکر اپنے جاہ و حشم کو دیکھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر کہتا میں جو امزد قوم کا سردار سیاح اور شریف اور سخی بادشاہ ہوں۔ اس کے سامنے اس کی ایک باندی ظاہر ہوئی۔ سلیمان نے کہا تو امیر المؤمنین کو کیسا سمجھتی ہے؟ تو اس نے کہا مجھے تو امیر المؤمنین دل کی آرزو اور آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ چیز نہ ہو جو شاعر نے کہلے۔ شعر: تو بہترین سامان ہے اگر باقی رہے لیکن انسان کیلئے بقاء نہیں ہے، تو عیبوں سے خالی ہے اور لوگوں کی ناپسندیدہ چیزوں سے سوائے اس کے کہ توفانی ہے۔ تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور لوگوں پر روتا ہوا نکلا۔ جب اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوٹا اور اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد باندی کو بلایا اور اس سے کہا کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا تیری اس بات پر۔ اس نے کہا قسم خدا کی نہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ آپ پر میں داخل ہوئی۔ سلیمان کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اپنی باقی باندیوں کو اس نے بلایا تو ان باندیوں نے اس کی تصدیق کی اس بات کے بارے میں، تو اس صورت حال نے اس کو خوفزدہ کر دیا اور کچھ ہی مدت باقی رہنے کے بعد مر گیا۔

وَحَكِي عَنْ الْفَضْلِ بْنِ الرَّبِيعِ، قَالَ كُنْتُ مَعَ الْمَنْصُورِ فِي السَّفَرِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَانْزَلْنَا بَعْضَ الْمَنَازِلِ فِدَعَا بِي وَهُوَ قُبْتُهِ إِلَى حَائِطٍ وَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكُمُ أَنْ تَدْخُلُوا الْعَامَةَ تَدْخُلُ هَذِهِ الْمَنَازِلَ فَيَكْتَبُونَ فِيهَا مَا لَا خِيْلَ فِيهِ، قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الْاِتْرَى مَا عَلَى الْحَائِطِ مَكْتُوبًا

ابا جعفر! حانت وفاتك وانقضت	سنوٹ و امرا اللہ لا بد نازل
ابا جعفر! هل كان من اومنجم	یرة قضاء اللہ ام انت جاہل؟

فقلت والله ما على الحائط شيء واذن لنقضي ابيض قال: الله! قلت: الله! قال انها والله نفس فعيت الى الرجل با درجي الى حرم الله وامنه هاربا من ذنوبي واسرافي على نفسي، فرحلتا و نقتل حتى بلغ بلاد ميمون، فقلت لاه قد دخلت المحرم قال: الحمد لله وقبض من يومها و لما حضرت الوفاة قال هذا السلطان لا سلطان لمن يموت -

لغوی تحقیق

فضل بن الربیع، ابو العباس منصور، مہدی، ہادی، رشید کا دربان تھا۔ ہارون الرشید نے

اس کی ذکاوت و بہادری کی بنا پر اپنا وزیر بنالیا تھا۔ اس کی وفات سنہ ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ الم انہکم ہمزہ استفہاء ہے اور لم نافیہ جازمہ اور کم ضمیر منصوب متصل ہے۔ نفی، صاف ستھرا۔ واللہ۔ اصل میں اقسام باللہ تھا۔ ہمارے کو حذف کر دیا گیا اور فعل کو مضمّر، پس فعل مضمّر اسم مقسم بہ کی طرف متعدی ہو گیا۔ نعت۔ نعاۃ، نعیاً، موت کی اطلاع دینا۔ بیریمون، مکہ کے ایک کنوئیں کا نام ہے جو یمون بن خالد حضرمی کی طرف منسوب ہے۔

توضیح

اور فضل ابن ربیع سے منقول ہے اس نے کہا میں منصور کے ساتھ اسی سفر میں تھا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ ہم ایک جگہ اترے اس نے مجھے بلایا اور وہ اپنے خیمہ میں تھا ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ کیا میں نے تمہیں نہیں روکا کہ تم عام لوگوں کو ان کے گھروں میں چھوڑنے سے، پھر وہ یہاں لکھ جائیں وہ باتیں جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو منصور نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو جو دیوار پر لکھا ہوا ہے ابو جعفر تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے، اور تمہاری عمر ختم ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم یقینی طور پر ہو نیوالا ہے۔ ابو جعفر کیا کوئی کاہن یا نجومی اللہ کے فیصلہ کو روک سکتا ہے یا تو جاہل ہے؟ تو میں نے کہا قسم خدا کی دیوار پر کچھ بھی نہیں ہے وہ بالکل صاف ستھری ہے۔ اس نے کہا، قسم خدا کی (لکھا ہوا ہے) تو میں نے کہا، قسم خدا کی (لکھا ہوا نہیں ہے) اس نے کہا کہ قسم خدا کی مجھے خبر دی گئی ہے کہ کوہِ کریم کی مجھے جلد سے چلو اللہ کے حرم اور اس کے امن کی طرف، اس حال میں کہ میں اپنے گناہوں سے اور اپنے اوپر زیادتی سے بھاگنے والا ہوں۔ تو ہم نے کوہِ کریم کیادورہ بہت بیمار ہوا یہاں تک کہ بیریمون پر پہنچا تو میں نے اس سے کہا، آپ حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا الحمد للہ اور اسی دن وفات ہوئی، اور جب اس کو موت آگئی تو اس نے کہا یہ سلطنت کوئی سلطنت نہیں ہے اس شخص کی جو مر جائے۔

وعن علی بن یقطين قال: لبتا مع المهدی باسیذ ان قال لی: اصبحت کجائعا فاتی بارغفة ولحم بارد فاکل ونام فی البهو، فما استیقظنا الا لیکاثہ فبادرنا فقال: امارأیت ما رأیت وقف علی رجلٍ لوکے ان فی الف ماخف علی فقال ھ

و اوحش منه رجلاً و منازله الی قبره تحته علیک جنا دلاً ینادی علیہ مغولاً لیت حلالاً	اکاتی بھذا القصر قد باد اهلہ وصار عمید الملک من بعدی فلم یبق الا ذکر و حدیثہ
--	--

فما انت علیہ عشرة ایام حتی توفي، قال رجل لابراہیم بن ادم من ابن کسبک؛ فقال ھ
ترقع دنیا ناب تمزق دینا ۛ فلا دیننا یبق ولا ما شرع

لغوی تحقیق

ماسیدان: بلاد حبل میں ایک بہت پرانا شہر ہے۔ ارغفہ: جمع رغیف: گوندے ہوئے آٹے کا پیڑا، چانی، روٹی، البتہ مسکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کی قیام گاہ کا کام دے جاتا ہے۔ بہادان: بہی (دس) بہو (دک) بہاؤ، خوبصورت ہونا۔ صفت بہی: باد (ض) بیدا، بیاڈا، بودا، ہلاکت ہونا۔ بیدا: خطرناک جنگل۔ ج بید، بیدارات۔ ربوۃ: گھر۔ ج رباع: بہتہ: حسن۔ تخی (ن، ض) حثوا، حثیا التراب: مٹی ڈالنا۔ ج خنڈل: پتھر، محوالات۔ اسم فاعل ہے۔ انخل الرجل: جمع کر رونا۔ حلاکۃ: ج حلیلہ: زوہ، بیوی۔ ابراہیم بن ادہم بن منہور بن اسحق بلخی۔ آپ مشہور و معروف عابد و زاہد بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش مکہ کے راستے میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گود میں لے کر طوان لیا اور یہ دعا کی اور عولابی ان بجعلہ اللہ صالحاً علامہ مروزی نے لکھا ہے کہ آپ امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام حنیفہ نے آپ کو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے، اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے، اور اسی پر تمام کاموں کا مدار ہے۔ آپ ۱۳۱ھ میں کسی غزوہ کیلئے جا رہے تھے راستہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ اور بلادِ روم کے کسی جزیرہ میں دفن کئے گئے۔ ترقیع: رقت الثوب: پیوند لگانا۔ تزیق: بچاڑنا۔

توضیح

اور علی ابن یقظین سے منقول ہے انہوں نے فرمایا جب ہم مہدی کے ساتھ ماسیدان میں تھے تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں بھوکا ہوں میرے پاس روٹیاں اور ٹھنڈا گوشت لاؤ، پھر اس نے کھایا اور ٹھیک میں سو گیا تو ہم نہیں بیدار ہوئے مگر اس کے رونے کی وجہ سے تو ہم نے سبقت کی تو اس نے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا وہ منظر جو میں نے دیکھا۔ میرے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اگر ہوتا وہ ہزاروں کے درمیان تو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس شخص نے یہ شعر کہا کہ گویا کہ میں اس محل میں ہوں کہ اس کے باشندے ہلاک ہو چکے اور اس کے مکانات اور منزلیں وحشت ناک ہو گئیں۔ اور عید الملک خوشی کے بعد ایک ایسی قبر کی طرف چل بسا کہ جس پر پتھر ڈالے جا رہے ہیں۔ اس کا تذکرہ اور باتوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اسے آوازیں دے رہی ہیں اس کی بویاں۔ تو مہدی پر دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے کہا: کہاں سے آئی ہے آپ کی کمائی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی دنیا میں پیوند لگاتے ہیں، اپنے دین کو چاک کر کے تو نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ چیز جس میں ہم پیوند لگاتے ہیں۔

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اپنے اوپر خود دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر غریب ماری ہو

قال الربيع بن سليمان: سمعت الشافعي يقول اني على عيد وليس عندي نفقة فاستسلف

سبعین دینار النفقة اھل فبنا انکذا کذا اذا تانی رجل من قریش یشتکی الی الحاجبۃ
فاخبرتہ خبری وقلت لہ: اخذ ما تحب فقال لی ما یقنعنی الا اکثر من ہذا الدنانیر فقلت
لہ: فخذ ما دبت وما معی دینار ولا درہم، فبنا انا فی منزلی اذا تانی رسول جعفر بن یحیی البرمکی
یقول: احب الوزیر فاجبتہ، فقال: ما شانک؟ فی ہذا اللیلۃ؟ یحتمل فی ما تفت کما
دخلت فی النوم، یقول الشافعی، الشافعی، فاخبرتہ بالخبر فاعطانی خمس مائۃ دینار
ثم قال: ازید، فاعطانی خمس مائۃ اخری فلم یزل یزید فی حتی اعطانی الفی دینار۔

لغوی تحقیق

یوثر وں۔ ایٹاڑا، اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا۔ دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔
خصاصۃ۔ خصّ (س) خصوصاً، محتاج ہونا، تنگدست ہونا۔ ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار ابو محمد
مرادی مصری صاحب امام شافعی۔ آپ کی ولادت ۳۱۵ھ میں ہوئی، آپ جامع عقیق کے مؤذن اور امام شافعی کے ارشد
تلامذہ میں سے تھے، آپ حضرت امام شافعی کی کتابوں کے راوی ہیں اور حضرت شوافع کے یہاں آپ کی روایت مدورہ قابل
وثوق سمجھی جاتی ہے حتیٰ کہ اگر امام مزنی کی اور آپ کی روایت متعارض ہو تو شوافع کے یہاں آپ ہی کی روایت کو ترجیح
ہوتی ہے، حالانکہ علم و تدوین کے اعتبار سے امام مزنی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ الشافعی۔ محمد بن ادیس بن العباس، ائمہ اربعہ
میں سے مشہور امام ہیں۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں محض تبرکاً لکھا جاتا ہے، آپ بمقام عقلمان ۳۵۱ھ پیدا ہوئے۔
اور دو برس کی عمر میں مکہ مکرمہ لائے گئے وہیں پرورش پائی، بچپن سے تیر اندازی نشانہ بازی اور طلب علم کا بہت شوق تھا۔
آپ نے قاری مکہ اسخیل بن قسطن سے علم تجوید پڑھا اور علوم ادبیہ، لغت و شعر اور ایام عرب جو الی تک حاصل کئے۔ فقہ مسلم
زحبی اور امام محمد شیبانی کی کتابوں سے حاصل کیا اور حدیث امام مالک وغیرہ سے حاصل کی، پندرہ سال کی عمر میں مسلم بن خالد
نے فتویٰ دینے کی اجازت دیدی۔ احمد بن سبار کا قول ہے کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔ ابو داؤد کا قول ہے کہ
شافعی نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی، حمیدی آپ کو سید الفقہاء کہتے تھے۔ آپ آخر عمر میں مصر تشریف لے گئے اور وہیں انکسار
اختیار کی اور آخر جب ۳۴۰ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاسم لفت، میں نے قرض لیا۔
یہشت (رض) ہتھکا۔ المہامۃ، کبوتری کا کو کو کرنا۔ ہتھکا، چلا کر پکارنا، بلانا۔ الشافعی۔ فعل محذوف کیوجہ سے منصوب
ہے۔ اسی اور رک الشافعی۔

توضیح

ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر عیادت آئی اور میرے پاس
کوئی خرچ کا سامان نہ تھا تو میں نے شتر دینا اپنے اہل و عیال کے خرچ کے لئے بطور قرض
لیا۔ اسی اشارہ میں کہ میں اس طرح تھا کہ اچانک ایک قرشی میرے سامنے ضرورت ظاہر کرتے
ہوئے آیا۔ میں نے اس کو اپنا حال سنایا اور اس سے کہا جو تم چاہو لے لو، تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے صبر نہیں دلا
سکتا مگر ان دیناروں سے زائد تو میں نے اس سے کہا تم انھیں لے لو۔ اور میں نے رات گزاری اس حال میں کہ

میرے پاس نہ کوئی دینار تھا اور نہ درہم۔ تو اسی اشنا میں کہ میں اپنے گھر پر تھا اچانک میرے پاس جعفر ابن یحییٰ برکی کا قاصد آیا وہ کہہ رہا تھا کہ وزیر کی دعوت قبول کرو تو میں نے اس کی بلا ہٹ کو قبول کیا۔ تو قاصد میرے کچھ اس رات میں آپ کا کیا حال تھا کہ مجھے کوئی غیبی ندا دینے والی آواز دے رہا تھا۔ جب کچھ میں سوئے کیلئے جا تا تھا وہ کہتا تھا شافعی کے پاس جاؤ، شافعی کے پاس جاؤ! تو میں نے قاصد کو واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے پانچ سو دینار مجھے عطا کئے پھر کہا کیا اضافہ کروں پھر اس نے اور پانچ سو دیئے، وہ مجھے زیادہ دیتے رہے یہاں تک کہ وہ ہزار دینار مجھے دیدیئے۔

وكان الشافعي، شاعراً مجيداً قال أبو القاسم بن الرزقي، دخلت عليه فقلت: يا أبا عبد الله أما تصف لنا لك هذا الفقه، تفوز بفوائدنا، ولنا هذا الشعر، وقد جئتُ قد اخلنا فيه فإمّا أفردتنا أو اشركتنا في الفقه، وقد اتيتُ بابيأت أن اجزئها بمثلها ثبت من الشعر، وإن عجزتُ تب منه، فقال لي، ايها، يا هذا فأنشدته هذا الكلام

خلق الزمان وهمتي لم تخلق
لا ينظرون إلى الحجا والاولق
صدا ان مفترقان امة تفترق
بغيرم اقطار السماء تغلق

ما جئتي الا مقارعة العدي
والناس اعينهم الى سلب الغني
لكن من رزق العبي حرم الغني
لو كان بالجبل الغني لو جددني

فقال الشافعي رضي الله عنه، ألا قلت ليما اقول ارتجالاً

حمداً ولا اجزا غير موفقي
والجد يفتح كل باب مغلق
عوداً فاشتر في يد به فحقق
ماء ليشرب، ففاض فصدي
دوهمته يبلع بعيش صين
بؤس اللبيب وطيب عيش الاحق

ان الذي رزق اليسار فليل
فالجد يدني كل امر شامع
فاذا سمعت بان مجددة احوي
واذا سمعت بان محروفا افي
واحق خلق الله بالهمة امرو
ومن الدليل على القضاء وكونه

فقلت له لا قلت شعراً بعد حكاً

وَسَمِعَ رَجُلًا يُسِفُّهُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالَ لَا صُحَابَ بِهِ : نَزَّهُوا أَسْمَاعَكُمْ عَنْ اسْتِمَاعِ الْخَفِيِّ
كَمَا تَنْزَهُونَ أَسْنَنَكُمْ عَنْ النُّطْقِ بِهِ فَإِنَّ الْمُسْتَمَعَ شَرِيكَ الْقَائِلِ فَإِنَّ السَّفِيهَ يَنْظُرُ إِلَى أَخْبَثِ شَيْءٍ
فِي دَعَائِهِ فَيَحْصِرُ عَلَى أَنْ يُفْرِغَهُ فِي أَوْعِيَتِكُمْ -

لغوی تحقیق

مجیداً۔ اجاد سے اسم فاعل ہے، عمدہ اشعار کہنے والا۔ اجڑا تھا، دوسرے کے مصروف کو نظم کر کے
پورا کرنا۔ آیہ۔ اسم فعل ہے بمعنی بات۔ مقارعتہ، ایک دوسرے کو تلوار مارنا۔ العدائی۔ ج
عدو، دشمن۔ خلق (دن، س، ک)، خلقاً و خلوقۃ الثوب: پرانا ہونا۔ الجحی: عقل۔ ج احجار۔ حجار (دن، حجار): ٹھہرنا
اولئ۔ ایلافا: پاگل ہونا۔ ولق (رض)، ولقاء فی السیر: جلدی چلنا۔ اتی۔ یہ مختلف مواقع میں استعمال ہوتا ہے۔
۱) شرط جیسے ایا تقرب اضرب ۲) استفہام جیسے ایکم اتی: تم میں سے کون آیا۔ ۳) موصول جیسے سلم علی ایہم افضل:
ان میں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر ۴) دلالت برکمال اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے۔ زید
رجل ای رجل: زید بہت کامل آدمی ہے، اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتا ہے جیسے مررت بعبد اللہ اتی رجل۔
۵) مفعول مطلق جیسے ضل ان مفترقان ای تفرق ای ہما شیدان متباہان متباہان کاملاً ۶) مخاطب کی تنبیہ کی واسطے
اس وقت منادی موصوف باللام پریا کے بعد داخل ہوتا ہے جیسے یا ایہا الرجل۔ الجیل۔ جمع حیلہ۔ ارتجالاً۔ مصدر
معنی فاعل ہے اور الشافعی سے حال ہے۔ ای فقال الشافعی مرتجلاً، یا اقول کی ضمیر مستتر سے حال ہے ای اقول
حال کوئی مرتجلاً یا مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای الاقلت قولاً ارتجالاً، فی البدیہہ کہنا۔ التجد بالفتح: نصیب۔
بالکسر: کوشش۔ شاسع۔ ششع (ت)، ششع المنزل: دور ہونا فوشاسع۔ مجدود: صاحب نصیب۔ حوی (ض)
حوایہ: اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔ عود: لکڑی۔ غاض۔ الام: پانی کا نیچے اترنا۔ بوس۔ بوس (س)، بوشا: سخت
ضرورت مند ہونا۔ بسف: پاگل پن کی طرف منسوب کرنا۔ نزہوا۔ تنزیہ سے ماضی غائب ہے: اپنے آپ کو
گناہ سے پاک رکھنا۔ نزہ (س، ک)، نزہۃ: برائی سے دور رہنا۔ الخنی: بری بات۔ خنادن، خنوا۔ خنی (س)
خنی: بدزبانی کرنا۔ وعار، برتن۔ ج اوعیہ۔ جع اوع۔ دعی بی دعی: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔

توضیح

اور امام شافعی عمدہ شاعر بھی تھے، ابو القاسم ابن ارزق نے بیان کیا کہ میں امام شافعیؒ کے پاس
گیا تو میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا آپ ہمارے ساتھ الفضاہ نہیں کریں گے۔ آپ کے
پاس یہ فقہ ہے جس کے فوائد سے آپ کامیاب ہیں اور ہمارے لئے یہ شاعری ہے اور آپ اس
میں بھی مداخلت کرتے ہیں، یا تو آپ ہمیں تنہا چھوڑ دیجئے (شاعری میں) یا ہمیں فقہ میں شریک کر لیجئے اور میں
چند شعر لے کر آیا ہوں، اگر آپ نے ان پر ان کے مثل اشعار کہلائے تو میں شاعری سے توبہ کر لوں گا اور اگر آپ
عاجز رہ گئے تو پھر توبہ کر لیجئے۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا سناؤ اسے فلاں: تو میں نے ان کو یہ کلام سنا دیا
میرا حوصلہ نہیں ہے مگر دشمنوں سے ٹکرانا۔ زبان پرانا ہو چکا اور میرا حوصلہ پرانا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کی

نظریں مال چھیننے کی طرف ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے عقل و جنون کی طرف نظر نہیں اٹھاتے۔ لیکن جنہیں عقل نصیب ہے، وہ مال سے محروم ہیں دونوں فہم ہیں کہ آپس میں بہت بڑا فرق ہے اگر تدبیر سے مالداري حاصل ہوتی تو تو باناتا مجھے آسمان کے چہار جانب کے ستاروں سے متعلق۔ تو امام شافعیؒ نے فرمایا تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا جس طرح میں برجستہ کہہ رہا ہوں۔ جس نے مالداري حاصل کی پھر اس نے شکر نہیں حاصل کیا اور نہ اجر تو وہ بالنعیب ہے تو کوشش فریب کر دیتی ہے ہر بقیہ چیز کو اور کوشش ہر بندہ دروازہ کو کھول دیتی ہے تو جب تو نے کسی خوش قسمت نے لکڑیاں اکٹھا کیں اور وہ پھل والی ہو گئیں تو تو اس کو تسلیم کر لے۔ اور جب تو سننے کہ بد قسمت پانی کے پاس آنا کہ وہ پانی پیے اور پانی خشک ہو گیا تو اس کی بھی تصدیق کر۔ خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ ہمت والا وہ ہے جس کی آزمائش عیش و آرام کی تنگی سے ہو۔ قضا و قدر کے ہونے کی دلیل ہو شہد کا مصائب جھیلنا اور بیوقوف کا آرام سے رہنا ہے۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہہ دیا کہ اب میں آئندہ شاعری نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک آدمی کو کسی عالم کی برائی کرتے سنا تو آپ نے مصباحین سے کہا: کانوں کو بری باتیں سننے سے اس طرح پاک رکھو جس طرح کہ زبانوں کو بری باتیں کہنے سے پاک رکھتے ہو چونکہ سننے والا کہنے والے کا حصہ دار ہوتا ہے۔ بالآخر شخص اپنے ظن کی خیانت کو دیکھتا ہے اور تمہارے طرف میں ڈالنا چاہتا ہے۔

الاعتیاب و تعظیم

غیبت اور اس کی برائی

قال النبی ﷺ اذ اقلت فی الرجل ما فیہ اغتبتہ و اذ اقلت ما لیس فیہ فقد جھتہ و مر محمد بن سیرین بقوم فقام الیہ رجل منہم فقال ابا جبر! انا قد نلنا منک فحللتنا فقال: انی لا اُحِلّ ما حرم اللہ، و کان رقبۃ بن مصقلۃ جالساً مع اصحابہ فذکروا رجلاً بشئ فاطلع ذاک الرجل فقال لبعض اصحابہ: الا اخبرہ بما قلنا فیہ لئلا یکون غیبۃ قال: اخبرہ حتی یکون غیبۃ۔

لغوی تحقیق

الاعتیاب: پیٹھ پیچھے بگوتی کرنا۔ بہتہ و باہتہ: بہتان لگانا۔ رقبۃ بن مصقلۃ: عہدی کوئی۔ آپ انتہائی خوش طبع، ثقہ اور امانت دار تھے۔ آپ کی وفات ۲۲۹ھ میں ہوئی۔ غیبت: چغل خوری۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کسی کے بارے میں وہ کہو جو اس میں ہے تو تم نے غیبت کی، اور اگر وہ بات کہو جو اس میں نہیں ہے تو اس پر بہتان تراشی کی۔ اور محمد بن سیرین ایک قوم

توضیح

کے پاس گزرے، ایک شخص ان کی جانب ان میں سے کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے ابوبکر ہم نے آپ کی برائی کی ہے آپ ہمارے لئے حلال کر دیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا میں اسے حلال نہیں کر سکتا۔ اور رقبہ بن مصقلہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے ہر ایک شخص کی برائی بیان کی، تو اس کو اس کی اطلاع ملی تو رقبہ کے کسی ساتھی نے کہا کیا میں اسے نہ بتا دوں تاکہ وہ غیبت نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے بتا دو تاکہ چغل خوری ہو جائے۔

عِزَّة دِیْنِیَّة تَفُوقُ عِزَّة دُنْیَوِیَّة

دین عزت فائق ہے دنیاوی عزت پر

اُخرج ابن عساکر من طرق ان هشام بن عبد الملك حج في خلافة ابيه، فطاف بالبيت فحمد ان يصل الى الحجر يستلمه فلم يقدر عليه فنصب له منبر وجلس عليه ينظر الى الناس ومعه اهل الشام، اذا قبل على بن الحسين بن علي كرم الله وجههم وكان من احسن الناس وجهاً واطيبهم آرجاً، فطاف بالبيت فلما بلغ الى الحجر تنحى له الناس حتى يستلمه فقال رجل من اهل الشام، من هذا الذي هاب الناس هذه الهيبة؟ فقال هشام لا اعرفه مخافة ان يرغب الناس فيه اهل الشام وكان الفرزدق حاضرًا فقال الفرزدق، لکسی اعرفه فقال الناس من هو يا ابا فراس، فقال الفرزدق۔

لغوی تحقیق

جہد دت، جہد، کوشش کرنا۔ الحج۔ حجر اسود مراد ہے۔ يستلمہ۔ استلاماً، چومنا، چومنا، بوسہ دینا علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ سادات تابعین میں سے ہیں آپ کی والدہ شاہ فارس یزدجرد کی صاحبزادی سلامتی تھیں، آپ کی ولادت ۳۳ھ میں ہے اور وفات ۴۵ھ میں ہے، آپ عالی مرتبت کثیر الحدیث ثقہ اور مامون تھے۔ ارجا، خوشبو۔ ارج (س)، ارجا، خوشبو مہکنا۔ ص۔ ارج تنخی، علیحدہ ہو جانا، الگ ہو جانا۔

توضیح

ابن عساکر نے مختلف طریقوں سے تخریج کی ہے کہ ہشام بن عبد الملك نے حج کیا اپنے والد کے خلافت کے دور میں تو بیت اللہ کا طواف کیا، اس نے کوشش کی کہ وہ حجر اسود تک پہنچے بوسہ دینے کیلئے مگر اس پر وہ قادر نہیں ہوا تو اس کے لئے منبر نصب کیا گیا اور اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ شام والے تھے اچانک حضرت علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ان کے سامنے اور وہ بہت خوبصورت تھے لوگوں میں سے اور بہت پاکیزہ تھے مہک کے اعتبار سے تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جب حجر اسود

پر (بوسہ دینے کیلئے) پہنچے تو لوگ انکی وجہ سے ایک طرف ہوئے تاکہ وہ اسے بوسہ دیں، تو ایک شامی شخص نے کہا یہ کون ہے کہ لوگوں پر اس کی ہیبت طاری ہو گئی اور ہشام نے کہا میں اسے نہیں پہنچاتا ہوں اس اندیشہ سے کہ لوگ اس کی جانب مائل ہوں یعنی اہل شام۔ اور فرزدق حاضر تھا اور فرزدق نے جواب دیا کہ میں انھیں پہنچاتا ہوں تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے اسے ابوفراس تو فرزدق نے جواب دیا،

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَائِفَهُ
هَذَا عَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ وَوَالِدُهُ
هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللَّهِ كَلَامُهُمْ
إِذَا رَأَتْهُ قَرِيشٌ قَالَ قَاتِلُهَا
يَنْبَغِي إِلَيَّ دُرُودَةُ الْعَزَلِ الَّذِي قَصَصَتْ
يَكَادُ يَمْسُكُهُ عِرْفَانُ رَاحَتِهِ
فِي كَفِّهِ خَيْرُ زُرَّانٍ رِيحُهُ عَبَقُ
يَغْضَى حَيَاءً وَيَعْضِي مِنْ مَهَابَةٍ
مَنْ جَدُّهُ إِنْ فَضْلُ الْأَنْبِيَاءِ لَهُ
يَنْشَقُّ نُورُ الْهَدْيِ عَنْ نُورِ عِزَّتِهِ
مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ نَبْعَتُهُ
هَذَا ابْنُ فَاطِمَةَ إِنْ كُنْتَ بَجَاهِلَةً
أَلَّهُ شَرَفَهُ قَدْ مَنَّ وَفَضَّلَهُ
كَتَبْنَا يَدَيْهِ غِيَاثَ عَمِ نَفْعُهُمَا
سَهْلُ الْخَلِيقَةِ لَا تَخْشَى بَوَادِعُهُ
حِمَالُ أَقْوَامٍ إِذَا اقْتَرَضُوا
مَا قَالَ لَا قُطَّ الْأَفْئِدَةُ تَشْهَدُ
عَمَّ الْبَرِيَّةِ بِالْإِحْسَانِ مَا نَفْسُهُمْ
مِنْ مَعْشَرِهِمْ دِينٌ وَبَغْضُهُمْ
مَقْدَمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرُهُمْ
يُسْتَدْفَعُ السُّوءُ وَالْبَلَاءُ بِمُحِبَّتِهِمْ
إِنْ عُدَّ أَهْلُ النَّفْقِ كَانُوا أُمَّتَهُمْ

وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحُلُّ وَالْحَرَمُ
أَمْسَتْ بَنُو هَذَا أَهْلُ تَهْتِدَى الْأَمَمِ
هَذَا النَّفْقَى النَّفْقَى الطَّاهِرُ الْعِلْمِ
إِلَى مَكَارِمِ هَذَا أَيْتَهُ الْكَرَمِ
عَنْ نَيْلِهَا عَرَبُ الْإِسْلَامِ وَالْعَجَمِ
رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ
مَنْ كَفَّ أَرَوْهُ فِي عَرْيَنِهِ شَمَمِ
فَمَا يَكِلُمُ الْإِحْسَانَ يَبْتَسِمُ
وَفَضْلُ أَمَتِهِ دَانَتْ لَهُ الْأَمَمِ
كَالْشَّمْسِ يَنْجَابُ عَنْ أَشْرَاقِهَا الْعَتَمِ
طَابَتْ عَنَّا صِرَّةٌ وَالْجَنِيمِ وَالشَّيْمِ
بَجْدَةِ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ قَدْ خَتَمُوا
جَرَى بَذَلَتْ فِي لَوْحٍ لَهُ الْقَلَمِ
يَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرِوهُمَا عَدَمِ
يَزِينُهُ الْخَلَّتَانِ الْمَعْلَمِ وَالْكَرَمِ
حُلُو الشَّمَائِلِ تَحُلُو عِنْدَهُ نَعَمِ
لَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَاؤُهُ نَعَمِ
عَنْهَا الْغِيَاثُ وَالْإِمْلَاقُ وَالْعَدَمِ
كَفَرُّ وَقَرِيهِمْ مِنْجَا وَمَعْتَصِمِ
فِي كُلِّ بَدِءٍ وَمَخْتَوِمِ بِهَذَا الْكَلَمِ
وَلَيْسْتَ أَدَبُ الْإِحْسَانِ وَالنَّعَمِ
أَوْ قِيلَ: مَنْ خِيَا أَهْلَ الْأَرْضِ قِيلَ لَهُمِ

لا يستطيع جوادٌ شأ وغايتهم
هم الغيوث اذا ما انزمت اذمت
لا يقبض العسر بسطاً من ألفهم
يا بي بهم ان يحلّ الذمّ ساحتهم
اي الخلائق ليست في رقابهم
من يعرف الله يعرف اوليته ذا
ان كنت تنكره فأ لله يعرفه
وليس قولك من هذا؟ بضائره

ولا يدانيم قومٌ وان كرموا
والأسد أسد الشرى والبأس مهتد
سيان ذلك ان اثراد وان عدوا
خلق كريم وايد بالندی هضم
لاؤلية هذا اول لغم
فالدين من بيت هذا سال الالم
والعرش يعرفه واللوح والقلم
العرب تعرف من انكوت والعجم

فغضبت هشاماً وامر بحبس الفرزدق بعسفان بين مكة والمدينة وبلغ ذلك علي بن
الحسين فبعث الى الفرزدق باثني عشر الف درهم وقال اعذرنا بافرا من فلو كان عندنا
اكثرون هذا وصلناك فقال يا ابن رسول الله ما قلت الا غضباً لله عز وجل
ولرسوله وما كنت لأخذ عليك شيئاً قال شكر الله لك غير اننا اهل بيت اذا انفذنا امراً
لم نعد فيه نقبلها وجعل يهجو هشاماً وهو في الحبس فبعث له واخرجه.

لغوی تحقیق

البطاح، مکدی پتھر ملی زمین، کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوں۔ ج
بطاح۔ بطح (دفع)، بطحا؛ پچھانا، منہ کے بل گرانا۔ وطأته، موضع قدم۔ یعنی (دفع) زمین
نماز۔ الحدیث کسی کی جانب منسوب کرنا۔ ذروا، بلند دی۔ ج ذری۔ ذری (دن) ذروا، ہوا میں اڑ جانا۔
قصرت (دن) قصوراً۔ عن الامر، عاجزی کی وجہ سے ترک کر دینا، چھوڑ دینا۔ عرفان، معرفت۔ راحة، تھیلی
حطیم، وہ جگہ جو رکن اور نرم نرم اور مقام ابرہہ کے درمیان ہے۔ کف، (دن) کفا، عن الامر، باز رہنا، عہد الامر
باز رکھنا۔ کف، تھیلی۔ ج کف۔ کف بصر، اندھا ہونا۔ کفوف، اندھا۔ ج مکافیت، خیران بہ نرم
لکڑی۔ ج خیازر، عصا، شاہی۔ عبق، بھڑکدار خوشبو۔ عبق (رس) عبقا، مکان الطیب، جگہ کا خوشبو سے
بھڑک اٹھنا۔ ارواح، خوبھو رتی یا بہادری وغیرہ کی وجہ سے تعجب میں ڈالنے والا۔ عربین، ناک۔ ج عربین۔
شم، ناک کے بانسہ کی بندی حسن و بہواری کے ساتھ۔ یعنی، اغضار عینہ، آنکھ بند کرنا۔ غزہ، مراد پیشانی۔
خجائب، تاریکی کا صاف ہو جانا۔ العتم، رات کی سیاہی۔ بنۃ، بیج کا واحد ہے۔ ایک درخت کا نام ہے،
جس سے تیر و کمان بنائے جاتے ہیں۔ يقال ہومن بنۃ کریمۃ، وہ شریف گھرانے سے ہے۔ نخم، عادت، مزاج،
طبیعت، سیرت، خصلت۔ لیتو کفان، استیکافا، المار، گرانا، بخورنا، عرق نکالنا، ٹپکانا۔ لایعروہا دن، عروا؛

پیش آنا۔ بوادر۔ جمع بادورہ: غصہ کی سختی۔ افعال۔ ج ثقل، بوجھ۔ افشاح۔ بمعنی زالت۔ الليل: رات ختم ہونا۔
 قشع (دفع) قشعا القوم، متفرق ہونا (دس) قشعا الشئ: خشک ہونا۔ الغیاب۔ ج غیہب: تاریکی۔ الاملاق: اپنا
 سب مال صرف کر کے محتاج ہو جانا۔ شادو: غایت۔ الغیوث۔ ج غیث: بارش۔ ازتہ: سختی، خشک سالی۔ ازت
 (رض) ازما، ازوما الدہر علیہ: سخت ہونا۔ الشرعی: دریا و فرات کی جانب درندوں کے رہنے کی جگہ جس کو بطور
 نمٹیل کے پیش کیا جاتا ہے۔ ساتھ: گھر کا صحن۔ تہضم: مہضوم، ید مہضوم: سختی۔ ضارک: اسم فاعل ہے۔ ضار۔
 (رض) ضیرا، گھانا بیہوش ہونا۔ عصفان: مکہ معظمہ سے دو منزل دور ایک جگہ ہے۔

توضیح

یہ وہ آدمی ہے جس کو بطحا کی زمین، نرم زمین بیت اللہ حل و حرم سب جلتے ہیں۔ یہ علی ہیں اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والد محترم ہیں، انھیں کے نور سے تو قوموں کو ہدایت حاصل
 ہو رہی ہے۔ یہ تمام اللہ کے بندوں میں بہتر شخص کا لڑکا ہے، یہ صاف ستھرا، پرہیزگار، پاکیزہ
 اور سردار ہے، جب ان کو قبیلہ قریش دیکھتا ہے تو ان میں سے کوئی کہنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ اس کے کریمانہ افعال
 تک لوگوں کی شرافت جالمتی ہے۔ یہ شخص ترقی کر نیوالا ہے عزت کی چوٹی تک کہ جس کے پائے سے قاصدیں عربی
 اور عجمی قریب ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت رکن حطیم ان کو بچھڑ لے۔ چونکہ وہ انکی پھیلی کو جانتا ہے ان کے ہاتھ
 میں شاہی عصا ہے جس کی خوشبو خوبصورت پھیلی سے مہک رہی ہے اور ان کی ناک برابر اور حسین ہے۔ یہ شرم
 کیوجہ سے نگاہیں جھکائے رکھتا ہے اور انکی ہیبت کی بنا پر نظریں جھکا کر جاتی ہیں۔ جب وہ مسکراتا ہے تو حاضرین
 کو بات کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ یہ ایسا آدمی ہے جس کے نانا کی بدولت نبیوں کی بزرگی اس کے تابع ہے اور انکی
 امت کی بزرگی کے سامنے تمام قومیں جھکت جاتی ہیں۔ ہدایت کا نور انکی منور پیشانی سے پھیل رہا ہے جس طرح کہ
 سورج کی روشنی سے اندھیرا پن ختم ہو جاتا ہے۔ ان کا شریف خاندان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشتق ہے، ان کی اصل
 عادات و خصائل سب پاکیزہ ہیں، یہ حضرت فاطمہ کے صاحبزادے ہیں اگر تو ان سے ناواقف ہے کہ ان کے واداعا لامنباء
 ہیں، اللہ نے انکو شرف اور فضیلت بخشی ہے رتبہ کے اعتبار سے اس پر ان کیلئے لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے، ان
 کے دونوں ہاتھ فیاض ہیں، ان کا نفع عام ہے، ان سے محبت طلب کی جاتی ہے اور ان پر فقر طاری نہیں ہوتا۔ یہ نرم
 خصلت والے ہیں ان کے غصہ کا اندیشہ نہیں کیا جاتا ہے۔ ان کو زینت بخشے ہوئے ہے دو چیزیں یعنی بردباری
 اور سخاوت۔ جب کوئی قوم قرض مانگتی ہے تو یہ ان قوموں کے بوجھ کو برداشت کر نیوالے ہیں، شیریں خولے ہیں
 ان کے یہاں ہاں نہیں ہے سوال کے وقت، انھوں نے لا نہیں استعمال کیا تشہد کے سوا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کا
 لا نہ ہوتا۔ یہ مخلوق پر چھاپکے ہیں احسان کے ذریعہ چنانچہ مخلوق سے تاریکی افلاس اور غربت ختم ہو چکی ہے۔ یہ ایسی
 قوم سے ہیں جن سے محبت کرنا دین اور ان سے بغض رکھنا کفر، اور ان سے قرب ذریعہ نجات اور ذریعہ حفاظت ہے۔
 اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے ہر شروع میں اور ان کے ذکر کے ذریعہ کلام کو ختم کیا جاتا ہے، برائی اور
 مصیبتیں دور کی جاتی ہیں ان کی محبت کے ذریعہ۔ اور انھیں کے ذریعہ احسان میں اور نعمتوں میں زیادتی طلب

کی جاتی ہے۔ اگر تقویٰ والوں کو شمار کیا جائے تو یہ ان کے امام ہوتے ہیں اور اگر پوچھا جائے کہ اہل زمین میں کون بہتر ہے تو کہا جائے گا یہ ہیں، کوئی مسمی نہیں پہنچ سکتا ان کے مرتبہ تک۔ اور نہیں برابر ہو سکتی ہے ان کے کوئی قوم اگرچہ وہ شریف ہوں۔ وہ برے والے بادل ہیں جب قحط سالی کا بحر ان ہو۔ اور یہ شری مقام کے شیر ہیں خوں و دہشت کے وقت۔ تنگی ان کے ہاتھوں کی کشادگی کو تنگ نہیں کر سکتی۔ ان کے یہاں برابر ہے خواہ وہ آسودہ رہیں یا تنگی میں رہیں۔ انکی برائی کرنے سے روک دیتے ہیں ان کے اچھے اخلاق اور فیاض ہاتھ۔ مخلوق میں کون ایسا ہے کہ جس کی گردن میں ان کی اولیت اور ان کا فضل نہ ہو۔ جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے وہ انکی اولیت کو بھی پہچانتا ہے۔ تو دین انھیں کے گھر سے ہے کہ جن کو قوموں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تو ان کو اجنبی سمجھتا ہے تو اللہ اور عرش اور لوح و قلم سب انھیں پہچانتے ہیں۔ اور تیرا یہ قول کہ یہ کون ہیں یہ انکو نقصان پہنچا بیولا نہیں ہے۔ عرب و عجم کے تمام لوگ جن کا تو انکار کر رہا ہے پہچانتے ہیں۔ یہ ہشام کو (یہ سنکر) غصہ آگیا اور اس نے فرزدق کو مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفاں نامی جگہ میں قید کرنے کا حکم نافذ کیا۔ اور اس کی خبر حضرت علی ابن حسین کو ملی تو انھوں نے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور انھوں نے کہا اے ابو فراس مجھے معذرت رکھئے۔ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو ہم آپ کو دیتے۔ تو انھوں نے فرمایا: اے صاحبزادہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نہیں کہا جو بھی کہا مگر غصہ کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور میں اس پر کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔ تو انھوں نے فرمایا اللہ آپ کو بدلہ دے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم اہل بیت ہیں جب ہم کوئی کام کر گزرتے ہیں تو اس میں رجوع نہیں کرتے۔ تو فرزدق نے اس رقم کو قبول کر لیا اور ہشام کی بھوکرنے لگا درختا لیکہ وہ قید خانہ میں تھا۔ تو ہشام نے اس کے پاس اطلاع بھیجی اور انھیں نکال دیا۔

مُناظرة ابن عباس مع الخوارج خذلہم اللہ

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا خوارج کے ساتھ مناظرہ اللہ ان کو رسوا کرے

اَسَدَ النَّسَائِي فِي سَنَةِ الْكِبَرِي فِي خَصَائِصِ عَلِيٍّ لَمْ يَبْنِ عِبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا خَرَجْتَ الْحَرَوِيَّةَ اعْتَزِلُوا فِي دَارِوَكَا نَوَاسْتَةَ اَلَا ب فَقُلْتُ لَعَلِّي يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِبْرَدُ بِالصَّلَاةِ لَعَلِّي اُكَلِّمُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَالَ اِنِّي اخَافُكُمْ عَلَيْكَ قُلْتُ كَعَلًا فَلَيْسَتْ ثِيَابِي وَمَضَيْتُ إِلَيْهِمْ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ فِي دَارِوَكَا فَجَعَلُوا فِيهَا فَقَالُوا مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا جَاءَكَ بِكَ قُلْتُ اتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ وَمِنْ عِنْدِ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ وَهُمْ اعْرَفُوا بَنَاءَ وَلِيهِمْ مِنْكُمْ وَلَيْسَ فِيكُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ جِئْتُ لَابْلَغُكُمْ مَا يَقُولُونَ ابْلَغُكُمْ مَا تَقُولُونَ فَاَنْتَحَى إِلَى نَفَرٍ مِنْهُمْ قُلْتُ هَآؤُمَا نَفَعْتُمَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ

عہ وختہ واول من امن بہ قالوا ثلاث قلت ما ہی؟ قالوا احد من انہ حکم الرجال فی دین اللہ وقد قال اللہ تعالیٰ ان الحكم الا لله۔ قلت ہذا واحدہ قالوا واما الشانۃ فانہ قاتل ولم یسب ولم یغتم فان كانوا کفاراً فقد حلت لنا نسائہم واما ما لک من انہ حکم الرجال فانہ لم یکن علیہا دماؤہم قلت ہذا اخری قالوا واما الثالث فانہ تحا نفسہ من امیر المؤمنین فان لم یکن امیر المؤمنین فانہ لیکون امیر الکافرین قلت هل عندک شیء غیر ہذا قالوا حسبنا ہذا قلت اراہم ان قرأت علیکم من کتاب اللہ وحدتکم من سنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یرد قولکم ہذا اترجعون قالوا اللہم نعم قلت اما قولکم انہ حکم الرجال فی دین اللہ فانما اقرأ علیکم ان قد صیر اللہ حکم المرءات فی ارب ثمنہا ربح درہم قال تکلی لا تقتلوا الضیاء وانتم حرّم الی قولہ یحکم بہ ذوا عدل منکم وقال فی البراءۃ وزوجہا وان خفتم شقاق بینہما فابغوا حکماً من اہلہ وحکمنا من اہلہا انشدکم اللہ احکم الرجال فی حقن دماؤہم وانفسہم واصلاح ذات بینہم احق ام فی ارب ثمنہا ربح درہم قالوا اللہم بل فی حقن دماؤہم اصلاح ذات بینہم قلت اخرجت من ہذا قالوا اللہم نعم قلت واما قولکم انہ قاتل ولم یسب ولم یغتم اتبون انکم عائشۃ فستحلون منها ما تسحلون من غیرہا وہی امکم لئن فعلتم لقد کفرتم فان قلتم لیس امنا فقد کفرتم قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہا تحم فانتم بن صیلا لتین فانما منہا بمخرج اخرجت من ہذا الاخری قالوا اللہم نعم قلت واما قولکم انہ تحا نفسہ من امیر المؤمنین فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا قریشا یوم الحدیبیۃ علی ان یکتب بینہ وبنہم کتابا فقال اکتب ہذا اما قاضی علیہ محمد رسول اللہ فقالوا واللہ لو کنا نعلم انک رسول اللہ ما جئناک عن البیت ولا قاتلناک ولكن اکتب محمد بن عبد اللہ فقال واللہ انی لرسول اللہ وان کذبونی یا علی اکتب محمد بن عبد اللہ فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من علی وقد تحا نفسہ ولم یکن محوۃ ذلک محوۃ من النبوة اخرجت من ہذا الاخری قالوا اللہم نعم فرجع منہم الفان وبقی سائرہم فقتلوا علی صیلا لہم قتلہم المہاجرون والانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

لغوی تحقیق

خَدَل (د) خدلاً، امداد بن کرنا۔ النساء: ابو عبد الرحمن احمد بن شیبہ بن علی۔ آپ کی ولادت خراسان میں ۳۱۵ھ میں ہوئی، آپ علماء محدثین میں سے تھے۔ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے انتہا قوت حافظہ عطا فرمائی تھی اور آپ کو پڑھنے لکھنے کا بچپن ہی سے بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی تعلیم تو خراسان ہی میں حاصل کی لیکن جسے علم کی پیاس لگ جائے تو کوئی تریاق کام نہیں کرتا۔ چنانچہ طلب علم کی خاطر آپ

حجاز، عراق، مصر، شام، جزیرہ و دیگر مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے احادیثیں اخذ کیں۔ آپؑ کی ایک کت میں تصنیف کیں جن میں مشہور تر سنن المجتبٰی ہے۔ آپؑ ۳۰ھ میں دار فانی سے رحلت فرمائی۔ صہرہ، داماد۔ ج اصہار اتعٰی، اتخا، جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔ نفتم (من، ہس) نفما؛ بہت مکروہ جاننا۔ لم یسب (من، سبنا) قید کرنا۔ لم یغنم (س) غنما، غنیمت، غنیمت حاصل کرنا۔ ارنب: خرگوش۔ ج ارنب: حقن (رن، من) حقنا: روک لینا۔ اور اسی سے ہے حقن بولہ: اس نے پیشاب کو روک لیا۔ دمہ: گرانے سے بچانا۔ ابرو کی حفاظت کرنا۔ صدو: ناکٹ صہدا: روک لینا۔

توضیح

امام نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت علیؑ کی خصوصیات کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ تک سنہ کو پہنچایا، انھوں نے فرمایا کہ جب حرور یہ نے بغاوت کی تو وہ ایک گھر میں جمع ہوئے اور وہ چھ ہزار تھے۔ میں نے حضرت علیؑ سے کہا اے امیر المؤمنین نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھئے۔ شاید میں ان لوگوں سے بات کروں۔ انھوں نے فرمایا مجھے ان کا اندیشہ ہے تمہارے اوپر۔ میں نے کہا ہرگز نہیں تو میں نے اپنے کپڑے پہن لئے اور ان کے پاس چل دیا، یہاں تک کہ میں ان پر جس گھر میں وہ جمع تھے داخل ہوا تو انھوں نے فرمایا مرحبا بک یا ابن عباس! آپ کو ہم مبارکباد دیتے ہیں اے ابن عباس! کس بنا پر شریف لائے۔ میں نے کہا میں آپ کے پاس حضورؐ کے صحابہ مہاجرین اور انصار اور حضورؐ کے چچا زاد بھائی اور ان کے دادا کے پاس سے آ رہا ہوں جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اور وہ تم سے زیادہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہیں ہے تم میں ان میں سے کوئی۔ میں آیا ہوں تاکہ انکی بات تمہیں پہنچاؤں اور تمہاری بات ان کو پہنچاؤں۔ تو میرے لئے ان میں سے ایک جماعت الگ ہو گئی تو میں نے کہا کہ بیان کرو ان چیزوں کو جو تمہیں ناگواری ہیں۔ حضورؐ کے صحابہ اور ان کے داماد اور چچے بھائی اور اس شخص کے سلسلہ میں جو سے پہلے ان پر ایمان لایا اللہ ہے تو انھوں نے کہا کہ میں باتیں ہیں تو میں نے کہا کہ وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے مردوں کو اللہ کے دین میں فیصلہ بنایا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الحكم الا الله فیصلہ کا حق صرف خدا ہی کو ہے۔ تو میں نے کہا، یہ ایک بات ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے جنگ کے بعد قید نہیں کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ تو اگر وہ کافر تھے تو ہمارے لئے ان کی عورتیں اور مال حلال ہیں۔ اور اگر وہ مومن تھے تو ہمارے لئے ان کا خون حرام ہے۔ تو میں نے کہا یہ دوسری بات ہوئی۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے لفظ امیر المؤمنین کو اپنی ذات سے مٹایا، تو اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو وہ امیر الکافریں ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی اور بات ہے۔ انھوں نے کہا ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ میں نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں تمہارے سامنے اللہ کی کتاب اور حضورؐ کی حدیث جو تمہاری اس بات کی تردید کر رہی ہو، بیان کروں تو تم لوٹ جاؤ گے۔ سمجھو نے کہا ہاں خدا شاہد ہے۔ میں نے کہا یہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؑ نے مردوں کو اللہ کے دین میں حکم بنایا تو میں تمہارے سامنے کتاب اللہ پڑھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے سلسلہ میں اپنا حکم مردوں کی جانب پھیر دیا ہے جس کی قیمت صرف چوتھائی درہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تقتلوا العبد وانتم حرّم

شکار کو قتل نہ کرو جبکہ تم محرم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: یحکم بہ ذوا عدل منکم تک۔ تم میں سے عدل والے اس کا فیصلہ کریں۔ اور عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشاد فرمایا: وان خفتم شقاق بینہما فابغوا حکما من اہلہ الآیہ۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا تو تم متعین کر لو شوہر کے گھر والوں میں سے ایک حکم اور عورتوں کے گھر والوں میں سے ایک حکم، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا مردوں کا فیصلہ ان کے خون اور ان کی ذات اور ان کے درمیان اصلاح کے سلسلہ میں زیادہ بہتر ہے یا اس خرگوش کے سلسلہ میں جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے کہ ان کے خون کی حفاظت کے سلسلہ میں اور ان میں مصالحت کے سلسلہ میں۔ تو میں نے کہا کہ کیا میں اس سے سبکدوش ہو چکا تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے۔ ہاں میں نے کہا۔ اور رہی تمہاری بات کہ حضرت علیؑ نے قتال کرنے کے بعد میں قید نہیں کیا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا تم قید کرنا چاہتے ہو اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو اور کیا تم حلال سمجھتے ہو ان کے بارے میں جو ان کے علاوہ کے بارے میں حلال سمجھتے ہو درناجائیکہ وہ تمہاری ماں ہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: البنی ادلی بالمؤمنین من انفسہم الآیہ۔ یعنی حضورؐ مومنین کے حق میں ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ مستحق ہیں اور ان کی ازواج مطہرات مومنین کی ماں ہیں۔ تو تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو۔ تو ان سے نکلنے کی راہ تلاش کرو۔ کیا میں اس دوسری بات سے نکل چکا (برسی ہو چکا) انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے۔ اور میں نے کہا بہر حال تمہاری بات کہ انھوں نے امیر المؤمنین کو مٹایا اپنے آپ سے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو حدیبیہ کے دن اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ آپؐ میں کوئی صلح نامہ لکھا جائے تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ لکھو یہ محمد رسول اللہ کا فیصلہ ہے۔ تو انھوں نے کہا قسم خدا کی اگر ہیں آپ کی رسالت کا علم ہوتا تو ہم آپ کو نہ بیت اللہ سے روکتے اور نہ قتال کرتے۔ لیکن محمد ابن عبد اللہ لکھتے تو حضورؐ نے فرمایا قسم خدا کی میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم جھٹلاؤ۔ اے علیؑ محمد ابن عبد اللہ لکھو۔ تو حضورؐ حضرت علیؑ سے بہتر ہیں۔ اور انھوں نے اپنے آپ سے مٹایا، اور ان کا یہ مٹانا نبوت سے مٹانا نہیں تھا۔ کیا میں اس سے نکل چکا انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے تو ان میں دو ہزار اشخاص نے رجوع کیا اور باقی اپنی گمراہی پر قتل کئے گئے۔ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انھیں قتل کیا۔

یَوْمَ احَدٍ

جنگ احد کا واقعہ

روی ان المشرکین نزلوا باحد یوم الاربعاء ثانی عشر شوال سنۃ ثلاث من الهجرة فاستشاک الرسول علیہ السلام اصحابہ وقد دعا عبد اللہ بن ابی ابن سلول ولحمیدہ من قبل فقال ہوا کثر الانصار: اقم یا رسول اللہ! بالمدينة ولا تخرج الیہم فواللہ ما خرجنا منها

العدة والاصاب منا ولا دخلها علينا الا صَبَّنا منه فكيف وانت فينا فدعم فان اقاموا قاموا
 بشر مجلس وان دخلوا قاتلهم الرجال ورامهم النساء والصبيان بالحجارة وان رجعوا رجعوا
 خائبين و اشار بعضهم الى الخروج فقال عليه السلام اني رأيت في منامي بقرة مذبوحة حولي
 فاولتها خيرا ورايت في ذباب سيفي ثلثا فاولته هزيمة ورايت كآني ادخلت يدي في درع
 حصينة فاولتها المدينة فان رأيت ان تقموا بالمدينة وتدعوهم فقال رجال فانتهم بدرو
 اكبرهمم الله بالشهادة يوم اُخرج بنا الى اعدائنا وبالعواكس واخل نلبس لامته فلما
 رأوا ذلك ندوا على مبالغتهم وقالوا اضع يارسل الله ما رأيت فقال لا ينبغي لشي ان يلبس
 لامته فيضعها حتى يقابل فخرج بعد صلوة الجمعة واهبط بشعب احد يوم السبت ونزل
 في عُدوة الوادي وجعل ظهره وعسكره الى احد وسوى صفهم وامر عبد الله بن جبير على السراية
 وقال انضموا غنا بالنبل لا يأتونا من ورائنا وقال صلى الله عليه وسلم ابقوا في هذا المقام واذا
 غابوكم ولو كرم الادبار فلا تطلبوا المدبرين ولا تخرجوا من هذا المقام كيلا يتكلموا من ان
 يأتونا من ورائنا ثم اختزل عبد الله ولقي المسلمون حتى هزموا المشركين فطمعوا ان
 تكون هذه الواقعة كواقعة بدر وطلبوا المدبرين وتركوا البهوض الذي امرهم النبي صلى الله
 عليه وسلم بالثبات فيه ثم اشتغلوا بطلب الغنائم فلم يخالفوا امره صلى الله عليه وسلم انهمزوا لعلوا
 ان ما وقع يوم بدر انما حصل ببركة صبرهم وطاعتهم لله ولرسوله فلما لم يصبروا على طاعة
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما امرهم به ولم يبقوا عاقبة مخالفتهم تركهم الله تعالى مع عدوهم
 فلم يقولوا اللهم حيث نزع الله العرب من قلوب المشركين فكذلك عليهم المشركون وتفرقوا
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بقي مع النبي سبعة من الانصار ورجلان من قريش وقصد الكفار النبي
 صلى الله عليه وسلم فشيخوا راسه وكسروا رباعيته وثبت معه صلى الله عليه وسلم يومئذ
 طلحة ووقاه بيده فشلت اصبعاه وصار مجروحاً في اربعة وعشرين موضعاً ولما اصابه صلى الله
 عليه وسلم بما اصابه من الشدة وكثرة الزبابة غلب عليه الغشى احتمله ورجع به القهقرى وكما
 ادركه واحد من المشركين كان يضع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقال له حتى اوصله
 الى مكان فيه جملة من الصحابة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ارجع طلحة ف وقعت
 الضربة في العسكران محمداً قد قتل وكان في جملة من معه من الصحابة رجل من
 الانصار يكنى اباسفان فنأدى الانصار وقال هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع اليه
 المهاجرون والانصار وكان قد قتل منهم سبعون وكثرت فيهم الجراح فقال صلى الله عليه وسلم
 رحم الله رجلاً ذبح عن اخوانه وشدة عن المشركين بمن معه حتى كفهم على القتلى والجرحى

وَاَعَانَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى هَزَمُوا الْكُفَّارَ۔

لغوی تحقیق

آخر - مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب ایک پہاڑی ہے اور اسی جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول - مشہور و معروف منافق تھا اور جس قداس کے بس میں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تکلیفیں پہنچائیں حتیٰ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان تراشی کی گئی تھی ان کا یہ سردار اور لیڈر تھا اور معاملہ کو اتنا بڑھایا اور پھیلا یا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشتباہ ہو گیا تھا مگر جب آیت انک نازل ہوئی تو اس کا منہ سیاہ ہوا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اس مردود کا انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکے حضرت عبداللہ نہایت سچے اور پکے مومن و صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے باپ کے کارنامے سے واقف تھے۔ چنانچہ اس کے انتقال کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کی اور ساتھ ہی حضور سے آپ کا پیراہن مبارک بھی کفن کیلئے مانگا۔ چنانچہ رحمۃ اللعالمین نے دونوں درخواستیں قبول فرمائیں۔ اور اس پر عمل بھی کیا جس پر یہ آیت کریمہ ولا تعجل علی احدہما نازل ہوئی۔ خائبین، رسوا، ذلیل۔ منام: خواب، نیند، ذباب: تلوار کی دھار۔ ثلثا: دہدائے۔ ہزیمۃ: ہار، شکست۔ شعب: پہاڑی، راستہ، درہ، کوہ۔ ج شعاب: عداد، اونچی جگہ، وادی کا کنارہ۔ ج جدا۔ عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ ابن امرأ القیس الفہاری ہیں، آپ قبیلہ اوس کے رہنے والے تھے۔ آپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک تھے اور غزوہ احد میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ خوات بن جیر کے بھائی ہیں جو صاحب ذات النخیں۔ کے لقب سے مشہور ہیں۔ رمآة۔ جمع رامی، تیر اندازی۔ نفخات، من، نفخاتنا نابل، تیر اندازی کرنا۔ النبل، تیر۔ اختزل۔ انتہا ہو جانا۔ کتر، کثرت، کردار، تکرار، دوبارہ حملہ آور ہونا۔ فنجوا: زخمی کر دیا۔ طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب قدیم الاسلام بلبل القدر صحابی ہیں۔ ان مخصوص بزرگوں میں سے ہیں جو بعثت کے بعد ہی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ آپ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ بدر کے علاوہ بھی معرکوں میں حضور کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ احد میں حضور کی وہ خدمات انجام دی ہیں کہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آسکیں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طلحہ پر جنت واجب ہوگی۔ اسی دن حضور نے آپ کو طلحہ الخیر اور غزوہ حنین میں طلحہ الجوار اور غزوہ تبوک میں طلحہ الفیاض لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ اور چاروں حضور کی ازواج مطہرات کی بہنیں تھیں۔ شلت (س)، شلا، شلا، یدہ، خشک ہو جانا۔ القہقری: اٹلے پاؤں لوٹنا۔ ذب (ن) ذبا عنہ: دفع کرنا۔ حمایت کرنا۔

منقول ہے کہ مشرکین بدر کے دن احد پہاڑ پر بارہ شوال ۳۳ھ میں اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو بھی بلایا تھا اور اس سے پہلے کبھی نہیں بلایا تھا۔ عبداللہ بن ابی اور اکثر صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مدینہ میں

توضیح

قیام کیجئے، اور ان کے پاس نہ چلے۔ قسم خدا کی ہم مدینہ سے کسی دشمن کی جانب نہیں نکلے ہیں مگر یہ کہ دشمن نے ہمیں پالیا اور دشمن مدینہ میں ہم پر نہیں داخل ہوا ہے مگر یہ کہ ہم نے دشمن پر قابو پالیا تو کیسے کامیابی نہیں ہوگی دراصل ایک آپ ہمارے درمیان موجود ہوں گے تو آپ انہیں چھوڑ دیجئے اگر وہ وہیں پڑے رہے تو پڑے رہیں گے بہت بری جگہ اور اگر داخل ہوں گے تو ان کے مرد قتل کریں گے اور بچے اور عورتیں پتھر ماریں گے اور اگر لوٹیں گے تو ناکام لوٹیں گے۔ اور بعض صحابہ نے نکلنے کا مشورہ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک ذبح کی ہوئی گلے دیکھی ہے اسے ارد گرد، تو میں نے اس کی تعبیر بت نکالی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک میں دندانے دیکھے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر شکست سے کی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو داخل کیا ایک مضبوط زرہ میں، میں نے اس کی تعبیر مدینہ سے کی ہے۔ پس اگر تم مناسب سمجھو تو مدینہ میں قیام کرو۔ تو مردوں نے کہا جن سے جنگ بدر فوت ہو چکی تھی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے احد کے دن انکو شہادت سے نوازا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہمیں اپنے دشمنوں کی جانب نکال دیجئے اور انہوں نے اصرار کیا تو حضورؐ نے داخل ہو کر اپنی زرہ پہن لی۔ جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ نام ہوئے اپنے اصرار پر۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی نبی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی زرہ پہن کر اتار دے یہاں تک کہ قتال کرے۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ نکلے اور احد کی گھائی پر سینچر کے روز صبح کی۔ اور وادی کے بلن حصہ پر اتر آئے اور اپنی پشت اور لشکر کو احد پہاڑ کی جانب کر دیا اور انکی صفوں کو سیدھی کی اور حضرت عبداللہ بن جبر کو تیر اندازوں پر کمانڈر بنایا، اور فرمایا تیر اندازی یہاں سے کرتے رہو کہ وہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں اور حضورؐ نے فرمایا اس جگہ بچے رہو اور جب وہ تمہیں دیکھ کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگیں تو تم پیٹھ پھیرنے والوں کی تلاش میں نہ رہنا اور اس جگہ سے نہ نکلنا تاکہ وہ قادر نہ ہوں اس بات پر کہ ہمارے پاس ہمارے پیچھے سے آجائیں پھر عبداللہ بن ابی الگ ہو گیا اور مسلمان رہ گئے یہاں تک کہ مشرکین کو شکست دیدی۔ تو انہوں نے اس واقعہ کو یہ سمجھا کہ بدر کے واقعہ کی طرح ہے۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والوں کے تعقب میں لگ گئے اور اس جگہ کو چھوڑ دیا جہاں جے رہنے کا حضورؐ نے حکم دیا تھا۔ پھر وہ غنیمت کے مال حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کیا تو وہ شکست کھا گئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جو جنگ بدر کے دن ہوا وہ صرف ان کے صبر کی برکت سے ہوا، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی برکت سے ہوا۔ لیکن جب انہوں نے حضورؐ کی اطاعت پر ثبات قدمی کا مظاہرہ نہیں کیا اس معاملہ میں جس کا حضورؐ نے حکم دیا تھا اور آپ کی مخالفت کے انجام سے نہیں ڈرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکو ان کے دشمن کے ساتھ چھوڑ دیا اور ان کے سامنے قوت کا مظاہرہ نہیں کر سکے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں سے رعب کو نکال دیا تھا تو مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور لشکر حضورؐ سے منتشر ہو گیا یہاں تک کہ حضورؐ کے ساتھ سات انصاری اور دو قریشی رہ گئے تھے اور کفار نے حضورؐ کو قتل کر نیکا ارادہ کیا تو انہوں نے حضورؐ کے سر مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے رباعی (بچے کا نوکیلا دانت) کو بھی شہید کر دیا اور حضورؐ کے ساتھ اس دن حضرت طلحہؓ جے رہے اور آپ کو اپنے ہاتھ سے بچایا یہاں تک کہ حضرت طلحہؓ کی دو انگلیاں شل ہو گئیں اور چوبیس جگہ زخمی ہوئے۔

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ زخم پہونچا اور رباعی شہید ہوا اور آپ پر غشی چھا گئی تو حضرت طلحہؓ نے آپ کو اٹھایا اور اٹے یاؤں لوٹ گئے۔ اور جب ان سے کوئی مشرکین ملتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھ کر اس مشرک سے حضرت طلحہؓ قتال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو اس جگہ پہونچایا جہاں تمام صحابہ تھے تو حضورؐ فرماتے لگے اوجب طلحہؓ دلوں نے واجب کر لیا جنت، تو لشکر میں ایک آواز پھیل گئی کہ محمدؐ شہید کر دیئے گئے، اور ان میں ایک انصاری صحابی بھی تھے جن کی کنیت ابوسفیان تھی تو انھوں نے انصاری کو آواز دی اور فرمایا یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مہاجرین اور انصار آپ کی جانب لوٹ آئے، ان میں سے شتر شہید کر دیئے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے تھے تو حضورؐ نے فرمایا اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنے بھائیوں سے دفاع کیا اور غنی کے ساتھ مشرکین پر حملہ کیا البتہ ان بھائیوں کے ساتھ یہاں تک کہ ان کو روک دیا مقتولین اور مجروحین سے اور انکی اعانت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں تک کہ کفار کو انھوں نے شکست دیدیا۔

قصة سيدنا موسى وأخيه هارون عليهما السلام

سیدنا حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

اَرْسَلَ اللهُ مُوسَىٰ وَآخَاهُ هَارُونَ لِفِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ حَيْثُ ظَفَرُوا فِي الْاُلُوْهِيةِ وَعَبَدُوا النَّاسَ خَوْفًا مِّنْهُ ثُمَّ اَن فِرْعَوْنُ سَمِعَ بِامْرَاةٍ جَمِيْلَةٍ اَسْمُهَا اَسِيَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا وَهِيَ مُؤْمِنَةٌ بِسَيِّدَا فَلَمَّا ارَادَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا تَخَشَّبَ اَعْضَاؤُهَا وَلَمْ يَسْتَطِعِ الْقَرَبَ مِنْهَا فَاصْتَفَىٰ بِالْظُّلُمِ الْيَهُاسُ ثُمَّ رَأَىٰ مِنْهَا فَاَسْأَلَ السَّحَرَةَ عَنْ تَفْسِيْرِهَا فَقَالُوْا اِنَّهَا سَيُوْلَدُ لَكَ مُلْكٌ وَلَنْ يَكُوْنَ سَبَبًا لِّكَ فِيْ هَلَاكِكَ وَهَلَاكِ قَوْمِكَ فَاَمَرَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مِنْ يَوْلَدِ مِنَ الذَّكَوْرِ وَكَانَ عَمْرَانُ مِنْ وَرَثَتِهِ فَلَمَّا حَمَلَتْ امْرَاَتُهُ هُوِيَ لَمْ يَشْعُرْ بِحَمْلِهَا اِلَىٰ اَن وَضَعَتْهُ فَاَوْحَىٰ اللهُ اِلَيْهَا اَنْ الْقِيَّةُ فِي الْبَحْرِ فَصَنَعَتْ ثَابُوتًا وَوَضَعَتْهُ فِيْ جُوفِهِ وَهِيَ بِاَلَيْتِهِ خَصُوصًا وَاَنْ اَبَاةً قَدْ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْحَيٰثِ وَقَالَتْ لِاخْتِمْ اَنْظُرِي الْكِتَابَ مِنْ بَعِيْدٍ وَرَمَتْهُ فِي الْبَحْرِ فَقَدَفَتْهُ الْاَمْوَاجُ اِلَىٰ اَن دَخَلَ مَازِلَ فِرْعَوْنَ فَرَأَتْهُ ابْنَتُهُ وَكَانَتْ بِرِصَاءٍ رَاٰى مَضَابِةً بَدَا اِلَيْهِ اِلْبَرَصُ فَبِمَلَامَةِ امْرَاَتِهِ شَفِيَتْ فَاَخَذَتْ وَذَهَبَتْ اِلَىٰ اَسِيَّةٍ وَاخْبَرَتْهَا بِمَا حَصَلَ فَقَالَتْ اَسِيَّةٌ لِّفِرْعَوْنَ لَا تَقْتُلُوْهُ وَنُرَبِّهِ عِنْدَنَا فَاُمْتَثِلْ وَاَمَرَ بِاَحْضَارِ الْمُرَاضِعِ فَحَضَّرُوْنَ فَلَمْ يَمْسُ ثَدْيٌ وَاَحَدَةٌ مِنْهُمْ فَقَالَتْ لَهُمْ اَخْتِمْ هَلْ اَدُّ لَكُمْ عَلَى اَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُوْنَ لَكُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَاَحْضَرَتْ اُمَةً فَاَعْطَتْهُ ثَدْيِيْهَا فَرَضَعَتْهُ اِلَىٰ اَن تَمَّ مَدَّةُ الرِّضَاعِ فَاَعْطُوْا اُمَةً مَا يَكْفِيْهَا وَتَرَكْتُهُ وَذَهَبَتْ فَلَمَاتْ مَرْمَرَةً اَرْبَعِيْنَ سَنَةً صَارَ يَا مَرَالْنَّاسِ بَعَادَةً اللهُ نَبِيْنَا هُوَ مَا رُفِيَ فِيْ شَوَارِعِ مِصْرٍ اَوْ رَأَىٰ رَجُلَيْنِ يَقْتُلَانِ اَحَدٌ هُمَا قَبِيْضٌ وَالْثَاثِيْ اسْرَآئِيْلِيْ مِنْ نَّسْلِ يَعْقُوْبَ فَاَسْتَغَاثَ الْاَسْرَآئِيْلِيْ بِمُوسَىٰ فَنَجَّاهُ وَوَكَّزَ

القبلى في صدره فوق ميثاً فتأسف موسى وطلب المغفرة من الله فغفر له وفي اليوم الثاني رأى الاسرائيلي يتشاجر مع قبلي آخر فاستغاث بموسى فلم يفتشه ولما علم فرعون بما حصل من موسى قال من رآه فليقتله فخرج موسى من مصر خائفاً الى ان وصل الى ارض مدين فوجد باؤاً والناس عليهما مزدحمون لسقي غنمهم ووجد من دونهم امرأتين تمنعان غنهما من السقي حتى ينصرف الناس فقال لهما لا تمنعا واخذ الغنم وسقاها لهما ولما رجعتا الى شيب اخبرتا بموسى فقال ابوهما اذهبي واتيني به فجاءته وكانت شديدة الحياء وقالت له ان ابى يدعوك ليعزيك اجرا فسقيت لنا فلما دخل على شيب وقص عليه قصته قال له لا تخف ثم زوجة احدى ابنتيه على شرط ان يسرعى له الغنم عشرين فقبل موسى وصار يرعى الغنم الى ان اتعمر مدته فاستاذن شعباً في العودة الى مصر فاذن له فاخذ زوجته وولده وغنمه وسار الى ان وصل الى جبل الطور فكلما ربه وقال له انى اناربك ثم قال له اذهب الى فرعون انه طغى فسال موسى ربه ان يرسل معه اخاه هارون فاجاب الله سؤالا ثم ان هارون كان وزيراً عند فرعون فاوحى الله اليه ان استقبل اخاك فانه قادم الى مصر فقام وقابله فبشره موسى بمشاركته له في الرسالة ثم ذهبا الى امهما وبعد هاذن الى فرعون قال له قل لاله الا الله وارجع عما انت فيه فقال لموسى ان كنت رسولاً فأت بآية (اي علامة) فرمى موسى عصاه فصارت ثعباناً واخرج يده من جيبه فصارت بيضاء كشعاع الشمس وغير ذلك من الآيات كالطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم حتى صاروا يرون هذه الاشياء في ماكلهم ومشر بهم فقال فرعون هو قومه ان هذا الساحر فاحضر فرعون السحرة وقال لهم ابدلوا ما عندكم من السحر مع موسى ففعلوا فرمى موسى عصاه فصارت حية وابتلع جميع ما فعلوا فعند ذلك امنت جميع السحرة وخروا لله ساجدين فامس فرعون بقطع ايديهم وارجلهم من خلاف وصلبهم في جذوع النخل فرفضوا بذلك ولم يرجعوا عن ايمانهم وكانوا سبعين رجلاً ثم اخذ موسى من امن معه وسار فبعث فرعون وجنوده ليهلكه ومن معه الى ان وصلوا الى البحر فضرب موسى البحر بعصاه فانفلق وصار اثني عشر طريقاً وليس الماء بل خل موسى وقومه فانزل فرعون وجنوده وراهم ففجأ موسى ومن معه وانطبق البحر على فرعون وجنوده فغرقوا اجمعين ثم انزل الله التوراة على موسى فصارت يا امر الناس وينهاهم بما فيها الى ان توفاه الله وهو يقرا في التوراة صلى الله عليه وسلم.

لغوى تحقيق

لأ، سرداران - اشرف (رن)، طغيا، طغياناً - الكافر كفر من حدس برهنا - تخشيت:

لکڑی کے مانند ہو جانا۔ السحرة جمع ساحر، جادوگر۔ تابوت بڑا بکس، صندوق۔ برصاء مرض، برص والی عورت مرآض جمع مرضع، دودھ پلانوالی عورت۔ شوارع ج شارع، جی ٹی روڈ، عام راستہ، سڑک۔ قبلی۔ قبط کی طرف منسوب ہے مصر میں ایک قبیلہ تھا۔ وکڑا، وکڑا مارنا، ہٹانا۔ یتشاجر آپس میں جھگڑا کرنا۔ مدین، ایک شہر کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نام سے منسوب ہے اور اسی میں حضرت شعیب نبی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ قادم، آنیوالا۔ ثعبان، اژدہا۔ ج ثعابين۔ البحر، ڈبی۔ القل، جوں۔ ضفادع، ج ضفادع۔ مینڈک۔ ابتلت نکل گیا۔ خردا، سجدہ میں گر پڑے۔ جذوع، ج جذوع، درخت کا تنہ۔

توضیح

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا جب اس نے سرکشی کی اور الوہیت کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے اس کی پرستش شروع کی اس کے ڈر سے۔ پھر فرعون نے ایک حسین عورت کے بارے میں سنا جس کا نام آسیہ تھا، پھر اس سے شادی کی اور وہ خفیہ طور پر بیومنہ تھی۔ جب فرعون نے ان سے ہمبستی کر نیکارادہ کیا تو اس کے اعضاء لکڑی کی طرح ہو گئے اور ان سے قریب نہ ہو سکا، تو اس نے اس کی جانب دیکھنے پر انگٹا کیا۔ پھر اس نے خواب دیکھا (صبح) اس کی تعبیر یوحی جادوگروں سے۔ تو انھوں نے اسے جواب دیا کہ عنقریب تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری اور تیری قوم کی ہلاکت کا سبب ہوگا۔ تو فرعون نے تمام پیدا ہونے والے بچوں کو ذبح کر نیک حکم دیا۔ اور حضرت عمران فرعون کے وزیر تھے۔ جب انکی عورت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حمل ٹھہرا تو ان کے حمل کا کسی کو جسنے تک علم نہ ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کی جانب وحی بھیجی کہ اسے دریا میں ڈال دو، تو انھوں نے ایک صندوق تیار کر کے اس کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور وہ خصوصی طور پر ردی تھیں ورنہ ان کے والد کا اس وقت انتقال ہو گیا تھا اور انھوں نے حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اس کو دور سے دیکھتی رہنا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تو موجوں نے انھیں پھینکا یہاں تک کہ فرعون کے گھر پر داخل کر دیا تو فرعون کی لڑکی نے انھیں دیکھا اور وہ برص کے مرض میں مبتلا تھی، تو حضرت موسیٰ کو چھوئے کیوجہ سے وہ شفا پا گئی۔ تو فرعون کی بیٹی حضرت موسیٰ کو لے کر آسیہ کے پاس گئی اور حضرت آسیہ کو خبر دی اس بات کی جو پیش آئی تھی، تو حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ اس کو قتل مت کرو ہم اس کی پرورش کرینگے اپنے پاس، فرعون نے بات مان لی اور دودھ پلانوالیوں کو حاضر کر نیک حکم دیا، دودھ پلانوالی عورتیں آئیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے کسی کی چھانی کو نہ چھوا تو ان سے حضرت موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھروالوں کی رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لئے اس بچہ کی کفالت کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت موسیٰ کی بہن نے اپنی والدہ کو حاضر کیا، ان کی والدہ نے اپنی چھانی موسیٰ علیہ السلام کو دی تو حضرت موسیٰ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ دودھ پینے کی مدت پوری ہو گئی تو انھوں نے انکی والدہ کو وہ سب کچھ دیا جو ان کی بیٹی کے لئے کافی تھا اور انکی والدہ نے حضرت موسیٰ کو چھوڑ دیا اور چلی گئیں۔ جب حضرت موسیٰ کی عمر مکمل چالیس سال کی ہو گئی تو انھوں نے لوگوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دینا شروع کیا اس اثنا میں کہ وہ مصر کی سڑکوں سے گزر رہے تھے، اچانک دو شخص کو لڑتے دیکھا، ان میں سے

ایک قبلی تھا، اور دوسرا حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے اسرائیلی تھا۔ اسرائیلی نے فریاد کی حضرت موسیٰ سے، تو حضرت موسیٰ نے اسے قبطی کے سینہ پر ٹکاتا تو وہ مردہ گر پڑا۔ پھر حضرت موسیٰ نے افسوس کیا اور اللہ سے معافی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور اگلے دن (پھر) حضرت موسیٰ نے اسرائیلی کو دوسرے قبطی کے ساتھ جھگڑتے دیکھا تو اس نے پھر موسیٰ سے فریاد کی لیکن حضرت موسیٰ نے اس کی مدد نہیں کی۔ جب فرعون نے جان لیا ان باتوں کو جو حضرت موسیٰ سے سرزد ہوئی تو فرعون نے کہا جو اسے دیکھے وہ اسے قتل کر دے۔ حضرت موسیٰ مصر سے نکل پڑے ڈر کر۔ یہاں تک کہ شہر مدین کی سرزمین پر پہنچے تو انھوں نے ایک کنواں دیکھا کہ لوگ وہاں بھیڑ لگائے ہوئے ہیں اپنی بکریوں کو پانی پلائے کیلئے، اور ان سے ہٹ کر دو غور توں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلائے سے رکی ہوئی ہیں یہاں تک کہ لوگ واپس ہو جائیں۔ تو ان سے حضرت موسیٰ نے فرمایا تم رکی مت رہو۔ اور حضرت موسیٰ نے بکریوں کو لیکر پانی پلایا اور جب وہ دونوں حضرت شعیب کے پاس گئیں تو حضرت موسیٰ کی خبر دی تو ان کے والد نے کہا جاؤ اور اسے میرے پاس لاؤ۔ تو ایک لڑکی ان کے پاس آئی جو بہت شرمیلی تھی اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلارہے ہیں۔ آپ جو ہمارے لئے (بکریوں کو) پانی پلایا اس کا بدلہ دینے کیلئے۔ جب انھوں نے حضرت شعیب کے پاس آکر اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرت شعیب نے فرمایا اندیشہ مت کرو۔ پھر حضرت موسیٰ سے شادی کی بات چیت کی اپنی لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ ان کی بکریوں کو دس سال تک چرائیں، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرط منظور کر لی اور بکریاں چرائے گئے۔ یہاں تک کہ اپنی مدت پوری کی، پھر حضرت شعیب نے مصر لوٹ کر جانیکی اجازت چاہی، انھوں نے اجازت دیدی۔ حضرت موسیٰ اپنی بیوی اور بچے اور بکریاں لیکر طور پہاڑ پر پہنچے تو ان کے رب نے ان سے گفتگو کی اور کہا بیشک میں تمہارا رب ہوں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکشی پر تلا ہوا ہے۔ تو حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھ اپنے بھائی ہارون کو بھی بھیجنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے انکی درخواست کو قبول کیا پھر حضرت ہارون فرعون کے پاس دزیرے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم اپنے بھائی کا استقبال کرو وہ مصر آ رہا ہے۔ حضرت ہارون نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی خوشخبری دی رسالت میں۔ پھر وہ دونوں اپنی والدہ محترمہ کے پاس گئے، اور اس کے بعد دونوں فرعون کے پاس گئے اور دونوں نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ۔ اور رجوع کر تو ان غلط عقیدوں سے جس کے اندر تو مبتلا ہے۔ تو حضرت موسیٰ سے اس نے کہا اگر تو رسول ہے تو کوئی نشان (معجزہ) پیش کرو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان سے نکالا تو وہ سورج کی شعاع کی طرح سفید ہو گیا اور اس کے علاوہ دیگر نشانیاں جیسے طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون۔ یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو اپنے کھلنے اور پینے کی چیزوں میں دیکھنے لگے تو فرعون نے کہا اور اس کی قوم نے کہ یہ یقیناً جادو گر ہے تو فرعون نے جادو گروں کو حاضر کیا اور ان سے کہا خسر چ کرو (یعنی دکھاؤ) وہ جادو جو تمہارے پاس ہے موسیٰ کے ساتھ۔ تو انھوں نے ایسا کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ سانپ بن گیا اور تمام ان چیزوں کو نگل گیا جو انھوں نے کیا تھا۔ پس اس وقت تمام جادو گروں نے

ایمان قبول کیا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے، تو فرعون نے ان کے ہاتھ اور پیر ایک دوسرے کے برخلاف دلیعی دایاں ہاتھ اور بایاں پیر، کھٹنے کا حکم دیا اور گھجور کی ٹہنیوں پر انھیں سولی دینے کا حکم دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن اپنے ایمان سے نہیں لوٹے، اور وہ ستر آدمی تھے، پھر موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ مؤمنین کو لیکر چلے تو فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا اور ان کے ساتھ جانوالے مؤمنین کا پیچھا کیا ہلاک کر نیکے لئے یہاں تک کہ وہ دریائے تک پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر لاٹھی ماری تو دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے ہو گئے اور پانی خشک ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم داخل ہو گئی تو ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر بھی اترا پھر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہ جالے والے مؤمنین نے نجات پائی اور دریا فرعون اور اس کے لشکر پر منطبق ہو گیا تمام ڈوب گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تو وہ لوگوں کو حکم کرنے لگے اور انکو روکنے لگے تورات کے احکام کے مطابق یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے موت دی درنا لیکہ وہ تورات پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما

الْمَنَاظِرُ بَيْنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَبَيْنَ وَفْدِ الْخَوَارِجِ

حضرت عمر بن عبد العزیز اور خوارج کے وفد کے درمیان مناظرہ

قال الهيثم بن عدي: اخبرني عوانة بن الحكم عن محمد بن الزبير قال بعثني عمر بن عبد العزيز مع عون بن عبد الله بن مسعود الى شذوب الخارجي واصحابه اذ خرجوا بالجزيرة وكتب معنا كتابا فقد منا عليهم ودفننا كتابا اليهم فبعثوا معنا رجلا من بني شيان ورجلا فيه حبشية يقال له شذوب فقد ما معنا على عمر وهو بخاصرة فصدنا اليه وكان في غربة ومعنا ابنه عبد الملك وحاجبه مزاحم فاخبرنا بمكان الخارجيين قال عمر فتشوها لا يكن معهما حد يد وادخلوهما فلما دخلا قالوا: السلام عليكم ثم جلسا فقال لهما عمر اخبراني ما الذي اخرجكم عن حكمي هذا؟ وما نقيمتكم؟ فتكلم الاسود منهما فقال: انا والله ما نقيمتنا عليك في سيرتك وتخريبك العدل والاحسان الى من وليت ولكن بيننا وبينك امر ان اعطيناه فنحن منك وانت منا وان منعنا فلست منا ولنا منك قال عمر: ما هو؟ قال رأيناك خالفت اهل بيتك وسبيتها مظالم وسلكت غير طريقهم فان زعمت انك على هدي وهم على ضلال فالعظم وابدأ منهم فهذا الذي يجمع بيننا وبينك او يفرق فتكلم عمر فحمد الله واشفي عليه ثم قال اني قد علمت انكم لستم تخرجوا عنكم هذا الطلب دنيا ومتاعها ولكنكم اردتم الآخرة فاخطأتم سبيلها واني سألكم ما عن امر قبلا لله احد قان في مبلغ علمكما قالوا نعم قال اخبراني عن ابي بكر وعمر اليسا من اسلافكما ومن تتوليان وتشهدان لهما بالجنة قالوا اللهم

نعم قال فهل علمت ان ابا بكر حين قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فارتدت
العرب قاتلهم فسفك الدماء واخذ الاموال وسبي الذراري قال: نعم قال فهل علمت
ان عمر قام بعهد ابي بكر فصره وتلك السبايا الى عشائرها قال: نعم قال فهل برئ عمر من
ابي بكر وتبرؤن انتم من احد منهما قال: لا قال، فاخبراني عن اهل النهر وان اليسومين صالحي
اسلا فلما ومن تشهدون له بالنجاة قال: نعم قال فهل تعلمون ان اهل الكوفة حين
خرجوا كفوا ايديهم فلم يسفكوا دما، ولم يخيفوا امنا ولم يأخذوا مالا قال: نعم قال:
فهل علمت ان اهل البصرة حين خرجوا مع مسعر بن قدك استعرضوا يقتلونهم، ولقوا عبدا لله
بن خباب بن الارت جاء حب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلوه وقتلوا جاريته ثم قتلوا
النساء والاطفال حتى جعلوا يلقونهم في قدور الاقط وهي تفور قال: قد كان ذلك قال:
فهل برئ اهل الكوفة من اهل البصرة قال: لا، فهل تبرؤن انتم من احدهم اثنين؟ قال:
لا قال، افرايتم الدين اليس هو واحد ام الدين اثنان؟ قال: بل واحد، قال: فهل
يتعلم منه شيء يعجزني؟ قال: لا قال: فكيف يسعكم ان توليتم ابا بكر وعمر وتولي كل واحد
منهما صاحبه وتوليتم اهل الكوفة والبصرة وتولي بعضهم بعضا وقد اختلفوا في اعظم الاشياء
والدماء والفروج والا موال ولا يسعني الا لعن اهل بيتي والتبرؤ منهم ورأيت لعن اهل الذنوب
فريضة مفروضة لا بد منها فان كان فميتي عهدك بلعن فرعون وقد قال: انا ربكم الاعلى
قال: ما اذكر اني لعنته قال ويحك ايسعك ان لا تلعن وهو احبث الخلق ولا يسعني ان لا
العن اهل بيتي والبراءة منهم. ويحكم: انكم قوم جهال اردتم امرا فاطخطتموه فانتم تردون
على الناس ما قيل منهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث الله اليهم وهم عبدة اوثان فدعاهم
الى ان يحلوا الاوثان وان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فمن قال
ذلك حقق بذلك دمه واحرق ماله ووجبت حرمة وامن به عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم وكان اسوة المسلمين وكان حسابه على الله افلستم تلقون من خلع الاوثان ورفض الاوثان
وشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله تستحلون دمه وماله ويلعن عندكم ومن ترك
ذلك وانا لكم من اليهود والنصارى واهل الاديان فتحرمون دمه وماله فقال الاسود ما سمعت
كاليوم احدا يبين حجة ولا اقرب ماخذ اما انا فاشهد انك على الحق واني برئ ممن برئ منك فقال
عمر لصاحبه يا اخا بني شيبان: ما تقول انت قال ما احسن ما قلت ووصفت غير اني لا اقاتك على
الناس بما رحتي القاهم بما ذكرت وانظر ما حجتهم قال: انت وذاك، فاقام الحبشي مع عمرو امرأته
بالعطاء فلم يلبث ان مات ولحق الشيباني بصاحبه فقتل معهم بعد وفاة عمر.

لغوی تحقیق

عون بن عبداللہ بن مسعود ابو عبداللہ الہذلی کوذکر رہے والے تھے، نہایت ہی ثقہ عابد و پیرنگار اور بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۳۳ھ میں ہوئی۔ حاضری: محلہ گاؤں، بستی، شہر، غرقہ: مکان کے اوپر کا کمرہ، کوٹھا، اٹاری، بالا خانہ۔ ج غزف: تحریک، مرکب اضافی ہے۔ تحری یعنی غور و فکر، اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے ہیں۔ اور کان ضمیر خطاب ہے۔ سلاف: ج سلف: گذرے ہوئے آباء و اجداد و رشتہ دار سلف۔ (ن) سلفا: گذرنا، آگے ہونا۔ الذراری: جمع ذریہ: اولاد۔ السبایا: جمع سبیہ: قیدی عورت۔ الہندوان: بغداد اور واسطہ کے مابین تین دیہات ہیں اور میں خارجیوں کی جماعت مقیم تھی۔ عبداللہ بن خباب بن الارت مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور قبیلہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آپے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے، حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد جو فرقہ حروریہ ابھرا تھا آپ نے ان کی سخت مخالفت کی جسکی وجہ سے آپ حروریوں کی نظر میں چڑھ گئے اور انھوں نے ۳۸ھ میں آپکو قتل کر ڈالا۔ آپکے والد ماجد حضرت خباب کا بھی شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے اور یہ بھی مشہور اور جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ الاقطا: پنیر۔ تغور (ن) فوراً المساء: پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر: ہانڈی کا جوش مارنا۔ عبدہ: ج عابد۔ اوثان: جمع دشمن۔ بت۔ احرز۔ احرزا: اکٹھا کرنا۔ اسوۃ: نمونہ۔ اقتدار: ہر وہ شئی جس سے قتل ہو۔ ج اہزی۔ خلق (ن) خلعا: فلان ابنہ، بری ہونا۔ اخات حکم گانا۔

توضیح

میں ابن عدی نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی عوان بن حکم نے قتل کرتے ہوئے محمد بن زبیرؓ انھوں نے کہا کہ مجھ کو عمر ابن عبدالعزیز نے عون ابن عبداللہ بن مسعود کے ساتھ خط بھی لکھ کر دیا تھا ہم نے ان کے پاس آکر حضرت عمر ابن زبیر سے منسل گئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک خط بھی لکھ کر دیا تھا ہم نے ان کے پاس آکر حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا خط انکو دیدیا تو انھوں نے ہمارے ساتھ بنی شیبان کا ایک آدمی اور ایک آدمی جس میں حبشیت تھی جسے شہود کہا جاتا تھا بھیجا۔ تو وہ دونوں ہمارے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے، اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز اپنی بستی میں تھے، ہم ان کے پاس چڑھ کر گئے۔ اور وہ ایک کمرہ میں تھے ان کے ساتھ ان کا لڑکا عبدالملک اور دربان مزاحم بھی تھا ہم نے خارجیوں کی اطلاع دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا انکی تلاشی لے لو کہ ان کے ساتھ لوہا (لوہے کا سامان یعنی ہتھیار وغیرہ) اور ان کو لاؤ جب وہ دونوں داخل ہوئے تو انھوں نے اسلام علیکم کہا اس کے بعد دونوں بیٹھ گئے، تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: مجھے تم دونوں بتاؤ کس چیز نے تم کو میرے اس فیصلہ سے نکالا اور کیوں تم نے عیب لگایا۔ تو ان میں سے حبشی نے گفتگو شروع کی اس نے کہا کہ ہم قسم خدا کی آپ کی سیرت پر اور عدل و احسان کے ترجیح دینے کے سلسلہ میں آپ کی عیب جوئی نہیں کرتے لیکن ہمارے اور تمہارے درمیان ایک معاملہ ہے اگر اس کا جواب ہمیں دیدیا جائے تو ہم آپکے ہیں اور آپ ہمارے ہیں اور اگر آپ نے جوابے انکار کیا تو نہ آپ ہمارے اور نہ ہم آپ کے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کیسا ہے؟ تو ہم نے آپ کو آپکے اہل بیت کی مخالفت کرتے دیکھا اور ان کو (حقوق انھیں بنو امیہ کے سرداروں نے ٹیکس کے طور پر لیا تھا) ظلم گردانا اور آپ اہل بیت کے طریقہ کے خلاف چلے۔ اگر آپ کو یہ گمان ہے کہ آپ تو نہایت پرہیز اور وہ مگر اسی میں، تو آپ ان پر لعنت بھیجئے اور ان سے براۃ ظاہر کیجئے تو یہی وہ بات ہے جو ہمیں اور تمہیں جمع کرنی ہے یا جدا کرنی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے

گفتگو شروع کی۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ میں جانتا ہوں یا گمان کرتا ہوں کہ تم اس راہ پر نہیں نکلے ہو دنیا اور اس کا سامان طلب کرنے کیلئے بلکہ تم نے آخرت کا ارادہ کیا مگر تم نے اس کا راستہ غلط تجویز کیا اور میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ تو قسم ہے خدا کی تم مجھ سے بچ بچ بتانا اپنے علم کی حد تک۔ تو اس نے کہا ہاں بتاؤں گا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا تم مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ دونوں تمہارے اسلاف نہیں ہیں، اور ان میں سے نہیں ہیں جنہیں تم حاکم سمجھتے ہو اور جن کی نجات کی شہادت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ اللہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مرتد ہونے لگے تو حضرت ابو بکرؓ نے ان سے قتال کیا، خون بہایا، مال لئے اور بچوں کو قید کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کے بعد تخت نشین ہو کر ان قیدیوں کو واپس کر دیئے تھے ان کے قبیلوں کو۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو کیا حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے بیزار ہوئے یا تم ان میں سے کسی سے بیزار ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو تم مجھے اہل ہنواں کے بارے میں بتاؤ کیا وہ تمہارے اسلاف میں سے نہیں ہیں اور ان میں سے نہیں ہیں کہ جن کی نجات کی تم شہادت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوفہ والوں نے جب بغاوت کی تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ چنانچہ نہ کوئی خون بہایا اور نہ کسی اسن ولے کو ڈرایا اور نہ کوئی مال لیا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بصرہ والوں نے جب مسعر ابن فدیک کے ساتھ بغاوت کی تو انہوں نے انکو قتل کرنا شروع کیا اور حضرت عبداللہ ابن خطاب ابن ارت صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب انہوں نے ملاقات کی تو انہیں شہید کر دیا اور ان کی باندی کو بھی پھر عورتوں اور بچوں کو بھی۔ یہاں تک کہ وہ انہیں پینر کی ہانڈیوں میں ڈالنے لگے جو ابل رہی تھیں۔ ان دونوں نے کہا ہاں ایسا ہوا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو کیا کوفہ والے بصرہ والوں سے بیزار ہو گئے انہوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ تمہاری رائے دین کے بارے میں کیا یہ نہیں ہے کہ ایک ہے وہ یادو ہے؟ تو انہوں نے کہا بلکہ ایک ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کیا ان میں سے کوئی ایسی چیز ہے جس میں تمہارے لئے گنجائش ہو، اور میرے لئے گنجائش نہ ہو۔ ان دونوں نے کہا نہیں تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو تمہارے لئے کیسے گنجائش د جائز ہے کہ تم نے حاکم مان لیا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو حاکم مانا اور تم نے والی تسلیم کیا کوفہ اور بصرہ والوں کو اور بعض نے بعض کو۔ باوجودیکہ انہوں نے بڑی بڑی چیزوں خون اور شریک گاہ اور مال وغیرہ میں اختلاف کیا اور میرے لئے گنجائش نہیں ہے اپنے اہل بیت پر لعنت کے سوا اور بیزاری کے سوا، اور تم گنہگاروں پر لعنت کو فرض مقرر شدہ سمجھتے ہو کہ جس کا ہونا ضروری ہے۔ تو اگر یہی ہے تو تم نے کتنی دفعہ فرعون پر لعنت کی ہے حالانکہ اس نے کہا "انارکیم الا علی" تو اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اس پر لعنت کی ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تم پر انہوں نے کیا تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو فرعون پر لعنت نہ کرے باوجودیکہ وہ سب سے خبیث ترین مخلوق ہے اور میرے لئے جائز نہیں ہے کہ میں لعنت نہ کروں اہل بیت پر اور ان سے بیزاری ظاہر نہ کروں۔ تم پر انہوں نے کہ

تم نادانقت لوگ ہو۔ تم نے ایک چیز کا ارادہ کیا لیکن اس میں غلطی کی تو تم لوگوں پر رد کر دیتے ہو ان چیزوں کو کہ جنہیں حضور نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کے پاس بھیجا اور وہ بتوں کو پوچھنے والے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو چھوڑ کر دعوت دی اور وحدانیت کی گواہی پر آمادہ کیا اور محمد کی عہدیت اور رسالت کی جانب دعوت دی تو جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے اپنا خون محفوظ کر لیا اور اپنا مال بچا لیا۔ اور اس کا احترام واجب ہے اور اس سے مومن ہو گیا رسول اللہ کے نزدیک اور مسلمانوں کا مقتدی ہو گیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ میں ہو گیا۔ تو کیا تم ان لوگوں سے نہیں ملتے جنہوں نے بتوں کو چھوڑا اور دوسرے مذاہب کو چھوڑا اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ حلال سمجھتے ہو تم ان کے خون کو، مال کو اور اس پر لعنت کی جاتی ہے تمہارے نزدیک اور جس نے ان چیزوں کو ترک کر دیا اور تمہارے پاس آیا یہود و نصاریٰ میں سے اور دیگر ادیان والوں میں سے تو تم اس کے خون اور مال کو حرام سمجھتے ہو تو جشی نے کہا آج کی طرح کسی کے بارے میں نہیں سنا دلیل کے اعتبار سے زیادہ صاف اور ماخذ کے اعتبار سے زیادہ قریب۔ بہر حال میں آپ کے حقانیت کی شہادت دیتا ہوں اور آپ اس سے بری ہیں، میں بھی بری ہوں۔ تو حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے اس کے ساتھی سے فرمایا اے بنو شیبان کے بھائی! تم کیا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ آپ نے کیا ہی خوب کہا اور صورت حال کیا ہی اچھے انداز میں بیان کی مگر میں کسی معاملہ کا اور لوگوں کے لئے فیصلہ نہیں کر سکتا یہاں تک کہ میں ان سے ملوں ان باتوں کے ساتھ جو آپ نے بیان کی اور میں دیکھ لوں گا انکی دلیل کیا ہے۔ تو حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا تو اور وہ ہے (بس تو سمجھ لے) تو جشی حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے ساتھ مقیم رہا اور آپ نے اسے مال عطا کر نیک حکم دیا تو وہ زیادہ دن تک نہیں ٹھہرا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا اور وہ شیبانی اپنے ساتھیوں سے مل گیا پھر انھیں کے ساتھ قتل کیا گیا حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت حسینؓ کی زبردست مصیبت

لما مات معاویۃ ارسل الیہ (الی سیدنا الحسین) اهل الکوفۃ، ان قد حبسنا انفسنا علی بعتک وطلوب بالسدینۃ ان یتابع یزید نخرج الی مکة وارسل ابن عمہ مسلم بن عقیل الی الکوفۃ، وقال لہ: ان کان حقاً ما عتبوا بہ فعرفنی الحق بک نخرج من مکة للنصف من رمضان وقدم لخمیس خلون من شوال واملرھا النعمان بن بشیر فدخل مستترافاً یأیہ من اهلہا ثمانینۃ عشر الفا وکاتبۃ بذلک فلما هم بالخروج لقیہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ عنہ فقال لہ: یا ابن عم اهل العراق اهل غدیر وانا یدعونک للحرب فقال لہ: یا ابن عم کتب الی مسلم باجتہ اض اهل الکوفۃ علی فقال لہ: قد جرتہم وھم اصحاب ابیک واخلیک وقتلتک

غداً مع أمرهم اذ بلغ ابن زياد خبرك استقرهم فكان الذين كتبوا اليك استدل عليك
 من عدوك فان ابنت الاخرجون فلا تخرجن بنسائك وذلك معك فاني لحائف ان
 تقتل كما قتل عثمان ونسائه وولدها ينظرون اليه فردد عليه لان اقتل بموضع كذا
 احب الي من استعمل بمكة وانصل الخبر بيزيد فكتب الى عبيد الله بن زياد بتولية الكوفة
 فخرج مسرعاً فدخلها في حشمه وهو ملثم والناس يتوقفون قدوم الحسين فجعل عبيد
 الله بن زياد يسلم على الناس ويقولون وعليك السلام يا ابن رسول الله قد مت خير مقدم
 حتى انتهى الى القصر فحسر اللثام ففتح له الغمان الباب وتنادى الناس ابن مرجانة
 فحصبوه بالحصى ففأتهم ووضع الرمح في طلب مسلم فصرح مسلم يامنصور! وكان شعارهم
 فاجتمع لهم في ساعة واحدة ثمانية عشر الفا فحاطوا بالقصر فقاتلوا ابن زياد فلم يمس المساء
 ومعه مائة رجل فلما رأى نفرهم سار نحو ابواب كندة فبلغ الباب ومعه ثلاثة فخرج وليس
 معه احد فبقى حائر لا يدري اين يتوجه فانزل من على فرسه ودخل اقية الكوفة فانهى الى
 باب مولاه لمحمد بن الاشعث فاستسقاها فسقته واعلمها حاله فركت له فاوتته واعلمت
 محمد بن الاشعث بمكانه فمشى الى ابن زياد فاعلمه فوجه معه سبعين رجلاً فانفتحوا عليه
 فقاتلهم مسلم فامته محمد بن الاشعث وحمله الى ابن زياد فضرب عنقه وبعث برأسه
 الى يزيد بن معاوية فصلب جثته وانتهى الامر الى الحسين وقد بلغ القادسية فهم بالرجوع
 فقال له: اخوة مسلم لا ترجع او تقتل او نأخذ بثأرك فقال الحسين لا خير في العيش بعدكم فسار
 حتى لقي خيلاً لابن زياد وعليها عمرو بن سعد بن ابي وقاص فعاد الى كربلاء وهو في نحو مائة
 فارس فلما كثرت العساكر ايقن انه لا يهيم له فقال: اللهم احكم بيننا وبين قسوم
 دعونا لنصيرونا ثم هم يقولوننا ثم خطب قومه فقال: يا عباد الله اتقوا الله وكونوا من الدنيا
 على حد رفان الدنيا لو بقيت على احد او بقي ملكها احد لكان الانبياء احق بها بالبقاء غير ان
 الله خلقها للفناء فجدد لها بال ونعيمها مضجج وسورها مكفهز والدار قلعة والمنازل
 بلعة فترددوا فان خير الزاد التقوى واتقوا الله لعنكم قتلون ثم قاتل حتى قتل رضي الله
 تعالى عنه وفيه ثلاث وثلاثون طعنة واربع وثلاثون ضربة وتولى قتله سنان ابن
 انس النخعي واختره اسسه وانطلق به مسرعاً الى ابن زياد وهو يقول هـ

اِنِّي قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا

اَوْ قَرَّرَكَا بِي فَضَّةً وَدَهَبًا

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اَمَّا دَابَّتَا

وَبَعَثَ مَعَهُ الرَّاسَ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مَعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو بَرْزَةَ فَأَفْعَلَ يَنْكُتُ بِالْقَضِيَّةِ فِيهِ وَهُوَ يَقُولُ

عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَنَى وَأَظْلَمَا

تُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رَجَالٍ أَعَزَّةَ

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَرْزَةَ: أَرْفَعُ قَضِيَّتَكَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَمِسُهُ وَقُتِلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ سِتِّ مِائَةٍ وَخَمْسِينَ وَفُتِلَ مَعَهُ سَبْعَةٌ وَثَمَانُونَ، مِنْهُمْ عَلِيُّ ابْنُهِ الْاَكْبَرُ وَمِنْ وَلَدِ اخِيهِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَاسِمُ وَأَبُو بَكْرٍ وَمِنْ اخْوَتِهِ الْعَبَّاسُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَجَعْفَرُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ وَمِنْ بَنِي عَمَّتِهِ جَعْفَرُ وَ مُحَمَّدٌ وَعُونَ ابْنَاءُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَمِنْ وَلَدِ عَقِيلِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَ جَعْفَرُ وَ ذُنُفَرُ أَهْلِ الْقَادِسِيَّةِ بَعْدَ قَتْلِهِمْ يَوْمَ وَقْتُلُوا مِنْ أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ ثَمَانِيَّةٍ وَ ثَمَانِينَ۔

لغوی تحقیق

زر زہر۔ ج ارزار۔ رزیتہ ج رزایا، بڑی مصیبت۔ رزادت، رزائے الرجل مال، بخور حاصل کرنا۔ کم کرنا۔ الحسین بن علی بن ابی طالب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں کی ٹھنڈک، جگر گوشہ فاطمہؑ۔ آپ کی ولادت شعبان سال ۴ میں ہوئی، چھ سال تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی تربیت پاتے رہے، اس کے بعد والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے، آپ نے کبھی کوئی غیر شرعی چیز کا استعمال نہیں کیا، ابتداء ہی سے بہت بھولے بھالے اور ڈرتے جوانمردی، بہادری اور سخاوت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ انتہائی بزرگ عابد و زاہد اور خدمت خلق اور بہت زیادہ رنج کر نیوالے تھے، آپ کے فضائل، مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں، آپ کی شہادت بقول امیر مومنین حضرت علیؑ یوم عاشوراء احرم الحرمین واقع ہوئی۔ الحق۔ لحوق سے مضارع منکلم ہے اور جواب امر ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ نہمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری، آپ قبیلہ خزرج کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے، آپ کے والد ماجد بھی صحابی تھے، اور آپ کی والدہ محترمہ عبد اللہ بن رواحہ کی بہن تھیں اور یہ بھی صحابیہ ہیں۔ آپ کی ولادت ہجرت کے چودہ ماہ بعد ۲ میں ہوئی، آپ نہایت ذکی اور ہوشیار تھے، آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کچھ حدیثیں سنیں۔ سب سے پہلے آپ دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر امیر معاویہؓ نے کوفہ کا پھر جس کا والی مقرر کر دیا تھا، آپ مروان کے حمایت داروں کے ہاتھ سے ۶۶ میں شہید کر دیئے گئے۔ استغفر، قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ذلیل سمجھنا۔ تلثم، ڈھانا، بکڑا جوناک اور اس کے ارد گرد لپٹا چلنے، نقاب ڈالے ہوئے۔ حتر دن، حتر الشیء، کھولنا۔ حوزر البصر، نگاہ کا تنک جانا۔ حصبہ۔ حصبا، بکڑیاں مارنا۔ الرصد جمع راصد، تاک میں بیٹھنے والا۔ حائر، حیرت زدہ، حیران۔ ازقہ۔ ج زقاق، گلی کوچہ۔ محمد بن اشعث بن قیس کندی البجلی کے خاندان سے ہیں، آپ کا شمار شرفاء عرب میں ہوتا تھا۔ ۶۷ میں آپ قتل کر دیئے گئے۔ فاقتموا، غفلت کی حالت میں اچانک آ جانا۔ شارنا۔ شار دت، تارازا القلیل وبالقتل، خون کا مطالبہ کرنا، قاتل کو قتل کرنا۔ محیص، علیہ ہونیکی جگہ، بھاگنے کی جگہ۔ حاص (رض، حیض و حیضہ و حیوضا حیضاد حیضانا و انخاص و خاص عن کذا۔

اگ ہونا، بٹ جانا۔ بآل پرانا۔ بلی، بلا۔ الثوب: خستہ ہونا۔ مضحک: ناپید ہونا۔ لا۔ مکھڑ لیل، غیر معمولی تاریک ہونا۔ قلعة: ہمیشہ نہ رہنے والا، مستعار مال۔ تلعة: پانی بہنے کا راستہ، پست زمین۔ ج تلعات: طعنے، نیزہ کی مار۔ اختر: اختر، کاٹنا۔ اذقر: ايقاراً۔ الدابة: چوپایہ پر وزن دار سامان لا دنا۔ المحب: پوشیدہ۔ یکت (ن): گھٹنا، خورد فکر کی حالت میں زمین کو انگلی یا چوڑی سے کرینا۔ علی فیہ ای علی فہ۔ تفلق: تفلقا۔ فلق (رض): فلقا الشمی، چیرنا، پھاڑنا، ٹکڑے کرنا۔ ہا۔ ج ہامت: گھوڑی۔ ابو ہرزة: آپ کے احوال مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ قضیب: کٹی ہوئی شاخ۔ ج قضبان: کاٹنے والی تلوار۔ یلثمہ (رض، س): لٹما۔ الوجه: چومنا، بوسہ لینا۔ قادیسیہ: کوفہ کے قریب ایک شہر ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کا گزر ہوا تو ایک بڑھیا سے آپ کی ملاقات ہوئی، اس نے آپ کے سر کو دھویا تھا تو حضرت ابراہیم نے یہ جملہ دعائیہ ارشاد فرمایا: قدس من ارض، پس اس شہر کا نام قادیسیہ رکھ دیا گیا۔

توضیح

حضرت معاویہؓ کا جب انتقال ہو گیا تو کوفیوں نے حضرت حسینؑ کے پاس خبر بھیجی کہ ہم نے اپنے آپ کو روک رکھا ہے آپ کی بیعت پر، اور مدینہ میں یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تو حضرت حسینؑ مکہ کی جانب نکلے اور اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اگر وہ بات سچ ہے جو انھوں نے لکھا ہے تو تم مجھے بتانا، میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ تو حضرت مسلم بن عقیل مکہ سے نصف (پندرہ) رمضان کو نکلے اور عقیل کی پانچ تاریخ کو آئے۔ اور مکہ کے امیر نفعان بن بشیر فرماتے تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل چھپ کر کوفہ میں داخل ہوئے، کوفہ والوں نے اٹھارہ ہزار کی تعداد میں ان سے بیعت کی۔ حضرت سلم نے حضرت حسینؑ کے پاس اس کے بارے میں لکھا۔ جب حضرت حسینؑ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت ابن عباسؓ ملے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت حسینؑ سے فرمایا اے میرے چچا کے لڑکے! مسلم نے میرے پاس لکھا ہے کوفہ والوں کے اتفاق کے بارے میں مجھ پر۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے انھیں آزمایا ہے، اور وہی لوگ آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے قتل کے باعث بنے ہیں، اور آپ کو بھی محل وہ قتل کریں گے اپنے معاملہ کے ساتھ۔ جب ابن زیاد کو آپ کی خبر ملے گی تو انھیں ابھارے گا۔ تو گویا تمہارے پاس لکھنے والے ہی تم پر شدت برتیں گے تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ لیکن اگر تم انکار ہی کر رہے ہو نکلنے کے علاوہ کا تو اپنے ساتھ اپنی بیوی بچوں کو مت لے جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا جس طرح حضرت عثمانؓ اور انکی بیوی بچوں کو قتل کر دیا گیا انکی آنکھوں کے سامنے۔ تو انھوں نے جواب دیا یقیناً میرا نانا جگہ پر قتل ہو جائے گا زیادہ محبوب ہے کہ میں حلال سمجھا جاؤں (قتل کیا جاؤں) مکہ میں۔ اور یزید کو خبر ملی تو اس نے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کے والی بننے کا پروانہ لکھ کر دیا تو وہ جلدی نکل کر اپنے خدام کے ساتھ نقاب اوڑھ کر کوفہ میں داخل ہوا، اور لوگ حضرت حسینؑ کے آئینکا انتظار کر رہے تھے تو عبید اللہ بن زیاد نے لوگوں کو سلام کرنا شروع کیا اور لوگ خواب دیتے رہے وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ۔ تم بہت اچھا آنا آئے۔ یہاں تک کہ وہ محل تک پہنچا اور نقاب کو ہٹایا تو اس کیلئے حضرت نعمان بن دروازہ کھول دیا اور لوگوں نے آواز لگائی کہ یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ اور پتھر برسانا شروع کیا لیکن وہ ان سے نکل گیا اور ادھر اس نے پہرہ داروں کو رکھا حضرت سلم کی تلاش میں۔ تو حضرت

مسلم نے آواز لگائی اے منہور! اور یہ ان کا شعار تھا، تو اسی وقت اس کی وجہ سے اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہوئے۔ اور خلافت کے محل کا احاطہ کیا۔ پھر انہوں نے ابن زیاد سے قتال کیا اور شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مسلم کے ساتھ سوادی تھے۔ جب حضرت مسلم نے تفرقہ دیکھا ان میں تو وہ کندہ کے دروازوں کی جانب چلے اور آپ کے ساتھ تین آدمی تھے۔ جب وہ دروازے پر پہنچے تھے۔ جب وہ نکلے تو ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا تو اب متحیر رہ گئے، وہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ کہاں جائیں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر کوئی گلی میں گھس گئے، تو وہ محمد ابن اشعث کی آواز کردہ باندی کے دروازے تک پہنچے۔ حضرت مسلم نے اس سے پانی مانگا اور باندی نے ان کو پانی پلایا اور اس کے بعد اپنا حال اس باندی کو سنایا تو باندی پر رقت طاری ہو گئی حضرت مسلم کیلئے۔ اور اس نے حضرت مسلم کو ٹھکانا دیا۔ اور محمد ابن اشعث کو اطلاع دی آپ کے مکان کی، محمد ابن اشعث ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کو بتایا تو اس نے اس کے ساتھ شتر آدمی کو بھیجا اور وہ حملہ آور ہوئے حضرت مسلم پر۔ حضرت مسلم نے ان سے قتال کیا، پھر محمد ابن اشعث نے آپ کو اس دیا اور پھر ابن زیاد کے پاس لے گیا، ابن زیاد نے آپ کی گردن اڑادی، اور ان کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، یزید نے سولی پر لٹکا دیا ان کے جسم کو اور معاملہ حضرت حسین تک پہنچا جب کہ وہ قادیسیہ تک پہنچ چکے تھے۔ تو انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا، ان سے حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ ہم نہیں لوٹیں گے، یا تو ہم قتل کئے جائیں گے یا اپنا بدلہ لیں گے۔ تو حضرت حسین نے فرمایا کہ تمہارے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تو آپ چل پڑے یہاں تک کہ ابن زیاد کے گھوڑے سے ملاقات ہوئی جس پھر بن سعد بن ابی وقاص سوار تھا۔ آپ کو بلا کی جانب مڑ گئے اور آپ تفریق پانچ سو ہسواروں کے درمیان تھے، جب لشکر میں زیادتی ہوئی گئی تو آپ نے یقین کیا کہ آپ کیلئے کوئی بچاؤ کا ذریعہ نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اے اللہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما کہ جنہوں نے ہمیں مدد کیلئے بلا یا پھر وہ ہم سے لڑائی کر رہے ہیں۔ پھر اپنی قوم کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے اللہ کے بند و اللہ سے ڈرو، دنیا سے بچتے رہو کہ اگر دنیا کسی کیلئے باقی یا کوئی دنیا میں باقی رہتا تو انبیاء علیہم السلام اس کے زیادہ حقدار تھے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو فنا ہونے کے لئے پیدا کیا، اس کی نئی چیز پرانی ہو نیوالی ہے اور اس کی نعمت ختم ہو نیوالی ہے اور اس کی خوشی سخت تاریکی ہے اور دنیا قلعہ ہے (مٹگنی کا مال ہے) اور پانی کے بہنے کی جگہ ہے۔ اور زارہ تیار رکھو۔ یقیناً بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پھر حضرت حسین نے قتال شروع کیا یہاں تک آپ شہید ہو گئے۔ تہتیروں کے نشان تھے، اور چونتیس تلوار کی چوٹیں تھیں اور آپ کے قتل پر سنان ابن انس غمی غالب ہوا اور آپ کے سر کو کاٹ کر بہت جلد ابن زیاد کے پاس یہ شعر کہتے ہوئے لایا۔

شعرا میری سواری کو تو سولے اور چاندی سے لاد دے، چونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کو روک دیا جاتا تھا دعوا و خواص سے، میں نے قتل کر دیا ہے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ماں اور باپ کے اعتبار سے۔ اور ابن زیاد نے آپ کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، وہاں حضرت ابو بکرؓ تھے تو یزید حضرت حسین کے منہ پر چھڑی مارتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔

شعر: ہم باغزت لوگوں کی کھوپڑیاں چیرتے ہیں چونکہ وہ بہت نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔
حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اپنی چھڑی اٹھالے چونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے ان کا بوسہ لیا،
اور حضرت حسینؓ عاشوراء کے دن سلمہ میں شہید کئے گئے، اور آپ کے ساتھ ساسی آدمی شہید کئے گئے۔ ان
میں سے ان کے بڑے صاحبزادے علی اور آپ کے بھتیجوں میں سے حسین ابن عبداللہ، قاسم اور ابوبکر اور بھائیوں
میں سے عباس، عبداللہ اور جعفر اور محمد اور عثمان حضرت علیؓ کی اولاد میں سے اور آپ کے چچا کے بیٹوں میں سے
جعفر، محمد اور عون یہ لڑکے ہیں حضرت عبداللہ ابن جعفر کے۔ اور حضرت عقیل کی اولاد میں سے عبداللہ، عبدالرحمن
اور جعفر۔ اور ان کو اہل قادیسیہ نے ان کے قتل کے ایک روز بعد دفن کیا، اور انھوں نے عمر ابن سعد کے اٹھاسی
ساتھیوں کو قتل کیا۔

نُبْدَةٌ مِنْ ذِكَاوَةِ الْعَرَبِ

عربوں کی ذہانت کا نمونہ

حكى ابو الفرج الاصفهاني بسنداً الى مجالد بن سعيد عن عبد الملك بن عمر قال لما قدم
علينا عمر بن هبيرة الكوفي فارسل الى عشرة، انا احدثهم من وجوه اهل الكوفة فمروا عندنا
ثم قال ليحدثني كل رجل منكم احدث وثقة وابدانت يا ابا عمرو! فقلت، اصلم الله الامير احدث
الحق ام حديث الباطل؟ قال بلى حديث الحق قلت، ان امرء القيس الى السيرة ان لا يتزوج امرأة
حتى يسألها عن ثمانية واربعين، فاجعل يخطب النساء فاذا سالهن عن هذا قلن اربعة
عشر فبينما هو يسير في حوف اذا هو برجل يحمل ابنة له صغيرة كما نهال البدر لقمته فاجبت
فسألها يا جارية، ما ثمانية واربعين واثنتان فقالت، اما ثمانية فاطباء الكلبية، واما اربعة
فاخلاف الناقة، واما اثنتان فشديا المرأة فخطبها الى ابياها فزوجها اياها وشروطت عليها ان
تسأل ليلة بنائها عن ثلاث خصال فجعل لها ذلك وعلى ان يسوق اليها مائة من الابل
وعشرة اغبيد وعشرة وصائف وثلاثة افراس ففعل ذلك ثم اثناء بعث عبد الله الى المرأة
واهدى لها خيلاً من سمير وخبياً من عسل وحلّة من قصب فنزل العبد على بعض المياد فنشئ
الحلة فلبسها فتعلقت بسمرية فانشتقت فشم الغيكن فاطعم اهل المأوى منهما فنقصا ثم
قدم على حي المرأة وهم خلوف فسألها عن ابياها وامها واخيها ودفع اليها هديتها فقالت
له: اعلم مولاي ان ابى ذهب ليقرب بعيداً ويبعد قريباً وان امي ذهبت لنشق النفس
نفسين وان اخي ذهب ليراعى الشمس وان سماء كما انشتقت وان وعائكم نضبا فتقدم الغلام

على مولاه فاخذوه فقال: اما قولها ان ابى ذهب يقرب بعيدا ويبعد قريبا فان اباهما ذهب
يخالف تواما على قومه، واما قولها ذهب اتي تشق النفس نفسين فان امها ذهب تقبل امرأة
نساء واما قولها ذهب اخي يراعى الشمس فان اخاها في سرجه يرعاه فهو ينظر وجوب
الشمس ليدوخ به وقولها: ان سماء كمن انشقت، فان البرد الذي بعثت به انشق واما
قولها ان وعائكم نضب فان النحيين نقصا فاصدقنى، فقال يا مولاي انى نزلت بماء من مياه
العرب فسألونى عن نسبي فاخبرتهم انى ابن عمك ونشرت الحلة فلبسها وتجملت بهما فعلق
بسمرة فانشقت وفتحت النحيين فاطعمت منهم اهل الماء فقال: اولى لك شمساقى ماء مرا الابل
وخرج ومعه الغلام لسمي الابل فجوزا عانة امرؤ القيس فسر به الغلام في البر وخرج حتى اتى المرأة
بالابل فاخبرهم انه زوجها فقيل لها قد جاء زوجك فقالت: والله ما درى ازوجى هوام لا
ولكن انحر والى جزورا اطعموه من كرشها وذنبها ففعلوا فاكل ما اطعموه قالت: اسقوه لبنا
حاذرا (وهو الحامض) فسقوه فشرب فقالت افرشوا لى عند الفريث والدم ففرشوا لى فنام
فلما اصبحت ارسلت اليه يريد ان اسألك عن ثلاث، قال: سلى عما بدا لك؟ فقالت:
لم تختلم شفتاك؟ قال من تقبلى اياك قالت لم تختلم فخذاك؟ قال لتوركي اياك قالت
فلم تختلم كسحاك؟ قال لا لى اياك قالت عليكم العبد، فشددوا ايديكم به ففعلوا
قال: ومترقوم فاستخرجوا امرؤ القيس من البر فرجع المحبيته واستاق مائة من الابل
واقبل الى امرأته فقيل لها قد جاء زوجك فقالت: والله ما درى ازوجى هوام لا ولكن
انحر والى جزورا اطعموه من كرشها وذنبها ففعلوا فلما اتوه بذلك قال: واين الكبد
والسنام والملحاء؟ فابى ان ياكل فقالت اسقوه لبنا حاذرا فأتى به فابى ان يشرب
وقال: اين الصريف والرثيئة؟ فقالت افرشوا لى عند الفريث والدم، ففرشوا لى فابى
ان ينام وقال: افرشوا لى فوق اللعة الحمراء واضربوا عليها خباء، ثم ارسلت: هلم شريطى
عليك فى المسائل الثلاث فارسل اليها سلىنى عما شئت فقالت لم تختلم شفتاك؟ قال
لشرب المشعاعات، قالت: فلم تختلم كسحاك؟ قال ليس الحبرات، قالت: فلم تختلم فخذاك؟
قال: لركض المطهيات، قالت: هذا ازوجى لعمرى! فعليك به واقتلو العبد فقتلوه ودخل
امرؤ القيس بالجارية قال ابن هبيرة حسبكم فلاخير فى الحديث فى سائر الليلة بعد حديثك
يا ابا عمرو ولن ياتى احد باعجب، فقمنا فانصرفنا امرلى بجائزة :

لغوى تحقيق

نہدہ، نمونہ۔ فسرنا (ن)، سمر، سمورا، ارات میں قصہ گوئی کرنا۔ احدوتہ: کہانی، افسانہ، حدیث

امرو القیس بن حجر بن الحارث کندی شاعر جاہلیت میں سے ایک مشہور شاعر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے تقریباً چالیس سال پہلے گذرا ہے۔ اس کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کے اشعار خانہ کعبہ پر علق کئے جاتے تھے، عاشق مزاج ہونے میں اس کا کوئی ثنائی نہیں تھا، اسی وجہ سے اس کا لقب ملک ضلیل ہو گیا تھا، اپنی چچا زاد بہن عنیزہ پر عاشق ہو گیا تھا جس کا واقعہ اپنے مشہور معلقہ تفانیک الخ میں بیان کیا ہے۔ دنیا و ادب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شعر عرب میں سے کوئی امرؤ القیس سے آگے نہ نکل سکا۔ نوح البلاغۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ شعراء عرب میں امرؤ القیس سے بڑا کوئی شاعر پیدا ہی نہیں ہوا۔ (آلی - ابلاؤ - قسم کھانا - الیہ - قسم - ج - الایا - جوت - نشیبی زمین - لثمہ - لام حرف جار ہے اور تم مصدر ہے - یعنی مکمل ہونا - اظہار - جمع طبی - مادہ - درندوں اور گدھی، گھوڑی وغیرہ کا - تحن - الکعبۃ - کعبہ - اخلاف - ج - خلف - اونٹنی کا تحن - لیلۃ بنا ہا - یعنی شادی کی پہلی رات - وصائف - جمع - وصفہ - نابالغ کنیز - افراس - ج - فرس - گھوڑا - نختا - گھی کی مشک - قصب - ریشم کا نرم اور باریک کپڑا - سمر - بھول کا درخت - ج - اسم - خلوت - ج - خلف - غائب - نصیب - دن - ض - نفوذا - المار - پانی کا زمین میں اتارنا - خشک ہونا - تقبل قبل کی طرح کام کرنا - قبیل - دانی - سرح - زیادتی کا مال - وجوب الشمس - ڈوبنا، غروب ہونا - لیروح - شام کے وقت آنا جانا - برود - دھاری دار کپڑا - ج - ابراد - برود - واحد برود - آؤ لی - اس کا استعمال دلیل ملک کی جگہ ہوتا ہے جزر - اونٹ - اونٹنی - ج - جزر - کیرتن - کرش - جنگالی کرناوالے جانوروں کی اوجھ - ج - کرش - حاذر - ترش دودھ - جزر - رک - جزر، جزر، جزر، اللبن - ترش ہونا - صفت حاذر - الفرث - گوبر، بٹ (جب تک اوجھ میں رہے) - یخنج - اختلاجا - حرکت کرنا - کشاکش - کش - پہلو - ج - کشوح - کب - جگر - سنام - کومان - لہار - پیٹھ کا گوشت - کندے سے سرین نکٹ - صریف - تازہ گرم دودھ - رشیہ - دبی - تلعة - اونچی زمین - خبار - خیمہ - الشعشعات - پانی ملی ہوئی شراب - البرات - ج - جرة - ایک ٹھوس قسم کی مینی کالی چادر ہے جس کو مہری عورتیں باہر جاتے وقت استعمال کرتی ہیں - رکض - دن - رکضنا - ایڑ لگانا - الطہات - ج - مطہم - موٹا، فربہ - گھوڑی کے اوتھانیں ذکر کیا گیا ہے |

توضیح

ابو الفرج اصفہانی نے نقل کیا ہے اپنی سند کو پہنچا کر مجالد بن سعید نکٹ وہ ناقل ہیں عبدالملک بن عمر سے۔ انھوں نے کہا جب ہمارے پاس عمر بن عبیدہ کوفہ آیا تو اس نے بھیجا دس کے پاس میں بھی ان میں سے ایک ہوں کوفیوں کے سردار میں سے۔ تو ہم نے اس کے پاس قصہ گوئی شروع کی۔ پھر اس نے کہا کہ چاہئے کہ ہر ایک تم میں سے ایک کہانی میرے سامنے بیان کرے، اور اسے ابو عمر تو شروع کر۔ تو میں نے کہا: اللہ ایک کو بھلا کرے کیا سچی بات یا غلط بات۔ اس نے کہا بلکہ سچی بات سناؤ؛ تو میں نے کہا کہ امرؤ القیس نے یہ قسم کھائی کہ وہ کسی عورت سے شادی نہیں کریگا جب تک کہ نہ سوال کرے ان سے آٹھ اور چار اور دو کے بارے میں تو وہ عورتوں کو پیغام دینے لگا جب بھی ان سے اس کے بارے میں وہ پوچھتا تھا تو عورتیں جواب دیتی تھیں (مجموعہ) چودہ (ہوا) اس اشارہ میں کہ دشمنی زمین میں چل رہا تھا اچانک ایک آدمی اپنی چھوٹی جچی کو لے کر جا رہا تھا جو چوڑے کے چاند کی طرح تھی، وہ اسے پسند آگئی۔ اس سے پوچھا اے لڑکی آٹھ اور چار اور دو کیا ہیں؟ تو اس نے جواب دیا:

آٹھ تودہ کتیلے کھن ہیں، اور چار تودہ اونٹنی کے کھن ہیں، اور دو عورت کے پستان ہیں۔ امرؤ القیس نے اس لڑکی کیلئے اس کے باپ کو پیغام دیا تو اس کے باپ نے امرؤ القیس سے اس کی شادی کر دی۔ اور امرؤ القیس سے لڑکی نے شرط لگائی کہ وہ اس سے شب زفاف میں تین باتیں پوچھے گی۔ تو امرؤ القیس نے اس کیلئے اس کو منظور کیا اس شرط پر کہ امرؤ القیس اسے سواونٹ، دس غلام، اور دس باندیاں، اور تین گھوڑے دے۔ تو اس نے اسے بھی منظور کیا۔ پھر اس نے اپنے غلام کو عورت کے پاس بھیجا اور اس کے لئے ایک مشک لگھی اور ایک مشک شہد اور کتان کا ایک جوڑا ہدیہ میں بھیجا، غلام کسی پانی کی جگہ میں اترا تو اس نے جوڑا کو کھولا اور اسے پہن لیا تو وہ کیکر میں پھنس گیا پھر پھٹا اور دونوں مشک کو کھول کر دونوں میں سے پانی والوں کو کھلایا تو وہ دونوں کم ہو گئے پھر وہ عورت کے محل میں آیا دریا خالی کہ وہ سب غائب تھے۔ تو عورت سے اس کے والد، ماں اور بھائی کے بارے میں پوچھا اور اس عورت کو اس کا ہدیہ دیدیا۔ تو اس نے اس سے کہا اپنے آقا کو بتا دینا کہ میرا باپ گیا ہے تاکہ وہ بعید کو قریب کرے، اور قریب کو بعید کرے۔ اور میری ماں ایک کو دو کرنے کیلئے گئی ہے اور میرا بھائی آفتاب کی دیکھ بھال کے لئے گیا ہے اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، اور تمہارے دونوں برتن خشک ہو چکے ہیں۔ وہ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اور اس نے خبر دی تو امرؤ القیس نے کہا کہ بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا باپ بعید کو قریب کرنے اور قریب کو بعید کرنے گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ کسی قوم کے معاہدہ کیلئے گیا ہے اس کی قوم کے ساتھ، اور بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے۔ تو بیشک اس کی ماں گئی ہے ایک نفاس والی عورت کے پاس دایا بن کر، اور بہر حال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا بھائی سورج کی نگرانی کر رہا ہے۔ تو اس کا منشاء یہ ہے کہ اس کا بھائی اپنے موشیوں میں جے جنس وہ چار رہا ہے، تو وہ سورج کے ڈوبنے کا منتظر ہے تاکہ وہ انھیں شام کو لے آئے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، تو وہ چادر ہے جسے میں نے بھیجی تھی تو وہ پھٹ گئی۔ اور اس کا یہ کہنا کہ اس کے دونوں برتن خشک ہو چکے ہیں۔ تو مجھے سچ سچ بتا، تو اس نے کہا اے میرے آقا کہ میں عرب کے پانی میں سے کسی پانی پر اترا۔ تو انھوں نے مجھ سے میرے نسب کے متعلق پوچھا۔ میں نے انھیں بتایا کہ میں تمہارے چچا کا لڑکا ہوں اور میں نے جوڑے کو کھول کر پہنا اور میں نے اس سے خوبصورتی حاصل کی تو وہ کیکر سے لگ کر پھٹ گئی۔ میں نے دونوں مشک کو کھول کر اسی سے پانی والوں کو کھلایا تو اس نے کہا تیرے لئے بربادی ہے۔ اس کے بعد سواونٹ ہانک کر نکلا اس کے ساتھ غلام تھا اونٹوں کو پانی پلائے کیلئے۔ جب وہ تھک گیا تو امرؤ القیس نے اس کی اعانت کی تو اسے ایک غلام نے کنوس میں پھینک دیا اور نکلا یہاں تک کہ عورت کے پاس اونٹ لیکر آیا تو ان کو بتایا کہ یہ اس کا شوہر ہے۔ تو اس سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آ گیا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے بھی یا نہیں۔ لیکن انھوں نے اس کے لئے اونٹ ذبح کئے اور انھیں کھلایا اس کے اوجھ اور دم میں سے تو انھوں نے ایسا ہی کیا تو کھلایا جو اس کو کھلایا۔ کہنے لگی کہ اس کو تلخ دودھ پلاؤ (کھٹا)، تو انھوں نے پلایا، وہ پی گیا۔ تو عورت نے کہا اس کا بستر بچھا دو گو برادر خون کے پاس۔ تو انھوں نے بچھا دیا۔ اس عورت نے جب صبح کی تو اس کے پاس خبر بھیجی کہ میں چاہتی ہوں کہ میں تجھ سے تین ہاتھوں کے بارے میں پوچھوں۔ تو اس نے کہا

پوچھ لے جو تیرے سامنے ظاہر ہو، تو اس عورت نے کہا: تمہارے ہونٹ کیوں پلٹے ہیں؟ غلام نے کہا کہ میرے بوسہ لینے کی وجہ سے۔ اس نے کہا: تیری دونوں رانیں کیوں متحرک ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: میرے چڑھے کی وجہ سے۔ عورت نے کہا کیوں حرکت کرتے ہیں تمہارے پہلو؟ اس نے کہا میرے چپٹنے کی وجہ سے۔ عورت نے کہا تم غلام کو پکڑ لو اور اس کے ہاتھ کو باندھ دو، تو انھوں نے ایسا کیا۔ راوی نے بیان کیا۔ اور ایک قوم گداری تو انھوں نے امرؤ القیس کو کنویں سے نکالا تو وہ اپنے محلہ لوٹ گیا اور سوانٹ ہنکایا اور اپنی عورت کے پاس گیا تو اس عورت سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آگیا۔ تو اس عورت نے کہا: قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ میرا شوہر ہے وہ یا نہیں لیکن اس کے لئے اونٹ ذبح کرو اور اس کی دم اور ادجھڑی کھلاؤ۔ تو امرؤ القیس نے کہا کلیجہ کو بان اور پیٹھ کا گوشت کہاں ہے اور کھانے سے انکار کیا۔ عورت نے کہا کھٹا دودھ پلاؤ۔ تو کھٹا دودھ لایا گیا تو پیٹنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہاں ہے گرم دودھ اور یا اس۔ تو اس نے کہا کہ اس کیلے گوبر اور خون کے پاس بستر بچھا دیا جائے۔ تو انھوں نے بچھا دیا۔ اس نے سونے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے لئے بلند مقام پر بچھا دو اور اس پر خیمہ گاڑ دو۔ پھر اس نے بھیجی کہ میری شہ کو اپنے اوپر پوری کر دینوں باتوں میں۔ تو اس نے اس کے پاس اطلاع بھیجی کہ تو مجھ سے پوچھ لے جو چاہے اس نے کہا تمہارے ہونٹ کیوں پلٹے ہیں؟ کہا شراب پینے کیلئے۔ عورت نے کہا: تمہارے پہلو کیوں پلٹے ہیں؟ تو امرؤ القیس نے کہا یمنی چادر اوڑھنے کیلئے۔ عورت نے کہا تمہاری رانیں کیوں متحرک ہیں؟ تو امرؤ القیس نے جواب دیا گھوڑوں کو ایڑ لگانے کے لئے۔ عورت نے کہا: قسم خدا کی یہی میرا شوہر ہے۔ تمہارے لئے ہنڈری ہے کہ تم اسے پکڑ لو اور غلام کو قتل کرو اور انھوں نے غلام کو قتل کیا اور امرؤ القیس نے جاریہ سے ہمبستی کی۔ ابن ہبیرہ نے کہا تمہارے لئے کافی ہے، کوئی خیر نہیں ہے اس قصہ گوئی میں جو تیرے بعد ہوساری رات اور نہیں آئے گا ہرگز کوئی تم سے زیادہ عجیب و غریب۔ تو ہم سب اٹھ کر چل دیئے اور ابو ہبیرہ نے مجھے انعام دینے کا حکم دیا۔

العدالة الفاروقية

فاروقی الصفات

جبلۃ بن الایہما آخر ملوک غسان، وکان طولہ اثنی عشر شبرا فاذا رکب مسح الارض بقدمہ ولما اراد ان یسلم کتب الی عمر لیستأذنہ فی القدوم علیہ، فتم بذلک وکتب الیہ ان اقدم، فلک مالنا وعلیک ما علینا فخرج فی مائۃ فارس من علی وجفۃ فلما دنا الی المدینۃ البسم ثیاب الوشی المنسوجة بالذهب الاحمر والحریر الالصف وجعل الخیل یجلال الذیناج وطوقھا اطواق الذھب والفضۃ ولبس تاجہ، وفیہ قرط مادیۃ فلم یتقی فی المدینۃ الامن خرج الکیوم وفرح المسلمون بقدومہ واسلامہ، ثم حضر الموسم

مَعَ عَمْرِو بْنِ هَاطُوفٍ بِالْبَيْتِ إِذَا وَطِئَ عَلَى إِزَارَةٍ رَجُلٌ مِنْ فِزَارَةٍ، فَجَلَّتْ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهَا جَبَلَةٌ
مَغْضَبًا فَلَطَمَتْ فَهَشَمَ أَنْفَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ الْفِزَارِيُّ عَمَرَ فَقَالَ: مَا دَعَاكَ إِلَى أَنْ لَطَمْتَ أَخَاكَ؟
فَقَالَ إِنَّهُ وَطِئَ إِزَارِيٍّ، وَلَوْلَا حُرْمَةُ هَذَا الْبَيْتِ لَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: أَمَا
أَنْتَ فَقَدْ أَقْرَرْتَ فَأَمَّا أَنْ تَرْضِيَهُ وَأَمَّا أَنْ أُقِيدَ؟ مِنْكَ، قَالَ: اتَّقِمْ، مِثْنِي؟ وَهُوَ رَجُلٌ
سَوِيَّةٌ، قَالَ: قَدْ شَمَلْتُ وَأَيَّاهُ الْإِسْلَامُ، فَمَا تَفْضُلُهُ إِلَّا بِالْعَاقِبَةِ، قَالَ: قَدْ رَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ
فِي الْإِسْلَامِ أَعَزَّ مِنِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ إِذَا انْتَصَرْتُ قَالَ: أَنْ تَنْصُورَ ضَرْبُ
عُنُقِكَ وَاجْتَمَعَ وَفْدُ فِزَارَةٍ وَوَفْدُ فِزَارَةٍ وَوَفْدُ جَبَلَةٍ وَكَادَتْ تَكُونُ قِتَّةٌ فَقَالَ جَبَلَةٌ
أَنْظِرْنِي إِلَى غَدٍ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: ذَلِكَ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ فِي حُجْمِ اللَّيْلِ، خَرَجَ فِي
أَصْحَابِهِ إِلَى السُّطْنَطْنِيَّةِ، فَتَنَصَّرُوا عِظَمَ هِرْقَلٍ تَدْمَةً وَتَوَكَّيْهِ، وَقَطَعَ الْأَمْوَالَ وَالرِّبَاحَ، فَلَمَّا
بَعَثَ عَمْرٌو هُوَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولَهُ إِلَى هِرْقَلٍ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَاجَابَ إِلَى الْمَصَالِحَةِ ثُمَّ قَالَ
لِلرَّسُولِ أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمَلِكَ الَّذِي أَتَانَا رَاغِبًا فَوَدَّ يَنْتَابِعِنِي جَبَلَةٌ، قَالَ: لَا، قَالَ: الْقَدَمُ شَم
اِشْتَنَى وَخَذَ الْجَوَابَ فَذَهَبَ فَوَجَدَ عَلَى بَابِ جَبَلَةٍ مِنَ الْجَمْعِ وَالْحِجَابِ وَالْبَهْجَةِ مِثْلَ مَا عَلَى
بَابِ قَيْصٍ قَالَ: فَتَلَطَّفْتُ فِي الْأَذِينِ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا أَصْهَبَ الْبَيْتِ ذَا سِبَالٍ
وَكَانَ عَهْدِي بِهِ أَسْوَدَ الْحَبِيبَةِ فَأَكَلْتُهُ، فَأَذَاهُ وَقَدْ عَابَسْتُمَا، الذَّهَبُ فَذَكَرَهَا عَلَى لِحْيَتِهِ
حَتَّى عَادَ أَصْهَبَ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى سُرِيرٍ مِنْ قَوَارِيرَ، فَلَمَّا عَرَفَنِي رَفَعَنِي مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ
وَجَعَلَنِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْمُسْلِمِينَ فَقُلْتُ: قَدْ أَضْعَفُوا أَضْعَافًا عَلَى مَا نَعَرْتُ وَسَأَلَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ بِخَيْرٍ حَالٍ، فَأَغْنَمَ بَسَلًا مِثْلَ عَمْرِو فَاخْتَدَرْتُ عَنْ السَّرِيرِ فَقَالَ: لِمَ تَأْتِي الْكَلَامَةَ
فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا قَالَ: نَعَمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ نَقِ قَلْبَكَ
مِنَ الدَّنَسِ، وَلَا تَبَالِ عِلَاقَةً قَدْ قُتِلَتْ فُطِعَتْ فِيهِ عِنْدَ صَلَواتِهِ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ: وَبِحَبْلِكَ يَا جَبَلَةٌ! أَلَا تُسَلِّمُ؟ وَقَدْ عَرَفْتَ الْإِسْلَامَ، وَفَضْلَهُ، قَالَ: أَبْجَدَ مَا كَانَ مِنِّي؟
قُلْتُ: نَعَمْ، قَدْ فَعَلَ رَجُلٌ مِنْ فِزَارَةٍ أَكْثَرُ مِمَّا فَعَلْتُ أَرْتَدُّ وَضُرِبَ أَوْجُهُ الْمُسْلِمِينَ
بِالسَّيْفِ، ثُمَّ أَسْلَمَ وَقَبِلَ مِنْهُ وَخَلَفْتُهُ بِالْمَدِينَةِ مُسْلِمًا، قَالَ: زِدْنِي مِنْ هَذَا، إِنْ كُنْتُ
تَضْمَنُ لِي أَنْ يَزَوِّجَنِي عُمَرُ ابْنَتُهُ وَيُوَلِّيَنِي الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ، رَجَعْتُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَضَمِنْتُ
لَهُ التَّزْوِيجَ وَلَمْ أَضْمِنْ الْخِلَافَةَ فَأَوْمَأَ إِلَى وَصِيْفٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَ مُسْتَرْحًا فَأَذَا
مَوَارِدَ الذَّهَبِ قَدْ نَصَبَتْ بِصِائِفٍ الْفُضَّةَ فَقَالَ لِي: كُلْ فَنَقِضْتُ يَدِي وَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْأَكْلِ فِي أُنْيَةِ الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ، فَقَالَ: نَعَمْ، صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ نَقِ قَلْبَكَ وَكُلْ فِيمَا أَحْبَبْتَ فَأَكَلْتُ فِي الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ وَكُلْتُ فِي الْخَلْجِ

شمی بطست من الذهب فغسل فيها وغسلت في الصنفر ثم أومأ الى خادم عن يمينه فذهب
مُسْرِعاً فبغت حشاً فاذا خذتم معهم كراسي مَرَصَعَةً بالجواهر فوضعت عشرة عن يمينه
وعشرة عَنْ يَسَارِهِ، وَاِذَا عَشِرُ جَوَارِ فِي الشُّعُورِ عَلَيْهِنَ ثِيَابُ الْوُشَى مَكْسَرَاتٌ فِي الْحَلِيِّ فَقَعَدَنَ
عَنْ يَمِينِهِ وَقَعَدَ مِثْلَهُنَّ عَنْ يَسَارِهِ وَاِذَا ابْجَارِيَّةٌ قَدْ خَرَجَتْ كَالشَّمْسِ حَسَنًا وَعَلَى رَأْسِهَا
تَاجٌ عَلَيْهِ كَاطِرٌ وَفِي يَدِهَا الْيُمْنَى جَامَةٌ وَفِيهَا مَسْلُكٌ وَعَنْ يَمِينِهَا وَفِي يَدِهَا الْيُسْرَى جَامَةٌ
فِيهَا مَاءُ الْوَرْدِ فَصَفَتْ بِالطَّائِرِ، فَوَقَعَ فِي جَامَةِ مَاءِ الْوَرْدِ فَاضْطَرَبَ فِيهِ شَعْرٌ وَقَعَ فِي جَامَةِ
الْمَسْلُكِ فَتَمَرَّضَ فِيهِ ثُمَّ طَارَ فَوَقَعَ عَلَى صَلِيبٍ فِي تَاجِ جَبَلَةٍ فَتَرَفَّتْ حَتَّى نَفَضَتْ مَا فِي رِيشِهِ عَلَيْهِ
وَضَحِكَتْ جَبَلَةٌ مِنْ شِدَّةِ السُّرُورِ ثُمَّ قَالَ لِلْجَوَارِ الْاِلَاقِي عَنْ يَمِينِهِ، بِاللَّهِ اضْحَكُنَا فَاِنْ دَفَعْنَا
يَفْتِنَانِ تَخَفُفْ عِيدًا اَنْهَقْنَا يَقُلْنَ ۝

لغوی تحقیق

غسان۔ ایک چشمہ کا نام ہے جس پر قبیلہ ازد کی ایک جماعت وارد ہوئی تھی جن میں بنو جفہ
بھی ہیں۔ شبر: بالشت۔ ج اشبار۔ عکث: قال فی الحاشیہ کہ زانی النقول عنہ ولم تطلع علی قبیلۃ
تسمی بہا، ولعل الشخ وقع من الناسخین والصیح عندی عکث (باللام) وعکث بالضم ابو قبیلہ فہم غیادۃ اسمہ عوف
بن عبد مناة حصینۃ امۃ تدعی عکث فلقب بہ۔ جفۃ: قبیلہ۔ ثیاب الوشی: پھولدار کپڑے۔ جلجل: گھوڑے کو بھول بہنا
جلال۔ ج جلجل: بھول۔ قرط: بالی، کان، کاز یور۔ ج اقراط، قراط۔ ماریۃ بنت ظالم بن دہب کنذی جس کے کان کی
بالیوں میں کبوتر کے انڈے کے برابر دو بڑے عجیب وغریب موتی یا چالیں ہزار اشرفیوں کا جو ہر تھا جو بطور دراشت
بادشاہوں میں منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا۔ وطنی (دس)، وطنی الشی برجلہ: پیر سے روندنا۔ لطن: لطم، لطمہ مارنا۔
ہشم (دس)، ہشما، توڑنا۔ فاستعدی: فریاد کرنا۔ اقیہہ۔ اقاوالامیر القاتل بالقتیل، خون کا بدلہ لینا، قصاص لینا۔
رجل سوتہ: بازاری آدمی، کتہ، ذلیل، انتہر: نصرانی ہو جاؤں۔ جمع: رات کا ستھوڑا حصہ۔ الرباع: جمع ربح: گھر
منزل۔ لجاب: ج حاجب، نگراں۔ بہتہ: حسن و خوبی۔ اصہب: سفیدی سرخی مائل۔ صہب (دس) صہبنا صہبتہ۔
الشعر: بالوں کا سرخ یا سفید ہونا۔ صفت اصہب: سبیل۔ جمع سبلۃ: مونچھ کے بال۔ سحالة: چاندی سونے کا گرو۔
گیہوں جو کی بھونسی۔ ذربا دن، ذرا، منتشر کرنا۔ قواریر: ج قارورۃ: شراب کا برتن، شیشہ۔ انخدرت: اٹھ اڑا:
نیچے اتارنا۔ نق: تنقیہ سے نیچے امر حاضر ہے: پاک و صاف کرنا۔ الدنس: گندگی، میل کچیل۔ ج ادناس (دس)
دنسا، دناسۃ: میلا ہونا۔ علام: علی حسرت جار ہے اور ما استغفاریہ ہے، الف گر گیا۔ وھیت: خادم۔ ج وھفار۔
موائد: ج مائدۃ: دسترخوان۔ صحائف: صحیفہ: پیالہ۔ خلنج: خلنگ کا معرب ہے: ایک درخت ہے جس کی لکڑی
بہت کڑی ہوتی ہے۔ اس سے تیز، نیزہ وغیرہ بنایا جاتا ہے۔ ج خلانج: طست: ہاتھ صاف کرنے کا تانبے کا برتن۔
ج طسوت۔ صفر: پیتل، سونا۔ خدم: جمع خادم۔ کراسی: جمع کرسی۔ مرصعہ: جڑا ہوا۔ جوار: ج جاریۃ: کینز

لوٹتی - شعور - ج شعری مستورات فی الشعور لکھ رہا تھا۔ مکسرات - اسم فاعل ہے۔ کسرت المرأة ونحوہا النور علی کذا فتکسر: آئینہ نے فلاں شیء پر روشنی ڈالی پس اس پر روشنی پڑ گئی۔ جامہ: چاندی کا برتن۔ ج جوام - فقیہت - فعل بمعنی مفعول: برادہ، ریزہ کیا ہوا، چور کیا ہوا۔ صفرت (من، صفراً صفوئاً بالفرس عند روده: گھوڑے کو پانی پلانے کیلئے بلانا۔ ترمخ: لوٹ پوٹ ہونا۔ رفرت الطائر: بھناجیہ: پردوں کا پھڑ پھڑانا۔ نقض: گرنا۔ جھڑنا۔ تحقن، خفقان سے ہے: مضطرب ہونا۔ عید آہن - عیدان - جمع عود: سارنگی۔

توضیح

جیلہ بن ایہم غسان کا آخری بادشاہ ہے جس کا قد بارہ بالشت اور بچا تھا، جب وہ سوار ہوتا تھا تو زمین کو اپنے پیروں سے چھو لیتا تھا اور جب اس نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمان ہو تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت لکھ کر چاہی۔ حضرت عمرؓ اس سے بہت خوش ہوئے اور لکھا کہ آ جاؤ تو تمہارے لئے وہی چیز مفید ہے جو ہمارے لئے اور مضرب وہی چیز ہے جو ہمارے لئے مضرب ہے تو وہ قبیلہ عک اور خفہ کے سوشہ سواروں کے ساتھ نکلا۔ جب وہ مدینہ سے قریب ہوا تو ان کو سونا اور ریشم سے بنے ہوئے کپڑے پہنایا اور گھوڑوں کو دیبا ج کی جھولیں پہنائی اور ان کو سونا اور چاندی کے ہار پہنائے اور اس نے خود اپنا ہار پہنا اس میں ماریہ کی بالیاں تھیں، مدینہ میں کوئی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس کی طرف نکلا۔ مسلمان اس کے آنے اور اس کے اسلام لانے پر خوش ہوئے پھر حضرت عمرؓ کے ساتھ موسم حج میں حاضر ہوا تو اس دوران کے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک اس کے ازار پر ایک فزاری شخص کا پیر پڑ گیا تو اس نے اسے کھول دیا جب غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھا تو اس طرح اس نے طہا پختہ مارا کہ اسکی ناک کو توڑ دیا۔ اس نے (فزاری نے) حضرت عمرؓ سے اس پر انصاف چاہا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: کس چیز نے تجھے آمادہ کیا کہ تو نے اپنے بھائی کو طہا پختہ مارا۔ تو اس نے کہا کہ اس نے تنہا کو روندنا، اگر اس گھر کا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں وہ کھوپڑی اتار لیتا جس میں اس کی آنکھیں ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تم نے اقرار کر لیا، تو یا تو تم اسے خوش کرو یا میں اسے بدلہ دلاؤں تجھ سے۔ تو اس نے کہا کیا تم اس کو بدلہ دو گے مجھ سے اور وہ بازاری آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں اور اسے اسلام شامل ہے، تو تو اس پر نہیں بڑھ سکتا مگر خاتمہ بالخیر کے اعتبار سے۔ تو اس نے کہا میں نے یہ امید کی تھی کہ میں زیادہ عزیز ہو جاؤں اسلام میں زمانہ جاہلیت کے مقابلہ میں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ (عزت) یہی ہے جیلہ نے کہا تب میں نصرانی ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تو نصرانی ہو جائیگا تو میں تیری گردن اڑا دوں گا اور فزارہ اور جیلہ کے دونوں وفد جمع ہوئے اور فتنہ ہونے کے قریب تھا، جیلہ نے کہا مجھے کل تک مہلت دیجئے اے امیر المؤمنین! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تیرے سپرد ہے۔ تو جیلہ رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب نکلا اور نصرانی ہو گیا اور شاہ ہرقل نے اس کے آنی کی قدر کی اور بہت خوش ہوا اور اس کے لئے جائداد امکنات جاگیر کے طور پر دیدیئے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنا قاصد ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تو اس نے مصالحت کے متعلق جواب دیا۔ پھر قاصد سے کہا کیا تو ہمارے چچا کے لڑکے کہ جو

ہمارے پاس آیا ہمارے دین میں رغبت کر کے اسے دیکھا ہے، مراد لے رہا تھا وہ (ابن عمر سے) جبکہ، تو اس نے جواب دیا کہ نہیں، ہر قتل نے کہا اس سے ملو، پھر میرے پاس آؤ اور جواب لے جانا، وہ گیا تو اس نے جبلہ کے دروازہ پر بھیڑ دربان اور رونق قبصر کے دروازہ کی طرح پائی، اس نے کہا میں اجازت کیلئے حیل کیا پھسر اس پر داخل ہوا، تو میں نے ایک شخص کو سرخ و سفید ڈاڑھی والا لمبی لمبی مونچھوں والا دیکھا اور وہ میرے زمانہ میں سیاہ ڈاڑھی والا تھا، اور میں نے اسے اجنبی جانا تو اس نے سونے کا برادہ مانگ کر اسے چھڑکا۔ یہاں تک کہ وہ سرخ و سفید ہو گیا اور وہ شیشہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے مجھے پہچانا اور مجھے بھی اپنے ساتھ تخت پر بیٹھا یا اور مجھ سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھنے لگا تو میں نے کہا وہ چند در چند ہوتے جا رہے ہیں جیسا کہ تجھے معلوم ہے۔ اور جبلہ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: اچھے حال ہیں۔ تو وہ حضرت عمرؓ کی سلامتی سے منعم ہوا۔ میں تخت سے اتر آیا تو اس نے کہا کہ تو اعزاز سے کیوں انکار کرتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا، اس نے کہا کہ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اپنے دل کو گندگی سے پاک کر لو، اور نہ پرواہ کرو کہ تم کس چیز پر بیٹھے ہو تو میں نے امید کی اس کے بارے میں اس کے درود بھیجے وقت رسول اللہؐ پر تو میں نے کہا تم پر اسے جبلہ افسوس ہے تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے جبکہ تم مسلمان اور اس کی فضیلت سے واقف ہو، تو اس نے کہا کیا ان چیزوں کے بعد بھی جو مجھ سے سرزد ہوئیں۔ میں نے کہا: ہاں ایک فزاری آدمی تم سے زیادہ برائیاں کرنے کے بعد مسلمان ہوا، وہ مرتد ہو گیا تھا اور تو اسے مسلمان کو قتل کیا تھا، پھر مسلمان ہوا اور اس کا اسلام قبول ہوا اور میں اسے مدینہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے کہا اس سے میرے لئے اضافہ کرو، اگر تو میرے لئے ضامن ہو کہ حضرت عمرؓ شادی کرادیں گے مجھ سے اپنی لڑکی کی اور مجھے خلافت کا مالک بنائیں گے اپنے بعد، تو میں اسلام کی طرف لوٹ جاؤں گا۔ تو میں اس کے لئے شادی کا ضامن ہو گیا، لیکن خلافت کا ضامن نہیں ہوا تو اس نے اپنے خادم کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے تھا، وہ فوراً گیا اور سونے کے دسترخوان سجائے گئے تھے چاندی کے پیالوں سے، تو اس نے مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ حضورؐ نے منع کیا ہے سونے کے برتنوں میں اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے۔ تو اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔ لیکن اپنے دل کو صاف کر لو اور کھاؤ جس میں چاہو، تو جبلہ نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھایا اور میں نے خدنگ میں کھایا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا اس میں اس نے ہاتھ کو دھویا اور میں نے پیتل کے برتن میں۔ پھر اس نے اشارہ کیا ایک خادم کو جو دائیں جانب تھا تو وہ جلدی سے گیا، میں نے ایک آواز سنی تو اچانک چند خادم آئے جن کے ساتھ موتیوں سے جڑی ہوئی کرسیاں تھیں، اس کے دائیں جانب دس اور اس کے بائیں جانب دس رکھی گئیں اور دست باندیاں آئیں جو خوب بالوں کے اندر تھیں ان پر منقش کپڑے تھے زیورات میں ڈھکی ہوئی تھیں۔ وہ

سب اس کے دائیں جانب بیٹھیں اور انھیں کی طرح اس کے بائیں جانب باندیاں بیٹھیں۔ اچانک لونڈی سورج کی طرح خوبصورت نکل کر آئی جس کے سر پر ایک تاج تھا جس پر ایک پرندہ تھا دائیں ہاتھ میں ایک جام تھا اس میں مشک اور پیسا ہوا غیر تھا اور اس کے بائیں ہاتھ میں ایک جام تھا جس میں گلاب کا پانی تھا، اس نے پرندہ کو چھوڑ دیا۔ پرندہ گلاب کے پانی کے جام میں گر کر پھڑپھڑایا پھر مشک کے جام میں گر کر الٹ پلٹ ہوا پھر اڑ گیا اس کے بعد وہ جلد کے تاج کے صلیب پر بیٹھ گیا اور پھڑپھڑا جس سے وہ چیز جو اس کے پردہ پر لگی ہوئی تھی وہ تاج پر پھڑگئی اور خوشی کے مارے جلد ہنسنے لگا پھر دائیں جانب والی باندیوں سے کہا خدا کی قسم تم ہمیں ہنسنا دیکھو وہ سب گلے لگیں، سارنگی بجا بجا کر گارہی تھیں۔

يَوْمًا يَجْلِقُ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ بِرْدِي يُصَنِّقُ بِالرَّحِيقِ السَّلْبِلِ قَدْرَابِنِ مَادِيَةِ الْكَرِيمِ الْمَفْضِلِ لَا يَسْتَلُونَ عَنِ السَّوَادِ الْمُقْبِلِ نَسَمُ الْاَفْوَاتِ مِنَ الطَّرَازِ الْاَوَّلِ	لِلّٰهِ دَسْرٌ عَصَابَةٌ نَادِمَتُهُمْ يَسْقُونَ مِنْ وَرْدِ الْبَرِيصِ عَلَيْهِمُ اَوْلَادُ جَفْنَةٍ حَوْلَ قَبْرِ اَبِيهِمْ يُغْشَوْنَ حَتَّى مَا تَهْتَرُ كَلَابُهُمْ بِضَى الْوُجُوهِ نَوِيَّةً اَحْسَابُهُمْ
---	---

نصیبک شمع قال، اُس دُرّی مِنْ قَائِلُ هَذَا؟ قُلْتُ لَا، قَالَ: حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ شَاعِرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِلاَّتِي عَنْ يَسَارِهِ بِاللَّهِ أَكْبَيْنَا فَأَنْدَقْنَا
بَعِيدَانِهِنَّ يَغْتَبِرْنَ ۝

بَيْنَ اَعْلَى السَّيْمُوقِ وَالْقَمَّانِ مَحَلًّا لِحَادِثَاتِ الزَّمَانِ عِنْدَ ذِي التَّاجِ مَجْلِسِي وَمَكَانِي يَوْمَ حَلَوْا بِحَادِثِ الْجَوْلَانِ ظَلَمْنَ سِرَاعًا اَكَلَتِ الْمَرْجَانِ	لِمَنِ الدَّارُ اقْفَرَتْ بَعْمَانِ ذَلِكَ مَغْنَى لَأَلِ جَفْنَةٍ وَالِدِهِ قَدَارَانِي هُنَاكَ دَهْرًا مَكِينًا تَكَلَّتْ اُمَّهُمْ وَقَدْ تَكَلَّتْهُمْ وَدَنَا الْفَصْحَ فَالْوَلَاثُ دِينِ
---	---

فَبِكُنَى حَتَّى سَالَتِ الدَّمُوعُ عَلَى لَحْيَتِهِ ثُمَّ قَالَ لِي: وَهَذَا الْحَسَّانُ اَيْضًا ثُمَّ اَنْشَأَ يَقُولُ ۝

وَمَا كَانَ فِيهَا اَوْصَالَتْ لَهَا ظُرُ	تَنْهَرَتْ الْاَشْرَافُ مِنْ اَجْلِ لَطْفِهِ
---	--

تَكَلَّفَنِي فِيهَا لَجَاجٌ وَنَخْوَةٌ
فِيَا لَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي وَلَيْسَتِي
وَيَا لَيْتَنِي ارْتَعَى الْمَخَاضُ بِقَفَرَةٍ
وَيَا لَيْتَ لِي بِالشَّامِ أَدْنَى مَعِيشَةٍ

وَبِعْتُ بِهَا الْعَيْنَ الصَّحِيحَةَ بِالْعُورِ
رَجَعْتُ إِلَى الْأَمْرِ الَّذِي قَالَ لِي عُمَرُ
وَكُنْتُ أَسِيرًا فِي رِبْعَةٍ أَوْ مَضَارٍ
أُجَالِسُ قَوْمِي ذَاهِبَ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ

ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ حَسَّانَ: أَخْبَرَنِي هُوَ قُلْتُ نَعَمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَلٍ وَكُسُوفَةٍ وَنُوقٍ مَوْقُورَةٍ بُرًّا، وَقَالَ اقْرَبْهُ سَلَامِي، وَادْفَعْ لَهُ هَذَا إِنْ وَجَدْتَهُ مَيِّتًا، فَأَدْفَعُهُ إِلَى أَهْلِهِ وَانْخِرَ الْجَمَالَ عَلَى قَبْرِهِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ، أَخْبَرَنِي الْخَبْرَ، قَالَ: فَهَلْ أَضْمَنْتَ لَهُ الْأَمْرَ، فَأَذَا أَسْلَمَ قَضَى اللَّهُ عَلَيْنَا بِحُكْمِهِ، ثُمَّ بَعَثَ الْحَسَّانَ فَأَقْبَلَ، وَقَدْ كُفَّتْ بَصَرُهُ فَلَمَّا دَخَلَ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي وَجَدْتُ رِيحَ آلِ جَنْفَةَ قَالَ: نَعَمْ، هَذَا رَجُلٌ أَقْبَلَ مِنْ عِنْدِي، قَالَ: هَاتِ، يَا ابْنَ أَخِي، مَا بَعَثَ بِهِ إِلَيَّ مَعَكَ، قُلْتُ: وَمَا عَلِمْتُكَ قَالَ: إِنَّهُ كَرِيمٌ مِنْ عَصَبَةِ رَجُلٍ كَرَامٍ مَدْحُفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَحَلْتُ أَنْ لَا يَلْقَى أَحَدًا يَعْرِفُنِي، إِلَّا أَهْدَى إِلَيَّ مَعَهُ شَيْئًا فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكَ، وَاخْبَرْتُهُ بِأَمْرِهِ فِي الْأَبْلِ فَقَالَ وَدِدْتُ إِنِّي كُنْتُ مَيِّتًا، فَفُتِحَتْ عَلَيَّ قَبْرِي.

لغوی تحقیق

بند درہ: اس کی اچھائی اللہ ہی کیلئے ہے۔ لاد در درہ: اللہ کرے کہ وہ خوشحال نہ ہو۔ عصاۃ: آدمیوں، جانوروں اور پرندوں کی جماعت جو دس سے چالیس عدد پر مشتمل ہو۔ نادمہم، علی الشراب: خاص دوستی کرنا، ہم نشینی کرنا۔ جلق: دشن یا اطراف دشن کے سبزہ زار۔ البرقص: ملک شام میں ایک مقام ہے، دشن کی ایک نہر ہے۔ یصفق: صفق الرجل الشراب: صفائی و ستھرائی کے لئے ایک برتن سے دوسرے برتن میں کرنا۔ یغشون: مضارع مجہول ہے۔ غشان، غشی دس، غشوا غشیانا فلانا: کسی کے قریب آنا۔ ماتہر دمن، ہریڑا۔ الکلب: کتے کا بھونکنا (رباح سے کم، الطراز: کپڑے کا نقش و نگار۔ حسان بن ثابت بن المنذر۔ عبدالرحمن النصاری قبیلہ خزرج کے باشندے تھے، دور جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا شمار مشہور شعراء عرب میں ہوتا ہے اور آپ دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے، کافروں اور مشرکوں کی جانب سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی شان میں بذریعہ اشعار برا بھلا، نکتہ چینی اور عیب جوئی کیا کرتے تھے، ان کا جواب آپ دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عوام کے سامنے اشعار میں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بہت ہی معقول جواب دیا اور حضور کو اتنا پسند آیا کہ آپ نے دعا فرمائی ”اللہم ایدہ القدس“ یعنی اے اللہ آپ حسان کی تائید بذریعہ جبرئیل علیہ السلام فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے واسطے مسجد میں منبر رکھوا دیتے

تھے جس پر آپ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدحیہ قصائد پڑھتے تھے۔ آپ کو جہاد میں جانے کا بے انتہاء شوق تھا لیکن ایک بیماری کی وجہ سے آپ میں شجاعت نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کسی بھی جنگ میں شریک نہ ہو سکے، آخر عمر میں آپ نابینا ہو گئے تھے، آپ کی وفات ۵۴ھ اور ۵۵ھ کے درمیان ہوئی۔ آپ کی اور آپ کے آباء و اجداد بھی کی عمریں تقریباً ایک سو بیس سال کی تھیں۔ شیخ عبدالقادر قرشی نے کتاب الجوامع میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام میں فقط دو آدمی ایسے ہیں جنہوں نے ساٹھ سال جاہلیت کے پائے، اور ساٹھ سال اسلام کے۔ اور دونوں کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں ہوئی ایک حکیم بن حزام اور ایک حسان بن ثابت۔ لیکن کلمۃ من استفہامیہ ہے۔ اقصرت الدار، گھاس پانی اور آدمی سے خالی ہونا۔ عمان: کفرابین کا ایک شہر ہے۔ الیرموق: قال فی الحاشیۃ، ما وجدناہ فی کتب اللغۃ الموجودۃ عندنا و لفظی انہا الیرموک الصمان۔ عالج میں ایک مقام ہے۔ شکلت (دس) ٹکڑا کرنا۔ شکل، موت، ہلاکی، الفصح، عید۔ الولائد۔ جمع ولیدہ، خدمتگار عورت، لونڈی، کنیز۔ لجاج، جھگڑا۔ لج (دس، ص) لجج، لججا، دشمنی میں مداومت کرنا، سخت جھگڑا کرنا۔ نخوة، گھمنڈ۔ فقر، چٹیل بیابان۔ ج فقار۔ ربیۃ، مقہر۔ یہ دونوں قبیلہ کے نام ہیں۔ لوق۔ جمع ناقۃ، اونٹنی، موقورۃ، بوجھ سے لدی ہوئی۔ عصۃ، گروہ، جماعت۔

اللہ ہی کیلئے ہے اس جماعت کی خوبی کہ ان کے ساتھ میں نے ہم نشینی اختیار کی۔ ایک دن جلق نامی جگہ پر پہلے زمانہ میں پلاتے تھے۔ وہ اس کو جو بھی ان پر مقام بریں میں آتا تھا بڑی کاپانی جسے خوش گوشہ اس کے ساتھ وہ پانی ملا ہوا ہوتا تھا۔

توضیح

وہ جفنہ کی اولاد میں سے ہیں ان کے باپ کی قبر کے قریب ابن ماریہ جو کریم اور بڑا صاحب فضل ہے اکی قبر ہے۔ ان کے پاس مہان آتے رہتے ہیں یہاں تک کہ نہیں بھونکتے ان کے گتے اور نہیں پوچھتے وہ انہیوالے کی کثرت کے متعلق، وہ سفید چہرہ والے اور حسب و نسب کے صاف ستھرے، بلند ناک والے پہیلے کے طرز پر ہیں۔ توجیلہ منسا پھر کہا گیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کا تامل کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کہ حضرت حسان ابن ثابت شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر جیلہ نے ان باندیوں سے کہا جو ان کے بائیں جانب تھیں کہ میں نہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تم ہیں رلاؤ۔ تو انہوں نے اپنے سارے بچوں پر گانا شروع کیا۔ شعور، کس کا مکان ہے جو خالی ہے عمان شہر میں، یرموق اور صمان کے درمیان واقع ہے۔ یہ آل جفنہ کا مکان ہے جو زمانہ کے حوادث کا محل بنا ہوا ہے زمانہ میں۔ میں نے اس جگہ بہت دنوں تک اپنے کو مقیم دیکھا، میرے بیٹھنے کی جگہ صاحب تاج بادشاہ کے پاس تھی۔ روئیں انکی مائیں اور رو چکی ہیں ان پر جس دن وہ حوادث زمانہ میں مبتلا ہوئے تھے۔ عید قریب آگئی تو نو عمر لڑکیوں نے مونگے والی غذاؤں کو ترتیب دینے میں جلدی کیا ہے، پھر جیلہ رو یا یہاں تک کہ آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہنے لگے پھر اس نے مجھ سے کہا: یہ بھی حسان ہی کے اشعار ہیں، وہ یہ اشعار پڑھنے لگا۔

شعر: شریف لوگ نصرانی ہو گئے ایک طمانچہ کی بناء پر، اور اس میں کوئی نقصان نہیں تھا اگر میں اس طمانچہ پر صبر کرتا۔ غرور اور نخوت نے مجھے مجبور کر دیا اس طمانچہ پر۔ اور میں نے اسی کی وجہ سے ایک صبح سالم آنکھ کو کافانی آنکھ کے بدلے بیچ دیا۔ تو کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں لوٹ جاتا اس امر کی جانب جس کے متعلق حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا تھا۔ کاش میں اونٹوں کو چراتا چلیل میدان میں اور میں قبیلہ ربیعہ اور مضر میں قیدی ہوتا اور کاش میرے لئے شام میں ادنیٰ خرچ کا سامان ہوتا اور میں اپنی قوم کے ساتھ بیٹھتا اندھا بہرا ہو کر۔

پھر مجھ سے حضرت حسان کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں۔ تو میں نے کہا ہاں، پھر اس نے مال اور جوڑے اور گہیوں سے بھری ہوئی اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ جب لے گیا، ان کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ انھیں دیدینا اور اگر وہ مردہ تمہیں ملیں تو یہ ان کے اہل و عیال کو دیدینا اور اونٹوں کو انکی قبر پر ذبح کرنا۔ جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان کو واقعہ سے باخبر کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم اس کیلئے امر کے ضامن نہیں ہوئے جب وہ مسلمان ہو جائیگا تو اللہ تبارک تعالیٰ ہم پر اس کے حکم کیلئے کوئی نہ کوئی فیصلہ کرتا۔ پھر حضرت حسان کے پاس اطلاع بھیجی، انکی بینائی ختم ہو چکی تھی اسی حالت میں وہ تشریف لائے۔ جب وہ داخل ہوئے تو انھوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آل جفنے کی جو محسوس کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے کہ جو ان کے پاس سے آیا ہے۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا: او بھتیجے لاؤ دیدو جو اس نے میرے لئے تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ تو میں نے کہا اور آپ کو علم کیسے ہوا۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ وہ ایک سخی شخص ہے، سخی آدمیوں کی جماعت میں سے ہے جن کی میں نے زمانہ جاہلیت میں تعریف کی ہے۔ تو اس نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ وہ میرے جس جان پہچان والے سے ملے گا ضرور کچھ نہ کچھ میرے لئے اس کی معرفت ہدیہ بھیجے گا۔ تو میں نے وہ سامان انھیں دیدیا اور ان کو وہ بات بھی بتادی جو اونٹوں کے بارے میں پیش آئی تھی۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ میں یہ بات زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں مردہ ہوتا پھر تو میری قبر پر ان اونٹوں کو ذبح کرتا۔

السيرة النبوية الموحدة

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

نَسَبُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَمَّا مَنْ اَبِيْہٗ فَہُوَ ابْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَبْدِ المَطْلَبِ
بْنِ ہَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ قُصَیِّ بْنِ کَلَابِ

بْنِ مُدَّةٍ بْنِ کَعْبٍ بْنِ لُویِ بْنِ غَالِبٍ بْنِ فہرٍ بْنِ مَالِکٍ بْنِ النُّضَرِ بْنِ کِنَانَةَ بْنِ خَزِیمَةَ بْنِ
مَدْرَکَةَ بْنِ الیَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارٍ بْنِ مَعَدٍّ بْنِ عَدْنَانَ، وَاَمَّا مَنْ اُمُّہٗ فَہُوَ ابْنُ اُمِّتِہٖ
بِنْتُ وَہبٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ زُہْرَةَ بْنِ کَلَابِ، ففی کَلَابِ یَجْتَمِعُ نَسَبُ مِنَ الطَّرَفِیْنِ۔

توضیح

آپ کے والد کی طرف سے یہ ہے، محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اور بہر حال آپ کی والدہ کی طرف سے یہ ہے: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ پس آپ کا نسب طرین سے کلاب بن مرہ پر جا

ماتا ہے
وفاة أبيه صلى الله عليه وسلم
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال
 فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَلَمْ يُورَثْ مَالًا وَلَا عَرْضًا
 الاِخْمَسَ جَمَالًا وَ أُمًّا يَمِينًا وَقَطْعَةً عَنْهُمْ -

توضیح

آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کی شادی آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ سے ہوئی، پھر آپ کا حمل مبارک بطن آمنہ میں ٹھہرا۔ حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوا آپ کو چھوڑ کر دریا خالی کہ آپ بطن مادر میں تھے، اور وراثت میں نہ مال چھوڑا اور نہ کوئی سامان سوائے پانچ اونٹ اور ام ایمن اور

کچھ بکریوں کے

ولادته صلى الله عليه وسلم
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت
 وَ لَدَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ
 الْاِثْنَيْنِ لاثْنَتَيْ عَشْرَةَ خَلَّتْ مِنَ الرِّجَالِ الْاَوَّلِ
 عَلَى الْاَصْحَمِ مِنَ الْاَقْوَالِ وَكَانَتْ مَضَتْ عَلَى سَيْدَتِهَا
 الْمَسِيْمِ خَمْسِينَ مِائَةً وَاحِدِي وَسَبْعُونَ سَنَةً وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ اَدَمَ اَرْبَعَةُ اَلْفٍ وَسِتُّ مِائَةٍ
 رَوَى اَبْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ اَبِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ عِنْدَ وَلادَتِهِ نَظَرًا بِبَصِيرَةٍ اِلَى السَّمَاءِ وَ مَا وَجَدَتْ اُمُّهُ
 ثَقُلَ حَمْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَجِدُ الْحَوَامِلُ -

توضیح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مکہ میں ہاتھی والے سال پیر کے روز، بارہ ربیع الاول کو صبح قول کے مطابق ہوئی۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پانچ سو اسی سال گزر چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان چار ہزار چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ مری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیدائش کے وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل کی تکلیف محسوس نہیں کی جیسا کہ عام طور پر عورتیں محسوس کرتی ہیں۔

ضَاعَتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شیر خوارگی

كَانَتْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ لَا يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ
فَارْضَعَتْهُ أُمِّتٌ أَيْ مَاءُ قَلَائِلَ ثُمَّ ارْضَعَتْهُ ثَوْبَةً
جَارِيَةً ابْنِي لَهَبٍ ثُمَّ وَقَعَ هَذَا الشَّرَفُ الْاَوْفَرُ
وَالْحِطُّ الْاَكْبَرُ الْحَلِيمَةُ بِنْتُ ابْنِي كَعْبَةَ السَّعْدِيَّةُ وَبَلَغَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَطَامَ عِنْدَهَا
وَكَانَتْ أَرْضُهَا ذَاتَ جَدِيبٍ وَخُطِّ السَّمَاءِ غَيْرَ مَاطِرَةٍ وَالْاَنْعَامُ هَرَبِيٌّ مِثْلَ اَرْبَابِهَا فَعَادَتْ
الْاَرْضُ كَمَا أَتَاهَا رَوْضَةُ خَضِرَاءَ وَالصَّخْرُاءُ الْفَقْرُ كَمَا نَهَا دَامَا عِطَالَتِ الزَّمْرُودُ وَامْتَلَأَتِ الْفُرُوعُ

لغوی تحقیق

قلائل - ج قلیلہ کم ایام - قلائل - چند دن - اوفر - کامل مکمل - الفطام : دودھ چھڑانے کی مدت - فطم (رض) - فطما - الولاء : بچہ سے دودھ چھڑانا - افطم الرضیع : دودھ پیتا بچہ دودھ چھڑانے کی مدت پر پہنچ گیا - جدب : خشک سالی - جدب (ن، ض) - جدباً وجدوباً (ک) - جدوئہ و جدب - المکان : بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہونا - صفت جدب - ہر تہی - یہ ہر سب بمعنی بارب کی جمع ہے - ہرب (ن) ہرباً : بھاگنا - کہا جاتا ہے مال بارب ولا تارب : نہ اس سے کوئی بھاگنے والا ہے نہ قریب جانے والا یعنی وہ ناکارہ ہے - اماہ : سمندر - ضرورع - ج ضرع - حقن -

توضیح

قریش کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ اسی بنا پر حضرت آمنہ نے آپ کو کچھ ہی روز دودھ پلایا، پھر آپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابو لہب کی باندی تھیں، پھر یہ کامل ترین شرف اور بڑا حصہ آپ کی ولادت کے پہلے ہی سال میں (عمر آپ کی تقریباً ایک ماہ کی تھی) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کے یہاں دودھ چھڑانے کی مدت کو پہنچے اور ان کے یہاں کی زمین خشک اور قحط زدہ تھی، آسمان بارشیں نہیں برس رہا تھا اور چوپائے اپنے مالکوں کی طرح بھاگتے تھے، زمین سرسبز و شاداب باغ کی طرح ہو گئی اور ٹھیل مکیہ ان سمندر کی طرح اور کھیتیاں بڑھ گئیں اور حقن بھرا گئے۔

شَقَّ صَدْرَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر

وَفِي السَّنَةِ الرَّابِعَةِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَاَضْجَعًا
وَشَقَّ صَدْرَهُ وَاخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً سَوْدَاءَ
ثُمَّ غَسَلَهُ ثُمَّ رَدَّاهُ كَمَا كَانَ، فَرَأَاهُ

الصَّبِيَّانَ الَّذَيْنِ كَمَا نَوَامَعًا فَاَسْرَعَا إِلَى حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ وَاخْبَرُوها بِمَا جَرَى عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْرَعَتِ الْكَبِيرَةُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ خُطْوَةَ تَقْدُزُ فِيهَا إِلَى خُطْوَةِ فَوْجِدَةٍ صَحِيحًا فَرَدَّتْ (فِي السَّنَةِ الْخَامِسَةِ مِنْ مَوْلِدِهِ) إِلَى عَبْدِ الْمَطْلَبِ خَشْيَةً عَلَيْهِ مِنْ اَعْدَائِهِ

ثم قدمت بكذا التوبة وأسلمت مع زوجها ۛ

توضیح

اور چوتھے سال آپ کے پاس دو فرشتے آئے، انھوں کو آپ کو لٹایا آپ کا سینہ چاک کیا اور اس سیاہ (خون کا) لوتھڑا (یعنی دل) نکالا، اسے دھویا پھر اپنی جگہ لوٹا دیا، آپ کے ساتھ (کھینے، والے بچوں نے دیکھ لیا، وہ جلدی سے حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس جا کر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آور واقعہ بیان کیا۔ تو جلدی سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ گویا ایک قدم انھیں دھکیل رہا تھا دوسرے کی جانب (یعنی جد تیزی سے) انھوں نے آپ کو (آنے کے بعد) صبح و سالم پایا، پھر آپ کو پانچ سال کی عمر میں حضرت عبد المطلب کے پاس پہنچا دیا، آپ کے دشمنوں کا اندیشہ کرتے ہوئے۔ پھر نبوت کے بعد آکر اپنے شوھر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

وفاة امہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات

وَلَمَّا بَلَغَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّادَةَ
مِنْ حُمْرٍ زَارَتْ أُمُّهُ أُمِّتُ أَخَوَانِهَا
مِنْ بَنِي النَّجَّارِ فِي الْمَدِينَةِ فَلَمَّا رَجَعَتْ وَهِيَ

مَعَهَا وَبَلَغَتْ الْإِبَاءَ (قَسْرِيَّةُ بَنِي مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ) وَتَوَفَّيْتُ (وَنَحَلْتُ ذَٰلِكَ إِلَى أُمِّ أَيْمَنٍ فَخَرَجَتْ
الْكِبَرُ وَقَدْ مَتَّ بِهِيَ إِلَى مَكَّةَ وَكَانَتْ مَوْلَاةً لَهَا قَدْ وَرِثَهَا مِنْ أَبِيهَا) وَضَمَّتْ عَبْدُ
الْمُطَّلِبِ وَاحْتَبَتْ حَتَّى شَدِيدًا وَتَنَاجَتْ عَلَى قُرَيْشٍ سَلَوْنَ مَجْدُبَةً فَهَتَفَتْ أُمُّ أَيْمَنٍ
قَوْمَهَا أَنْ يَسْتَشْفَعُوا بِفِذِّ النَّبِيِّ، فَقَامَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَاعْتَصَدَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَفَعَهُ عَلَى عَاتِقِهَا فَاسْتَقَى بِهِ فَلَمْ يَلْبِثُوا إِذْ مَطَرُوا وَاصْهَرُوا فِي خَصْبٍ وَرَفَاهِيَةِ عَيْشٍ -

لغوی تحقیق

سنون - ج سنتہ - برس - مجددہ - خشک سال - اعتضد - بغل میں لینا - عضدن،
عضدا، مدکرنا - خصب: فراخ سالی - خصب (ن، س) خصبنا المكان: سرسبز ہونا۔
زرخیز ہونا۔ صفت خصب و خصب: رفاہیت: خوشحالی و ارزانی۔

توضیح

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھ برس کی عمر کو پہنچے تو انکی والدہ بی بی آمنہ نے اپنے
بھائیوں سے ملاقات کی مدینہ میں جو بنی نجار سے تعلق رکھتے تھے، جب وہ لوٹیں اور حضورؐ
آپ کے ساتھ تھے اور وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ابواء نامی بستی تک پہنچیں تو انکی وفات
ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کی طرف منسوب ہونے لگے تو وہ حضور کو لیکر مدینہ آئیں، ام ایمن حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں جو اپنے والد کی وراثت میں حضور کو ملی تھیں۔ عبد المطلب نے آپ کو اپنے سینہ

سے لگا کر بے پناہ محبت کا مظاہرہ کیا اور قریش پر لگاتار قحط سالی کا دور دورہ تھا تو ایک قریشی عورت نے کہا کہ اس بنی کے واسطے سے شفاعت مانگو تو عبد المطلب کھڑے ہو کر حضور کو اپنے کاندھے پر لیا اور انھیں اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارش کی دعا مانگی تو ابھی لوگوں پر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان پر بارش شروع ہو گئی اور وہ کسادہ سالی اور خوش عیشی میں رہنے لگے۔

وفاة عبد المطلب

خواجہ عبد المطلب کی وفات

ثُمَّ كَفَّلَهُ أَبُو طَالِبٍ بَعْدَ مَا كَفَّلَهُ عَبْدُ الْمَطْلِبِ سِنَتَيْنِ وَتُوُفِّيَ حِينَ مَضَتْ مِنْ عُمُرِهِ مِائَةٌ وَارْبَعُونَ سَنَةً ۝

توضیح: خواجہ عبد المطلب کی دو سال کفالت کے بعد ابو طالب نے آپ کی کفالت کی اور ایک سو چالیس برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

توضیح

وَفِي الثَّلَاثَةِ عَشْرَةِ تَهَيَّأَ أَبُو طَالِبٍ لِلخُرُوجِ إِلَى الشَّامِ

فَاخَذَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَامَ نَاقَتِهِ وَقَالَ إِلَى مَنْ تَكُنِّي؟ لَا أَبِ لِي وَلَا أُمَّ، فَرَزَقَ لَهُ، فَخَرَجَ بِهِ وَتَقَرَّسَ فِيهِ

أَبُو طَالِبٍ مِنْ عَلَاقَةِ النُّبُوَّةِ مَا لَمْ يَدْرَ مِنْ قَبْلُ مِنْ اخْطَالِ الْغَمَامَةِ وَخَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَلَمْ يَمِضْ فِي هَذَا السَّفَرِ إِلَّا أَيَّامٌ قَلِيلٌ حَتَّى عَادَ سَرِيعًا إِلَى مَكَّةَ بَعْدَ مَا فَرَّغَ مِنْ تِجَارَتِهِ وَقَدْ رَجَعَ فِيهَا رَجُحًا كَثِيرًا ۝

رَحْلَةُ الْأَوَّلَى إِلَى الشَّامِ

آپ کا پہلا سفر ملک شام کی طرف

لنوی تحقیق: زام، گام، نکیل، مہار، باگ جس سے کوئی چیز باندھی جائے۔ زمہ (رن)، زما، باندھنا۔ مکنتی۔ وکل (رض)، وکلا، وکولا۔ الیہ۔ الامر، حوالہ کرنا۔ تفرس۔ فیہ، نظر جا کر دیکھنا۔ فیہ

الخیر، کسی کے اندر علامت سے خیر پہچاننا۔ فرس (رض)، فراستہ۔ بالین، ظاہر نظر سے باطن کو معلوم کرنا۔ علام جمع علامت، نشان۔ اظلال، جمع ظل، سایہ۔ اطل، سایہ ڈالنا، اپنی پناہ میں لینا۔ الغامۃ، بادل کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ الغمام، بادل۔

اور تیرہ سال کی عمر میں ابو طالب نے شام جانے کی تیاری کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اونٹنی کی تکمیل بکھر کر فرمایا کہ چچا جان کس کے بھروسہ پر مجھے آپ چھوڑ رہے ہیں۔ نہ میرے باپ ہیں نہ میری ماں ہیں۔ تو ابو طالب کو رحم آیا اور وہ ساتھ لے چلے۔ حضور کے اندر ابو طالب نے نبوت کی وہ علامتیں محسوس کیں جن کو ان سے پہلے محسوس نہیں کیا تھا، یعنی بادل کا سایہ ڈالنا اور نبوت

توضیح

کی مہر۔ اور اس سفر میں کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ اپنی تجارت سے نمٹ کر مکہ بہت جلد واپس آ گئے اور تجارت میں کافی نفع ہوا تھا۔

رحلۃ الثانية الى الشام

وفي السنة الخامسة والعشرين خرج صلى الله عليه وسلم الى الشام للتجارة لما بعثته سيدتنا خديجة الكبرى بنت خويلد بن اسد بن عبد العزى بن قصّة رضي الله تعالى عنها وكانت من اهل ثروّة من قریش وكان معه صلى الله عليه وسلم غلاما مكيّة فرائى منه خوارق وسمع من نسطوري الراهب شهقا ذكّا بالنبوة وعاد صلى الله عليه وسلم بارع تجارة ۞

توضیح اور پچیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کیلئے شام حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بھیجے پر تشریف لے گئے، وہ قریش کی مالدار عورت تھیں۔ آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ تھا اس نے آپ کے اندر خلافت عادت اشیاء اور نسطوری راہب سے نبوت کی شہادت سنی اور حضور تجارت میں کافی نفع کے ساتھ واپس تشریف لائے۔

التزوج بخديجة

ولما سود مكيّة على خديجة ما راي من خوارق النبي صلى الله عليه وسلم وراأت بعضها رغبت في التزوج به فتزوجها في هذا السنة على اربع مائة دينار وهو بنت اربعين سنة (وقيل في سنّها غير ذلك) فولدت اولاده عليها الابن ابراهيم ولم ينكح صلى الله عليه وسلم امرأة قبلها ولا بعد نكاحها في حياتها حتى ماتت، وكانت دفاتم في شوال بعد بعثته بثلاث سنين وولدت له زينب ورقية وام كلثوم وفاطمة والقاسم والطاهر والطيب - وما تو اقبل دعواه صلى الله عليه وسلم النبوة وادركت اناث فاسلمن وهاجرن ۞

توضیح اور جب میسرہ نے حضرت خدیجہ کو حضور کے تمام دیکھے ہوئے معجزات بتائے اور کچھ معجزے حضرت خدیجہ نے بھی دیکھے تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت ہوئی تو آپ نے ان سے اسی سال چار سو دینار پر نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجہ چالیس سال کی تھیں اور

اس کے علاوہ بھی عمریں بتائی گئی ہیں۔ ابراہیم کے سوا تمام اولاد انھیں سے ہوئیں اور اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا تھا، اور انکی حیات تک کسی اور سے نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ انکی وفات شوال میں ہوئی حضور کے مبعوث ہونے کے تیس سال کے بعد۔ اور حضور کی حسب ذیل اولاد تھیں۔

زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، طاہر، طیب۔ اور یہ صاحبزادے حضور کی دعوت نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے، اور صاحبزادیوں نے مدت بلوغ کو پہنچنے کے بعد اسلام قبول کیا اور ہجرت کی

بناء الكعبة وفي سنة ست وثلاثين من مولد ﷺ الله عليه وسلم بنت قريش الكعبة وتراصت به، فوضع الحجر

توضیح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے چھتیس سال پر قریش نے کعبہ کی تعمیر کی، اور سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش تھے (اس کام کے لئے) تو حضور نے پتھر رکھا جہاں پہلے رکھا ہوا تھا،

ابتداء الوحي ولما تم له أربعون سنة أوحى اليه بجزاء "بأقرأ باسم ربك" وعلم الوضوء والصلاة ركعتين نكاحاً إلى خديجة وأخبرها بما جرى عليه فأمنت به وتوضأت به وصليت يوم الاثنين لثاني عشر من الربيع الأول وأمن به أبو بكر

توضیح اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال پورے ہو گئے تو (غار) حرا میں آپ پر وحی آئی "اقرا باسم ربك" کے ذریعہ۔ اور آپ کو وضو اور دو گانہ نماز کی تعلیم دی گئی۔ آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنا سارا ماجرا بتایا تو حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائیں، اور وضو کر کے پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو نماز پڑھی۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی آپ پر ایمان لائے۔

الدعوة وكان يدعو الناس سوا ثلاث سنين الى ان نزلت فاصدع بما تؤمر في السنة الرابعة من نبوته فاعطاه دعوة ولبي دعوة رجال عديد اولها سمع اهل مكة ما قال ﷺ الله عليه وسلم في من مات على الكفر والشرك من ابائهم واجدادهم وفي اول ثامنهم اشتد غضب الكفار عليهم وقالوا لابي طالب انت

کے بڑا دوست بنا فانصیفہ من ابن اخیاک و مرہ ان یکف من شتم الہتہ اذم ابائہا
تکلمہ ابوطالب فقال یا عیم: ادعہم الی کلمۃ تدین لہم العرب و یملکون بہا العجم
قال ابو جہل: ما ہی؟ و ابیک لنعطیتک و عشرۃ امثالہا قال: لا الہ الا اللہ، فغضبوا
فقال: ابوطالب یا ابن اخی ان قومک قد لجأوا بی و قالوا لی کذا و کذا فابق علی
و علی نفسک فظن صلی اللہ علیہ وسلم انتہ ضعف عن نصرتہ فقال و اللہ لا اترک
ہذا شمر استعبر و بکی و و ط فناداہ و قال یا ابن اخی: افعل ما احببت و قل ما شئت فغضب
العرب حینئذ و وثب کل قبیلۃ علی من فیہا من المسلمین و عد بوجہم و فتلوہم:

نغمۃ تحقیق

فاصدع - صدع (دفع) شئی: اس طرح پھاڑنا کہ علیحدہ نہ ہو۔ الامر: واضح کرنا۔ بالحق
بحق بات برسر عام بیان کرنا۔ رجال عدیۃ: چند لوگ۔ کیف (دن) کفایع الامر: باز
رہنا۔ عن الامر: باز رکھنا۔ کف: تفصیلی۔ ج کف: کف بصرہ، اندھا ہونا۔ مکفوت: اندھا۔ ج مکافیت
شتم (دفع) شتم: گالی دینا۔ شتمۃ: گالی۔ ج شتمائم: ابی۔ القار سے امر حاضر ہے۔ ابی علیہ: رحم کرنا
مہربانی کرنا۔ استعبر، انسو بہانا، غم زدہ ہونا

توضیح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چوتھے سال آیت فاصدع ہاتھوں کے نازل ہوئے تکت تین
سال خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ پھر آپؐ دعوت تبلیغ کا اعلان کیا اور
چند لوگوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا اور جب مکہ والوں نے کفر پر اور شرک پر ان کے آباء و
اجداد میں سے مرغیوں کے سلسلہ میں اور ان کے بتوں کے سلسلہ میں حضورؐ کی باتیں سنیں تو ان کا غصہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھڑک اٹھا اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ آپؐ ہمارے بڑے اور سردار ہیں آپؐ انکو انصاف
سے کہہ دیں (اپنے بھتیجے کو) اور انھیں ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کریں۔ اور ہمارے آباء و اجداد
کی مذمت کرنے سے۔ تو اس سلسلہ میں ابوطالب نے آپؐ سے گفتگو کی، آپؐ نے فرمایا کہ اے چچا جان! میں انکو
ایسی بات کی دعوت دے رہا ہوں کہ ان کے سامنے پورا عرب جھک جائے گا اور اس کے ذریعہ وہ عجم کے
مالک ہو جائیں گے۔ ابو جہل نے کہا وہ بات کیلئے تمہارے ابا جان کی قسم، ہم تمہاری دس بات ماننے کے
لئے تیار ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ تو سب غصہ ہو کر بھاگ گئے۔ ابوطالب نے کہا کہ بھتیجے تمہاری
قوم نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھ سے اس طرح کہا۔ تو تم اپنے اوپر اور میرے اوپر رحم کر دو۔ حضورؐ
نے یہ خیال کیا کہ وہ ان کی مدد سے کمزور پڑ گئے۔ آپؐ نے فرمایا قسم خدا کی میں اسے نہیں چھوڑوں گا پھر
آپؐ انسو بہانے لگے اور خوب رونے لگے اور واپس چل دیئے، تو ابوطالب نے آپؐ کو آزدی اور کہا
کہ بھتیجے جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو۔ اس وقت اہل عرب اور خفا ہوئے اور ہر قبیلہ اس شخص پر کو

پڑا جو اس میں سلمان تھا اور انھیں تکلیف پہنچانا شروع کیا اور مصیبتیں ڈھانا شروع کی۔

الْهَجْرَةُ إِلَى الْحَبَشَةِ

حبشہ کی طرف ہجرت

فَلَمَّا اسْتَدْرَأَهُمْ فِي مَنْ أَمَنَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَاجَرُوا قَوْمًا إِلَى الْحَبَشَةِ فِي السَّنَةِ الْخَامِسَةِ فَوَجَدُوا هَا
خَيْدَ بْنَ دَرْدَسَ بْنَ قُرَيْشٍ هَدَايَا إِلَى النَّجَاشِيِّ وَشَوَّاهِهِ
بِأَنَّهُمْ قَرِيبٌ مِمَّا كَانَ عَلَيْهِ آبَاؤُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ يَخْلُو فِي دِينِكَ وَلَا دِينَ الْيَهُودِ، فَارْسَلَ إِلَيْهِمُ
النَّبِیَّاشِیَّ وَآخِذَهُمْ بِمَا قَالُوا، فَقَالَ جَعْفَرٌ، كُنَّا عَلَى مَا كُنَّا نَزَالُ عَلَيْكُمْ، نَقْتُلُ الْبَنَاتِ، وَنَطْوِفُ
عُرَاءَ وَنَعْبُدُ حِجَارَةً، وَذَكَرَ غَيْرَهَا مِنَ الْأَوْصَافِ الذَّمِّیَّةِ، فَبَعَثَ اللَّهُ الْيَسَارُسُولَا يَأْمُرَانَا
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَانَا عَنِ الدَّرِثِ أَتْلُ فَاتَبِعْنَاهُ فَأَوْفَا فَنَخْرُجْنَا إِلَى بِلَادِكَ مَلْتَجَيْنِ مِنْ أَيْدِائِهِمْ
فَنَمِيعُ النَّجَاشِیِّ مِنْهُ كُلِّیْعَصَ، وَبِكُنَى وَبَكْتُ أَسَاقِفْتُهُ وَقَالَ، هَذَا وَمَا جَاءَ بِهِ مُوسَى یَنْزِلُ جَانِ
مِنْ مَشْكُوتَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمَّنَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْلَمَ عُمَرُ حَمْلَهُمْ عَلَى الظُّهْرِ فَنَخْرُجُوا
أَمَّا مَهْمُ عُمَرُ بْنُ دَاوُدَ بِكَلِمَةِ التَّوْحِيدِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا مَعَ عُمَرَ وَاعْلَنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ الدَّعْوَةِ عَلَى الصُّفَا فَاَجْتَمَعُوا یَسْتَمْعُونَ إِلَيْهِ فَشَجَّهَ اللَّعِينُ الْبُوجَهْلَ وَتَبِعَهُ الْمُشْرِكُونَ
بِالْحِجَارَةِ فَهَبَطَ الْمَلَائِكَةُ یَعْرِضُونَ عَلَيْهِ أَنْ يَهْلِكُوا فَقَالَ (سَدْحَى وَرُوحِ ابْنِ دَاوُدَ فِدَا) لَا
مَنْ يَسْأَلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ إِنِّي بَعَثْتُ رَحْمَةً لَا عَدَا بَابَهُمْ

لغوی تحقیق

اذنی، مصیبت، تکلیف۔ نجاشی۔ احمد بن بحر، آپ حبشہ کے بادشاہ تھے۔ مسلمانوں کا جب
مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا تھا اور ابھی مدینہ ہجرت شروع نہیں ہوئی تھی تو آپ ہی کے
اخلاقی کرمیہ کی وجہ سے مسلمانوں نے حبشہ میں پناہ لی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شاہانِ وقت
کے پاس اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تو آپ کے یہاں بھی روانہ فرمایا، دعوت نامہ ملتے ہی آپ نے لبیک کہا
اور مشرف باسلام ہوئے، آپ مشہور مخضرمی تابعی ہیں، آپ کا عربی نام عطیہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو عبد صالح
کے لفظ سے یاد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے (ام المؤمنین) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضور کے ساتھ
کیا تھا اور مہر اور دعوتِ ولیمہ اپنی طرف سے کی تھی، جب آپ کی وفات کی اطلاع حضور کو ملی تو آپ نے صحابہ
کرام کے ساتھ نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی جس کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۳۵ھ یا ۳۶ھ
میں ہوئی ہے۔ وشوا (من)، وشیا، وشائیہ۔ یہ چغلیوری کرنا۔ عرآة۔ جمع ماری۔ ننگا۔ زنازل۔ جمع زلیہ۔ گھٹیا
کمر، فضیلت کی ضد۔ اساقف۔ جمع اسقف، دین عیسوی کا مجتہد، بڑا پادری۔ مشکوۃ: طاق۔
چراغ دان۔ شجہ۔ شجا: زخمی کرنا۔

توضیح

جب کفار کی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالوں پر زیادہ ہوئی تو مومنین نے حبشہ کی طرف پانچویں سال ہجرت کی اور حبشہ کو بہترین جگہ پایا۔ قریش نے نجاشی کے پاس ہدایا بھیجے اور یہ چٹائی کی کہ ان لوگوں نے اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ دیا اور یہ نہ تمہارے دین میں داخل ہوئے اور نہ یہودیوں کے دین میں۔ نجاشی نے انکو اطلاع دی اور کفار کی بات ان سے بیان کی تو حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا کہ ہم اس دین پر تھے جس پر وہ ہیں۔ ہم لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے اور ننگے طواف کرتے تھے اور پتھروں کو پوجتے تھے اور اس کے علاوہ برے اوصاف بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جو میں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ ہم نے انکی اتباع کی تو انھوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی اور ہم آپ کے شہر میں آگئے ان کی تکلیف سے بچنے کے لئے۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کھلی صحبت سنی اور وہ روئے لگا، اور اس کے اراکین سلطنت بھی رونے لگے اور کہنے لگا: یہ اور جو موسیٰؑ کی طرح آئے تھے دونوں ایک ہی منبع نور سے نکلے ہیں (اس کے بعد آپ پر ایمان لے آیا) اور حضور پر حضرت عمرؓ ایمان لائے تو مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوت پر آمادہ کیا، پھر سب نکلے اور آگئے آگے حضرت عمرؓ تھے کلمہ توحید کی آواز لگا رہے تھے، حضرت عمرؓ کے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صفار پہاڑ پر دعوت کا اعلان کیا، سب جمع ہوئے تو ملعون ابوجہل نے آپ کو زخمی کیا اور مشرکین نے بھی آپ پر پتھر چلائے تو فرشتے نازل ہوئے یہ عرض کرتے ہوئے کہ وہ انھیں ہلاک کر دیں۔ تو آپؐ نے فرمایا (روحی وروح ابی دہامی) اپنے چہرہ سے آنسو پونچھ کر کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ کہ عذاب بنا کر ان کے لئے۔

النقاط فی مابین کفار مکہ والمومنین

کفار مکہ اور مومنین کے درمیان نقاط

فَلَمَّا عَزَّ الْإِسْلَامُ وَقَوِيَ أَمْرُهُ وَعُرِفَ قَرِيشُ أَنَّ لَاسَبِيلَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، تَعَاهَدُوا بَعْدَ مَا كَتَبُوا صِغَةَ الْعَهْدِ أَنْ لَا يَنَاقِضُوا أَبْنَاءَهُمْ وَلَا يَبْأِيعُوهُمْ وَعَلَقُوا الصِّغَةَ عَلَى الْكَعْبَةِ وَنَزَلَ أَبُو طَالِبٍ وَبَنُو أَبِيهِ وَمِنْ مَعَهُمُ الشَّعْبُ فَأَذَوْهُمْ وَقَطَعُوا عَنْهُمْ الْمَارَّةَ مِنَ الْأَسْوَاقِ مِنَ الْأَطْفَامِ وَغَيْرِهِ فَبَقُوا عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ ثَلَاثَ سِنِينَ فَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَى الصِّغَةِ الْأَرْضِيَّةِ فَأَكَلَتْ كُلُّ أَسْمٍ إِلَهُهُ وَبَقِيَ فِيهَا الظُّلْمُ وَادَّعى إِلَيْهِ بَذْلُكَ، فَأَخْبَرِيَهُ أَبَا طَالِبٍ فَأَخْبَرَهُمْ أَبُو طَالِبٍ فَوَجَدَ دَهْأًا كَذَلِكَ فَتَبَرَأَ بَعْضُهُمْ مِنْهُ وَخَرَجُوا مِنْ شَعْبِهِمْ :

لغوی تحقیق

النقاط، ایک دوسرے سے ترک دوستی کرنا۔ عز (رض، عز)، عز، غزوة، غالب ہونا، قوی ہونا۔

و بنی ابیہ - داؤ بھنے محض ہے۔ الشعب: پہاڑی راستہ، پانی کا راستہ، درہ کوہ، بڑا قبیلہ، جانب - ج شواب - المازة: گذرگاہ، شرک، گھائی - الارض: ایک قسم کا کثیر الجولگری کھاتا ہے، ویکٹ - ج ارض۔

توضیح جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور قریش نے یہ جان لیا کہ حضورؐ اور ان کے اصحاب کی جانب (دعوت سے روکنے کیلئے) کوئی راہ نہیں ہے تو انہوں نے ایک عہد نامہ لکھنے کے بعد یہ آپس میں معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم سے وہ نکاح نہیں کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔ اور یہ عہد نامہ کعبہ پر لٹکا دیا۔ ابوطالبؓ اور ان کا کنبہ اور جو ان کے ساتھ تھے سب ایک گھائی میں داخل ہو گئے تو کفار مکہ نے انہیں تکلیف پہنچائی، اور ان سے بازاروں کی گذرگاہوں کو، کھانا وغیرہ کو بند کر دیا۔ اور ایسے ہی تین سال تک رہے۔ پھر اللہ نے اس دستاویز پر دیک کو مسلط کیا اس نے اللہ کے تمام ناموں کو کھالیا اور صحیفہ میں ظلم (شرک اور قطع رحمی وغیرہ) باقی رہ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وحی کر دی گئی تو آپؐ ابوطالب کو بتایا اور ابوطالب نے لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے اسی طرح پایا تو بعض اس سے بری ہو گئے اور سب لوگ گھائی سے نکل آئے۔

مَوْتُ ابِ طَالِبٍ خَدِيجَةَ

ابوطالب اور حضرت خدیجہ کی وفات

وَفِي السَّنَةِ الْعَاشِرَةِ مَاتَ ابُو طَالِبٍ عَلِي الْكَفَرِ وَلَمَّا مَضَى خَمْسَةَ اشْهُرٍ تَوَفَّيْتُ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهَوَّيْتُ خَمْسَ وَسْتِينَ سَنَةً فَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ مَصِيبَتَانِ فَلَزِمَ بَيْتَهُ وَنَالَ مِنْ قَرِيشٍ مَا لَمْ يَنَالْ، فَبَلَغَ ابَا لَهَبٍ ذَلِكَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ امْضِ لِمَا ارَدْتَ وَ مَا كُنْتُ مَهْلِفًا، لَا يَصِلُونَ إِلَيْكَ حَتَّى امُوتَ فَمَنْكَتَ يَا مُمَّ لَا يُعْتَرِضُ لَكَ، فَقَالَ ابُو جَهْلٍ يَزْعُمُ ابْنُ أَخِيكَ أَنَّ عَبْدَ الْمَطْلَبِ فِي السَّارِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا بَرَجْتُ لَكَ عَدُوًّا وَافْتَدَّكَ عَلَيْهِ هُوَ وَ سَأَلْتُ قَرِيشَ:

توضیح اور سائنہ نبوی میں ابوطالبؓ کا کفر پر انتقال ہوا اور پانچ مہینے بعد حضرت خدیجہؓ کا بیسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دو دو مصیبتیں آپس میں اور آپؐ نے گھر کو لازم کر لیا اور قریش سے وہ مصیبتیں اٹھائیں جو اس سے پہلے نہیں اٹھائی تھیں۔ ابولہب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اے محمد! تم اپنے ارادہ کے مطابق کام کرتے رہو اور جو تمہیں کرنا ہے کرتے رہو، یہ تم تک میرے مرنے تک نہیں پہنچ سکتے۔ تو چند ہی دن گذرے کہ ابولہب نے کوئی تعارض نہیں کیا پھر ابوجہل کہنے لگا کہ تمہارا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ عبدالمطلبؓ دوزخ میں ہے۔ تو ابولہب نے کہا قسم خدا کی میں آپکا دشمن ہو گیا ہوں تو آپؐ پر ابولہب اور سارے قریش نے سختی کی۔

الاسراء والبيعة

معراج اور بیعت

وفي الثانية عشر تشرف صلى الله عليه وسلم بالاسراء الى السموات العلوية وفيها كانت بيعة العقبة الاولى حيث قدم من الانصار اثنا عشر وفي الثالثة عشرة كانت بيعة العقبة الثانية في الموسم وكان سبعون رجلاً وامراتان :

توضیح

۱۲۔ نبوی میں حضور ﷺ بلند بالا آسمان کی جانب معراج سے مشرف ہوئے اور اسی سال بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی جس وقت انصار میں سے بارہ تشریف لائے اور ۱۳۔ میں موسم حج کے موقع پر بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی، اور بیشتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

الہجرة

ہجرت

وفي الرابعة عشر اراد ابو بكر الخروج نحو الحبشة لشدة ايدائهم حته اذ ابلغ برك الغمامد لقي ابن الدغنة سيد القارة فقال اين تريد؟ قال اخرجني قومي، قال، مثلك لا يخرج انك تكسب المكدوم فانا لك ارجع فاعبدا ربك ببلدك فرجع فطاف ابن الدغنة في اشراف قریش طلباً للافان له فاشترطوا ان لا يستعلن بالقرآن، فانا نخاف فتنة نسائنا وابنائنا فابتنى ابو بكر مسجداً ابغناء داره وكان يقرأ فاجتمع عليه نساؤهم وصبيانهم يعجبون منه وكان بكاء اذ اقرأ فافزع اشراف قریش فقالوا لابن الدغنة: ان ابابكر خالف شرطه فمروا ان يمضى عليك اذ يرد اليك ذمتك فبلغ ابن الدغنة قولهم فقال ارد اليك جوارك وارضى بجوار الله فقبض قبل المدينت فقال صلى الله عليه وسلم على رسلك فاني ارجو الاذن فحبس نفسه وعلف راحلتين اربعة اشهر فلما رأت قریش انه صارت له شيعة واصحاب بغير بلد ماصابوا منعاً حذرنا خروجه وعرفوا عزمه اللحق بهم فاجتمعوا في دار الندوة يتشاورون في امره واجتمع ابلين في صورة شيخ نجد معهم فقال بعضهم قد صار من امره ما صار وان لا نأمنه الا ان يثب علينا من قد تبعه فاجتروا في الحديد وترتبوا موته فقال الشيخ النجدي ما هذا

برآی فائز ان جستوه تثب اصحابه وینزعون من ایدیکم فقیل فخرجه من بلدنا و نغنیه
منه فقال الخدی الکتر و احسن حدیثه و غلبته به علی القلوب فان نغیم یحل علی سحر
من احياء العرب ثم یسیر به علیکم حتی یطأکم فقال ابو جهل : ناخذ من کل قبيلة رجلاً
فیقتلون ضریبه رجل واحد فیتفرق دمه فی القبائل کما فاعلم یقدر بنو عبد مناف علی حرب
قومهم جمیعاً فقال الخدی القول ما قال هذا فأرچی الیه ان لا یبیت اللیلۃ علی فراشه
فقال لعلی ثم علی فراشی و اشیخ ببرد فی فاجتمعوا علی بابہ بالعمرة فخرج صلی الله علیه وسلم
واخذ بحفنة من تراب و نثر علی رؤسهم و هو یقرأ بسم (الی) وجعلنا من بین ایدیهם
و النصور حتی لحق بالغار و لم یشرعوا حتی اتاهم اب و قال : ما تنتظرون فان محمداً قد
خرج و انطلق فاطلعوا فراء علی فراشه فقالوا : هذا محمد نأثم فکرم یارب حواکذاک
حتى اصبحوا فقام علی عن الفراش فصوره و جسدوه ساعة ثم ذکره و اقتضوا اثره
و کان ذلک الخروج لیلۃ الاثنين لاربع خلون من الذیبع الاول و لحق النبی صلی الله
علیه وسلم و ابوبکر بالغار فلیحقهما الکفار و ساء و سجد العنکبوت و بیض الحما مة علی فم الغار
فانضروا فکانا فیه ثلثة ايام حتی سکن الناس ثم قدموا الی المدینة فتلقاء الناس و تنازعوا
فیمن یزل علیه فقال انزل اللیلۃ علی بنی النجار احوال بنی عبد المطلب لا کرم به فلما اصبحت
رکب ناقته و ارخی لها الزمام فجعلت لا تمزید اری من دوسر الانصار الا قالوا : هلم یا رسول
الله الی العدد و العدد فبقول خلوا ما فها فانها ما مورة حتی انتهی الی موضع مسجد
الیوم فبرکت علی بابہ و هو یومئذ مرید غلامین فلم یزل عنها النبی صلی الله علیه
وسلم فوئبت فسادت غیر بعید ثم التفت خلفها ثم رجعت الی مبرکها الاول فبرکت
فیه و وضعت جرائها فنزل صلی الله علیه وسلم فاحتل ابویوب و حلة فوضعهما
فی بلیتها فاقام عند ابی ایوب حتی ابتاع المرید فبني مسجداً و مساکنه فاقام
فی المدینة احدى عشر شهراً متعیناً للحرب ۛ

لغوی تحقیق

بَرَکَ الْغَمَادُ : بین میں ایک مقام ہے۔ الْقَارَہ : ایک قبیلہ تھا جس کا ہر فرد تیر انداز تھا۔
تَلَسَّبَ الْعَرْدَمُ - کسب دس، الا وکتبتہ مالا : مال حاصل کرنا، کما فی کرنا۔ اَلَسَبَ -
اِسَاب، مال حاصل کرنا، کما فی کرنے میں مدکرنا۔ اِنَّا لَکَ اِی اِنَّا هُنَا مِنْ لِحْفَلْکَ : میں آپکی حفاظت کا ذمہ
دار ہوں۔ بَکَاؤُ : بہت رونا۔ عَلٰی رَسَلْکَ : آمہتہ و با وقار رہ۔ رَسَلُ : نرمی، آسودگی۔ جِ رَسَالٍ عَلَفَ
(دس) علفا الدابة : چرایوں کو چارہ دینا۔ شِیعَہ : پیرو، معاون۔ جِ شِیعَہ : اشیاع۔ مَنَعَتَ : عزت، توت

شوکت - دارالسنۃ: مکہ میں قصی بن کلاب کا ایک مکان تھا جہاں کفار باہمی تجویز کیا کرتے تھے۔ ترجمہوا۔
ترقص: انتقل کرنا۔ تنقیہ: نفیاً: شہر بدر کرنا۔ حتی: قبیلہ۔ ج: احیاء۔ یطارکم (س): دھاڑ، روندنا۔ الشی: برجلہ: پیر سے
روندنا۔ اتسح: دساح، ہروہ شی جس سے زیب و زینت حاصل کی جائے۔ بردۃ: چادر۔ العتمة: رات کا پہلا تہائی حصہ۔
حقنۃ: مٹھی بھر۔ اقتصوا اثرہ: قدم کے نشان پر چلنا۔ تسج: بمعنی تسبیح: بنا ہوا۔ عنکبوت: مکرمی: بیض۔ جمع بیضہ:
انڈا۔ ارخی: اونٹنی کی نکیل کو ڈھیلا چھوڑنا۔ دور: جمع دار: گھر، مکان۔ برکت (ن): بروکھا، البعیر: بیٹھنا۔ مرتبہ: اونٹ
وغیرہ کا بازو۔ جران: اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ۔ ج: جرن، اجرنہ۔

توضیح

اور ۳۱۰ نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف بکھنے کا ارادہ کیا کفار مکہ کے سخت تکلیف پہنچانے کی وجہ سے یہاں تک کہ جب برک الغناد مقام تک پہنچے تو ابن دغنے قبیلہ قارہ کے سردار سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ ابن دغنے نے کہا آپ جیسا آدمی تو نہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ غلس کو دیتے ہیں میں آپ کے لئے ضامن ہوں آپ واپس چلئے اور اپنے رب کی اپنے شہر میں عبادت کیجئے۔ تو حضرت ابوبکر واپس ہوئے تو ابن دغنے قریش کے سرداروں میں گھوما حضرت ابوبکرؓ کی واسطے امان تلاش کرنے کے لئے۔ تو انھوں نے شرط لگائی کہ وہ زور سے قرآن نہ پڑھیں چونکہ ہم اندیشہ کرتے ہیں اپنی عورتوں کے فتنہ کا تو ابوبکرؓ نے ایک مسجد بنائی اپنے گھر کے صحن میں اور آپ تلاوت کیا کرتے تھے، آپ کے پاس عورتیں اور بچے جمع ہوتے تھے اور آپ کی تلاوت پر وہ خوش ہوتے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ تلاوت کے وقت بہت زیادہ روتے تھے تو اس چیز نے قریش کے سرداروں کو گھبرا دیا۔ انھوں نے ابن دغنے سے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنی شرط کے خلاف کیا آپ ان کو حکم کر دیجئے یا تو وہ شرط پر برقرار رہیں یا تو وہ تمہاری ذمہ داری کو واپس کر دیں تمہاری طرف، تو ابن دغنے نے حضرت ابوبکرؓ کو انکی بات پہنچائی، تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارا ذمہ واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کو پسند کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ مدینہ منورہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کر نیکارا راہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رک جاؤ مجھے بھی اجازت کی امید ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رک گئے اور دو سواریوں کو چاہتے تھے کہ جا رہے تھے۔ جب قریش نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک جماعت تیار ہو گئی اور کچھ لوگ تیار ہو گئے، دو سفر شہر میں اور انھوں نے ایک لشکر کو پایا تو ان کے بکھنے کا انھیں اندیشہ ہوا اور وہ جان گئے، ان کے پاس جانیکا ارادہ بھی تو وہ دارالسنۃ میں جمع ہو کر ان کے معاملہ میں مشورہ کرنے لگے اور ابلیس ان کے ساتھ جمع ہو گیا ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جو کچھ ہو گیا وہ تو ہو گیا اور ہم اس سے امون نہیں ہیں اس بات سے کہ وہ ہم پر حملہ کرے اپنے متبعین کے ساتھ۔ لوہے میں جکڑ دو اور اس کے مرنے کا انتظار کرو۔ نجدی بوڑھے نے کہا کہ یہ کوئی معقول رائے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر تم اسے قید کرو گے تو ان کے ساتھی کو دپڑیں گے اور تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ تو کہا گیا (قائل ہشام بن عمر ہے) کہ ہم

اس کو اپنے شہر سے نکال دیں اور جلاوطن کر دیں۔ تو نجدی نے کہا کیا تم اس کی شیریں گفتاری کو نہیں دیکھتے ہو اور اس کے ذریعہ دلوں پر قابو پالینے کو۔ اگر تم جلاوطن کرو گے تو وہ عرب کے کسی محلہ میں جا کر رہیگا پھر وہ انھیں اپنے ساتھ لے کر تم پر حملہ کرے گا یہاں تک کہ وہ تمہیں پیس ڈالے گا۔ ابو جہل نے کہا کہ ہم ہر قبیلہ سے ایک شخص لے لیں اور وہ انھیں ایک شخص کے مارنے کی طرح مار ڈالیں تو اس کا خون تمام قبیلوں میں منقسم ہو جائے گا اور بنو عدنان تمام قوموں کے ساتھ لڑ نہیں سکیں گے۔ نجدی نے کہا خیر جو کچھ بھی اس نے کہا وہ تو معلوم ہو ہی چکا۔ تو اس کی طرف وحی کی گئی ہے کہ رات اپنے بستر پر نہ سوئے۔ اس نے علی سے کہا رکھا ہے کہ تم سو جا نا میرے بستر پر اور میری چادر اوڑھ لینا۔ تو وہ سب آپ کے دروازے پر شام ہی سے جمع ہو گئے۔ تو حضور نکلے اور ایک مٹی مٹی ہاتھ میں لیکر ان کے سروں پر چھڑک دیا اور آپ سورہ یسین و جلنا من بین ایدیہم تک پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے رہے یہاں تک کہ غار میں جا پہنچے اور انھیں محسوس نہیں ہوا یہاں تک کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو، محمد تو نکل کر چلا بھی گیا۔ تو وہ متوجہ ہوئے۔ انھوں نے حضرت علیؑ کو آپ کے بستر پر دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ محمد سویا ہوا ہے تو وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت علیؑ بستر سے اٹھے، انھیں مارا اور کچھ دیر تک قید میں رکھا پھر انھیں چھوڑ دیا اور وہ ان کے پیچھے ہوئے، اور یہ نکلنا پھر کی رات چار ربیع الاول کو تھا اور دونوں لائق تھے کہ (یعنی حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) غار میں، تو ان دونوں نے کفار بھی جلے اور مکڑی کا جالا بھی دیکھا اور غار کے دہانے پر کمبوتروں کے انڈے بھی دیکھے پھر وہ واپس ہو گئے۔ دونوں اس میں تین دن تک رہے پھر لوگ مطمئن ہو گئے۔ پھر وہ مدینہ آئے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور جھگڑنے لگے کہ کس کے پاس آپ اتریں۔ تو حضورؐ نے فرمایا رات میں بنو نجار کے یہاں اتریں گا جو بنی عبد المطلب کے ماموں ہیں۔ پھر صبح ہوئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی باگ ڈھیلی کر دی تو وہ انصار کے گھروں میں سے کسی کے گھر نہیں گذرتی مٹی مگر یہ کہ آواز آتی تھی کہ تشریف لائے یا رسول اللہ ساز و سامان اور شیر الافراد گھر میں ہیں تو آپ فرماتے تھے اس کی باگ چھوڑ دو اسے حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ آپ مسجد کے دروازے پر پہنچے جہاں آپ ہے، تو مسجد کے دروازہ پر اونٹنی بیٹھ گئی اور وہ اس وقت دو غلاموں کا مربہ تھا۔ آپ اونٹ پر سے نہیں اترے پھر وہ اونٹنی کو دوڑی اور کچھ ہی دور تک چل کر پھر اپنے پیچھے مڑ گئی اور اپنی پہلی جگہ لوٹ کر بیٹھ گئی اور اپنے گھٹنے ٹیک دیتے تو حضورؐ اتارے اور حضرت ابوالیوب انصاریؓ نے آپ کا مجاہدہ اتارا اور اپنے گھر میں رکھا تو آپ حضرت ابوالیوب انصاریؓ کے پاس مقیم رہے اور مرد کو خرید لیا اور مسجد بنائی اور اپنا گھر بنا یا پھر مدینہ میں گیارہ مہینے مقیم رہے اور طرائق کی تیاری کرتے رہے

الغزوات والسرايا

غزوات اور سرے

و فی اقامتہ فی المدینہ وقعت غزوات و سرایا عدیدہ ، منها غزوۃ بدر الکبریٰ صبیحہ سبتہ عشر من رمضان و ذلک انہ سمع بابوسفیان مقبلاً من الشام بعیر فیہا اموالہم فندب المسلمین الیہا فحفّ بعض و ثقل آخرون ، فظنوا انہ لا یلقی حرباً ولما سمع ابوسفیان بخروجہ اهل الی مکہ لیستغفر الی اموالہم فخرجوا مسرعین و نزل واؤ بعد کم اللہ احدی الطائفتین انہما لکم فخرج احدی الطائفتین انہما لکم فخرج یوم السبت لاثنی عشر من رمضان واستخلفت علی المدینۃ عمرو بن ام مکتوم و کان الابل معہ سبعین و الخیل فرہین و الدمار سستہ و السیف ثمانیۃ و المسلمون ثلاث مائۃ و ثلاث عشرۃ من المهاجرین سبتہ و سبعون و من الانصار مائتان و ستہ و ثلاثون و المشرکون تسعۃ و خمسون مقاتلاً و کان خیلہم مائۃ فدخل صلی اللہ علیہ وسلم مع الصدیق العریش و استنصر ربہ فنبشہا ربہ بالوحی فخرج و حرض علی القتال و اخذ حنفۃ من الحصباء فاستقبل بہما قریشاً و قال شامت الوجہ و قال شدوا فانہزموا فقتل منهم سبعون و اربع سبعون و استشهد من الانصار ثمانیۃ و من غایہم خمسۃ :

لغوی تحقیق

غزوات - ج غزوۃ : وہ معرکہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت فرمائی ہو۔
سرایا - ج سریرہ : لشکر و فوج : بقیہ باء حرف جار ہے اور غیر قبیلہ کا قافلہ - بعدہ سبھی قافلوں پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔ ندب (دن) : ندب الی الامر : پکارنا۔ عمرو بن ام مکتوم - قریشی پایہ درجہ کے صحابی ہیں اور لیلی خدیجہ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ آپ کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض عبد اللہ کہتے ہیں اور بعض عمرو۔ آپ کے والد کے نام میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے عمرو بن قیس کو راجح قرار دیا ہے۔ ام مکتوم آپ کی والدہ کی کنیت ہے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ غزوات میں آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا ہے ، آپ ہی کی شان میں سورہ ص نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ میں شہید ہو گئے یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ درود - جمع درع : زرہ۔ عریش : جھوٹری ، انگور کی ٹہنی۔ حصباء : روڑی ، کنکری ، سنگریزہ۔ شامت الوجہ : بد صورت ہونا۔ شدوا - صیغہ جمع حاضر فعل امر ہے۔ شد علیہ : حملہ کرنا۔

توضیح

اور آپ کے مدینہ میں مقیم رہنے کے دوران چند غزوات اور سریرے ہوئے جن میں غزوۃ بدر کبریٰ پر جو رمضان کی ششترہ تاریخ کی صبح کو ہوا۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کو ابوسفیان کے شام سے آنے کی خبر لی ایک قافلہ کے ساتھ جس میں بہت سے مال تھے مسلمان اس قافلہ کی طاعت متوجہ ہوئے ، کچھ لوگ پست پڑ گئے اور کچھ لوگ سخت پڑ گئے۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ جنگ نہیں ہوگی۔ اور جب ابوسفیان نے حضورؐ کے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے مکہ والوں کو اطلاع دی تاکہ وہ اپنے مالوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ وہ بہت جلد نکلے اور یہ آیت نازل ہوئی واؤ بعد کم اللہ احدی الطائفتین انہما لکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ رمضان بروز سنچر نکلے اور مدینہ میں عمرو ابن مکتوم کو اپنا جانشین بنایا اور آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور چھ زہریں اور آٹھ تلوار اور تین سو تیرہ مسلمان تھے۔ شہر تیرے مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے اور جنگ جو مشرکین ساڑھے نو سو تھے۔ ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوجبر صدیق کے ساتھ جھوپڑی میں داخل ہوئے اور خدا سے مدد چاہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو خوشخبری دی اور قتال پر ابھارا، آپ ایک مٹھی کنکری لی اور قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاہت الوجہ (چہرے بد صورت ہو جائیں) اور فرمایا حملہ کرو۔ آخر کار وہ شکست کھا گئے۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کئے گئے، آٹھ انصار شہید کئے گئے اور ان کے علاوہ پانچ شہید کئے گئے۔

ومنها غزوة أحد لسابع شوال سنة ثلاث من الهجرة خرج صلى الله عليه وسلم في ثلثة آلاف فيهم سبع مائة دراع ومائتا فرس وثلاثية آلاف بجار ونزلوا بالحليفة فاقا موايوهم الاسرا بقاء والخميس فصل النبي صلى الله عليه وسلم العصر يوم الجمعة فعمته ولبس لامته وظهور الدرع وحزم بمنطقته من اؤم وتقلد السيف والقيال ترس في ظهره وراكب فرسه وتقلد القوس واخذ قنائة بيداه وبات بالشيخين فصل الصبح وجعل على حيل قنائة خمسين ومائة فشد المسلمون فانهزم المشركون ونساءؤهم يدعون بالويل وتبعهم المسلمون فلمأراى الرماة النصرة والانتحاب تجاؤروا وعصوا ما امرؤا به فانقلب الامر وانهمزموا وبقي معه صلى الله عليه وسلم اربعة عشو فاصيب ربا عيتا وطعن صلى الله عليه وسلم بحربة ابي بن خلف فخرصرى وقتل سبعون من المهاجرين والانصار:

لغوی تحقیق

دراع: زرہ بند۔ ذالحلیفہ: مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر بنو شہم کا ایک چشمہ تھا۔ لامہ: زرہ۔ ظہر الدرع: اوپر نیچے پہننا۔ حزم رمن، حزننا، باندھنا۔ منطقة: پیٹی، کمرے باندھنے کا درپٹہ۔ اؤم: پختہ چمڑا۔ الترس، ڈھال۔ القوس: کمان۔ قنائة: تیر۔ شیخین: ایک مقام ہے جہاں حضور نے اُحد جاتے وقت رات میں فوج کو ٹھہرایا تھا۔ رماة: جمع رام، تیر چلانے والا۔ انتحاب: غارت گری لوٹ مار۔ رباعیة: سامنے کے چار دانت اور چلیوں کے درمیان والا دانت۔ حربۃ: جھوٹا نیزہ۔ جمع حراب: انھیں غزروں میں سے غزوہ احد بھی ہے جو ۸ شوال ۳ھ میں ہوا ہے۔ حضور تین ہزار افراد کے ساتھ نکلے جن کے ساتھ سات سو زرہیں اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے، ذالحلیفہ میں اترے وہیں بدھ اور جمعرات کو قیام فرمایا، پھر حضور نے عصر کی نماز جمعہ کے دن پڑھی پھر عمامہ باندھا اور اپنی زرہ پہنی اور دوزرہیں اوپر نیچے پہنیں اور چمڑے کے پٹکے سے کمر کس لی اور تلوار

توضیح

لنگالی اور اپنی کمر میں ڈھال کو ڈال لیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے اور کمان لنگالی اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لے لیا اور غنیمین میں رات گزاری پھر صبح کی نماز پڑھ کر جبل قنات پر چاس تیر اندازوں کو رکھ دیا، مسلمانوں نے جب حملہ کیا تو مشرکین شکست کھا گئے، انہی عورتیں وادیا کر رہی تھیں۔ مسلمان کفار کے پیچھے دوڑ پڑے تھے، جب تیر اندازوں نے غلبہ دیکھا تو وہ وہاں سے ہٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی تو معاملہ پلٹ گیا اور مسلمان شکست کھا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ صحابی رہ گئے تھے، آپ کا رباعی دانت شہید کیا گیا اور ابی بن خلف کے نیزے سے آپ کو چوٹ آئی جس کی بنا پر آپ پیچھے گر پڑے۔ مہاجرین اور انصار میں سے ستر آدمی شہید کئے گئے۔

غزوة الحديبية وارسال الرسل

غزوہ حدیبیہ اور ایلیچوں کی روانگی

وفي السادسة الهجرية وقعت غزوة الحديبية وبعث الرسل إلى الأفاق وفيها ماتت أم رومان أم عائشة وعبد الرحمن رضي الله تعالى عنها وعنهم واسلم أبو هريرة قدّم مع الدوسيين المدينة وهو صلي الله عليه وسلم بخيبر فشهدها واسمها عبد شمس أو غيره مات سنة سبع وخمسين ٥

توضیح

۳۔ میں غزوہ حدیبیہ ہوا اور اطراف عالم میں قاصدوں کو بھیجا گیا اور اسی سال حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد الرحمنؓ کی والدہ کا انتقال ہوا اور حضرت ابو ہریرہؓ مسلمان ہوئے، دوسیوں کے ساتھ آپ مدینہ تشریف لائے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے مقابلے میں تھے۔ اس بنا پر وہ مدینہ حاضر ہوئے آپ کا نام عبد شمس یا اس کے علاوہ تھا، آپ کی وفات ۷ھ میں ہوئی۔

وفاته صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا بر فانی سے رحلت

مرض النبي صلى الله عليه وسلم وهو بالمدينة بصدا أضر الراس واشتد مرضه حيثما فحيتا فلما أصبح يوم الاثنين خرج الملائكة فرأهم يصلون الصبح فبشتم صلى الله عليه وسلم سرورا بما رأوا من إقامتهم الصلوة ثم رجع إلى بيته فأنصرف الناس وهم يرون أنه أفاق

مِنْ وَجَعِهِ وَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَهْلِهِ بِالسَّخِّ فَنُفِىَ فِي نِصْفِ نَهَارِهِ وَقِيلَ: ضَمَاهُ اثْنَيْ عَشَرَ
مِنْ هَجْرَتِهِ وَكَانَ مَدَّةَ مَرَضِهِ اثْنَيْ عَشَرَ أَوْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَشَادُوا فِي أَمْرِ الْخُلَافَةِ
كُلَّ الْيَوْمِ وَغَسَلُوهُ يَوْمَ الْثَلَاثَاءِ وَصَلُّوا عَلَيْهِ فَمَرَدَّ إِلَى اللَّيْلِ فَمَدَّنُوهُ لَيْلَةَ الْارْبَعَاءِ
وَكَانَ عُمُرُهُ ثَلَاثَ وَسِتُونَ ۞

لغوی تحقیق

صَدَار، سرکار۔ سَخ، عوالی المدینہ میں ایک مقام ہے جس میں بنو حارث بن خزرج
کے لوگ رہتے تھے۔ فَنُفِیَ، چاشت کا وقت۔ فَرَادَى، باری باری، تنہا تنہا۔

توضیح

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سر کے درد میں مبتلا ہوئے اور وقتاً فوقتاً آپ کا مرض بڑھتا
گیا، پیر کی صبح کو آپ لوگوں کے درمیان تشریف لائے، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا،
جس کی وجہ سے آپ خوشی کے مارے مسکرائے نماز کو قائم کرتے ہوئے دیکھ کر۔ پھر آپ گھر تشریف لے آئے۔
لوگ بھی لوٹ گئے۔ سب دیکھ رہے تھے کہ آپ کو سر کے درد سے افاقہ ہو گیا، اور حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر مقام
سَخ میں تشریف لے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نصف النہار اور بعضوں نے کہا کہ چاشت کے وقت
۱۲ ربیع الاول ۱۱ء میں ہوئی، اور آپ کی مدت مرض بارہ یا چودہ دن ہے تو لوگوں نے خلافت کے مسئلہ میں
پورے دن مشورہ کیا اور آپ کو منگل کے دن غسل دیا اور سبھوں نے نماز پڑھی تنہا تنہا رات تک پھر بدھ کی رات
کو دفن کیا۔ اور آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

حلیۃ المبارکۃ

آپ کا حلیہ مبارکہ

كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَا وَيُحْمِلُ تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ الْبَدْرُ وَفِيهِ تَدْوِيرٌ
عَظِيمٌ الْهَامَةُ رَجُلٌ شَعْرٌ لَيْسَ بِمَجْعِدٍ وَلَا سَبِيحٍ، وَاسْعُ الْجَبِينِ، أَوْ عَجَبُ الْعَيْنَيْنِ أَقْفَا الْعَرَبَيْنِ
لَهُ نَوَاسِرٌ يَعْلُوهُ سَهْلُ الْحَذَيْنِ، أَزْهَرُ اللَّوْنِ، كَثْفُ اللَّحْيَةِ، كَانَ عُنُقُهُ، جِيدٌ دُمِيَّةٌ
طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الرَّاخَةِ، شَأْنُ الْكَفَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ذُو مَسْرَبَةٍ، سَوَاءُ الْبَطْنِ وَ
الصَّدْرِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، خَاتَمُ السَّبْقَةِ أَجْرُهُ إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبِ أَجْوَدِ النَّاسِ
صَدْرًا وَاصْدَقِ النَّاسِ، وَالْيَنَهِمُ عَرِيكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عَشِيرَةً مَنْ رَأَى بَدَاهَةً
هَابَةً، وَمَنْ خَالَطَهَا مَعْرِفَةً أَحَبَّهَا، يَبْدَأُ مِنْ لَقَى بِالسَّلَامِ ۞
أَخْلَاىَ أَنْ شَطَّ الْحَبِيبِ وَدَارَهُ ۞ وَعَزَّ تَلَاوِيهِ وَنَاعَتُ مَنَازِلُهُ

وَفَاتَمَةُ اَنْ تَبْصُرَهُ بِعَيْنِكَ ۖ فَمَا فَاتَكُم مِّنْهُ فِهْذَى شَمْلًا

لغوی تحقیق

بیتلاً وجہ: چہرہ کا چمک اٹھنا۔ تدویر: گولائی۔ ہامتہ: سر، ہر چیز کا کنارہ۔ ج ہام۔ رجبل: ہلکا گھنگھریالا بال۔ ج ارجال۔ رجالی۔ جعد: زیادہ گھنگھریالا بال۔ رکت، جعادۃ وجودۃ۔ الشعر: گھنگھریالا ہونا۔ سبط: سیدھے بال۔ ج سباط، سبط (س، ن) سبطا، سبطوطۃ۔ بالوں کا سیدھا ہونا۔ ادعج: بڑی اور زیادہ سیاہ آنکھ والا۔ دعجت (س، ن) دعجا۔ العین: آنکھ کلبے انتہا سیاہ اور بڑا ہونا۔ افتی: نتھنے تنگ اور درمیان سے اونچی ناک والا ہونا۔ العرنین: ناک، ہر چیز کا اگلا حصہ۔ ج عرائین۔ کث العینۃ: گھنی ڈاڑھی والا۔ ج کثاٹ۔ کث (ض، کثاٹہ) (س) کثاٹہ: غلیظ ہونا۔ دنیۃ: پتلی جو خون کی طرح سرخ اور مقشوش ہو۔ بت۔ ج دمی۔ الزمذین۔ زند کا تشبیہ ہے: کلائی، ہاتھ کا گٹا۔ ج زند، ازند۔ رجب: کھلا ہوا، کشادہ۔ رجب (دک، رجبنا) (س، رجبنا) مکان: کھلا ہوا ہونا۔ کشادہ ہونا۔ الرآۃ: ہتھیلی۔ شش: موٹا اور سخت۔ مضبوط۔ مسروۃ: سینہ کے مابین پیٹ تک کے بال اجرو: بے بال، چھوٹے بالوں والا۔ یخظ: نیچے اترنا۔ صبت: نشیب۔ ج اصباب: عریکۃ: خصلت، عادت، طبیعت۔ عشیرۃ: قبیلہ، جماعت۔ ج عشائر۔ ہات۔ ہیئۃ: ڈرنا، خوف کرنا۔ اخلائی: مرکب اضافی ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ یا خلائی۔ اخلا غلیل کی جمع ہے۔ جیسے اطباء جمع طبیب کی ہے۔ ضرورت شعریہ کی وجہ سے مقصور کر دیا۔ شط (ض، ن) شطا، شطوطا: بے ہونا۔ عز (ض، ن) عز۔ الشی: کیاب ہونا، مشکل ہونا۔ تلائی: ملاقات۔

توضیح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ انور جو دہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، چہرہ میں کچھ گولائی تھی، سر بڑا تھا۔ آپ گھنگھریالے بال والے نہیں تھے، بہت زیادہ اور نہ بالکل سیدھے بال والے تھے بلکہ کم گھنگھریالے بال والے تھے، کشادہ پیشانی والے تھے، بڑی اور سیاہ آنکھ والے تھے اور درمیان سے بلند ناک والے تھے، نرم رخسار والے تھے، رنگ آپ کا کھرا ہوا تھا، ڈاڑھی گھنی تھی، آپ کی گردن خوبصورت تصویر کی گردن کی طرح تھی، آپ کے گٹے لمبے تھے، ہتھیلیاں چوڑی چوڑی تھیں، ہاتھ اور پاؤں موٹے اور سخت تھے، سینہ میں بال والے تھے، پیٹ اور سینہ دونوں ہموار تھے، مونڈھوں کے درمیان ہر نبوت تھی، آپ کے پورے بدن پر بال نہ تھے، جب آپ چلتے تھے تو گویا بلندی سے اترتے ہیں۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح دل کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ سچے بات کے اعتبار سے تھے، اور سب سے زیادہ شریف خاندان کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ نیک طبیعت کے اعتبار سے تھے، جو آپ کو اچانک دیکھتا تو ہیبت میں مبتلا ہو جاتا اور جو آپ سے ملتا جلتا تھا وہ آپ سے محبت کرتا، جس سے بھی ملاقات کرتے تھے تو پہلے سلام کرتے تھے۔

میرے دوستو اگر دوست اور اس کا مکان دور ہو گیا اور اس سے ملنا دشوار ہو گیا اور اس کی منزلیں بعید ہو گئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھنا فوت ہو گیا تو تم سے نہیں فوت ہوئی ہے اس کی عادتیں تو یہ ہیں اس کی عادتیں۔

العشرة المبشرة

عشرة مبشرة

پیغمبر خدا ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ہر ایک کی فضل و کمال میں مشہور ہیں۔

حضرت سعید، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت طلحہ، حضرت عامر، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن ابن عوف، حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

السيرة الصديقية
حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت

ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن عثمان ابی قحافة بن عامر، وكان اسمها عبد رب أنسبه فماؤه صلى الله عليه وسلم عبد الله، وأمه أم الخير بنت خضر بن عامر وماتت هي وأبوه مسلمين، ولا بويها وولده ولد ولد له صحبة ولم يجتمع لاحد من الصابة، خلف يوم الثلاثاء ثاني يوم موته صلى الله عليه وسلم مات لثمان بقين من جمادى الآخرة بدين المغرب والعشاء وله ثلاث وستون، عسلته امرأته بوصيته۔

توضیح
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ابن عثمان ابن ابی قحافہ ابن عامر ہے۔ اور ابوبکر کنیت ہے۔ آپ کا نام عبدالرب الکعبہ تھا۔ حضور ﷺ نے عبداللہ نام رکھا۔ آپ کی والدہ ام الخیر بنت خضر ابن عامر تھیں۔ آپ کی والدہ اور والد دونوں نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا۔ آپ کے والدین، بچے اور پوتے سب کو حضور کی صحبت حاصل تھی اور کسی صحابی کیلئے یہ خوبیاں جمع نہیں ہوتیں۔ بروز منگل حضور کی وفات کے دو ستر دن آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ جمادی الاخریٰ کی ۲۲ تاریخ کو ۳ سالہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، آپ کی المیہ نے ہی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔

السيرة الفاروقية
حضرت عمر کی سیرت

الفاروق هو ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفيل أسلمه ستة سنين أو خمسين قبل الهجرة بعد أربعين رجلاً، مات لطعن

أَبِي لَوْلُؤَةَ غَلَامُ الْمُخِيرَةِ بَنِي شُعْبَةَ لَا تُرْهِجُ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعَشْرِينَ وَذُوْنِي
عُرَّةَ الْمُحَرَّمِ وَلَمْ تَلَاثٌ وَسِتُّونَ وَمِئَةٌ خَلَا فِتْنَةُ عَشْرٍ سِنِينَ وَنُصِفْتُ ۝

توضیح

لقب فاروق ہے، کنیت ابو حفص، نام عمر۔ پورا نسب یہ ہے عمر بن خطاب ابن نفیل بن عبد العزی
ابن قرط ابن رباح بن عبد اللہ ابن رباح ابن عدی ابن کعب۔

ہجرت سے پانچ یا چھ سال قبل آپ نے اسلام قبول کیا چالیس مرد کے بعد۔ ابو لؤلؤہ کے نیزہ مارنے کی وجہ
سے جو غیرہ ابن شعبہ کا غلام تھا آپ نے ۲۳ھ ۲۶ ذوالحجہ کو وفات پائی۔ اور محرم کی پہلی تاریخ میں دفن
کئے گئے۔ اور آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، اور آپ کی مدتِ خلافت ساڑھے دس سال ہے۔

السيرة العثمانية
حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت

عثمانُ هو عبد الله بن عفان ابن عبد الله بن العاص بن امية
اسلم قديماً قبل دخوله دار الارقم وهاجر الى الحبشة
المهجرتين سبتي ذالنورين لجمعها بين بنتي النبي صلى الله

عليه وسلم رقيته وام كلثوم استخلف عرّة المحرم سنة اربع وعشرين وقتل لثاني
عشر من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين ولما اثنان وثمانون سنة وصلى عليه حكيم
بن حزام ومدة خلافتيه اثنا عشر سنة ۝

توضیح

نام عثمان ہے، کنیت ابو عبد اللہ (لقب ذوالنورین ہے) نسب نامہ یہ ہے: عثمان ابن عفان ابن
عبد اللہ ابن عاص ابن امیہ۔

آپ دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے اور حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت
کی۔ آپ کو ذوالنورین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما
کے جمع ٹھہرنیکی وجہ سے کہا جاتا تھا۔
محرم کی پہلی تاریخ ۲۳ھ کو خلیفہ بنائے گئے اور ۱۲ ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید کئے گئے۔ آپ کی
عمر ۸۲ سال کی تھی۔ حضرت حکیم ابن حزام نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور آپ کی مدتِ خلافت بارہ سال ہے۔

السيرة العلوية
حضرت علیؓ کی سیرت

علي هو ابن ابي طالب ابو الحسن وابو تراب وامم فاطمة بنت
اسد اسلم ولما خمس مع العشر ضربا عبد الرحمن بن
ملجم لسبع عشر من رمضان سنة اربعين ومات بعد

ثلاث ولہ ثلاث ورسولون اذ غیرہ و مدۃ خلافتہ اربع سنین و شہوہ

توضیح

نام علی، کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے، علی بن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں۔ آپ کی عمر اسلام لانے کے وقت پندرہ سال کی تھی۔ عبدالرحمن ابن لخم نے سن ۶۱۰ ۱۱ ھ میں آپ کو نیزہ مارا۔ اور آپ تین روز کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال یا اس کے علاوہ تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال اور کچھ ہسینے ہیں۔

طلحۃ

هو ابو محمد بن عبد الله بن عمرو، أسلم قدیمًا، قُتِلَ في وقعتہ الجملہ العشرین من جمادی الاخری سنۃ ست و ثلاثین ولہ اربع ورسولون سنۃ

توضیح

نام طلحہ، کنیت ابو محمد۔ سلسلہ نسب یوں ہے، طلحہ ابن عبد اللہ ابن عمرو۔ آپ بہت پہلے اسلام لائے تھے۔ جنگ جمل میں ۲۰ جمادی الاخری ۳۵ ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا، آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔

الزبیر

هو ابو عبد الله بن العوام و أمّہ صفیۃ عمتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسلم قدیمًا، قُتِلَ سنۃ ست و ثلاثین ولہ اربع ورسولون او غیر ذلک

توضیح

نام زبیر ہے، کنیت ابو عبد اللہ ابن عوام ہے۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بہن ہیں۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ۶۴ ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ عمر ۶۴ سال کی تھی یا اس کے علاوہ۔

سعد

هو ابو اسحق بن ابلہ وقاچر أسلم قدیمًا مات سنۃ خمس وخمسين

توضیح

نام سعد ہے، کنیت ابو اسحاق ابن ابی وقاص ہے۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے وفات ۵۵ ھ میں ہوئی۔

سَعِيد
حضرت سعیدؓ

هو ابوالاعور بن عبد الرحمن اسلم قد يّمات سنة احدى وخمسين ۛ

توضیح

نام سعیدؓ، کنیت ابوالاعور ابن عبد الرحمن ہے۔ آپ بھی شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ وفات ۵۱ھ میں ہوئی ہے۔

عبد الرحمن
حضرت عبد الرحمنؓ

هو ابو محمد بن عوف مات سنة اثنين وثلاثين ۛ

توضیح

نام عبد الرحمنؓ، کنیت ابو محمد ابن عوف ہے۔ آپ بھی ابتداء ہی میں اسلام لائے تھے۔ وفات ۳۲ھ میں ہوئی ہے۔

أبو عبيدة
حضرت ابو عبیدہؓ

هو قمار بن عبد الله بن الجراح مات سنة ثمان عشر ۛ

توضیح

نام عامر، کنیت ابو عبیدہ ابن الجراح ہے۔ وفات ۱۸ھ میں ہوئی ہے۔

ثمرة العلم

علم کا پھل

لقم ہارون الرشید الکسانی فی بعض طرقہ فوق علیہ وتخف بسؤالہ عن حالہ فقال: انا بخیر یا امیر المؤمنین ولولم اجد من ثمرة الادب الا ما وهب الله تعالى لی من وقوف امیر المؤمنین علی لکان ذلک کافیا۔

لغوی تحقیق

ثمرۃ نتیجہ پھل۔ ج ثمار۔ الکسانی، ابو الحسن بن حمزہ اسدی کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ہارون الرشید کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ کا فن قراءت میں بہت بلند مقام ہے اور یہی نہیں آپ علم نحو کے بھی امام تھے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص علم نحو میں مہارت تامہ حاصل کرنا چاہے وہ کسائی کا اتباع کرے۔ آپ فن قراءت میں حمزہ زیات کے شاگرد ہیں۔ کسائی، سیویہ، یزیدی، ابو یوسف، محمدؒ میں اکثر مناظرات ہوتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام محمدؒ نے کہا کہ جو شخص سجدہ سہو میں سہو کرے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، آیا اس کو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے یا نہیں۔ کسائی نے کہا: نہیں۔ امام محمدؒ نے پوچھا: کیوں؟

کسائی نے جواب دیا کہ نحویوں کا مذہب ہے، ائمہ صغیرہ و صغیرین جب صیغہ کی تصریح کر لی جائے تو دوبارہ اس کی تصریح نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بنی راد میں نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ امام محمد اور امام زفر کا ہے۔ جب ہارون نے خراسان کا ارادہ کیا تو کسائی اور محمد ان کے ہمراہ تھے، مقام ربوہ میں جو علاقہ زنی سے ہے ان دونوں حضرات کی حیات و فساد کر سکی۔ اور ۱۸۳ھ اور بقول انباری ۱۸۲ھ میں اسی جگہ انتقال کر گئے۔ جس پر ہارون نے حسرت بھرے لہجہ میں کہا آج میں نے فقہ اور لغت کو مقامِ رے میں دفن کیا۔ تحفی فی الشیء، کوشش کرنا۔

توضیح ایک راستہ میں امام کسائی سے ہارون رشید کی ملاقات ہوئی۔ ہارون رشید کھڑا ہو گیا اور بہت ہی خوشی ظاہر کر کے حالت دریافت کی۔ تو کسائی نے جواب دیا امیر المؤمنین میں بخیر ہوں۔ اگر میں علم ادب کے پھل میں سے سوائے اس کے نہیں پاتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی عیسیٰ امیر المؤمنین کا میری وجہ سے رکنا، تو یہ بھی کافی ہوتا۔

وَدَخَلَ أَبُو يَوْسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَهُمَا فِي مَدَنٍ أَكْرَمَ وَمِمَّا زَحَفَتْ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ هَذَا الْكُوفِي قَدْ غَلَبَ عَلَيْكَ، فَقَالَ يَا أَبَا يَوْسُفَ! إِنَّ لِي لِيَا تَبْنِي بِأَشْيَاءَ يَشْتَمِلُ عَلَيْهَا قَلْبِي وَتَأْخُذُ بِمَجَامِعِ فَقَالَ الْكَسَائِيُّ، يَا أَبَا يَوْسُفَ! هَلْ لَكَ فِي مُسْئَلَةٍ؟ فَقَالَ: فِي نَحْوِهَا فِي فَقْهِ؟ فَقَالَ: بَلْ فِي فَقْهِ، فَضَمُّهُ هَارُونَ حَتَّى فَحَصَ بِرَجْلَيْهِ فَقَالَ: تَلَقَّى عَلَى أَبِي يَوْسُفَ الْفَقْهَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا يَوْسُفَ! فَمَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَالَ لَزَوْجَتِهِ: أَنْتَ طَالِقٌ أَنْ دَخَلْتَ الدَّارَ، قَالَ أَنْ دَخَلْتَ الدَّارَ طَلَقْتَ، قَالَ: أَخْطَأْتُ يَا أَبَا يَوْسُفَ فَضَحِكَ الرَّشِيدُ ثُمَّ قَالَ: لَكَيْتَ الصَّوَابُ، قَالَ إِذَا قَالَ: أَنْ وَجِبَ الْفِعْلُ دَخَلْتُ بَعْدَ أَذْ لَمْ تَدْخُلْ وَإِذَا قَالَ: أَنْ بِالْكَسْرِ لَمْ يَجِبْ وَلَمْ يَقْعِ الطَّلَاقُ -

توضیح اور امام ابو یوسفؒ تشریف لائے درآخالیکہ یہ دونوں آپس میں بات چیت اور مزاح کر رہے تھے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ کوئی آپ پر غالب آچکا ہے۔ ہارون رشید نے جواب دیا کہ اے ابو یوسف یہ میرے سامنے کچھ چیزیں بیان کرتا ہے جن میں میری طبیعت لگتی ہے اور میرے دل پر چھا جاتی ہے۔ کسائی نے کہا: اے ابو یوسف کیا آپ کے پاس ایک مسئلہ کا جواب ہے؟ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا نحو کے بارے میں یا فقہ کے بارے میں۔ کسائی نے کہا نہیں بلکہ فقہ کے بارے میں۔ ہارون رشید اس قدر ہنساکہ اس نے دونوں پیرزمن پر دے مارے۔ ہارون رشید نے کہا تو امام ابو یوسف کے سامنے فقہ کا مسئلہ پیش کرتا ہے۔ کسائی نے جواب دیا۔ ہاں۔ پھر کسائی نے سوال کیا اے ابو یوسف تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق ان دخلت الدار۔ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اگر وہ گھر میں داخل ہو جائے گی تو طلاق پڑ جائے گی۔ کسائی نے کہا: ابو یوسفؒ تم غلط کہہ رہے ہو۔ تو ہارون رشید ہنسنا پھر اس نے کہا تو پھر

صحیح کیا ہے؟ کسائی نے جواب دیا جب وہ کہے اُن تو فعل واجب ہو گیا۔ اس کے بعد داخل ہوا نہ ہو۔ اور جب وہ کہے اِن کسرہ کے ساتھ تو فعل واجب نہیں ہوا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اکرام الشیب

بڑھاپے کی عزت

حدّث محمد بن مسلم الخواص الرجل الصالح قال رأيت يحيى ابن اکثم القاضی فی المسام فقلت له، ما فعل الله بك، قال: اوقفني بين يديه وقال: يا شيخ السوء! لولا شيبتك لاحتقتك بالنار فاخذني ما ياخذ العبد بين يدي مولاه، فلما افقت قالها ثانیة وثالثة فلما افقت قلت: یارب! ما لکذا احدثت عنک، فقال تعال ما حدثت عني؟ قلت حدثني عبد الرزاق، قال حدثني معمر بن راشد عن ابن شهاب الزهري عن انس بن مالك عن نبيك محمد صلى الله عليه وسلم عن جابر عنك يا عظيم انك قلت: ما شاب لي عبد في الاسلام شيبته الا استحييت منه ان اعدب بال نار فقال الله عز وجل: صدق عبد الرزاق وصدق معمر وصدق الزهري وصدق انس وصدق جابر، انا قلت ذلك انطلقوا بها الى الجنة

لغوی تحقیق

شیب: بڑھاپا۔ شاب (رض) شیبنا، بڑھا ہونا۔ محمد بن مسلم الخواص۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد و پرہیزگار بزرگ تھے اور قرن ثالث کے آخری دور کے مجذوب صفت صاحب حکایات عجیب و غریب شخص تھے۔ افقت۔ افاقہ من مرضہ، بیماری کے بعد تندرست ہونا۔ عبد الرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری۔ آپ کی ولادت ۲۶۹ھ میں ہوئی۔ اور آپ کی رحلت ۳۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام مصنف ہے۔ جو آج کل ہمارے درمیان مصنف عبد الرزاق کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ ذہبی نے آپ کی کتاب مصنف کو علم کا خزانہ لکھا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرزاق سے بڑھ کر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی آپ کے جید تلامذہ ہیں۔ معمر بن راشد الاسدی۔ آپ بطور مہمان بن تشریف لے گئے اور وہیں ۳۴۰ھ میں وفات کر گئے۔

توضیح

ایک نیک شخص محمد بن مسلم الخواص نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ ابن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اے بڑے بڑے اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے آگ میں جلا دیتا۔ تو مجھے اس چیز نے پکڑ لیا جو غلام کو مولیٰ کے سامنے پکڑ لیتی ہے (یعنی بیہوشی) جب مجھے افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ

نے دوسری اور تیسری بار یہی فرمایا۔ جب مجھے افادہ ہوا تو میں نے عرض کیا مجھے آپ کے بارے میں اس طرح کی حدیث نہیں بیان کی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بارے میں کیا حدیث بیان کی گئی ہے؟ تو میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ہے، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان سے حضرت جبرئیل نے اور حضرت جبرئیل سے آپ نے اے عظمت والے تو نے کہا میرا کوئی بندہ اسلام میں بوڑھا نہیں ہوتا مگر میں اس سے شرماتا ہوں کہ اسے آگ میں عذاب دوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا عبدالرزاق نے بھی سچ کہا اور معمر نے بھی اور زہری نے بھی اور حضرت انس نے بھی اور حضرت جبرئیل نے بھی سچ کہا کہ میں نے یہ کہا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔

اِعْتَوَارُ الْاَعْرَابِ

حکمت کی تبدیلی

تَعَذَّرَ عَلَى رَجُلٍ لِقَاءُ الْمَأْمُونِ فِي ظِلَامَةٍ، فَصَاحَ عَلَى بَابِهِ، اَنَا اَحْمَدُ النَّبِيُّ الْمَبْعُوثُ فَأَدْخَلَ الْبَيْتَ، وَاعْلَمَ أَنَّهُ تَنَبَّأَ فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ، فَذَكَرَ ظِلَامَتَهُ فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِيهَا فَحُكِمَ عَنْكَ؟ فَقَالَ وَمَا هُوَ؟ قَالَ ذَكَرْتُ أَنَّكَ نَبِيٌّ فَقَالَ، مَعَاذَ اللَّهِ اِنَّمَا أَقْلْتُ، اَحْمَدُ النَّبِيُّ الْمَبْعُوثُ اِفَانتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِمَّنْ لَا يَحْمَدُ؟ فَاسْتَظْفَرْتُ وَأَمَرَ بِانْصَافِهِ؛

لغوی تحقیق

اعتوار، ہاتھ درہاتھ لینا۔ ظلامت، ظلم جو تم برداشت کرو۔ ج مظالم۔ تنبأ، نبوت کا دعویٰ کرنا۔ فاستظرف، استظرف، ظریف الطبع سمجھنا۔

توضیح

ایک شخص کیلئے مامون سے اپنے حق کے طلب کرنے کے سلسلہ میں ملاقات مشکل ہو گئی تو اس نے دروازے پر آواز لگائی "اَنَا اَحْمَدُ النَّبِيُّ الْمَبْعُوثُ" تو مامون کے پاس داخل کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو مامون نے اس سے کہا، تم کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے اپنا حق بیان کیا۔ مامون نے اس سے پوچھا، تم کیا کہہ رہے ہو اس چیز کے بارے میں جو تمہارے متعلق نقل کی جا رہی ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ تو مامون نے کہا کہ لوگوں نے یہ بیان کیا کہ تو نبی ہے۔ اس نے کہا معاذ اللہ میں نے کہا "اَحْمَدُ النَّبِيُّ الْمَبْعُوثُ" یعنی میں تعریف کرتا ہوں نبی مبعوث صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ اے امیر المؤمنین کیا ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ کی تعریف نہیں کرتے۔ تو مامون نے اس کو ظریف الطبع آدمی سمجھا اور اس کو اس کا حق دینے کا حکم دیا۔

صَوْنُ اللِّسَانِ عَمَّا يَوَلُّهُ إِلَيْهِ

زبان کی حفاظت اس چیز سے جو اسی کی طرف لوٹ آتی ہے

خَرَجَ شَرِيحُ الْقَاضِي مِنْ عِنْدِ زِيَادٍ، وَتَرَكَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْ حَالِهِ فَقَالَ تَرَكَتُهُ يَامُرُونِي فِجْزِ عَوَالِ السَّلَامَةِ فَمَا رَاعَهُمُ الْأَصْبَاحُ النَّاسُ نَحَاتٍ عَلَيْهِ فَسَبَّلَ شَرِيحُ عَنْ قَوْلِهِ فَقَالَ: تَرَكَتُهُ يَامُرُ بِالْوَصِيَّةِ وَنِيهُي عَنْ الْبَكَاءِ عَلَيْهِ ۝

لغوی تحقیق

صَوْنُ (د) پناہ دینا، محفوظ رکھنا، حفاظت کرنا۔ شَرِيحُ بن الحارث بن قیس کنذی ابواسمہ۔ آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے اور مشہور و معروف قاضی ہیں، حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا، چنانچہ آپ نے ۷۵ سال امور قضاہ کو بخوبی انجام دیا۔ آپ نے ایک سو سال یا ایک سو آٹھ سال، یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ۶۷ یا ۶۸ یا ۶۹ یا ۷۰ سال میں اس دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرمائی۔ بخود ان جوڑا بخشش میں غالب آنا بنفسہ، جان دینا۔ راعہم۔ روغا، پریشان کر دینا، گھبرا دینا۔ صَبَّاح۔ صبح (د) صبا، صبا، صبا، شور مچانا، چیخنا، چلانا۔ النَّاسُ نَحَاتٍ۔ جمع ناخجہ، فوج اور وادیا کی عورت۔ قاضی شریح زیادہ کے پاس سے نکلے در اسحاق لیکوہ جان دینے کے قریب تھا تو لوگوں نے آپ سے زیادہ کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اسے چھوڑا مروئی کرنے کی حالت میں تو لوگ اس کی سلامتی پر گھبراٹھے تو منہیں ڈرایا ان کو مگر اس پر فوجہ کی عورتوں کی چیخ و پکار نے۔ تو شریح سے ان کے قول کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، میں نے اسے چھوڑا وصیت کا حکم کرتے ہوئے اور روئے سے منع کرتے ہوئے۔

توضیح

مَا الْحِيلَةُ لِمَنْ خُلِقَ قَبِيحًا

اس شخص کیلئے کیا تدبیر ہے جو بد صورت پیدا کیا گیا ہو

قَالَ الْأَصْمَعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: دَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى فَقَالَ لِي: هَلْ لَكَ يَا أَصْمَعِيُّ مِنْ زَوْجَةٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَجَارِيَةٌ؟ قُلْتُ: لِلْمَهْنَةِ، قَالَ: فَهَلْ لَكَ إِنْ أَهَبَ لَكَ جَارِيَةً نَظِيفَةً قُلْتُ: إِنِّي لَمُحْتَاجٌ إِلَى ذَلِكَ فَأَمَرَ جَارِيَةً فَأَخْرَجَتْ وَهِيَ فِي غَايَةِ الْحَسَنِ وَالْجَمَالِ وَالْهَيْبَةِ وَالظُّلَمِ فَقَالَ لَهَا: قَدْ وَهَبْتُكَ لِهَذَا، وَقَالَ لِي: اخْذْ هَذَا فَشَكَرْتُ، وَبَكَتِ الْجَارِيَةُ وَقَالَتْ يَا سَيِّدِي! أَتَدْفَعُنِي لِهَذَا الشَّيْخِ؟ مَعَ مَا أَرَى مِنْ سَاحَتِكَ وَقَبِيحِ مَنْظَرٍ وَجَزَعَتِ

جز عا شدد ید انقال لی: یا اضمعی اهل لك ان اوعو ضنك منها الف دينار؟ فقلت ما اكره
ذلك فامر لی بهما ودخلت الجارية فقال لی یا اضمعی! انكرت عليها شيئا فاردت عقوبتها بك، ثم
رحمتها منك، فقلت یا ايتها الامير افلا علمتني قبل ذلك فاني لما انك حسنة سوتحت لحيتي و
اصلحت وجهي وعمتي فلو عرفت الخبر لسرت علي هيتي وخلقى، فوالله لو رأستني كذا لك لمسا
عاودت شيئا تسكره ابداً :

لغوی تحقیق

الحلیۃ: تجویز، تدبیر۔ ج حیل۔ الاضمعی: ابو سعید، عبدالملک۔ جاخط کی طرح یہ بھی بد صورتی میں
مشہور تھے، مگر ادب و لغت اور حفظ و دوا میں عرب میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خود آپ
کا ارشاد ہے کہ مجھے سولہ ہزار اشعار حفظ ہیں۔ ہارون الرشید آپ کو سلطان الشعراء کے لقب سے یاد کرتا تھا، انفس فرماتے
ہیں کہ اضمعی و خلف سے بڑھ کر کسی کو اشعار حفظ نہ تھے، لیکن اضمعی بخوبی بھی تھا اس لئے اس کا علم خلف سے بڑھا ہوا
تھا۔ ابو حاتم سخیانی، صفانی، عبدالرحمن بن عبداللہ، ابو الفضل ریاشی، احمد ترمذی وغیرہ آپ کے تلامذہ ہیں۔ ایک دن
ایک شخص نے آپ کی مجلس میں کہا کہ زمانہ خراب ہو گیا ہے تو آپ نے بلا تکلف یہ شعر کہا۔

ان الجدد یدین و فطول اختلافهما لا یفسدان ولكن یفسد الناس

آپ نے تقریباً اسی سال کی عمر پائی ہے اور ۲۱۵ء میں یا ۲۱۶ء میں وفات پائی۔ المہنتہ: کام کی مہارت، خدمت
ج بہن، بہن۔ سماء: جود و سخاوت، کرم بخش۔ سرحت: تشریحا، کنگھا کرنا۔ عمتی: عمتہ بچہ کی باندھنے کی ہیئت۔

اضمعی نے بیگان کیا کہ میں ایک دن جعفر ابن یحییٰ کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اضمعی!
کیا تمہاری بیوی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو جاریہ ہے؟ تو میں نے کہا کام کاج کیلئے
تو جعفر ابن یحییٰ نے کہا کیا صاف ستھری باندی بیہ کے طور پر تمہیں دیدوں۔ تو میں نے کہا کہ ہاں میں اس

کا ضرورت مند ہوں تو اس نے ایک جاریہ دینے کا حکم دیا، جاریہ نکالی گئی، وہ بہت زیادہ حسین و جمیل خوشحال اور
خوش وضع تھی۔ جعفر نے باندی سے کہا میں نے تجھے بہہ کر دیا اس کو، اور مجھ سے کہا یہ لے لو۔ میں نے اس کا شکریہ
ادا کیا، باندی رونے لگی اور اس نے کہا کیا آپ مجھے بہہ کر رہے ہیں، اس شیخ کے لئے باوجودیکہ میں آپ کی سخاوت
اور اس کی بد صورتی دیکھ رہی ہوں۔ اور بہت زیادہ گھبرائے لگی تو مجھ سے کہا، اے اضمعی کیا تمہیں اس کی رغبت
ہے کہ میں تمہیں اس کے بدلے ایک ہزار دینار دوں۔ تو میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں، میں اسے ناپسند
نہیں کرتا، پھر ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور باندی اندر چلی گئی تو مجھ سے جعفر کہنے لگا، اے اضمعی مجھے اس کی
ایک حرکت ناگوار گذری تھی، میں نے چاہا تھا کہ اسے سزا دوں، آپ کے ذریعہ میں نے رحم کھایا آپ کی وجہ سے۔ تو
میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیوں آپ نے مجھے اس سے پہلے نہیں بتایا۔ اس لئے کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا
مگر ڈاڑھی میں کنگھی لگا کر اور بچہ گامی سوار کر۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اپنی صورت میں آتا، تو قسم خدا کی اگر وہ

مجھے اس طرح دیکھتی تو کبھی دوبارہ آپ کیلئے ناگوار حرکت نہیں کرتی۔

إِعْلَمَ (هَذَا الْاَلَهُ) مَا ذَكَرْتُ مِنْ قُبَيْهِ وَجَعَهُ مَعَ عِلْمِهِ الَّذِي زَيَّنَهُ الْاَلَهُ بِهِ، وَاشْتَهَرَ شَرْقًا وَغَرْبًا وَكَانَ يُبْنِغُ لِمَنْ خُلِقَ قَبِيحَ الصُّوَرِ أَنْ يَدْخُلَهَا الْاِخْلَاقُ الْحَسَنَاءُ وَالْاَفْعَالُ الْمَدْحُورَةُ عَلَيْهِا لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ جَا مَعًا يَنْفَعِينَ وَمِنْ هُنَا مَا رَوَى كَانَ الْاَوَّلُ يَقْصُ الْمَغْزُومِ أَقْبَمَ النَّاسِ خَلْقَهُ وَمَا رَوَى مُشْكِلًا فِي الْخُفَاتِ وَالزُّهْدِ وَكَانَ قَاضٍ مَكَّةَ فَقَالَ يَوْمًا لِحَسَنَاتِهِ قَالَتْ لِي أُتِي، يَا بُنَيَّ إِنَّكَ خُلِقْتَ خَلْقًا لَا تَصْلُمُ مَعَهَا الْمَجَالِسَةُ الْفَتَيَانِ فِي بُيُوتِ الْقِيَانِ فَطَلَيْكَ بِالْاَدِينِ، فَأَنَّ اَللَّهَ تَعَالَى يَرْفَعُ بِهِ الْحَسِيئَةَ وَيُثَمِّمُ بِهِ النَّقِيصَةَ فَتَفْعَلُ اَللَّهُ بِكُلِّ مَا فَوَّلْتُ الْقَضَاءُ وَرَوَى أَنْ اُمَّ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ اَدْوَحَتْ بِمِثْلِ هَذِهِ الْوَصِيَّةِ حِينَ ارَادَ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْغِنَاءُ فِي حَدَاثَةِ فَنَزَكَ، وَتَعَلَّمَ الْعِلْمَ فَذَهَبَ بِهَا حَيْثُ بَلَغَ وَكَانَ عَطَاءُ بْنُ اَبِي رِبَاعٍ اَعْوَرَ، اَسْوَدَ، اَفْطُسَ، اَشْلَى، اَعْرَجَ، ثُمَّ عَمِيَ وَامَةُ سَوْدَاءُ تَسْتَشِي بِرُكَّةٍ وَقِيلَ لَاهِلُ مَكَّةَ بَعْدَ مَوْتِهَا: كَيْفَ كَانَ عَطَاءُ بْنُ اَبِي رِبَاعٍ فَيَكُمُ؟ قَالُوا كَانَ مِثْلَ الْعَافِيَةِ الَّتِي لَا يُعْرِفُ فَضْلُهَا حَتَّى تَفْقَدَ:

لغوی تحقیق

یذکر۔ اذخر معنی ذخیرہ (ذخر الشئ) وقت ضرورت کیلئے پوشیدہ رکھنا۔ حسان۔ جمع حسن۔

الْعَفَاتُ: پارسی۔ عَفَّ (ض)، عَفَا و عَفَانًا، حرام یا غیر مستحسن سے رکنا، پاک دامن ہونا۔ صفت مذکر عَفِيفٌ و عَفَّ (ج) اَعْفَفٌ۔ صفت مؤنث عَفِيفَةٌ۔ ج عَفِيفَاتُ۔ القیان۔ قین، غلام۔ الحسیئۃ۔ الحسیس کا مؤنث۔ فزواگی ج خناس (س) خناسۃ و خسوسۃ و خنسۃ، رذیل ہونا۔ وزن یا اندازہ میں کم ہونا۔ النقیصۃ، عیب گیری، بُری خصلت۔ ج نقائص۔ حدیثہ: اہل دار جوانی۔ عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ کی ولادت یمن کے ایک مقام جن میں شہر میں ہوئی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا، اہل دینی تعلیم و تربیت مکہ میں ہوئی بچپن ہی سے سادہ مزاج اور ذکاوت و قیامت آپ کے چہرے نمایاں تھیں، آپ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ اگرچہ آلِ یسویٰ میں ابی خنیسہؓ کے غلام تھے مگر فضل و کمال، زہد و تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ تابعی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ عطاء بن ابی رباح بڑے ثقہ فقیہ اور عالم اور کثیر الحدیث تھے۔ علامہ بخاری فرماتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی اور مشہور امام تھے، بڑے بڑے ائمہ آپ کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے افضل نہیں دیکھا، امام رازیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عطاء دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے، حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ والو تم میرے پاس جمع ہوئے ہو حالانکہ تمہارے درمیان عطاء بن ابی رباح موجود ہیں۔ آپ نے اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اعور: کاننا۔ اسود: سیاہ۔ افطس: چوٹی ناک والا۔ اشل: جس کے جسم میں رعشہ ہو۔

توضیح

یاد رکھو مجھے ہدایت دے اللہ تعالیٰ جو میں نے اصبی کی بد صورتی بیان کی وہ ان کے اس علم کے ساتھ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں مزین کیا اور شرق و مغرب میں شہور ہوئے اور اس طرح پر بد صورتی کیلئے اچھے اطفال اور مرد و عورت کا کرنا کہ وہ بد صورتی کے درمیان جمع کر نیوالا نہ ہو اور اس موقع کے مناسب وہ واقعہ ہے جو نقل کیا جاتا ہے کہ اویقص غزوی بہت ہی بد صورت تھے لیکن پاکدامن اور تقویٰ میں انکی نظیر نہیں تھی اور وہ مکہ کے قاضی تھے، ایک دن اپنے مصاحبین سے فرمایا کہ مجھ سے ماں نے کہا اے بیٹے تو اس طرح پر لکھا گیا ہے کہ تو جوانوں کے ساتھ غلاموں کے گھروں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہے لہذا تو دین کو مضبوط پکڑے رہنا، چونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ذلت کو ختم فرمائیں گے اور نقصان کو پورا فرمائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ پہنچایا یاں کی بات کی وجہ سے، چنانچہ میں قاضی بن آیا گیا۔ اور منقول ہے کہ حضرت مالک بن انس کی والدہ نے بھی اسی طرح نصیحت کی تھی جب انھوں نے یہ چاہا تھا کہ بچپن میں گانا بجانا سیکھیں تو والدہ کی نصیحت پر انھوں نے اسے چھوڑ کر علم حاصل کیا اور اس کی وجہ سے بہت بڑے مرتبہ کو پہنچے۔ اور حضرت عطاء بن ابی رباح کالے سیاہ ناک کے چٹے ہاتھ شل پاؤں کے لنگڑے تھے پھر اندھے ہو گئے تھے، حضرت کی والدہ بھی کالی تھیں، نام برکہ تھا اور مکہ والوں سے ان کے انتقال کے بعد پوچھا گیا کہ عطاء بن ابی رباح تم میں کیسے تھے، تو انھوں نے کہا کہ اس سلامتی کی طرح تھے کہ جس کی قدر رہتی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد۔

التفكير في القضاء

فیصلہ میں غور و فکر

مِنْ عَجَائِبِ حُكْمِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبَأُ أَمْرًا ثَانٍ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا إِذْ جَاءَ الذَّبُّ فَذَهَبَ بِأَحَدِهِمَا فَقَالَتْ هَذِهِ: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ وَتَأَلَّتِ الْأَخْوَى، إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ فَاخْتَصَمْتُمَا إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضَى بِهِ الْكَبْرَى فَمَرَّ تَأَعْلَى سُلَيْمَانُ فَخَبَّرَ تَأَةً فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي بَسْكَانٍ اشْتَقَّ بَيْتُكَمَا فَقَالَتِ الصَّغْرَى لَا وَبِرَحْمَتِ اللَّهِ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصَّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّ كُنْتُ سَمِعْتُ بَاسْكَانٍ قَبْلَ ذَلِكَ مَا كُنْتُ أَقُولُ إِلَّا الْمَدِينَةَ ۝

لغوی تحقیق

عجائب - جمع عجیبتہ: حیرت انگیز چیز - حکم - جمع حکمت: دانائی، عقل - سکین: چھری - مدینہ: بڑی چھری۔

توضیح

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب و غریب مکتوں میں سے امام سلم کی نقل کردہ روایت ہے کہ جو حضرت ابو ہریرہؓ نے حضورؐ سے نقل کی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتیں بیسنی جن کے ساتھ دو بچے تھے، اچانک

ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک بچہ کو لے گیا تو اس نے کہا (دوسری سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا۔ دوسری نے کہا (پہلی سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے۔ دونوں نے اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پیش کیا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ کیا، دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں اور دونوں نے صورت حال بیان کی، تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک چھری لاؤ، میں اسے ٹکڑا کر کے تم دونوں میں تقسیم کر دوں گا۔ تو چھوٹی نے کہا، نہیں خدا کی قسم اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بیٹا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے اس سے پہلے سکین نہیں سنا تھا اس بنا پر کہ میں مدینہ کے سوا نہیں استعمال کرتا تھا۔

کیف النجاة من الالسة الطامعة

اچھی زبان سے نجات کس طرح ملے

وَكَانَ لَا بُدَّ لَامَةٍ بَرْدُونَ اعْجَبَ حَطَمَ هَرَمَ فَدَخَلَ عَلَى الْمَهْدِيِّ يَوْمًا وَابْنٌ يَدِيهِ مُسْلِمَةُ الْوَصِيفِ
فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي جَلَيْتُ بِبَابِكَ مَهْرًا لَيْسَ لِأَحَدٍ مِثْلُهُ وَاحْبَبْتُ أَنْ أَهْدِيَهُ لَكَ
فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَشْرِفَنِي بِقَبُولِهِ فَأَمْرًا بِدُخَالِهِ فَخَرَجَ وَادْخَلَ بِرُؤُوسِهِ فَقَالَ لَهُ الْمَهْدِيُّ إِنِّي
شَيْءٌ هَذَا؟ وَيْلَكَ، الْمَرْتَعَمَانَةُ مُهْرٌ؟ فَقَالَ لَهُ الْبُودُ لَامَةً، أَوَلَيْسَ هَذَا مُسْلِمَةُ الْوَصِيفِ قَائِمًا
بَيْنَ يَدَيْكَ؟ تَسْمِيهِ الْوَصِيفِ وَلَهُ ثَمَانُونَ سَنَةً، فَإِنْ كَانَ مُسْلِمَةً وَصِيفًا فَهَذَا مَهْرٌ فَجَعَلَ
الْمَهْدِيُّ يَضْحَكُ وَمُسْلِمَةُ يَشْتَمُهُ، فَقَالَ لَهُ الْمَهْدِيُّ، وَيْلَكَ أَنْ لِهَذَا إِخْوَانٌ وَاللَّهِ لَيُضْحِكُنَ
بِكَ فِي الْمَحَافِلِ فَقَالَ: وَالدَّيْءُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا نَفْضَنِي، فَلَيْسَ فِي مَوَالِيكَ أَحَدٌ إِلَّا وَقَدْ وَصَلَنِي
وَعِذْرٌ فَمَا شَرِبْتُ الْمَاءَ لَمْ تَطْعَمْهُ لِحُكْمِهِ عَلَيْهِ الْمَهْدِيُّ أَنْ يَشْتَرِيَ نَفْسَهُ بِثَلَاثَةِ أَلَانِ دَرَاهِمٍ فَقَالَ
لَهُ مُسْلِمَةُ عَلَى أَنْ لَا تُعَاوِدَ، فَقَالَ الْبُودُ لَامَةً، أَفْعَلْ، فَحَمَلَهَا الْكَبِيرُ -

لغوی تحقیق

السة - جمع لسان، زبان - لسن دن، لسن، تیز زبان والا ہونا (س) لسن، فصیح و بلیغ ہونا۔
بردون، تاناری گھوڑا - اعجبت، لاغر، دہلا، کمزور - عجبت دن، مض، الدابة، جانور کو لاغر
کرنا - عجبت (س) عجبت (ک) کمزور ہونا، دہلا ہونا - حطم، ٹوٹنے ہوئے جسم والا - حطم (ض) حطاً، توڑنا -
ہرم، بوڑھا - الوصیف، نابالغ غلام - مہر، گھوڑے کا بچہ -

البود لامہ کے پاس ایک تاناری گھوڑا تھا جو کمزور، بہت بوڑھا اور شکستہ جسم تھا۔ مہدی کے پاس
ایک دن آیا اور اس کے سامنے مسلہ غلام تھا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آپ
کے دروازہ پر ایک ایسا بچہ اپیش کیا کہ کسی کے پاس اس طرح کا نہیں ہے اور میں چاہتا

توضیح

ہوں کہ آپ کو بد یہ میں دیدوں، اگر آپ کی خواہش ہو تو آپ شرف قبولیت سے مجھے نوازیں۔ تو مہدی نے لائے کا حکم دیا تو وہ نکلا اور اپنا تاتاری گھوڑا لایا تو اس سے مہدی نے کہا، یہ کیا ہے؟ تیرا ناس ہو۔ کیا تو نہیں کہتا تھا کہ وہ بچھرا ہے۔ تو اس سے ابودلامہ نے کہا اور کیا یہ مسئلہ غلام جو تیرے پاس کھڑا ہے تو اسے غلام نہیں کہتا اور اٹھالک اس کی عمر انسی سال ہے، تو اگر مسلمہ غلام ہو سکتا ہے تو یہ بچھرا ہے۔ اس پر مہدی بیٹنے لگا اور مسلمہ اسے گالی دینے لگا۔ مہدی نے ابودلامہ سے کہا کہ تیرا ناس ہو، اس کی چنہ نہیں ہیں۔ قسم خدا کی وہ تجھ پر مجلسوں میں ہنسوائیں گی۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین میں اس کو ضرور رسوا کروں گا۔ آپ کے غلاموں میں کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ کہ کچھ نہ دیا ہو، کبھی میں نے اس کا پانی نہیں پیا۔ مہدی نے مسلمہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا کہ وہ تین ہزار درہم کے ذریعہ اپنے کو خرید لے۔ تو مسلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اے ابودلامہ تو دوبارہ مجھ سے کچھ نہ کہے۔ تو ابودلامہ نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ تو مسلمہ نے وہ تین ہزار درہم ابودلامہ کو دیدیئے۔

الفرح على العلم

علم پر اظہارِ مسرت

رَأَيْتُ فَرِحَ بَعْضُ الْفَرَّادِ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَبِي عَمْرٍو، مَا وَجَّهَ قِرَاءَتَكَ إِلَّا مِنْ اغْتَوَتْ غُرْفَتِي
بِفَتْحِ الْغَيْنِ فَقَالَ، اْبْلَعْنِي رَيْقِي، فَقَالَ، قَدْ اْبْلَعْتُكَ الْفَرَاتِ، وَقَالَ، قَاتِلِ اللَّهَ ابْنَ اِمِ الْحَجَّاجِ
لَنْ لَمْ تَأْتَنِي بِالْجَوَابِ الْخَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَا قِتْلَتَكَ شَرَقْتَ لَتِي وَكَسَلُ بِي مَوَكِّلِينَ، فَنُخْرِجُ
أَبُو عَمْرٍو يَطُوفُ فِي أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَجِدْ لَهُ حِجَّةً إِلَى يَوْمٍ وَعَدَ، فَجَزَا الْمَوَكِّلُونَ بِهِ لِيَرْجِعُوهُ
إِلَى الْحَجَّاجِ فَسَمِعَ رَاعِيًا يُنْشِدُ

رَبِّهَا تَجَزَعُ النَّفْسُ عَنِ الْأَمْرِ ۖ لَهُ قُرْجَةٌ كَحُلِّ الْعَقَالِ

فَقَالَ لَهُ أَبُو عَمْرٍو، كَيْفَ تُنْشِدُ هَذَا الْبَيْتَ لَهُ قُرْجَةٌ أَوْ قُرْجَةٌ؟ فَقَالَ قُرْجَةٌ وَقُرْجَةٌ، وَكَذَلِكَ
كُلُّ مَا جَاءَ عَلَى فَعْلَةٍ، قُلْنَا فَبِثَلَاثِ لُغَاتٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَمْرٍو فَمَا سَبَبُ انْشَادِكَ هَذَا
الْبَيْتَ فِي هَذَا الْوَقْتِ؟ فَقَالَ أَنَا كُنَّا خَائِفِينَ مِنَ الْحَجَّاجِ وَكَدَّ بَلْعَانِغِيهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي
بِأَيِّهِمَا كُنْتُ أَشَدَّ فَرَحًا أَوْ جِدَافِي الْجَوَابِ وَالْحِجَّةَ لِقَوْلِي وَاخْتِيَارِي أَمِ بَمَوْتِ الْحَجَّاجِ ۖ

لغوی تحقیق

الفراد۔ جمع فریدہ۔ مؤنث فریدہ: نفیس جوہر، نادر۔ الی بالفراد یعنی ایسے الفاظ جو فصیح
و بلیغ اور عربی الاصل ہونے پر دلالت کریں۔ ابو عمر و ابن علاء۔ آپ کی ولادت ۳۸۵ھ
میں ہوئی، آپ انتہائی خوش الحان تھے، اور فن قراءت سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے، آپ کا شمار قراء سبعین ہوتا ہے۔

اور قرأت کے ساتھ ساتھ لغت و عربیت میں بھی آپ کا بہت بلند مقام ہے۔ عرْفَہ، چلو، ج غزف۔ البغی رقی۔ مجھے تھوک ننگنے کی مدت کی فرصت دے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فی الغور جواب کا مطالبہ نہ کیجئے بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دینے کا موقع دیجئے۔ راقعاً، مولشی چراغے والا، ننگراں۔ فرجۃ، دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ ج فرج۔ فرج (من) فرجاً و فرج الشئ، کشادگی کرنا۔ عقال، رسی۔ نعی، خبر و فائز۔

توضیح

میں نے بعض لواذرات میں یہ دیکھا ہے کہ حجاج نے ابو عمر سے کہا کہ لا من اغتوت عرْفَہ غین کے فتح کے ساتھ، تمہارے پڑھنے کی وجہ کیلئے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے تھوک تو ننگنے دو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں نہر فرات ننگنے کی فرصت دیدی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ حجاج کی ماں کے بیٹے کو ہلاک کرے۔ اگر تو نے ہندوستان تک جواب نہیں دیا تو میں تمہیں بری طرح قتل کروں گا۔ چنانچہ حجاج نے کچھ افراد کو آپ پر دیکھ بھال کیلئے متعین کر دیا تو ابو عمر و عرب کے قبیلوں میں چکر لگاتے رہے مگر وعدہ کے روز تک انھیں کوئی دلیل نہیں ملی، پس لوگ آپ کو گھسیٹ کر لا رہے تھے کہ راستے میں ایک چرواہے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

(شعر)۔ بسا اوقات طبعیتیں گھبرا جاتی ہیں اس سے کہ اس کیلئے فراخی ہوتی ہے اونٹ کے گھٹنے سے رسی کھولنے کی طرح۔ ابو عمرو نے چرواہے سے پوچھا: تم یہ شعر فرج یا فرجہ پڑھ رہے ہو؟ چرواہے نے کہا: دونوں طرح، کیونکہ ہر فعل کے وزن والے لفظ میں ہمارے یہاں تین لغتیں ہیں۔ ابو عمرو نے کہا: اس وقت اس شعر کو پڑھنے کا کیا مطلب۔ اس نے کہا ہم حجاج سے خوف کر رہے تھے، اور ابھی ابھی ہمیں اس کی خبر ملی ہے کہ ابو عمرو کا بیگ ان سے کہ میں فرق نہیں کر سکا کہ ان دونوں میں سے کس سے زیادہ خوشی ہوئی، آیا جواب پانے کی وجہ سے یا حجاج کے موت کی خبر سننے کی وجہ سے۔

جزاء الطمع

لاج کا بدلہ

كان ابن المغازل رجلاً يتكلم بغداً على الطرق بأخبار و نوادر متنوعة وكان نهاية في الحذق لا يستطيع من سمعه ان لا يضحك قال، وقفت يوماً على باب الخاصرة أضحك الناس و اتنا دهر لحضرة خلفي بعض خدام المعتضد فاحذت في نوادر الخدم فاعجب بذلك فانصرف ثم عاد فاحذ بيدي وقال دخلت فوقفت بين يدي سيدي فتذمرت حكايك فضحك فاحذ علي وقال، مالك؟ وياك، فقلت، على الباب رجل يعثر بأبن المغازل يتكلم بحكايات و نوادر تضحك الشكول فامر بأحضارك ولى نصف جأشرك فطمعت

في الجائزة وقلت: يا سيدي انا ضعيف وعلى عيلة فلواخذت سدسها اودعها فاني وادخلت
فسلمت فردة السلام وهو ينظر في كتاب ففطر في الثوب وانا واقف، ثم اطبقته وسرفعه
راسه الي وقال: انت ابن المغازل؟ قلت نعم يا مولاي، قال بلغني انك تحكي وتضحك
بنوادير عجيبه فقلت: يا امير المؤمنين الحاجة تفتق الحيلة، اجتمع للناس حكايات
اتقرب بها الى قلوبهم فالتمس بذرهم، فقال هات ما عندك، فان اضحكني اجر ثلث خمسين
مائه درهم وان انا لم اضحك فمالي عليك؟ قلت للحين ما معي الا قفاي، فاسأل ما احببت
قال انصفت ان لم تضحكني اصفحك بذلك الجواب عشر صفعات فقلت ما اخطأطني عسى
فيه ريم ان اضحكته وسمحت واخذت الجائزة والاف عشر صفعات بجواب منفرج شئ هين
ثم اخذت في النوادر والحكايات والغامضة والعباسية فلم ادع حكاية اغراقي ولا نحوبي
ولا مخنث ولا قاض ولا بطل ولا سندی ولا زنجي ولا خادم ولا ستركي ولا شاطر ولا عيار
ولا نادسة ولا حكاية الا واحضرتها حتى نفذ كل ما عندي وتصدع راسي وفترت و
بردت ولم يبق وسراي خادم ولا غلام الا وقد ماتوا من الضحك وهو متقلب لا يتبتم فقلت
قد نفذ ما عندي والله ما رأيت مثلك قط، فقال لي: هيه ما عندك فقلت: ما بقي لي
سوى نادسة واحدة قال هاتها، قلت: وعدتني ان تجعل جائزتي عشر صفعات واسألك
ان تضعها لي وتضيف اليها عشر صفعات اخرى فاراد ان يضحك ثم تماسك وقال: تفعل
يا غلام خذ بيده ثم مددت قفاي فصفعت بالجواب صفعة فكأنها سقطت على قفاي قطعة
واذا هو ملوئ حصا مدورا انصفعت عشرة فكادت ان تنفصل رقبتي وكنت اذناي
وانقدح الشعاع من عيني فصعقت يا سيدي! نصبت فرفع الصفع بعد ان عزم على العشرين
فقال: قل نصيحتك فقلت يا سيدي! انت ليس في الديانة احسن من الامانة واقبح من
الخيانة وقد ضمنيت للخادم الذي ادخلني نصف الجائزة على قلها وكثرها، وامير المؤمنين
بفضلهم وكرمهم قد اضعفها وقد استوفيت نصفي وبقي نصف فضحك حتى استلقى واستفرغ
ما كان سميع فتأمل له فما زال يضر ببيد يده الارض ويفحص برجليه ويمسك بمراق
بطنه حتى اذا سكن قال: عجز به، فاق به، وامر بصفعه وكان طويلا فقال: وايش
جنايتي؟ فقلت له: هذه جائزتي وانت شريك فيها، وقد استوفيت نصيبي منها و
بقي نصيبك فلما اخذ في الصفع وطرق قفاه الوقع اقبلت الوم، واقول له: قلت لك: اتي
ضعيف معيل وشكوت اليك الحاجة والمسكنة، فاقول لك: خذ ربعها اودعها
وانت تقول: لا اخذ الا نصفها ولو علمت ان امير المؤمنين اطال الله بقاءه، جائزته

الصَّنْعَ وَهَبَتْهَا لَكَ كُلَّهَا فَعَاذَ إِلَى الضُّحَى مِنْ عِتَابِي الْخَادِمِ فَلَمَّا اسْتَوْقَى نَصِيبَهُ أَخْرَجَ صَهْرَهُ فِيهَا خَمْسَمِائَةَ دِرْهَمٍ وَقَالَ هَذِهِ كُنْتُ أَعْدُدُ لَهَا لَكَ فَلَمْ يَدَعْكَ فَضُولُكَ حَتَّى اخْضَرَّتْ شَرِيكَاتُكَ فَقُلْتُ: وَابْنُ الْأُمَامَةِ؟ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا وَالصَّرْفَتِ:

لغوی تحقیق

ابن الغزال۔ علامہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ یہ بغداد میں ایک پرمزاج و ظریف الطبع شخص تھا، نہایت ہوشیار اور خدا داد عقل کا مالک تھا جس کو بہت سے چٹکے اور کہانیاں یاد تھیں، جو بھی کوئی اسے سنتا وہ ہنسے بغیر نہ رہتا اور قسم قسم کے افسانے سنا کر ہنساتا رہتا تھا۔ اس کی ولادت منصور کے دورِ خلافت میں ہوئی اور قرن ثالث کے آخر میں یعنی تقریباً ۳۹۰ء میں انتقال کر گیا۔ نوادر۔ جمع نادرۃ۔ نادر کا مؤنث۔ نوادر الکلام، فصیح و بلیغ کلام۔ نذر رک، نذرۃ۔ الکلام، فصیح ہونا، عمدہ ہونا عجیب غریب ہونا۔ متنوعۃ۔ متنوع سے اسم فاعل ہے، قسم قسم کی باتیں۔ المحذوق (من بس) حذفاً، حذافاً، حذافۃ، جالاک و ماہر ہونا۔ باب الخاصۃ، بغداد میں ایک مشہور گھٹ ہے۔ اتناور۔ تنادر، عجائبات بیان کرنا۔ الخدم۔ جمع خادم۔ الشکول۔ کھپور، شکل بالضم سے مشتق ہے بمعنی موت و ہلاکت۔ شکل (س) شکلاً ابنہ، گم کرنا، کھودینا۔ عیلة۔ عال (من) عیلاً، عیلة، عیولاً، ضرورت مند ہونا۔ صفت مائل۔ مؤنث عائلۃ۔ اسم عیلة۔ تفتق۔ (ن، ض) فتقا۔ الشی، بھاڑنا۔ الثوب، سیون اور میرٹا۔ بات۔ اسم فاعل بمعنی بیارینی لا۔ اجرتک۔ مکمل کا صنف ہے بمعنی دینا۔ اللجین۔ لام معنی فی ہے بمعنی فوراً۔ اصفعک صفعہ (ن) صفعا، طہا بچہ مارنا۔ الجراب، تھیلہ۔ ما اظہار۔ کلمۃ مانافہ ہے۔ الجائزۃ بخشش۔ النعاشۃ۔ قال فی الحاشیۃ کذا فی النقول عند ولعل النفاست بالنون والفاظ بالکسر حرفۃ النفاش: نقش و نگار کر نوالا۔ نبغی۔ بنط کی طرف منسوب ہے۔ بنط ایک پہاڑی ہے جس کی طرف ایک عجیب قوم منسوب ہے جو عراقین کے مابین آباد ہوئی تھی۔ شاطر، ہوشیار، جالاک۔ ج شطار۔ عیار۔ آوارہ گرد۔ نقد (س) نقاداً، ناپید ہونا، ختم ہونا۔ فترت (ن) فتوراً، تیزی کے بعد ساکن ہونا۔ اور سختی کے بعد نرم پڑنا۔ بردت (ن) برداً رک، برودۃ، ٹھنڈا ہونا۔ مقطب۔ قطب (من) قطباً، قلوبا، بزمی جی کرنا۔ تقفا، گدی۔ طنت (من) طناً الاذن، جھنکار پیدا ہونا، بجنا، جھنجھٹانا۔ الناقوس والذباب: جھنجھٹانا۔ القدرج، آگ نکلنا۔ استغفرہ۔ استغفر اژا، متحیر کر دینا، باوجود مصیبت کے برداشت کرنا۔ بغوص۔ فحماً باریل، پیروں سے کھودنا۔ مراق، پیٹ کا لائم اور پتلا حصہ۔ ایش۔ اسی شے کا مخفف ہے۔ الوق، دفع (س) وقفا۔ الرجل، پیروں کا درد مند ہونا۔ یہاں مطلق درد مراد ہے۔ معیل، زیادہ بال بچوں والا۔ حمرۃ، بھیل۔

ابن مغال ایک شخص تھا جو بغداد میں سڑکوں پر کہانیاں اور طرح طرح کی عجیب غریب باتیں کرتا تھا اور بہت ہی ہوشیار آدمی تھا، نہایت تندرست تھا کوئی شخص جو اس کی بات سنتا اور نہ ہنستا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک دن باب الخاصہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ہنسا رہا تھا اور نادار

توضیح

باتیں سنارہا تھا تو میرے پیچھے حاضر ہوا معتصم باللہ کا ایک خادم، تو میں نے خادموں کی نادریاں شروع کی تو وہ اس سے خوش ہوا اور چلا گیا، پھر لوٹ کر اس نے میرے ہاتھ پکڑ کر کہا، میں نے جا کر اپنے آقا کے سامنے کھڑے ہو کر تمہارا قصیدہ دیکھا تو میں ہنسا۔ اس نے میرے اس عمل کو ناگوار سمجھا اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تیرا اس ہو۔ تو میں نے کہا کہ دروازے پر ایک شخص ابن مغازل سے مشہور ہے وہ عجیب عجیب باتیں اور قصے بیان کرتا ہے کہ جو مردوں کو بھی ہنسا دیتے ہیں، تو اس نے حکم دیا ہے تمہارے حاضر کر نیکا اور میرے لئے تمہارے انعام کا آدھا ہو گا۔ تو میں نے لالچ کیا انعام میں اور کہا اے میرے آقا میں کمزور ہوں اور محتاج ہوں۔ اگر آپ اس کا چٹایا چوتھائی لے لیں (تو بہتر ہو گا) لیکن وہ نہ مانا اور مجھے اس نے داخل کیا، میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور وہ کتاب دیکھ رہا تھا، کتاب کا اکثر حصہ اس نے دیکھ ڈالا تھا اور میں کھڑا تھا۔ اس نے کتاب کو بند کر کے میری جانب نظر اٹھائی، اور کہا تو ابن مغازل ہے؟ میں نے کہا ہاں اے میرے آقا۔ اس نے کہا تو ہی قصہ کہ بیان کرتا ہے اور عجیب و غریب نادریاں تو میں سے ہنساتا ہے۔ تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! ضرورت حیلہ کا دروازہ کھول دیتی ہے، میں لوگوں کو قصے کہنا کر کے ان قصوں کے ذریعہ ان کے دلوں سے قریب ہوتا ہوں پھر ان سے کچھ بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس نے کہا سناؤ جو تمہارے پاس ہو اگر تم نے مجھے ہنسا دیا تو میں تم کو پانچ سو درہم انعام دوں گا، اور اگر میں نہیں ہنسا تو پھر میرے لئے تمہارے ذمہ کیا ہے۔ تو میں نے فوراً ہی جواب دیا کہ میرے پاس گدی کے سوا کچھ نہیں ہے، تو پوچھے جو آپ چاہیں معتصم باللہ نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی، اگر تم نے مجھے نہیں ہنسا یا تو میں تمہیں اس خسیلے سے دس چیت لگاؤں گا۔ تو میں نے کہا میرا گمان غلط نہیں ہے شاید اس میں ہوا ہو اگر میں نے ہنسا دیا ہے تو میں نفع حاصل کروں گا اور انعام لے لوں گا ورنہ تو ہوا سے بھرے خسیلے سے دس چیت کھانا آسان کام ہے پھر میں عجیب عجیب قصے سنائے لگا اور کہانیاں اور چٹکے بیان کرنا شروع کیا تو میں نے چھوڑا کسی دیہاتی، بخوی، ہجر، قاضی، بنی، ہندی، حبشی، نوکر، ترکی، عیار، بد معاش کا واقعہ۔ اور میں نے نہیں چھوڑا کوئی عجیب سے عجیب واقعہ بھی مگر یہ کہ اسے ہنزداریاں کیا۔ یہاں تک کہ میرے پاس والے سارے قصے ختم ہو گئے اور میرا سر دھکنے لگا اور میں سست اور ٹھنڈا پڑ گیا اور میرے پیچھے کوئی خادم اور نوکر نہیں تھا مگر یہ کہ ہنسی کی وجہ سے وہ مرے جا رہے تھے اور وہ ترش رو تھا، مسکراتا بھی نہ تھا۔ تو میں نے کہا جو کچھ میرے پاس تھا۔ خدا کی قسم تجھ جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا جو تمہارے پاس ہو وہ بیان کرو۔ تو میں نے کہا ایک نادریاں واقعہ کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا وہ بھی سنا دے میں نے کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میرا انعام تو دس چیت رکھے گا۔ اور میں تم سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ تو دس چیت کو میرے لئے دو گنا کر کے اس میں دس دوسرے اور چیت شامل کر دے تو اس نے ہنسنے کا ارادہ کیا پھر رہ گیا اور کہا اے رب کے اس کا ہاتھ پکڑ لے پھر میں نے اپنی گدی بڑھا دی، پھر مجھے اس خسیلے کے ذریعہ ایسا چیت مارا گویا کہ گدی پر پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر پڑا اور حال یہ تھا کہ وہ خسیلے گول گول ٹکڑوں سے بھر رہا تھا، مجھے دس چیت لگنے پر ایسا معلوم ہوا کہ میری گردن الگ ہو جائے گی اور میرے کان جھنجھٹانے لگے

اور میری آنکھوں سے شاعیں نکلنے لگیں۔ میں نے چغ کر کہا، اے میرے آقا ایک نصیحت سن لیجئے۔ تو اس نے چپت مارنا بتا کر دیا جبکہ وہ پیش چپت کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس نے کہا کہ تم نصیحت کی بات کہو، تو میں نے کہا اے میرے آقا دنیا میں امانت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور میں اس خادم کیلئے ضامن ہو چکا ہوں جو مجھے لایا ہے آدھا انعام کا، خواہ انعام کم ہو یا زیادہ۔ اور امیر المؤمنین نے اپنے فضل و کرم سے انعام دو گنا کر دیا ہے اور میں آدھا وصول کر چکا ہوں اور آدھا باقی رہ گیا ہے۔ تو امیر المؤمنین ہنسنے لگا یہاں تک کہ جت لیٹ گیا اور سنی ہوئی بات پر اچھلنے لگا، پھر جب وہ سنبھل گیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارے لگا اور پیروں کو چلانے لگا اور اپنے پیٹ کے نرم حصہ کو پھٹے رہا، یہاں تک کہ جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے کہا خادم کو لاؤ۔ خادم کو لایا گیا اور چپت لگانے کا حکم دیا گیا۔ خادم بہت لمبا تھا، اس نے کہا میری کیا غلطی ہے۔ تو میں نے کہا اس سے جی میرا انعام ہے اور تو اس میں میرے برابر کا شریک ہے اور میں نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور تیرا حصہ باقی رہ گیا۔ جب اس کے چپت شروع ہوئے اور جھکا دیا اس کی گدی کو درد نے تو میں نے اس کی ملامت شروع کر دی اور میں اس سے کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں کمزور محتاج ہوں اور میں نے تجھ سے ضرورت اور فقر و فاقہ کی شکایت کی تھی اور میں نے تم سے کہا تھا کہ تو اس کی چوتھائی یا چھٹا حصہ لے لے اور تو یہ کہتا رہا کہ میں نہیں لوں گا مگر آدھا۔ اور اگر میں جانتا کہ امیر المؤمنین اللہ اس کی عمر و راز کرے اس کا انعام چپت ہے تو میں تجھے سارا ہی دے دیتا۔ مقتصد پھر ہنسنے لگا خادم کو میرے گھر لے کر دے، جب وہ بھی اپنا حصہ وصول کر چکا تو اس نے تعمیل نکالی جس میں پانچ سو درہم تھے، اور کہا یہ میں نے تمہارے لئے ہی تیار کیا تھا، تجھ کو نہیں چھوڑا تیری فضول گوئی نے یہاں تک کہ تو نے حاضر کر دیا اپنے شریک کو۔ تو میں نے کہا اور امانت کہاں ہے، تو اس نے اسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا اور میں واپس لوٹ گیا۔

سَرَّ الْعُيُوبِ الْمَجَامِلَةُ مَعَ مَنْ يُؤْذِيهِ

عیوب کا چھپانا اور اچھا معاملہ کرنا اس شخص کیساتھ جو تکلیف دے

أَرَادَ مَوْلَا الْقِمَّانِ بَعْدَهُ فَقَالَ: يَا مَوْلَايَ! إِنَّ لِي عَلَيْكَ حَقًّا فَلَا تَبْعَنِي إِلَّا مِنْ أَوْحَيْتَ قَالَ: لَكَ ذَلِكَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْتَأْذِنُ قَالَ لَا يَشَيْ تَرِيدَنِي؟ فَقَالَ أَحَدُهُمْ تَحْفَظُ عَلَيَّ بَابِي، قَالَ: أَشْتَرِي فُلْمَا جَنَّةَ اللَّيْلِ أَغْلَقَ الْبَابَ وَقَامَ يَبْصُرُ فِي الدَّهْلِيزِ، وَكَانَ لِبَنَاتِ الرَّجُلِ اخْلَاعٌ فَجَاءُوا فَنَظَرُوا الْبَابَ فَقُلْنَ: يَا الْقِمَّانُ! افْتَحِ الْبَابَ فَقَالَ بَابِي انْتَنَ وَامِي، لَيْسَ لِهَذَا اِشْتَرَانِي، إِنْ لَوْ كُنْ فَضْرِيَّةً صُورِيًّا لَدُنَّ أَنْ يَأْتِيَنَّ مِنْهُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ لَمْ يَخْبِرْ أَبَاهُنَّ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَّةُ عَادَتْهُنَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ فَلَمَّا أَصْبَحَ لَمْ يَخْبِرْ أَبَاهُنَّ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّلَاثَةُ عَادَتْهُنَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ فَلَمَّا أَصْبَحَ لَمْ يَخْبِرْ أَبَاهُنَّ فَاقْبَلُ بَعْضُهُنَّ عَلَى بَعْضٍ فَقُلْنَ مَا جَعَلَ اللَّهُ هَذَا الْعَبْدَ إِلَّا سَوْدَ أَوَّلِي بِهَذَا الْخَيْرِ مَنَا قَالَ (الرَّوَدُ) فَتَسْكُنُ نَسْكًَا لَمْ يَكُنْ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَفْضَلَ مِنْهُنَّ.

لغوی تحقیق

الجمالة: اچھا بڑا ذکرنا۔ یسارہ: استیاء، سجاؤ لگانا، قیمت کو متعین کرنا۔ جتہ، (رض) جٹا، چھپا ہوا ہونا۔ اخلاو: جمع خلیل، دوست۔ فنسکت (ن کٹ) نسکا: پارسا ہونا، زاہد و عابد ہونا۔

توضیح

حضرت لقمان کے آقا نے انکو بیچنے کا ارادہ کیا تو حضرت لقمان نے فرمایا اے میرے آقا! میرا آپ پر ایک حق ہے۔ آپ مجھے اس کے پاس بیچئے جسے میں چاہوں تو آقا نے کہا تیرے لئے اس کا اختیار ہے۔ جب کوئی شخص آکر سجاؤ لگاتا تھا تو آپ کہتے تھے کس کام کیلئے تو مجھے چاہ رہا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا تم میرے دروازے کی حفاظت کرو گے؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا تو مجھے خسرو ملے۔ جب رات آگئی تو انھوں نے دروازہ بند کر کے دہلیز پر نماز پڑھنا شروع کر دیا اور اس شخص کی لڑکیوں کے کچھ دوست تھے، انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو لڑکیوں نے کہا اے لقمان دروازہ کھولئے۔ تو حضرت لقمان نے فرمایا تم پر میرے والدین قربان ہوں۔ اس لئے مجھے نہیں خریدا ہے تمہارے والد نے۔ تو لڑکیوں نے ان کو اتنا مارا کہ وہ انکی جان کے درپے ہو گئی تھیں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے والد کو خبر نہیں دی۔ جب دوسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح کیا۔ جب تیسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح مار پیٹ کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت لقمان نے ان کے والد کو خبر نہیں دی، تو بعض بعض پر متوجہ ہو کر کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیٹی غلام کو اس خیر کے متعلق ہم سے بہتر نہیں بنایا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسی پرہیزگار عورتیں کہ بنی اسرائیل میں اس سے بہتر عورت نہیں تھیں۔

الدُّنَاءُ ثَمَّةٌ

مراب الحطیئة ابن حمامة وهو جالس بفناء بيت ف فقال: السلام عليكم، فقال قد قلت مالا يسرك قال: خرجت من اهلي بغيار ساد قال: ما صنعت لاهلك قلت قال: افتاد ن لي ان اتي ظلك بيتك؟ قال: دونك الجبل يعني عليك، قال: انا ابن حمامة قال: انصف وكن ابن ابي طائر شئت۔

لغوی تحقیق

الذنارة: فرومانگی (س) دنا و دنائے: گھٹیا ہونا۔ ردی ہونا۔ صفت دنی۔ ج ادنیار۔ الحطیئة: بد شکل، ٹھنکنا، ہونا۔ الحطیئة: تصغیر کے ساتھ۔ اس جگہ ابو لیکہ جردل ابن اوس ابن الک شاعر کا لقب ہے جو فصاحت و بلاغت میں بہت بلند مقام رکھتا تھا۔ اپنے وقت کا زبردست شاعر تھا، لیکن بڑا کمینہ، رذیل و گھٹیا، بد معاش اور بد خلق تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ ایک دن اس کے خیال میں آیا کہ کسی کی برائی بیان کرے مگر باتفاق اس دن کوئی ملا نہیں تو اپنے دل ہی میں کہنے لگا۔

ابت شفتای الیوم الا تکلمھا ۔۔ بشرف بما ادرسی لمن انا فاشلہ

کچھ دیر کے بعد پانی کے چشمہ پر پہنچا اور اس میں چہرہ دیکھا تو اس نے اپنی ہی ہجو میں یہ شعر کہا۔

اری لی وجهنا قبح اللہ خلقہ : فقبح من وجه حاملہ

مرض وفات میں اس سے کہا گیا کہ کچھ وصیت کر جا، اس نے کہا میرا سارا مال میری اولاد کیلئے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ نے اس کا حکم نہیں کیا۔ اس نے برجستہ کہا میں تو حکم کر رہا ہوں۔ ابن حمامہ۔ ایک بدو تھا جس کو شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھی حتیٰ کہ اسی پر اپنا گدڑ بسر کرتا تھا، قرن ثانی کے آخر میں دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ دونک۔ اسم فعل بمعنی امر ہے اسی نذرہ مبینی نے لو۔ یعنی (رض) فیدا الظل : سایہ کا ہٹ جانا، سایہ کرنا۔

حطیہ کے پاس سے ابن حمامہ گذرا اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابن حمامہ نے کہا اے اللہ علیکم تو حطیہ نے کہا تو نے ایک ناقابل انکار بات کہی۔ ابن حمامہ نے کہا میں اپنے گھر والوں سے بغیر توشہ کے نکل گیا ہوں۔ حطیہ نے کہا میں تیرے گھر والوں کیلئے تیری مہمان داری کا ضامن نہیں ہوں۔ ابن حمامہ نے کہا کیا تم مجھے اجازت دو گے اپنے گھر کے سایہ میں آنے کی۔ تو حطیہ نے کہا پہاڑ میں چلا جا وہ تجھ پر سایہ ڈالے گا۔ ابن حمامہ نے کہا میں ابن حمامہ ہوں۔ حطیہ نے کہا چلا جا اور جس پر ندے کا چلے بیٹا بن جا۔

توضیح

العلم لا يعطيك بعضه حتى تعطيه كله

علم تجھے اپنا معمولی سا حصہ بھی نہیں دیگا جب تک کہ تو اسے اپنا سب کچھ نہ دیدے

قال علي بن الجعد: حدثني ابو يوسف قال ثوفي ابى ابراهيم وخلفني صغیراً فی حجر اُمّی فاسلمتني الى قضاہ اخذ منه فکنت اذ عر القضاہ و امر علی حلقۃ ابو حنیفۃ فاجلس واستمع فتجئ اُمّی فتأخذ بيدى وتذهب بی الى القضاہ و کان ابو حنیفۃ یسئلی بی لئلا یتکلم فی من حرمی علی التعلیم فلما طال ذلک علی اُمّی و کثر علیها مری قالت لابی حنیفۃ مال هذا الصبی فساداً غیروک هذا صبی یتیم لا شیء لہ و انما اطعمہ من مغزلی و امل ان یتکسب دانقاً یعود بہ علی نفسه فقال لہما ابو حنیفۃ مری، یار عناء! ہا هوذا، یتعلم اکل الفاذج بدھن الفسق فانصرف عنہ و ہی تقول: انت شیخ قد خرفت و ذھب عقلک ثم لزمته و نفعنی اللہ تعالیٰ بالعلم و رفعتی حتی تقلدت القضاء فکنت اُجالس الرشید و اُکمل معہ علی و اُؤتیتہ فلما کان فی بعض الايام قد تم الیہ فالزوجۃ فقال لی: کعل یا یعقوب! فلیس فی کل یوم یعل لنا مثلاً فقلت! و ما هذا؟ یا امیر المؤمنین فقال: ہذا فالزوجۃ بدھن الفسق فضحکت فقال لی: مِمّ تضحک؟ فقلت خیراً، ابقی اللہ امیر المؤمنین فقال لتخبرنی و الہم علی فحدثت بالقصۃ من اولہا الی آخرها فعجب من ذلک :

لغوی تحقیق

علی بن الجعد بن عبید الواسن۔ جو ہر بغدادی۔ آپ کی ولادت ۳۳۳ھ میں ہوئی۔ بہت راہی سے علم دین حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا، آپ کا حافظہ بہت قوی تھا، انتہائی ذکی فصیح و بلیغ تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کی صحبت اختیار کی اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ اپنے وقت کے محدث اور فقیہ تھے، اور امام بخاریؒ اور امام ابو داؤد وغیرہ کے استاذ ہیں۔ موسیٰ بن داؤد کا ارشاد ہے کہ میں نے علی بن الجعد سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا، آپ کی لقاء امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے اور حضرت کے جازہ مبارکہ پر بھی حاضر ہوئے ہیں۔ حجر، گود۔ ج۔ حور۔ قصار۔ دھوبی۔ مغزلی۔ مغزل۔ تھک۔ ج۔ مغازل۔ اہل۔ املأ۔ امید کرنا۔ دانق۔ درہم کے چھٹے حصے کا ایک سکہ۔ ج۔ دانق۔ یہ لفظ فارسی ہے۔ مری۔ مرد سے امر حاضر ہے۔ رعنا۔ بیوقوف۔ رعن (س، ک، ف، ن) رعونة۔ احمق بیوقوف ہونا۔ دہن۔ رخن۔ الفسق، پستہ۔ خرفت (س، ک، ف، ن) خرفنا، بڑھاپے کی وجہ سے فاسد العقل ہونا۔ مائدۃ، دسترخوان۔ الخ فی السؤال، ضد کرنا۔

توضیح

علی بن جعد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسفؒ نے بیان کیا کہ میرے والد ابراہیم کا انتقال ہوا اور مجھے میری والدہ کی گود میں چھوٹا سا چھوڑ کر چلے گئے تو میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے حوالہ کیا اس کی خدمت کیلئے۔ میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہؒ کے حلقہ درس میں جا کر بیٹھتا تھا اور سنتا تھا۔ میری والدہ آتی تھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لے جاتی تھی اور امام ابو حنیفہؒ مجھ پر توجہ دیتے تھے سیکھنے پر حرص دیکھتے ہوئے جب اسی طرح بہت دنوں تک معاملہ رہا میری والدہ کیلئے اور اس پر میرا بھگنا حد سے زیادہ ہو گیا تو والدہ نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا اس بچے کے خراب ہونیکا سبب آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ ایک یتیم بچہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میں سے کھلاتی ہوں اپنے تھکے کے ذریعہ اور مجھے امید ہے کہ یہ ایک ادھ درہم کما کر اپنے لئے فائدہ کا سامان مہیا کرے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے فرمایا کہ جاے بچگی وہ یہ ہے جو سیکھ رہا ہے فالودہ کھانا روغن پستہ کے ساتھ۔ انکی والدہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے لوئی تو بڑھا ہو گیا ہے تیرا داغ خراب ہو گیا ہے اور تیری عقل جاتی رہی۔ پھر میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے علم سے مجھے فائدہ پہنچایا اور مجھے اس قدر بلند کیا کہ میں منصب قضا پر فائز ہو گیا۔ چنانچہ میں ہارون رشید کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اور اس کے دسترخوان پر کھانا پیتا تھا۔ ایک دن اس کے پاس فالودہ لایا گیا تو مجھ سے ہارون رشید نے کہا یعقوب کھالو، ہر دن اس طرح ہمارے لئے تیار نہیں ہوتا۔ میں نے کہا امیر المومنین یہ کیسا ہے تو ہارون رشید نے کہا یہ روغن پستہ میں ملا ہوا فالودہ ہے۔ تو میں ہنسا تو مجھ سے کہا آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ اللہ امیر المومنین کو تادیر باقی رکھے۔ تو ہارون رشید نے کہا حاضر و متاؤ اور بہت اصرار کیا۔ میں نے پورا قصہ سنایا تو وہ اس پر تعجب کرنے لگا۔

العفو عن المذنبین

غلطی کرنے والوں کو معاف کر دینا

وكان رجل شريفاً جمع قوماً من ندمائهم، ودفع إلى غلام له أربعة دراهم أن يشتري بها من الفواكه للمجلس فمضى الغلام بباب مجلس منصور بن عمار وهو يسأل لفقيه شيعياً ويقول من دفع له أربعة دراهم، دعوتك لأربع دعوات، ندفع لك الغلام الدراهم فقال له منصور، ما الذي تريد أن ادعوك؟ قال: أن يعقني الله من سارق العبودية فدا منصور، وأمن الناس، قال: والثانية؟ قال: أن يخلف الله على الدراهم فدا عالة وأمن الناس قال: والثالثة؟ يا غلام: قال: أن يتوب الله على مولاي فدا عالة وأمن الناس قال: والرابعة؟ يا غلام: قال: أن يغفر الله لي ولمولاي ذلك كذا منصور! والحاضرين فدا منصور وأمن الناس فرجع الغلام فقال له مولاه لِمَ ابطأت؟ فقص عليه القصة، قال: وبِعْ دُعَا؟ قال: سَلْتُ لِنَفْسِي الْعَقْ قَالَ: أَذْهَبُ فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ: وَالثَّانِيَةُ؟ قَالَ: أَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ عَلَى الدَّرَاهِمِ قَالَ: لَكَ أَمْرُجَةُ أَلَا بَ دَرَاهِمِ قَالَ: وَالثَّلَاثَةُ قَالَ: أَنْ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْكَ، قَالَ: تَبْتُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: وَالرَّابِعَةُ؟ قَالَ: أَنْ يَغْفِرَ لِي وَلِكَ وَالْوَاغِظُ وَالْحَاضِرُونَ قَالَ: هَذَا الْوَاحِدَةُ لَيْسَتْ إِلَيَّ فَلَهَا بَابُ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَن قَائِلًا يَقُولُ: أَنْتَ فَعَلْتَ مَا كَانَ إِلَيْكَ اسْتِرَافِي لَا أَفْعَلُ مَا كَانَ إِلَيَّ قَدْ غَفَرْتَ لَكَ وَالْغُلَامُ وَالْمَنْصُورُ وَالْحَاضِرُونَ:

لغوی تحقیق

الذنبین۔ جمع مذنب، بدکار، قصور دار۔ شریب: بے انتہا شراب نوشی کر نیوالا۔ ندما۔ جمع ندیم۔ مجلس شراب کا دوست، ساتھی۔ الفواکہ۔ جمع ناکتہ: میوہ، پھل۔ منصور بن عمار شیخ ابوالسری واقف ظریقت، کاشف حقیقت اور ایسے شاندار مقرر تھے کہ اس زمانہ میں آپ کا مثل نہ تھا۔ آپ خراسان کے باشندے تھے۔ اور بعض لوگ مرو اور بعض لوگ بصرہ کو آپ کا مادی و لمبایا بتلاتے ہیں، بعد میں آپ عراق چلے گئے تھے، آپ صاحب علم و حکمت اور فصحاء و بلغاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی۔ وفات کے بعد حضرت ابوالحسن شعرائی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ باری تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انہوں نے کہا کہ بخش دیا اور مجھے حکم کیا کہ جس طرح تو دنیا میں ہماری تعریف انسانوں کے رد پر کرتا تھا اسی طرح ملائکہ کے سامنے ہماری حمد و ثناء کر۔ رقی، غلامی، پتلی چیز۔ البطأت۔ بطور: دیر کرنا۔

توضیح

ایک شرابی نے اپنی مجلس شراب کے مصاحبین کو جمع کیا اور اپنے ایک غلام کو چار درہم دیئے تاکہ وہ ان درہم سے مجلس کیلئے میوے خرید لائے تو غلام منصور بن عمار کی مجلس کے دروازے سے گذر اور منصور فقیر کے لئے کچھ مانگ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ جو اس کو چار درہم دے گا میں اس کے واسطے چار دعائیں کروں گا تو غلام نے فقیر کو چار درہم دیدیئے۔ تو اس سے منصور نے کہا کس چیز کیلئے دو عاتم چاہتے ہو۔ غلام نے کہا کہ اللہ مجھے غلام سے آزاد کر دے تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ کہا دوسری؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ چار درہم واپس کر دے تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ منصور نے کہا اور اسے غلام تیسری کیلئے؟ تو اس نے کہا کہ

الشرقی میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے۔ تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ تو منصور نے کہا اے غلام چوتھی کیل ہے؟ تو غلام نے کہا کہ الشرقی میری، میرے آقا کی اور تمام حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی، پھر غلام لوٹا تو اس سے اس کے آقا نے کہا کہ تم نے تاخیر کیوں کی؟ تو غلام نے سارا قصہ سنایا، تو آقا نے کہا اور کس چیز کی، منصور نے دعا کی، تو غلام نے کہا اپنے لئے میں نے آزادی کی درخواست کی، تو آقا نے کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ آقا نے کہا اور دوسری کیل ہے؟ غلام نے کہا کہ الشرقی مجھے وہ درہم واپس کر دے تو آقا نے کہا تیرے لئے چار ہزار درہم ہیں۔ آقا نے کہا تیسری۔ غلام نے کہا کہ مجھے الشرقی توبہ کی توفیق دے آقا نے کہا میں نے اللہ سے توبہ کی۔ آقا نے کہا اور چوتھی۔ غلام نے کہا کہ الشرقی میری، آپ کی اور واعظ کی اور حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ آقا نے کہا یہ ایک درخواست ایسی ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ کہنے والا یہ کہہ رہا ہے تو نے وہ سب کچھ کر لیا جو تیرے بس میں ہے کیا تم مجھے سمجھتے ہو کہ میں وہ نہیں کروں گا جو میرے بس میں ہے۔ میں نے تمہاری غلام کی اور حاضرین مجلس کی مغفرت کر دی۔

اَحْسَنُ الْمَوَاجِزِ اسَاءَ إِلَيْكَ

اس شخص سے بھلائی سے پیش آؤ جو تمہارے ساتھ برائی کرے

وَحَيْكَ أَنْ زَبِيدَةَ الْعَبَّاسِيَّةِ كَانَتْ جَالِسَةً ذَاتَ يَوْمٍ فِي قَصْرِهَا وَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا حَاجَتُهَا
تَقُولُ لَهَا: إِنَّ امْرَأَةً جَمِيلَةً عَلَيْهَا الْمِمَارِشَةُ تَرِيدُ الدَّخُولَ عَلَيْكَ وَتَذْكُرَانِ لَهَا مَعْرِفَةً
قَدِيمَةً تَامَةً بِهَا فَأَنْكَرَتْ زَبِيدَةُ ذَلِكَ وَتَوَقَّفَتْ فَيَدْعُو سَأَلَهَا مِنْ حَضْرَتِهَا مَنْ نَسَأَ هُنَا
وَجَوَّارِيهَا فِي الْأَذْنِ لَهَا فَاذْنَتْ فَدَخَلَتْ امْرَأَةُ تَامَةَ الْقَامَةِ مُعْتَدِلَةَ الْخَلْقَةِ جَمِيلَةَ الصُّورَةِ عَلَيْهَا
أَطْمَأَنَّ بِأَلْسِنَةٍ وَمَرَأَةٌ مَرُوقِعٌ جَعَلَتْ تَمْشِي عَلَى اسْتِجَاءٍ تَلَا صَبْحَ حَيْطَانِ الْأَرْوَاقَةِ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَى
بَابِ الْمَجْلِسِ فَسَلَّمَتْ فَقَالَتْ زَبِيدَةُ حَيْبَتِ فَمَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ أَنَا جَوَّارِيَةُ الزَّهْرَانِ وَطَرِيحَةُ
الْحَدَثَانِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ اخْتَلَفَ الْأَحْوَالُ وَجَفَانَا الصَّدِيقُ وَكَدْنَا أَنْ نَلْقَى عَلَى الطَّرِيقِ فَقَالَتْ
لَهَا: انْتَبِي فَقَالَتْ أَنَارِبِيَّةُ ابْنَةِ مَرْوَانَ ابْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَتْ لَهَا يَا ابْنَةَ اللَّهِ وَلَا سَلَمَ عَلَيْكَ وَبَلَكَ
أَتَذْكُرِينَ؟ وَقَدْ دَخَلَ عِمَّا شُزْنَا وَأَنْتِ فِي مَلَكِيٍّ وَجَبَرْتِكَ يَسْأَلُكَ وَيَرْغَبُ أَنْ تَسْأَلَ
صَاحِبَكَ أَنْ يَنْزِلَ فِي أَنْزَالِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ خَشْبَتِهِ فَمَا فَعَلْتَ فَتَغْضَرْتَ عَيْنَاهَا بِالْمَوْعِ وَقَالَتْ
يَا ابْنَةَ الْعَمِ! وَإِي شَيْءٍ أَعْجَبَكَ مِنْ نَمْرَةِ الْعُقُوقِ وَقَطْعِ الرَّحِمِ وَكُلِّ النِّعْمَةِ حَتَّى تَسْأَلَ تَيْنَ السَّلَامِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ وَلَّتْ مُنْصَرِفَةً فَنَدِمَتْ زَبِيدَةُ عَلَى بَادِرَتِهَا وَأَدْرَكَتْهَا رَقَّةٌ، بَغَتْ جَوَّارِيَهَا
الْيَهَاءُ فَلَمْ تَرْجِعْ فَقَامَتْ تَعْدُ خَلْفَهَا حَتَّى أَدْرَكَتْهَا فِي الدَّهْلِيزِ وَرَدَّتْهَا وَأَعْتَذَرَتْ إِلَيْهَا فَرَجَعَتْ

فاہوت جواریدہا ان یدخلنہا الحمام واحضوت لہا اخبثا فامین الثیاب والجباب فاخترت
منہا ما لبست وتطیت و اقبلت کما فیہا فللقہ فمرفقامت الیہا واعتنقہا و رفعت مجلسہا
واکلتہا، فلما دخل الخلیفۃ قصبت علیہ القصۃ فشکرہا علی ان یدارک فارطہا وامرہا ان
تفرض لہا مقصورۃ وجواری یخذ منہا وتسألہا اهل بقی لہا من لعلنہ بامرہ ففعلت معہا ذلک

لغوی تحقیق

زبیدہ۔ امیر المومنین ہارون الرشید کی زوجہ تھیں اور جعفر بن منصور کی صاحبزادی تھیں، بہت نیک
خصلت و شہور پارسا بنی بی تھیں۔ قصر، محل۔ اطہار۔ جمع طہر، پرانی چادر۔ رشتہ، پھلپرا ناکی پرا۔
بالیہ۔ پرانے۔ بردا، چادر۔ مرقع، پیوند در پیوند۔ حیطان۔ جمع حائط، دیوار۔ آردقہ۔ جمع رواق، برآمدہ، سابان
جربجہ بمعنی مجروح۔ طریحہ بمعنی مطوحتہ، ڈالا ہوا، پھینکا ہوا۔ الحداثات، مصائب زمانہ۔ اخلت۔ اختلا، خراب ہونا
جفانا (ن)، جفائ، زیادتی کرنا، ظلم کرنا۔ ریبیہ۔ دایہ، پرورش کرنوالی۔ وقد دخل۔ جملہ حالیہ مفعول کے قائم مقام ہے۔
عجائز۔ جمع عجوز، بوڑھی عورت۔ جبروت، گھمنڈ، سرکشی۔ نمزہ، دھاری دار چادر، اون کی چادر جس میں سیاہ و سفید
دھاریاں ہوں۔ ج نمازا۔ العقوق، نافرمانی، ترک شفقت۔ رقتہ، نرم دلی، مہربانی۔ جباب۔ جمع جبۃ۔ ایک قسم
کا لباس ہے۔ فلقتہ، لکڑا۔ اعتنقہا۔ اعتنائفا، ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالنا۔ فارطہ، پیش دستی۔ مقصورۃ
چھوٹا۔ جبرۃ، شب زفاف کیلئے مزین کیا ہوا مکان۔

توضیح

اور منقول ہے کہ زبیدہ عباسیہ ایک دن اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس اس کی حاجبہ اس سے
یہ کہتے ہوئے داخل ہوئی کہ ایک خوبصورت عورت جس پر پرانے کپڑے ہیں وہ آپ کے پاس آنا چاہتی
ہے اور وہ بیان کرتی ہے کہ اس نے اچھی طرح بہت پرانی جان پہچان ہے آپ سے۔ تو زبیدہ نے اس کا
انکار کیا اور اس سلسلہ میں اس نے توقف کیا پھر اس کے بارے میں اپنے پاس موجود عورتوں اور باندیوں سے اس کی
اجازت دینے کے بارے میں پوچھا پھر زبیدہ نے اجازت دی تو ایک عورت پورے قد والی مناسب اعضاء والی حسین
شکل والی داخل ہوئی جس پر پرانے کپڑے اور پیوند لگی ہوئی چادر تھی، وہ شرما کر جل رہی تھی برآمدوں کی دیوار سے لگ کر،
یہاں تک کہ مجلس کے دروازے تک پہنچی پھر اس نے سلام کیا، تو زبیدہ نے کہا تو زندہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا
میں زمانے کی زخم کھائی ہوئی اور حوادث زمانہ کی پھینکی ہوئی ہوں۔ مرد چلے گئے، حالات درہم برہم ہو گئے کوہِ ہرودستوں
نے ظلم کیا اور ہم قریب تھے کہ راستے پر ڈال دیئے جائیں۔ تو زبیدہ نے کہا اس سے کہ تو اپنا نسب بیان کر۔ اس نے کہا
میں مروان ابن محمد کی صاحبزادی کی دایا ہوں۔ زبیدہ نے کہا کہ اللہ تجھے زندہ نہ رکھے اور نہ تجھ پر سلامتی نازل کرے
تیرا ناس ہو کیا تجھے یاد ہے کہ ہماری کچھ بوڑھی عورتیں گئی تھیں اور تو اپنی حکومت اور سلطنت کے اندر تھی تجھے سوال کر رہی
تھیں کہ تو اپنے صاحب سے یہ درخواست کرے کہ وہ اجازت دیدے ابراہیم کو سولی سے اتارے کی، تو تو نے منظور نہیں
کیا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں۔ اور سننے لگی اسے چپاکی لڑکی اور کون سی چیز تم کو بعلی معلوم

ہوتی قطع رحمی اور نافرمانی کی چادروں میں سے اور ناشکری میں سے یہاں تک کہ تو اسے اختیار کر رہی ہے تو السلام علیکم درجہ
 اللہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ زبیدہ کو اپنے کئے ہوئے پر مذمت ہوئی اور اس پر رقت طاری ہوئی، اس نے اپنی باندیوں کو
 اس کے پاس بھیجا وہ واپس نہیں ہوئی تو زبیدہ اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑی یہاں تک کہ وہ پلیر پر اسے پکڑ لیا
 اور اسے واپس کیا اور معذرت چاہی تب وہ واپس ہوئی، پھر زبیدہ نے اپنی باندیوں کو اسے غسل خانہ میں لے جانے
 کا حکم دیا اور اس کیلئے مختلف قسم کے کپڑے اور سجتے حاضر کئے تو اس نے اپنے پسند کا پہن لیا، خوشبو لگائی اور نکلی
 گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھی۔ زبیدہ اس کی طرف اٹھی اس کو گلے سے لگایا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کیساتھ
 کھایا پیا۔ پھر جب خلیفہ داخل ہوا تو زبیدہ نے اسے سارا قصہ سنایا تو خلیفہ نے شکر یہ ادا کیا زبیدہ کی پیش دستی کے
 تدارک پر اور اس کو حکم دیا کہ اس کیلئے ایک چھوٹا سا کمرہ متین کر دیا جائے اور کچھ باندیاں جو اس کی خدمت کریں
 اور اس سے پوچھا جائے کیا اس کا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے جس کے معاملے کا یہ خیال رکھتی ہے، تو زبیدہ نے اس
 کے ساتھ اسی طرح کیا۔

ملح الجبن

بزودی کی تعریف

وَقَالَ اسْلَمُ بْنُ زُرْعَةَ وَكَانَ وَجْهَهُ عَبِيدُ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ لِحَرْبِ أَبِي بِلَالٍ الْخَارِجِيِّ فِي
 الْفَائِنِ وَأَبُو بِلَالٍ فِي أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَشَدَّ عَلَيْهِ شِدَّةً سَجَلٍ وَاحِدٍ، فَأَنْهَزَهُمْ هُوَ وَاصْحَابُهُ فَلَمَّا
 دَخَلَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ عَنَّفَهُ فِي ذَلِكَ وَقَالَ اقْضِي فِي الْفَائِنِ وَتَنْهَضْ عَنْ أَرْبَعِينَ وَبَخُورِ عَنده
 وَهُوَ يَقُولُ: لَأَنْ يَنْ مَنَى ابْنُ زِيَادٍ حَيًّا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمُدَّ حَيًّا وَأَنَا مَيِّتٌ وَفِي سَرَايَةِ أُخْرَى
 أَنْ يَشْتَمِيَ الْأَمِيرُ وَأَنَا كُنْتُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَدَّ عَوْلِي وَأَنَا مَيِّتٌ، فَقَالَ شَأْنُ الْخَوَارِجِ هـ

الْفَاءُ مَوْصِلٌ لِسَقْمٍ كَذَا كَمْ
 هُمُ الْفَيْتَةُ الْقَلِيلَةُ قَدْ عَلِمْتَ

وَلَكِنْ الْخَوَارِجُ مُؤْمِنُونَ
 عَلَى الْفَيْتَةِ الْكَثِيرَةِ يَنْصُرُونَا

لغوی تحقیق

الجبن (نک، جبن، بے ہمت ہونا۔ بزول ہونا۔ عفت، سختی سے معاملہ کرنا۔
 رک، عفتا: سختی کرنا۔ صفت عفت۔ ج عفت۔ الفیتہ: جماعت، گروہ۔

اسلم بن زرعہ نے بیان کیا جسے عبید اللہ ابن زیاد نے ابو بلال خارجی سے لڑنے کیلئے دو ہزار آدمیوں کے
 لشکر کے ساتھ روانہ کیا تھا اور ابو بلال چالیس آدمیوں کے ساتھ تھا۔ ابو بلال نے اس پر ایک آدمی

توضیح

کی طرح اتنا زور حمل کیا کہ اسلام اور اس کے ساتھی مغلوب ہو گئے۔ جب ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے اسے برا بھلا کہا اور کہا کیا تو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ جا کر چالیس آدمیوں سے شکست کھا آئے ہو تو وہ ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے نکلا کہ ابن زیاد کا میری خدمت کرنا زندہ ہونی کی حالت میں بہتر ہے کہ وہ میری تعریف کرے جب میں مر جاؤں اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ امیر المؤمنین مجھے زندہ ہونی کی حالت میں گالی دے یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ میرے لئے دعا کرے جب میں مر جاؤں۔ تو ایک خارجی شاعر نے کہا ہے

کیا دو ہزار آدمیوں کا مومن ہونا بعید ہے تم تو ایسے نہیں ہو لیکن خوارج ہی ایمان والے ہیں وہ تھوڑے سے ہیں تم جلتے ہو کہ وہ بڑی جماعت پر غالب آجاتے ہیں۔

الحذق فی الرئی

تیر چلانے میں مہارت

حَدَّثَ الْعَتَبِيُّ عَنْ بَعْضِ أَشْيَا خَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْمُهَاجِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَالْإِيْمَامَةِ فَأَتَى بَا عَرَابِي كَانَ مَعَهُ قَابُ السَّرَفِ فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ بَعْضِ عَجَائِلِكَ، قَالَ: عَجَائِلُ كَثِيرَةٌ وَمِنْ أَعْجَبِهَا أَنَّهُ كَانَ لِي بَعِيرٌ لَا يُسْبِقُ وَكَأَنِّي لِي خَيْلٌ لَا تُلْحِقُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَلَا أَرْجِعُ خَائِبًا فَخَرَجْتُ فَأَحْدَرْتُ ضَبًّا فَعَلَقْتُهُ عَلَى قَبِي شِمٍ مَرَرْتُ بِخَبَاءٍ لَيْسَ فِيهِ إِلَّا جُحُوزٌ فَقُلْتُ: يَبِيبُ أَنْ يَكُونَ لِهَذِهِ رَائِحَةٌ مِنْ غَنَمٍ وَابِلٍ فَلَمَّا أَمْسَيْتُ إِذَا بَابِلٌ، وَإِذَا شَيْخٌ عَظِيمُ الْبَطْنِ شَاتِنُ الْكَلْبَيْنِ وَمَعَهُ عَبْدٌ أَسْوَدٌ فَلَمَّا رَأَى رَحْبِي ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاقَةٍ فَأَحْتَلَبَهَا وَنَاولَنِي الْعُلْبَةَ فَشَرِبْتُ مَا يَشْرِبُ الرَّحْلُ فَتَنَاوَلُ الْبَاقِي فَضَرَبَ بِهَا جَبْهَتَهُ ثُمَّ احْتَلَبَ شِعْمَ ابْنِ قُشْرِبِ الْبَانِثِينَ ثُمَّ نَحَرَ حَوَارِزَ فُطَيْفَةٍ فَأَكَلْتُ شَيْئًا وَارَكَلُ الْجَمِيعِ حَتَّى الْغَى عَظَامًا بَيْضًا وَجِثِي عَلَى كَوْمَةٍ وَتَوَسَّدْتُهَا ثُمَّ غَطَّ غَطِيكَ الْبَكْرَ فَقُلْتُ هَذِهِ وَاللَّهِ الْغَنِيمَةُ ثُمَّ قُمْتُ إِلَى فَعَلِ ابْلَهَ فَنَظَمْتُ ثُمَّ قَرَنْتُهُ بِبَعِيرِي وَصَحْتُ بِهِ فَأَتَبَعَنِي وَاتَّبَعْتُ الْإِبِلَ أَرِيًّا فِي قُطَارٍ فَصَارَتْ خَلْفِي كَأَنَّهُمَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ فَمَضَيْتُ أَبَادُ ثُمَّ ثَنِيَّةٌ بَيْنِي وَبَيْنَهَا مَسِيرَةُ لَيْلَةٍ لِلتَّسْرِعِ وَلَمْ أَزَلْ أَضْرِبُ بِعَيْرِي مَرَّةً بِيَدِي وَمَرَّةً بِرُجْلِي حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَبْصَرْتُ الثَّنِيَّةَ وَإِذَا عَلَيْهَا سَوَادٌ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ إِذَا الشَّيْخُ قَاعِدٌ وَقَوْسُهُ فِي حَجَرٍ فَقَالَ أَضِيفْنَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اسْتَمِرْ نَفْسُكَ عَنْ هَذِهِ الْإِبِلِ قُلْتُ لَا، فَأَخْرَجَ سَهْمًا كَانَتْ لِسَانُ كَلْبٍ، ثُمَّ قَالَ انْظُرْ بَيْنَ أُذُنِي الضَّبِّ الْمَعْلُوقِ فِي الْقَبْ شِمٍ مَا أَفْصَدَ عَظْمَةً عَنْ دُمَاغِهِ فَقَالَ لِي: مَا أَتَقُولُ؟ قُلْتُ: أَنَا عَلَى رَأْيِ الْإِبِلِ قَالَ انْظُرْ هَذَا السَّهْمَ الثَّانِي فِي فَسْرَةٍ ظَهَرَهُ الْوَسْطَى ثُمَّ رَمَى بِهِ نَكَامًا فَلَمَّا بَدَأَ شِمٌ قَالَ رَأَيْكَ؟ فَقُلْتُ: أَفِي أَحَبُّ أَنْ اسْتَبْتِ قَالَ انْظُرْ هَذَا السَّهْمَ

فی عکوة ذنبہ والرابع واللہ فی بطنک، ثم رمأه، فلم یخط العکوة، قلت، انزل امنأ، قال قلت
 الکی خطام فعلیہ، وقلت، هذه ابلیک، لم تذہب منها وبریة، وانا انظر منی یرمینی بسهم
 یقصد به قلبی، فلما تباعدت قال اقبل، فاقبلت واللہ فرقا من شئ لا طمعا فی خیرة فقال
 ما احسبک تجشمت اللیلة ما تجشمت الا من حاجة قلت، نعم، قال فاقرن من هذه
 الابل بعیرین وامض لیطیتک، قال، قلت، اما واللہ لا امضی حتی اخبرک عن نفسك فلا
 واللہ ما رأیت اعرابیا أشد خریسا ولا اعدی رجلا ولا ارمی یدأولا اکرم عفوا ولا اسخنی نفسا
 منك فصوت رجلا عرق حیاء وقال، خذ الابل برمتها مبارکک لک فیها:

لغوی تحقیق

اشیاخ - جمع شیخ - سرّوت - تنیم کے قریب ایک جگہ ہے - فاحر شت - حرش (رض) حرشا و احرش الضب:
 شکار کرنا - ضبا - گوہ - ج - اضب، ضبان، ضباب - ضب (رض) ضبا، خاموش ہونا - قتب - پالان
 ج آفتاب - قتب (رن) قنبا، یعنی انت کھانا - اکتب البعیر - اونٹ پر پالان باندھنا - رائحة - کہا جاتا ہے مالہ سارحة ولا
 رائحة یعنی اس کے پاس جانوروں میں سے کچھ بھی نہیں ہے - شتن بمعنى شتل - سخت - شتل الاصابع - سخت اور موٹی انگلیوں
 والا - رجب - مرجا کہا - العلبہ - چڑے یا لکڑی کا برتن - ج - علاب - علب (رن) س) ملبا، سخت ہونا - انیق - ج - نائقہ - اونٹنی -
 حواری - اونٹنی کا بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑا یا گیا ہو - ج - حواریہ - جتنی (رن) جتوڑا - جتنی (رض) جتیا، ران پر بیٹھنا - صفت جاث
 ج - جثی - مؤنث جاثیہ - کوئہ - مٹی کا ڈھیر - ج - کوام - توتند - الوسادة - سر کے نیچے تکیہ رکھنا - غظ (رض) غظیلا، سونے والے
 کاخراٹے لینا - البکر - جوان اونٹ - فحل - سانڈ، ہر جانور کا نر - ج - فحول - خطیہ (رض) خطا، مہار لگانا - اربا، عضو -
 یہاں گروہ مراد ہے - ارب (س) اربا، ماہر ہونا - قطار من الابل، اونٹوں کی قطار - ج - قظر - ثنیہ - گھاٹی، درہ کوہ - سواد
 وجود - کہا جاتا ہے - رأیت سوادا، میں نے وجود کو دیکھا - ج - اسودہ - صدرع (رن) صدرعا، اس طرح سچاڑ ناکہ الگ نہ ہو -
 فقرہ - ریشہ کی ہڈی - ج - فقر - عکوة، پونچھ کی جڑ - عکا (رن) عکوا، جانور کی پونچھ کو اس کی جڑ کی طرف موڑنا - دبرة، اونٹ
 کی ادن - فرقنا (س) منہ گھبرانا - تجشمت، مصیبت برداشت کرنا - طیئہ، آرزو، ارادہ، تمنا، خواہش - ضررنا، ڈاڑھ
 کے دانت - ج - اضراس - برتہ - اعطاه الشئ برمہ، اس نے اسکو کچھ دیا -

توضیح

عربی نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں یرامہ کے حاکم مہاجر ابن عبد اللہ کے پاس تھا
 اس کے پاس ایک دیہاتی لایا گیا جو سرف نامی جگہ میں شہور تھا - اس سے مہاجر نے کہا تو مجھے کچھ اپنی
 عجائبات سنا دے، اس نے کہا میرے عجائبات بحد ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عجیب ترین واقعہ
 یہ ہے کہ میرا ایک اونٹ تھا جس سے سبقت نہیں کی جاسکتی تھی - اور میرا ایک گھوڑا تھا جس سے لاحق نہیں ہوا جاسکتا
 تھا - میں نکلتا تھا (شکار کیلئے) تو نامراد نہیں لوٹتا تھا - میں نکلتا تو میں نے ایک گوہ شکار کر کے اپنی پالان کی لکڑی پر
 لٹکادیا پھر میں ایک خیمہ میں گیا جس میں ایک بڑھیا کے سو کوئی نہیں تھا - میں نے کہا ضرر در اس کے پاس مویشی ہونگے

یعنی بکری اور اونٹ وغیرہ۔ جب میں نے شام کی تو ایک اونٹ نظر آیا اور ایک بوڑھا پیٹ والا، بھری ہوئی ہتھیلیوں والا جس کے ساتھ ایک جشی غلام تھا اس نے مجھے مرحبا کہا پھر ایک اونٹنی کا دودھ دوہ کر ایک برتن میں میرے سامنے پیش کیا، میں پی چکا جتنا ایک آدمی پیتا ہے پھر باقی کو اس نے پی لیا اور اس سے اپنی پیشانی کو مارا پھر اس نے نو اونٹنیوں کا دودھ دوہا پھر ان کا سارا دودھ پی گیا پھر اس میں ایک اونٹنی کا بچہ پکایا میں نے کچھ کھایا اور وہ سارا کھا گیا یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کو بھی صاف کر ڈالا پھر مٹی کے تودہ کا تکیہ بن کر زانو پر بیٹھ گیا اور اونٹ کی طرح خزانے لینے لگا تو میں نے کہا یہ قسم خدا کی موقع غنیمت ہے۔ پھر میں اٹھا اس کے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈال کر اس کو اپنے اونٹ کے ساتھ باندھ دیا اور اس کو ٹھٹھکی دی پس وہ میرے پیچھے ہو لیا اور باقی اونٹ بھی ایک ایک کر کے قطار میں لگ گئے تو میرے پیچھے وہ اس طرح ہو گئے گویا کہ ایک لمبی رسی ہے تو میں چلا کہ گھائی پار ہو جاؤں، میرے اور اس کے درمیان تیز رفتار کے لئے ایک رات کی مسافت تھی اور میں اپنے اونٹ کو کبھی ہاتھ سے اور کبھی پیر سے مارتا رہا یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی تو میں گھائی کو دیکھا اور اس پر کوئی جثہ معلوم ہوتا تھا۔ جب میں اس سے قریب ہوا تو دیکھا بوڑھا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی کمان اس کی گود میں ہے تو بوٹھنے کہا، کیا ہمارا مہمان ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اپنی جان کیلئے بھلائی سوچ لے ان اونٹوں کو چھوڑ کر میں نے کہا نہیں، تو اس نے ایک کتے کی زبان کی طرح زبان نکالی پھر اس نے کہا کہ بالان میں لٹکی ہوئی گوہ کے دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو دیکھو۔ پھر اس نے اس پر تیرا اور اس کے فارغ کی ہڈی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر مجھ سے کہا، تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی پہلی رائے پر ہی ہوں۔ اس نے کہا اس دوسرے تیر کو اس کی کمر کی بیج والی ہڈی میں دیکھو۔ پھر تیرا راگویا اس نے اپنے ہاتھ سے اسے رکھا پھر اس نے کہا تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ سوچوں۔ اس نے کہا اس تیر کو اس کے دم کی جڑ میں دیکھتے رہنا اور قسم خدا کی پھر تیر تیرے پیٹ میں ہو گا تو دم کی جڑ سے خطا نہیں کی۔ میں نے کہا صبح سالم اتر رہا ہوں۔ پھر میں نے اسے اس کے اونٹ کی نکیل دیدی اور میں نے کہا یہ تیرا اونٹ ہے اس کا ایک بال بھی ضائع نہیں ہوا ہے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کب مجھے تیر مارے گا جس سے وہ میرے دل کو نشانہ بنائے گا، میں جب دور ہوا تو اس نے کہا آ جا تو میں آیا قسم خدا کی اس کے شر سے ڈرتے ہوئے نہ کہ اس کی بھلائی کی امید رہی۔ تو اس نے کہا میں تمہیں نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم نے رات بھر تکلیف اٹھائی، جو بھی اٹھائی مگر کسی ضرورت سے تو میں نے کہا ہاں، اس نے کہا ان اونٹوں میں سے دو اونٹ لیکر اپنی خواہش کے مطابق چلا جا۔ میں نے کہا قسم خدا کی میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تجھ کو تیرے بارے میں بتا دوں۔ قسم خدا کی میں نے نہیں دیکھا کسی دیہاتی کو تجھ سے زیادہ سخت ڈاڑھ کے اعتبار سے (قوت) اور نہ کوئی مضبوط ایڑ لگانے والا اور نہ کوئی تیر چلانے والا اور نہ کوئی معاف کرنی والا اور نہ تم سے بڑا سخی دیکھا تو اس نے اپنا چہرہ شرم کے مارے مجھ سے پھیر لیا اور کہا کہ سارا اونٹ لے جا اس میں تیرے لئے برکت ہے۔

الباحث عن حقه بظلفه

اپنی موت کو اپنے گھر کے ذریعہ تلاش کرنا والا

كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَدْ بَلَغَهُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ السُّلْطَانِ أَنَّهُ يَعِضُّ لَهُ ضَبْعَةً
بِوَاسِطَةِ مَغْرَمٍ، لَزِمَهُ الْخَلِيفَةُ فَحَمَلَ وَكَيْلًا لَهُ، عَلَى بَعْلِ وَاتَّزَعَّ لَهُ، خَرَجًا بَدَنَانِيًّا، وَقَالَ لَهُ
أَذْهَبِ إِلَى الْوَاسِطَةِ فَاشْتَرِ لِي هَذِهِ الضَّبْعَةَ الْمَعْرُوضَةَ، فَإِنْ كَفَأَكَ مَا فِي هَذَا الْخُرْجِ وَالْأَفْكَتِ
إِلَى أَمْدِكَ بِالْمَالِ فَخُذْهُ، فَلَمَّا أَصْحَرَمِنْ الْبَيْوتِ لَحِقَ بِهِ أَعْرَابِيٌّ رَاكِبٌ عَلَى حِمَارٍ مَعَهُ قَوْسٌ
وَكِنَانَةٌ، فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ تَتَوَجَّهُ؟ فَقَالَ: إِلَى الْوَاسِطَةِ، قَالَ: فَهَلْ لَكَ فِي الضَّبْعَةِ قَالَ: نَعَمْ
فَسَارَحْتُهُ فَوَزَّ، أَفْعَنْتَ لَهُمَا طِبَاءً، فَقَالَ لَهُ: الْأَعْرَابِيُّ أَيْ هَذَا الطَّبَّاءُ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ الْمَتَقَدِّمُ
مِنْهَا أَمْ الْمَتَأَخِّرُ؟ ذَكَبَهُ لَكَ قَالَ لَهُ: الْمَتَقَدِّمُ، فَرَمَاهُ غَرْمَةً بِالسُّمِّ فَاشْتَوِيَا، وَكَعَلَا فَاعْتَبَطَ
الرَّجُلُ بِضَبْعَةِ الْأَعْرَابِيِّ ثُمَّ عَنَ لَهُ سُرْفَةً قَطَا، فَقَالَ: إِيهَاتَ تَرِيدُ؟ فَاصْرَعْهَا لَكَ فَاشَارَ
إِلَى وَاحِدَةٍ مِنْهَا فَرَمَاهَا، فَاقْصِدْهَا ثُمَّ اشْتَوِيَا، وَكَعَلَا فَلَمَّا انْقَضَى طَعَامُ مَهْمَا فُوقَ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ
سَهْمًا، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ تَرِيدُ أَنْ أَصِيبَكَ؟ فَقَالَ لَهُ: اتَّقِ اللَّهَ وَاحْفَظْ دَامَ الضَّبْعَةِ قَالَ
لَا بَدَّ مِنْهُ قَالَ: اتَّقِ اللَّهَ رَبَّكَ وَاسْتَبْقِ دُونَكَ الْبَغْلَ وَالْخُرْجَ فَإِنَّهُ مَتْرَعٌ مَالًا، قَالَ
فَاخْلَعْ ثِيَابَكَ فَانْسَلْخْ مِنْ ثِيَابِهِ ثَوْبًا ثَوْبًا حَتَّى يَبْقَى مَجْرَدٌ، قَالَ لَهُ: اخْلَعْ أَمَوَاقَكَ وَكَانَ لَا بَسَاءَ
خَفِينَ، فَقَالَ لَهُ: اتَّقِ اللَّهَ فِي دُورِ لِي الْخَفِينَ اسْتَبْلَغَ بِهِمَا مِنَ الْحِرْفَانِ الرَّمْضَاءِ فَخَرَّقَ قُدْمَى
قَالَ لَا بَدَّ مِنْهُ قَالَ: فَدُونَكَ الْخَفِ، فَاخْلَعْهُ، فَلَمَّا تَنَاوَلَ الْخَفَ ذَكَرَ الرَّجُلُ خَنْجَرًا كَانَ
مَعَهُ فِي الْخَفِ فَاسْتَفْرَجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ صَدْرَهُ لَا فَشَقَّهُ إِلَى عَائِنِهِ وَقَالَ: لَهُ: اسْتَقْصَاءُ خُرْقَةٍ
فَذَهَبَتْ مِثْلًا وَكَانَ هَذَا الْأَعْرَابِيُّ مِنْ مَرْمَاةِ الْحَدَقِ ۝

لغوی تحقیق

الباحث: بحث (د) فی الارض: کھودنا۔ اور اسی سے مثل ہے کا الباحث عن حقه بظلفہ یعنی
وہ اپنی ہلاکت و بربادی کا سامان خود پسید کرتا ہے۔ حقه: موت۔ کہا جاتا ہے۔ مات

حقه الفہ: وہ اپنی موت مرا۔ قال السَّمُولُ بن عَادِيَاہ

وَمَاتَ مَنَاسِيْدُ حَقِّ الْفُءِ ۝ وَلَا تَلْطَلْ مَنَاحِيْثَ كَانَ قَتِيْلٌ

ہمارا کوئی سردار بستر پر گر نہیں مرا، بلکہ جو مرادہ جنگ میں مرا، اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہیں ہے جس کا بدلہ نہ لیا گیا ہو
علامہ سیکی نے بعض اصحاب نقل کیا ہے کہ شعر کی نسبت سَمُولُ کی طرف صحیح نہیں ہے کیونکہ اس بات پر اجمال ہے
کہ مات حقه الفہ اس جملہ کے موجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور سَمُولُ دور جاہلیت کا شاعر ہے جس کی وفات بعثت

سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ظلف: ناخن، پھٹے ہوئے کھڑ-ضیعۃ: زمین۔ مغرم: نادان، جہلانہ۔ اترع الارض: برتن پر کرنا۔
 اسحہ: جنگل میں چلا جانا۔ کنائہ: ترکش۔ ج: کنائن۔ فوزا: تثنیہ کا صیغہ ہے۔ فوز: الطريق: جنگل طے کرنا۔ عنت: عنا:
 نمودار ہونا۔ خرمۃ: خرم (دن) سوراخ کرنا، ناک کے درمیانی ہڈی کو بھاڑنا۔ اغبط: اغبطا: خوش ہونا۔ زرقۃ: جماعت
 گرہ۔ قطا: ایک چڑیل ہے جس کو سنگسوارش کہتے ہیں۔ فوق: کہ سہا، سونار لگانا۔ ذام: حق، عزت، حرمت۔ ج: ج:
 حرمتہ۔ مترع: بھرا ہوا۔ امواق: جمع موق: موزہ جو باریک موزہ پر پہنا جائے، دھوپ کی شدت کی وجہ سے گرم
 زمین۔ رمض (دس) رمضان: نہار، سخت گرم ہونا۔ عانۃ: موزے زیر بنات۔ الاستقصاء: بھرپور کوشش کرنا۔
 خرقۃ: بوقونی، نادانی۔ الحدق: جمع حدقۃ: پتلی۔ یہاں ماہر تیر چلائیو الامراد ہے۔

توضیح

ایکٹ کوئی شخص کو بادشاہ کے آدمی کی جانب سے یہ خبر ملی کہ وہ شخص اس کوئی شخص کو ایک زمین جو واسط
 میں تھی پیش کر رہا ہے اس قرض کے بدلے میں جو لازم ہو گیا تھا اس پر قلیفہ کا، تو کوئی نے اپنا وکیل
 خیر پر بھیجا اور ایک خرچین دیناروں کی اس کے لئے بھردی اور اس سے کہا کہ واسطہ شہر میں چلے جاؤ اور
 میرے لئے اس پیش کردہ زمین کو خرید لو۔ اگر خرچین میں موجودہ دینار کفایت کر جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے
 پاس خط لکھنا میں مال مسجدوں کا، تو وکیل نکلا اور جب گھروں سے نکل کر جنگل میں پہنچا تو اس سے ایک گھوڑے
 پر سوار دیہاتی ملا جس کے ساتھ کسان اور ترکش تھا اور اس نے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا واسط
 جا رہا ہوں۔ دیہاتی نے کہا کیا تم ساتھ چلنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ دونوں چلے یہاں تک کہ بیابان طے کر چکے
 تو ان کے سامنے کچھ ہرنیاں آئیں۔ تو دیہاتی نے کہا تم ان میں سے کون سی پسند ہے اگلی یا پچھلی کہ میں اسے
 تمہارے لئے ذبح کروں۔ وکیل نے کہا دیہاتی سے اگلی، تو دیہاتی نے اس پر تیر مارا اور ناک کی ہڈی کو بھاڑ ڈالا۔
 اور دونوں نے بھون کر کھالیا۔ وکیل کو دیہاتی کے ساتھ جانے میں بڑی مسرت محسوس ہوئی پھر قطا کا ایک گرہ
 سامنے آیا تو دیہاتی نے کہا کیا تم اس کا ارادہ کرتے ہو تاکہ میں اسے بھی تمہارے لئے بھاڑ دوں۔ وکیل نے ان میں
 سے ایک کی جانب اشارہ کیا تو دیہاتی نے تیر مارا اور وہیں ختم کر دیا پھر دونوں نے بھون کر کھالیا۔ جب کھانا ختم ہو گیا
 تو دیہاتی نے وکیل کیلئے تیر تان دیا، پھر کہا، کہاں لگاؤں۔ وکیل نے کہا خدا سے ڈر اور ساتھ چلنے کی حرمت
 کا لحاظ رکھ۔ دیہاتی نے کہا کام تو ضرور ہو گا۔ وکیل نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھے چھوڑ دے اور خیر اور خرچین لے لے
 وہ مال سے بھرا ہوا ہے۔ دیہاتی نے کہا اپنے موزے اتار دے، وہ دو موزے پہنے ہوئے تھا تو وکیل نے کہا اللہ سے ڈر میرے بارے
 میں اور موزے چھوڑ دے تاکہ میں گرمی سے بچ سکوں چونکہ یہ گرم زمین میرے پاؤں کو جلا ڈالے گی۔ دیہاتی نے
 کہا یہ تو ضروری ہے تو وکیل نے کہا لے موزے بھی۔ پھر اس نے اسے بھی نکال دیا جب اس نے موزہ لینا چاہا تو وکیل
 کو اپنا خیر یاد آیا جو اس کے پاس موزے میں تھا تو اس نے اس کو نکالا اور دیہاتی کے سینہ پر ایسا مارا کہ ناف تک چیر
 ڈالا اور اس سے کہا یہ تمام کوشش تمہاری نادانی تھی تو یہ ضرب اللہ بن گئی اور یہ دیہاتی بڑا تیر انداز تھا۔

اخلاف الوعد

وعدہ خلافی

قَالُوا، الْخُلْفُ الْأَمُّ مِنَ الْبَخْلِ، لَا تَنْ، مَنْ لَمْ يَفْعَلِ الْمَعْرُوفَ لَزِمَهُ ذَمُّ اللُّومِ وَحَدٌّ، وَمَنْ وَعَدَ وَاخْلَفَ لَزِمَهُ ثَلَاثُ مَذَمَاتٍ، ذَمُّ اللُّومِ، وَذَمُّ الْخُلْفِ، وَذَمُّ الْكَذِبِ؛

توضیح

علمائے بیان کیا ہے کہ وعدہ خلافی بخل سے زیادہ قابل ملامت ہے۔ چونکہ جس نے کوئی بھلائی نہیں کی اس کیلئے صرف ملامت کی مذمت ثابت ہوتی ہے، اور جو شخص وعدہ کر کے اس کے خلاف کرے تو اس کے لئے تین مذمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ملامت کی مذمت، وعدہ خلافی کی مذمت، اور جھوٹ کی مذمت۔

حسن الجوار

بہترین پڑوس

وَذَكَرُوا أَنَّ جَارَ الْأَبِيِّ دَلَفَ بَبْغَدَا لَزِمَهُ كَيْدُ دِينَ فَادَحَ حَتَّى احْتَبَجَ إِلَى بَيْعِ دَارِهِ، فَسَادَ مَوْلَاهُ بِهَا فَسَأَلَ هُمُ الْفَرْدِينَارَ فَقَالُوا، لَمْ أَنْ دَارَكَ تَسَاوَى خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ دُجَارِي مِنْ أَبِي دَلَفٍ بِالْفِ وَخَمْسَمِائَةٍ فَلَبِغَ أَبَا دَلَفٍ فَأَمَرَ بِقَضَاءِ دِينِهِ وَقَالَ لَمْ لَا تَبِيعَ دَارَكَ وَلَا تَنْتَقِلَ مِنْ جَوَارِنَا

لغوی تحقیق

الجوار: پڑوس۔ فادح: گرانبار۔ قدرح (دفعہ): گرانبار بنادینا۔ سادوہ۔ سادوہ، مول بھاؤ کرنا۔

توضیح

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابو دلف کے ایک پڑوسی پر جو بے راد میں تھا بہت بڑا دین اس پر لازم ہوا یہاں تک کہ وہ اپنا گھر بیچنے کا محتاج ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے اس مکان کے بھاؤ تاد کئے تو ان سے اس نے دو ہزار دینار مانگے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرا گھر پانچ سو کے برابر ہے۔ اس نے کہا اور میرا ابو دلف کے پڑوس میں رہنا ڈیڑھ ہزار دینار کے برابر ہے۔ ابو دلف کو خبر ہو چکی تو اس نے اس کے قرض کو ادا کر نیکاً حکم دیا۔ اور اس سے کہا کہ تو اپنا گھر نہ بیچ اور نہ تو ہمارے پڑوس سے منتقل ہو۔

حلم الحجاج

حجاج کی بردباری

قال الہیثم بن عدی اتی الحجاج بحرور ساریۃ، فقال لاصحابہ ما تقولون فی ہذہ؟ فقالوا: اقلنا ما اصرح اللہ الا مایرونک کل بہا غیرہا فبتمت الحروریۃ فقال لہا لم یتمت؟ فقالت لقد کان و سرائہ اخیک فرعون خیرا من و سرائک یا حجاج استشارہم فی قتل موسیٰ، فقالوا ارجہ واخاہ و ہولاء یا مردنک بتعجیل قتلی ففعلک الحجاج و امر باطلاعہا:

توضیح

ہیثم ابن عدی کا بیان ہے کہ حجاج کے پاس ایک خارجیہ عورت لائی گئی تو حجاج نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو سبھوں نے کہا کہ آپ اس کو قتل کر دیجئے۔ اشد امیر کا بھلا کرے اور اس کے ذریعہ دوسروں کو عبرت دیجئے، تو خارجیہ مسکرائی تو حجاج نے کہا تو کیوں مسکرائی۔ تو خارجیہ نے کہا تیرے بھائی فرعون کے دروازہ تو تیرے وزیروں سے اچھے تھے۔ اے حجاج فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں مشورہ لیا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیدے اور یہ تمہیں مشورہ دیتے ہیں مجھے فوری طور پر قتل کرنے کا، تو حجاج ہنسنا اور اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

البار بامہ
والدہ کیساتھ اچھا سلوک کرنا

و کان حیوۃ بن شویح، یفعد للناس فتقول لہا أمم یا حیوۃ الق الشعار للذجاہ فیقوم۔

لغوی تحقیق

البار، مطیع، نیک شعار۔ حیوۃ بن شریح ابن صفوان بن مالک ابو زرعہ مشہور زاہد و عابد، فقیہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ امام احمد ابن حنبل، ابن یونس وغیرہ نے آپ کو ثقہ راوی کہا ہے۔ ابن دھراح نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص طوان کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھے قرضہ کے بوجھ سے سبکدوش کر دے اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر تو قرضہ سے چھٹکارا چاہتا ہے تو حیوۃ ابن شریح کے پاس جا دہ تیرے لئے دعا کرے گا یہ شخص بروز جمعہ عہر کے بعد اسکندریہ آیا اور آپ کے پاس قیام پذیر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے ارد گرد جو کنکریاں وغیرہ تھیں سب اشرفیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص خدے ڈرا اور جتنا تجھ پر قرض ہے اتنی ہی اشرفیاں اٹھالے۔ وہ شخص کہتا ہے میں نے تین سو اشرفیاں لے لی اور قرض سے بری ہو گیا۔ شعر: جو دجج ہوتی حیوۃ بن شریح لوگوں کیلئے بیٹھے ہوئے تھے تو ان سے انکی والدہ کہتی تھیں کہ اٹھ جاؤ اے حیوۃ! مرغی کو جو ڈالدو، تو آپ اٹھ جاتے تھے۔

توضیح

تَعْظِيمُ الصَّحْبَةِ النَّبَوِيَّةِ

صحبت نبوی کی تعظیم

قال: خرج عمر بن الخطاب رضي الله عنه وقد لا على المعلى ابن الجارود العبدى فلقبت امرأة من قريش فقالت له: يا عمر فوقف لها فقالت: اكنا نعرفك مدّة عميراً، ثم صرت من بعد عمير عمر، ثم صرت من بعد عمر امير المؤمنين، فأتى الله يا ابن الخطاب وانظر في امور الناس فان من خاف الوعيد قرب عليه البعيد ومن خاف الموت خشي الفوت، فقال المعلى ايها يا امّة الله فقد ابكيت امير المؤمنين فقال له: عمر! اسكت! أتدري من هذه؟ هذه خولت بنت حكيم التي سمع الله قولها من سمعها، فعمرا حري ان يسمع قولها ويقتدى به.

لغوی تحقیق

عمیر: تصغیر عمر۔ خولت بنت حکیم بن امیہ، ام شریک مشہور صحابیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان بن مظعون کے عقد میں تھیں۔ بہت پارسا، عابدہ، زاہدہ بی بی تھیں۔ آپ کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ذات کے متعلق تمام اختیار حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دیئے تھے۔

توضیح

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نکلے اور آپ کا ہاتھ معلى بن جارود عبدی کے کندھے پر تھا۔ ایک قریشی عورت ملی اس نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمر! حضرت عمرؓ رک گئے۔ وہ کہنے لگی ہم تمہیں ایک زمانہ تک عمیر جانتے رہے۔ پھر تم عمیر کے بعد عمر ہو گئے، پھر تم عمر کے بعد امیر المؤمنین ہو گئے، تو اے خطاب کے صاحبزادے اللہ سے ڈرو اور لوگوں کے معاملہ میں غور و فکر کرو۔ چونکہ جو عبدی سے ڈرے گا اس پر بعید قریب ہو جاتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے وہ فوت سے ڈرتا ہے۔ تو معلى نے کہا اے اللہ کی بندری تو نے امیر المؤمنین کو رلا یا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو خاموش رہ، تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے یہ خولت بنت حکیم ہے کہ جس کی بات کو اللہ نے آسمان سے سنی تھی۔ تو عمرؓ زیادہ لائق ہے کہ اس کی بات سنے اور اس کی پیروی کرے۔

ثَمَرَةُ السَّبِّ

گالم گلوں کا نتیجہ

قال: رَجُلٌ لَا بِيْهْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا سُبَّانَكَ سُبَّاءٌ يَدْخُلُ الْقَبْرَ مَعَكَ قَالَ مَعَكَ

يَدْخُلُ لَامَعِي وَ قِيلَ لِعُمْرِ بْنِ عَبْدِ: لَقَدْ وَقَعَ فِيكَ الْيَوْمَ ابْنُ الْيُؤُسِ السَّجِسْتَانِي حَتَّى رَحِمْتُكَ
قَالَ اَيَاكَ فَاَرْحَمُوا وَ شَتَمَ رَجُلٌ الشَّعْبِي فَقَالَ لَهُ: اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَغْفِرَ اللَّهُ لِي وَ اِنْ كُنْتَ
كَاذِبًا فَغْفِرَ اللَّهُ لَكَ ۞

لغوی تحقیق

ثمرۃ: پھل، نتیجہ۔ السب: گالی۔ سب (دن) سبنا: سخت گالی دینا۔ عمرو بن عبیدہ: قبیلہ بنی تمیم
سے ہے، بصرہ کا رہنے والا تھا اور معتزلی تھا۔

توضیح

ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا میں تجھے ایسی گالی دوں گا جو تیرے ساتھ قبر میں بھی جائے گی۔
تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تیرے ساتھ جائے گی میرے ساتھ نہیں۔ اور عمرو بن عبیدہ سے کہا گیا کہ تیرے
بارے میں آج ابو ایوب سجستانی نے ایسی بات کہی کہ ہم کو آپ پر رحم آگیا۔ عمرو نے کہا اس پر رحم
کھاؤ۔ اور ایک شخص نے امام شعبیؒ کو گالی دی تو امام شعبیؒ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے
اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔

الحسود لا یرضے بشیء

جاسد کسی بھی چیز سے راضی نہیں ہوتا

قَالَ الْاَضْمَعِيُّ كَانَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ بَذَى ثِيْرًا، يُؤْذِي جِيرَانَهُ وَ يَشْتَمُ اَعْرَاضَهُمْ
فَاتَاهُ رَجُلٌ فَوْعَظَهُ، فَقَالَ لَهُ مَا بَالُ جِيرَانِكَ؟ يَشْكُونَكَ، قَالَ اَنْهُمْ يَحْسَدُوْنِي، قَالَ لَهُ
عَلَى شَيْءٍ يَحْسَدُوْنَكَ؟ قَالَ، عَلَى الصَّلْبِ، قَالَ: وَ كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ اَقْبَلْ مَعِيَ، فَاَقْبَلْ مَعَهُ
اِلَى جَيْرَانِهِ فَقَعَدَ مُتَحَاْزِنًا فَقَالُوا لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: طَرَقَ اللَّيْلَةُ كِتَابٌ مُعَاوِيَةَ اِنْ اَصْلَبَ
اَنَا وَمَالِكُ بْنُ الْمُنْذِرِ وَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ، فَذَكَرُوا بَعْضُ مَا لَمْ يَشْرَأُ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَوَثَبُوا عَلَيْهِ
وَقَالُوا يَا عَدُوَّ اللَّهِ اَنْتَ تُصَلِّبُ مَعَ هَؤُلَاءِ وَ لَا عِزَامَةَ لَكَ فَالْتَفَتَ اِلَى الرَّجُلِ فَقَالَ: اَمَّا اَنْتُمْ
قَدْ حَسَدُوْنِي عَلَى الصَّلْبِ فَكَيْفَ لَوْ كَانَ خَيْرًا؟

لغوی تحقیق

الحسود: وہ شخص جسکی طبیعت میں حسد گھر کر گیا ہو۔ ج حُسد۔ بذایا: گستاخ، گالی گلوں بکنے
والا، فحش گو۔ بذأ (د)، بذی (س)، بذو (رک)، بذاءة: فحش گو ہونا۔ اعراض: جمع
عرض: اچھی عادت، آبرو، باعث فخر و عزت۔ الصلْب: سولی پر چڑھانا۔ متحازن: اسم فاعل ہے
توازن: اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرنا۔

توضیح

اصحیٰ نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ کا بہت ہی بدگوار و شریر تھا، اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا تھا اور انکی عزت پامال کرتا تھا، تو ایک شخص نے آکر اسے نصیحت کی اور کہا تمہارے پڑوسی تمہاری شکایت کیوں کرتے ہیں۔ اس نے کہا وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں اس نے کہا کس چیز پر؟ تو اس نے کہا سولی دیئے جانے پر کہایہ کیسے۔ اس نے کہا: چلو میرے ساتھ، تو وہ اس کے ساتھ اس کے پڑوسی کے پاس گیا اور غمگین بیٹھ گیا۔ تو پڑوسیوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا رات میں میرے سولی دیئے جانے کے بارے میں حضرت معاویہ کا خط آیا ہے اور مالک ابن نذر کے سولی دیئے جانے کا اور فلاں کا اور فلاں کا، اس نے بصرہ کے جن اشراف کا ذکر کیا تو سب لوگ اس پر کود پڑے اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن تو ان کے ساتھ سولی دیا جائیگا اور تیرے اندر کوئی شرافت نہیں ہے۔ تب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا پھر اس نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ میرے سولی دیئے جانے پر حسد کر رہے ہیں تو کیا حال ہوتا اگر کوئی اچھا کام ہوتا۔

حُبُّ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا شوق

عَنْ أَشْيَاخٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْجُمُوحِ كَانَ رَجُلًا أَعْرَجَ شَدِيدَ الْعَرَجِ وَكَانَ لَهُ ابْنُونَ أَرْبَعَةٌ مِثْلُ اسْدِيشْهُدُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشَاهِدَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أَحَدٍ أَرَادُوا حَبْسَهُ وَقَالُوا لَمْ يَأْنِ لِلَّهِ أَنْ يَذْذُرَكَ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ بَنِي يَرِيدُونَ أَنْ يَحْبَسُونِي عَنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالْخُرُوجِ مَعَانِيهِ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا رَجْوَانَ أَطَاعُ عِزَّتِي هَذِهِ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَنْتَ فَقَدْ عَذْرَكَ اللَّهُ فَلَا جِهَادَ عَلَيْكَ وَقَالَ لَبْنِيهِ: مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَمْنَعُوهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْضَاهُ الشَّهَادَةَ فَخَرَجَ مَعَهُ فَقُتِلَ يَوْمَ أَحَدٍ.

لغوی تحقیق

العرج، لنگڑاپن۔ بنون، جمع ابن، لڑکا۔ المشاہد، میدان جنگ۔ الوجہ، بزرگی و مرتبت۔ اطأ، وطن؛ پیر سے روزناما۔

توضیح

ابن سلیہ کے شیوخ سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ بن جوح ایک بہت لنگڑے شخص تھے اور ان کے چاروں لڑکے شیر کی طرح تھے، وہ حضورؐ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے تھے جب احد کا دن آیا تو انھوں نے حضرت عمرؓ بن جوح کو روکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور بنایا ہے تو وہ حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لڑکے مجھے اس عظیم مرتبہ سے روکنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور

آپ کے ساتھ جنگ ادا کیلئے جانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ قسم خوراک میری تمنا ہے کہ میں جنت میں اپنے اس لنگرے پن کے ساتھ چلوں پھروں۔ تو حضور نے فرمایا کہ رہی تمہاری بات تو تم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے معذور قرار دیا تو تم پر جہاد ضروری نہیں ہے، اور ان کے لڑاکوں سے فرمایا تمہیں ان کو روکنا نہیں چاہئے شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب کرے۔ تو وہ آپ کے ساتھ نکلے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے۔

العقوق

والدین کی نافرمانی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا قَدْ احْتَضَرُوهُ فَقَالَ لَهُ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَهَا قَالَ أَيْسَ كَانَ يَقُولُهَا فِي حَيَاتِهِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَمَا مَنَعَهُ مِنْهَا عِنْدَ مَوْتِهِ؟ فَهَضَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَضَّ مَعَهُ حَتَّى أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ يَا غُلَامُ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَهَا قَالَ وَلِمَ قَالَ الْعَقُوقُ وَالِدَتِي قَالَ: أَهِيَ حَيَّةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ارْسلُوا إِلَيْهَا فُجِئَتْ فَهَضَّ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْنُكَ هُوَ؟ قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ نَارًا أُبْجِثَتْ فَقِيلَ لَكَ إِنَّ لَهَا تَشْفَعِي فِيهِ قَدْ قُتِلَ فِي هَذِهِ النَّارِ فَقَالَتْ: أَذْأَكُنْتُ أَشْفَعُ لَهُ قَالَ: فَاشْهَدِي لِلَّهِ وَأَشْهَدِي بَأَنِّكَ رَضِيتَ عَنْهُ، فَقَالَتْ: قَدْ رَضِيتُ عَنْ ابْنِي، قَالَ: يَا غُلَامُ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.

لغوی تحقیق

العقوق: ماں باپ کی نافرمانی۔ عاق: معاقہ، مخالفت کرنا۔ عبد اللہ بن ابی اوفی: علقہ بن حارث اسلمی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، اور صحابی زادے بھی ہیں۔ غزوہ حنین، فتح خیبر، حدیبیہ، بیعت الرضوان وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضور کی وفات کے بعد کوفہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ آپ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ کوفہ کے رہنے والے صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات شہید یا شہیدہ میں ہوئی ہے۔ احقر المریض: مرنے کے قریب ہونا۔ اجمت: انج النار: سبھر کرنا۔ قد قتلہ: قتل، ڈالنا۔ القذہ، القذہ (دن)، نقذہ: نجات دینا۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک لڑکا قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھو تو وہ پڑھ نہیں سکتا تو آپ نے فرمایا کیا زندگی میں نہیں پڑھتا تھا تو لوگوں نے فرمایا ہاں پڑھتا تھا

توضیح

آپ نے فرمایا اب موت کے وقت کس چیز نے اسے پڑھنے سے روک دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نوجوان کے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ اے لڑکے لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا حضور نے فرمایا کیوں؟ تو اس نے کہا والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! تو حضور نے فرمایا کہ اسے آدمی بھیج کر بلاؤ۔ جب وہ آئی تو حضور نے فرمایا۔ یہ تمہارا لڑکا ہے تو اس نے کہا ہاں، تو حضور نے فرمایا کیا تم مناسب سمجھتی ہو کہ آگ دہکا دی جائے پھر تجھے یہ کہا جائے کہ اگر تو نے اس کے بارے میں سفارش نہیں کی تو ہم اسے آگ میں ڈال دیں گے۔ تو اس عورت نے کہا تب تو میں اس کیلئے سفارش کروں گی۔ آپ نے فرمایا تو اللہ کو اور مجھے گواہ بنالے کہ تو اس سے خوش ہے تو اس نے کہا میں اپنے لڑکے سے خوش ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ تو اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچایا میری وجہ سے۔

خاتمۃ مشک

اس کا خاتمہ مشک کے مانند ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱) مَا تَعْدُونَ الصَّوْعَةَ فِيكُمْ؟ قالوا الذي لا يصير عه الرجال، قال: لا، ولكن الذي يملك نفسه عند الغضب (۲) لا يدخل الجنة الجواظ ولا الجعظ (۳) الرجل غلّ دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل :

لغوی تحقیق

خاتم، ہر وہ چیز جسے مہر بند کیا جائے۔ ج ختم۔ الصرعة: پہلوان، بہت بچھاڑنے والا۔ جواظ: متکبر، اجڑ۔ الجعظی: بد خصلت، بد خلق۔

توضیح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم اپنے درمیان پہلوان کس کو سمجھتے ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جسے لوگ بچھاڑ نہ سکیں۔ تو حضور نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص پہلوان ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔ اور حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت میں نہیں جائے گا کوئی متکبر اور بد خلق۔ اور حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر شخص دیکھ لے اس کو جس سے وہ دوستی کر رہا ہے۔

(۴) من اشرف الناس ذوالوجهين الذي يأتي لهؤلاء بوجه ولأولئك بوجه (۵) ان من اربي

الربی الاستطالة فی عرض مسلم بغیر حق (۶) ایاکم والحسد فان الحسد یأکل الحسنات
 کما تأکل النار الحطب (۷) کثرت خیانتہ ان تحدث اخاک حدیثا هولک بہ مصدق
 وانت لہ بہ کاذب (۸) ویل للذی یحدث فیکذب لینصمک بہ القوم ویل لہ ویل
 لہ (۹) قال اذا وعد الرجل اخاه ومن نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا
 اثم علیہ (۱۰) اذا تشاءب احدکم فلیسک علی فیہ فان الشیطان یدخل (۱۱) خمس تجب
 للمسلم علی اخیه رد السلام وتشمیت العاطس واجابة الدعوة وعیادة المریض واتباع الجنائز

لغوی تحقیق

ازواجہین : دو رُخا، دو غلا۔ ربی : زیادتی، سود۔ الاستفالة : بدنامی کی شہرت دینا۔
 الحطب : لکڑی۔ ویل : ہلاکت، بربادی۔ یفی (رض) : وفا کرنا۔ اثم : گناہ۔

گناہ۔ تشاءب : جمائی لینا۔ تشمیت : چھینک کا جواب دینا۔
توضیح لوگوں میں سب سے بدترین وہ دورُخا شخص ہے کہ جو ان کے پاس اُس چہرے کے ساتھ اور دوسروں کے
 پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔ اور سب سے بڑا سودنا حق مسلمانوں کی عزت میں بدگوئی کرنا ہے۔
 پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسد سے بچو چونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔
 اور یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو وہ تمہاری تصدیق بھی کر رہا ہے
 اس بات میں اور حقیقت یہ ہے کہ تم اس کے سامنے اس بات میں جھوٹے ہو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے
 لئے بربادی ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگ اس کی بات سے ہنسیں اس کیلئے بربادی ہے۔ اور ارشاد فرمایا
 کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور نبھانے کی نیت ہو پھر نبھانہ سکا اور وقت متعین پر وہ نہ آ سکا تو
 کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو وہ اپنے منہ کو بند کر لے چونکہ شیطان
 داخل ہوتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ پانچ چیزیں ایک مسلمان کیلئے ضروری ہیں۔ اس کے بھائی کے سلام کا جواب
 دینا، اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، اور دعوت قبول کرنا، اور بیماری کی بیماری پر سی کرنا، اور جنازے
 کے پیچھے چلنا۔

(۱۲) مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ فَقَدْ بَدَرَتْ مِنْهُ الذَّمَّةُ (۱۳) قَالَ: مَنْ
 اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعْيَذْهُ وَمَنْ سَأَلَكَمُ بُوْحْبُهُ اللَّهُ فَاعْطُوهُ ۖ

توضیح

جو شخص ایسے گھر کی چھت پر سوئے جس پر چار دیواری نہیں ہے تو اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔
 اور حضورؐ کا ارشاد ہے فرمایا جو اللہ کا واسطہ دیکر پناہ چاہے تو تم اسے پناہ دے دو اور جو تم

١٣) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تَأْمِنُوا وَلَا تَوْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا
أَدْرَأَكُمُ عَلَىٰ أَمْرٍ إِذْ أَفْعَلْتُمُوهُ تَحَابَّبْتُمْ أَفَسَوَّاهُ السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (١٥) مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمِثَلَ لَهُ الرِّجَالُ
قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (١٦) لَا تَتْرَكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ (١٧) إِنَّ أَوَّلَى
النَّاسِ بِاللَّهِ تَعَالَىٰ مَنْ بَدَأَهُمُ بِالسَّلَامِ (١٨) الْآمِنِينَ فَلَا يَمُنُّ (١٩) أَكْرَمُوا الْخُبْرَ -
(٢٠) الصَّبْرُ صَبْرًا (٢١) الصُّومُ جُتَّةٌ (٢٢) الْفَخْدُ عَوْرَةٌ (٢٣) لَا تَسْتَمِنُوا الْمَوْتَ (٢٤) الزَّم
بَيْتَكَ (٢٥) الْعِدَّةُ دَيْنٌ (٢٦) الَّذِينَ النَّصِيحَةُ (٢٧) قَيْدٌ تَوَكَّلْ (٢٨) يَدُ اللَّهِ
مَعَ الْجَمَاعَةِ (٢٩) الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (٣٠) الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى (٣١) لَا
تَكْذِبُوا عَلَىٰ فَاثَةٍ مَنْ كَذَبَ عَلَىٰ يَلَمُ النَّارَ (٣٢) مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لَغَيْرِ اللَّهِ أَوْ أَمْرًا دِينِ
غَيْرِ اللَّهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ -

اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ادا پر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے متعلق جھوٹ نہ کہو جو میرے خلاف جھوٹ بولے گا جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی علم غیر اللہ کی خاطر سیکھا یا اس سے غیر اللہ کو مقصد بنایا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے۔

(۳۳) مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَمَوْفَى سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ (۳۴) بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرَكَ الصَّلَاةَ (۳۵) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يَحِبُّ لِنَفْسِهِ (۳۶) لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ (۳۷) نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (۳۸) مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللَّهُ (۳۹) الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّاءُ عَلَيْهِ (۴۰) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ اللَّهُمَّ نَقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ :

لغوی تحقیق | العرض : سامان - مغبون - دھوکہ دیا ہوا - الشئ : بروت - الدنس : میل کچل۔

توضیح | جو شخص طلب علم کیلئے نکلا تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستہ میں ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کے چھوڑنے کا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ مالدار کی سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل مالدار تو دل کی مالدار ہے۔

دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ گھائے میں ہیں۔ ایک صحت، دوسری فرہت۔ جس نے اللہ کے بادشاہ کی اہانت کی زمین میں تو اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس کو کرنیوالے کی طرح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے دل کو بروت، ادا، ٹھنڈے پانی کے ذریعہ ٹھنڈا کر دے۔ اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو تو گندگی سے صاف کر دیتا ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهِ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ سَلَفَ فِيهِ



الباب الثانی فی النظم

الشیخ عمر بن الوریدی رحمہ اللہ تعالیٰ

اتق الله فتقوى الله ما
ليس من يقطع طرقاً بطلاً
صدق الشریع ولا تترك الى
حادث الاكذارى قدرة من
كتب الموت على الخلق فكم
اين نمود وكنعان ومن
اين عاد اين فرعون ومن
اين من سادوا واشادوا وبوا
اين ارباب الحجا اهل التقى
سعيد الله كلاً منهم

جاورت قلب امری الا وصل
انما من يتقى الله البطل
رجل يرصد في الليل رجل
قد هدا انا سبلنا عز وجل
فل من جيش وافنى عن دول
ملك الارض دولي وعزل
رفع الاهرام من يسمع يخل
هلك الكل ولم تغن الحيل
اين اهل العلم والقوم الاول
وسيجزى فاعلا ما قد فعل

لغوی تحقیق

البطل: پہلوان، بہادر۔ ج البطل۔ لا تترك (ن، س، ر) کو نا الیہ، متوجہ ہونا، بھروسہ کرنا۔
یرصد (ن) رصدا: تاک میں بیٹھنا۔ زحل۔ ایک سیارہ ہے۔ حارت (س) حیرا، حیرت؛
حیران ہونا۔ فل، فلا۔ القوم، ہزیمت دینا۔ دول۔ جمع دولۃ۔ الاهرام۔ جمع ہرم: مخروطی شکل کی عمارت جس کی کرسی مثلث
یا مربع یا بہت اضلاع والی ہو۔ اسی سے اہرام مصر ہے جو بادشاہوں کے دفن کرنے کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ بے
انتہا مضبوط اور سنگین عمارتیں ہیں۔ علامہ ابو الفرج جوزی نے کتاب سلوة الاحزان میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی
اونچائی چار سو ہاتھ ہے جو رخام اور مرمر سے بنائی گئی ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ یہ ہم نے اپنے بل بوتے پر بنائی ہے۔
سو جس شخص کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو وہ ان کو توڑ کر ہی دکھلا دے۔ حالانکہ بنائے کی نسبت توڑنا آسان ہے۔ ابن المنادی

کہتے ہیں کہ ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ لوگوں نے کئی مرتبہ پوری دنیا کی آمدنی کا اندازہ لگا لیا لیکن یہی ظاہر ہوا کہ ان عمارتوں کے ڈھانے میں پوری دنیا کی آمدنی بھی ناکافی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب امامون الرشید مصر پہنچا تو اس نے ایک ہرم میں سوراخ کر نیکاح کا کیا۔ بڑی مشکل اور بے انتہا مال صرف کر نیکہ کے بعد سوراخ کیا گیا دیکھا تو اس کے اندر بہت بڑی مسافت ہے جس کو طے کرنا مشکل ہے۔ نیز اس کے منہ پر ایک مکان دیکھا جس کے ہر ضلع کی مقدار آٹھ ہاتھ تھی اور اس کے دریاں ایک نہایت مضبوط حوض تھا۔ یہ دیکھ کر امامون الرشید باقی اہرام کے کھدوانے سے قاصر رہ گیا۔ روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہرمس اول اخنوع یعنی حضرت ادریس نے ستاروں کے حالات سے وقوع طوفان پر استدلال کیا اور اہرام کی تعمیر کا حکم کیا تھا، مدت تعمیر کل چھ ماہ تھی اور اس کے اندر کتبوت تھا کہ ہمارے بعد میں آنیوالوں سے کہو کہ کوئی ان کو چھ سو سال میں ہی منہدم کر دکھائے حالانکہ بنانیکہ مقابلہ میں گرا نا سہل تر ہے۔ اہرام کی بابت اقبال نے کہا تھا سہ

اہرام کی عظمت سے نگوں سارے ہیں افلاک : کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر
سادوا، سیدودہ، سیادہ، شریف ہونا۔ ساد (ض) سید البنا، عمارت کو اونچی کرنا۔ الجمار، عقل۔ ج اجزاء۔
الشہ سے ڈرو تو اللہ کا تقویٰ نہیں متصل ہوا کسی سے مگر وہ پہنچ گیا۔ وہ شخص جو رہنمائی کے سیر و
ادر بہادر نہیں ہے، بہادر تو وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ شریعت کی بات مانو اور اس شخص کی طرف
مائل نہ ہو جو زحل کے گھاٹ میں لگے رات میں۔ النمار و خیالات سرگرداں ہیں اس ذات کی قدرت میں
جس نے ہماری رہنمائی کی راستوں کی وہ باعزت اور جلیل انسان ہے، اس نے مخلوق پر موت کو لکھ دیا، تو لکھنے ہیں
ایسے لشکر جن کو شکست دیدی، اور کتنی حکومتوں کو فنا کر دیا، کہاں ہیں نمزود، کنعان وغیرہ اور وہ لوگ جو زمین پر
حکومت کرتے تھے اور دوسروں کو حاکم بناتے تھے۔ کہاں ہے عاد اور کہاں ہے فرعون اور وہ لوگ جنہوں نے اہرام
مصر کو بلند کیا، جو سنا ہے وہ خیال کرتا ہے، کہاں ہیں وہ جنہوں نے سرداری حاصل کی تھی اور مضبوط عمارت
بنائی، تمام ہلاک ہو گئے اور تدبیریں کام نہیں آئیں، کہاں ہیں ارباب عقل اور اصحاب تقویٰ، کہاں ہیں
اہل علم اور پہلے لوگ۔ بہت جلد اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو لوٹائیگا۔ اور ہر شخص کو جو کیلئے اسی کا بدلہ دیگا۔

توضیح

الشیخ تقی الدین ابوبکر علی الجموی

شیخ تقی الدین ابوبکر علی جموی

وَقَالَ كُلُّ فَعْلَةٍ لِلْحَكْمَةِ
ان القضاء بالعباد املك
نقطة من رحمتها اذ نكتة
ان نجعل الكفر مكان الشر

مَنْ عَرَفَ اللَّهَ اَزَالَ التَّهْمَةَ
مَنْ اَنكَرَ الْقَضَاءَ فَهُوَ مُشْرِكٌ
وَمَنْ لَانْشَرِكَ بِاللَّهِ وَلَا
عَاذَ عَلَيْنَا وَتَبِيعُ ذِكْرُ

وَلَيْسَ فِي الْعَالَمِ ظَلَمٌ جَارٍ
وَاسْعَدَ الْعَالَمَ عِنْدَ اللَّهِ
وَمِنْ آيَاتِ الْبَاسِ الْمُهَوَّلَةِ
إِنَّ الْعَظِيمَ يَدْفَعُ الْعَظِيمَ
فَإِنْ مِنْ خَلَائِقِ الْكَرَامِ
وَإِنْ مِنْ شَرَائِطِ الْعُلُوِّ
قَدْ قَضَيْتِ الْعُقُولُ أَنَّ الشَّفَقَةَ
وَقَدْ عَلِمَتْ وَاللَّيْبُ يَعْلَمُ
فَالْمَرْءُ لَا يَدْرِي مَتَى يَمُوتُ
وَإِنْ نَجَّى الْيَوْمَ فَمَا يَنْجُو عِندَ
لَا تَقْتَرِسُ بِالْحَفِظِ وَالسَّلَامَةِ
وَإِنْ مَنِ خَصَّ اللَّهُ بِالنَّجَى
وَلَيْسَ فِي طَبْعِ اللَّعِيمِ شُكْرٌ
وَإِنْ مِنَ الزَّمَنِ وَكُلْفَةٍ

لغوی تحقیق

توضیح

نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، آدمی کو معلوم نہیں کہ اسے کب آزمایا جائے گا۔ چونکہ آدمی اپنے زمانہ میں مرہون ہے۔ اگر آج بچ گیا تو وہ کل نہیں بچے گا، آفات سے مامون و مطمئن نہیں ہوتا، مگر ہلاک ہو کر ہوا۔ حفظ و سلامتی سے دھوکہ نہ کھا، چونکہ زندگی شراب کے مانند ہے، اور جو شخص لئیم کو سخاوت کے ساتھ مخصوص کرے تم اسے دیکھو گے کہ وہ شیر کی پرورش کر رہا ہے۔ اور کمینہ کے مزاج میں شکر کا جذبہ نہیں ہوتا اور کمینہ کی ذات میں مدد کا جذبہ نہیں ہوتا، اور جس نے ان پر لازم کیا اور اس کو مکلف کیا اس چیز کے خلاف جو اس کی طبیعت میں ہے اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

وَلِبَعْضِهِمْ

يَا رَبِّ خَذْبِيكُمَا قَدْ دَفَعْتُ لَكَ الْأَمْرَ مَا أَنْتَ رَائِيهِ وَعَامِلُهُ مَنْ يَكْشِفُ السُّوءَ إِلَّا أَنْتَ يَا رَبَّنَا	فَلَسْتُ مِنْهُ عِلْمٌ وَرَدُّ وَلَا صِلَا وَقَدْ عَقِبْتُ وَلَا عَتَبْتُ عَلَى الْقَلَا وَمَنْ يَنْزِلُ لَصِفُو حَالَهُ الْكَلَا
---	---

توضیح

اے ہمارے پروردگار میرے ساتھ کو کچھ لیجئے اس مصیبت میں جس میں دھکیل دیا گیا میں۔ میرے پاس اس کے سلسلے میں کوئی حیلہ اور تدبیر نہیں ہے۔
امروہ ہے کہ تو اس کا دیکھنے والا ہے اور اس کا کرنا والا ہے، اور میں مبتلا بر عتاب ہوں اور تقدیر پر نہیں ہوں۔
کون ہے جو برائی کا انکشاف کرے مگر آپ اے ہمارے خالق، اور کون بدتر حالت کو بہتر حالت سے بدل سکتا ہے۔

لبعض الاکابر

جَمِيعُ الْكُتُبِ يَدْرِكُ مَرْقُهَا سَوَى هَذَا الْكِتَابِ فَاَنْ فِيهِ	مَلَاكُ اَوْفُتُوْا اَوْ سَامَا بِدَا اَنْعَ لَا تَمْلِكُ اِلَّا الْقِيَامَا
---	---

لغوی تحقیق

ساتھ، ملول ہونا، اکتا جانا۔ بدائع۔ جمع بدیعیہ: انوکھی چیز

توضیح

تمام کتابیں ان کے بڑھنے والوں کو مکان، سستی اور اکتاہٹ پکڑ لیتی ہے اس کتاب عزیز کے علاوہ چونکہ اس میں ایسی انوکھی باتیں ہیں کہ توفیقاً تک نہیں اکتائے گا۔

مدح النبي المختار

نبي مختار صلى الله عليه وسلم كي تعریف

نور الدين أبو الحسن علي بن أحمد

فؤاد بايدي النابتات مصفا
تناءت ديار قد الفت وجيرة
وفارقت اوطاني ولم ابلغ المني
مضيه زماني والشيب حل بمفرقي
اذا امر عمر المرء ليس براجع
فحل حيا م الشيب في فرق لمتي
وكم عظمة لي في الزمان واهله
فدع شهوات النفس عنك بعزل
اطهر اشواحي وقلبي مدنس
واخشى سهام الموت فلما غفلة
وقلبي معمر محبت محمد
يحيون الى اوطانهم كل مسلم
فاسعد ايامي اذا قيل هذه
فجسي في مصر وروحي بطيبة
على مثل هذا العجز والعمر منقض
وارجوا با بامتداحي محمدا
به اخمدت من قبل نيران فارس
وكم قد سقي من لفة الجيش فاروقا
فلم تلهيه دنياه عن خوف ربها
محمدي المختار ا على الوري ندي
اليك رسول الله انهي ملاحي
اذا قيل من تعني بمدحك كله

وجفن لفيض الدمع فيه مصفا
فهل لي الى عهد الوصال انيا
ودون مرادي البحر وهضاب
و بعد شئ ان يرد شباب
وان حل شيب لم يقد خضاب
وقد طار عنها للشباب غراب
وبين فوادي والقبول حجاب
فعدب الليالي مقتضاه عذاب
وازعم صدقا والمقال كذاب
وما سار في نحو الرسول ركاب
فما لي في غير الحجاز طلاب
فقدس منها منزل وجناب
منازل من وادي الحمى قباب
فللروح عن جسي هناك مناب
تشق قلوب لا تشق ثياب
وما كسل مثن في الزمان يثاب
وحقق من ظبي النلا خطاب
وكم قد شفي منه العيون رضاب
ولا شغلته عن رضا كعاب
واكرم مبعوث انا كتاب
وان رجائي سراحة واثاب
فانت اذا خبرت عنه جواب

فلیتک تخلو والحویة مریدة
فانت اجل العالمین مکانة

ولیتک ترصی والانام عضاب
واکرم مدفون حواء تراب

لغوی تحقیق

فوار: دل۔ ج: اندر۔ الزائبات: ج: نائبتہ: حادثہ، مصیبت۔ مصائب: مصیبت کا مارا ہوا، بدبخت۔ جفن: پلک۔ ج: اجفان۔ مصاب: مصدر می بمعنی جاری ہونا۔ تنارت: بمعنی تباہت۔ دور ہونا۔ الفت: الفتہ، مانوس ہونا۔ حیرۃ: جمع جار: پڑوسی۔ ایاب: واپس ہونا۔ اوطان: ج: وطن۔ المئی: ج: مینہ: مراد: آرزو۔ ہضاب: ج: ہضبتہ، زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ۔ مغرق: مانگ۔ ج: مغارق۔ لتہ: بالوں کی زلف جو کالوں کی لوسے بڑھی ہوئی ہو۔ ج: لم، لمام۔ مدنس: میلہ کچلا۔ سہام: ج: سہم: تیر تقیاً۔ فجاءۃ: ناگاہ آجانا۔ طلاب: مطالبہ۔ یحجن: حینا: مشتاق ہونا۔ قباب: ج: قبتہ۔ الفلأۃ: جنگل۔ ارتودا: تروتازہ ہونا۔ سیراب ہونا۔ رضاب: چوسا ہوا تھوک۔ کعب: ابھری ہوئی پستان والی لڑکی۔ مریرۃ: بمعنی تلخ۔ غضاب: جمع غضبان۔ مدفون: دفن کیا ہوا

توضیح

دل مصائب کے قبضہ کرنے کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہا ہے، اور آنکھیں آنسو کے بہانے کے لئے ان میں بہنے کی جگہ ہے۔ گھر دور ہو گئے، جن سے الفت پیدا ہو چکی تھی اور تعلق تو کیا میرے لئے وصال کے زمانہ تک لوثنے کی گنجائش ہے۔ اور میں اپنے وطن سے جدا ہو چکا ہوں اور اپنی تمنا حاصل نہیں کر سکا اور میرے مقصد کے درمیان سمندر اور پہاڑ ہیں۔ میرا زمانہ چلا گیا اور بڑھاپا میرے سر پر اتر گیا اور سب سے زیادہ بعید جوانی کا لوثنا ہے۔ آدمی کی گذری ہوئی عمر لوثتی نہیں ہے، اور بڑھاپا اگر اتر جائے تو اس کو خضاب کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ تو بڑھاپے کا کبوتر اتر گیا میرے لمبے لمبے بالوں میں اور اس سے جوانی کا کوا اڑ گیا۔ اور بہت سی نصیحتیں ہیں میرے لئے زمانہ اور اہل زمانہ میں۔ اور میرے دل اور قبول کے درمیان ایک پردہ ہے تو چھوڑ دے شہوات نفسانی کو اپنے آپ سے الگ چونکہ راتوں کی مٹھاس کا تقاضہ غذاب ہے۔ میں اپنے پیٹروں کو صاف کر رہا ہوں باوجودیکہ میرا دل میلا ہے اور میں سچ سمجھ رہا ہوں حالانکہ بات جھوٹ ہے۔ اور میں موت کے تیروں سے خوف کر رہا ہوں کہ وہ اچانک نشانہ بند لے اور نہیں لے چلیں مجھ کو حضور کی طرف سواریاں۔ میرا دل معمور ہے محمد کی محبت سے تو میرے لئے حجاز کے علاوہ اور کوئی مطلب کی بات نہیں ہے۔ اس کے وطن کی طرف ہر شخص مائل ہے چونکہ وہاں تو گھر اور صحن مقدس ہیں تو میرا زمانہ مسعادت وہ ہے جو کہا جائے گا کہ یہ مدینہ طیبہ کے گھر ہیں اور گنبد خضرا ہے۔ تو میرا جسم مہر میں ہے اور میری روح مدینہ طیبہ میں ہے تو میری روح کے لئے میرے جسم کے بدلے میں وہیں ٹھکانہ ہے۔ اس عاجزی کے مثل پر اور در انحالیکہ عمر ختم ہو رہی ہے دل پھٹے جا رہے ہیں نہ کہ کپڑے۔ اور میں حضور کی مدح سرائی کے ذریعہ ثواب کی امید رکھتا ہوں اور زمانہ میں ہر متر تعریف کرنیوالے کو بدلہ نہیں دیا جاتا۔ اس کے ذریعہ اس سے پہلے فارس کی آگ بجھادی گئی اور جنگل کے ہرنوں سے

بات چیت ہوئی۔ اور بہت سی دفعہ آپ کے دست مبارک سے بہت سے لشکر کو پانی پلایا گیا تو وہ سیراب ہو گئے۔ اور بہت سی دفعہ آنکھیں آپ کے لعابِ دہن سے شفا یاب ہو گئیں۔ تو آپ کو دنیا نے غافل نہیں کیا خوب خداوندی سے اور نہ رضا بر الہی سے دوشیزہ عورتوں نے باز رکھا۔ محمد اللہ کے برگزین بندے اور مخلوق میں سخاوت کے اعتبار سے سب بڑے ہوئے اور ہر نبی سے زیادہ اشرف ہیں جنہیں کتاب ملی۔ آپ ہی کی بارگاہ میں اے اللہ کے رسول تعریفیں پہنچا رہا ہوں اور مجھے امید ہے راحت و ثواب کی۔ جب کہا جائے گا کہ تو اپنی تمام تعریفیات سے کون سی ذات مراد لے رہا ہے تو آپ ہی جواب ہیں۔ پس کاش آپ شیریں رہیں در انحالیکہ زندگی تلخ ہو اور کاش کہ آپ راضی رہیں باوجودیکہ لوگ ناراض ہوں۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ مرتبہ والے اور مدفونین میں سب سے زیادہ صاحبِ کرامت ہیں جن کو مٹی نے گھیر لیا ہے۔

وَقَالَ حَسَايَا مُحَمَّدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حسان کے آنحضرت کے حق میں مدحیہ اشعار

وَ احْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْبِي
خُلِقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

وَ احْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

توضیح

اور آپ سے بہتر میری آنکھوں نے دیکھا نہیں، اور نہ آپ سے بہتر عورتوں نے جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک و صاف کر کے پیدا کئے گئے، گویا کہ آپ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح پیدا کئے گئے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

الْمُرْتَضَىٰ فِي دَجَىٰ وَالْمُبْتَغَىٰ بَعْضِي
يَا تَوَنُّ سُدَّتْهُ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ

وَالْمُلْتَظَىٰ بِصَدَىٰ وَالْمَحْتَوَىٰ دِينًا
وَيَسْتَفِيدُونَ مِنْ نِعْمَائِهِ عَيْنًا

لغوی تحقیق

المرتبی۔ ارباب سے مفعول ہے، پھینکا جانا۔ دجی، تاریکی۔ الملتظی۔ النظار سے مفعول ہے، بھرا کرنا۔ صدی، پیاس۔ المحتوی۔ احتوا، اکٹھا کرنا۔ سدة، چوکھٹ۔ عین، آنکھ، آفتاب، چشمہ، نقدی (سونا چاندی) گھٹنہ۔ تاریکی میں پڑے ہوئے اندھا پن میں گرفتار اور پیاس کی آگ میں جلے ہوئے اور قرض میں پھنسے ہوئے۔ ہر چار جانب سے آتے ہیں سب آپ کی چوکھٹ پر اور آپ کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

توضیح

الاقتداء بالنبي (فلاح ابی واهی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء، میرے والدین آپ پر قربان ہوں

ابو حیان

أَمَا أَنْتَ لَوْلَا ثَلَاثُ أَجْبَهَا
فَمَهَارَ جَائِ أَنْ افُونَ بِتَوْبَةٍ
وَمَنْهُنْ صَوْنِ النَّفْسِ عَنْ كُلِّ جَاهِلٍ
وَمَنْهُنْ اخْذَى بِالْحَيْثُ إِذَا الْوَهْمَى
أَتَارَكَ نَهْماً لِلرَّسُولِ وَتَقْتَدَى

تَمَنَيْتُ أَنْ لَا أُعَدَّ مِنَ الْأَحْيَاءِ
فَكَفَّرْتُ لِي ذَنْبًا وَتَجَمَّ لِي سَعِيًّا
لَيْتُمْ فَلَا امْتَشَى إِلَى بَابِهِ مَشِيًّا
نَسُوا سُنَّةَ الْمُخْتَارِ وَاسْتَعْوَا الرُّبَا
بَشَخْصٍ؛ لَقَدْ بَدَّلْتَ بِالرُّشْدِ الْغَيَا

توضیح

اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو مجھے پسندیدہ ہیں تو میں تمنا کرتا کہ زندوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ ان تین چیزوں میں سے ایک تمنا یہ ہے کہ میں توبہ کر کے کامیاب ہو جاؤں کہ جو میرے گناہوں کو مٹا دے اور میری مدد کرے نیک کام کرنے میں۔ اور انھیں میں سے میرا اپنے آپ کو ہر جاہل کمینہ سے محفوظ رکھنا ہے کہ میں اس کے دروازے تک بالکل نہ جاؤں۔ اور ان میں سے میرا اختیار کرنا ہے حدیث پاک کو ایسی حالت میں کہ لوگوں نے برگزیدہ نبی کی سنت کو بھلا دیا ہے اور وہ رائے کی اتباع کرنے لگے۔ کیا تو انھیں کی حدیث کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کی اقتداء کرتا ہے۔ یقیناً تم نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں لے لیا۔

الرَّضَاءُ بِالْقَضَاءِ

فیصلہ خداوندی پر خوش رہنا

لبعضہم

يَقُولُونَ لِي صَبْرًا وَ إِنِّي لَمَصَابِرٌ
سَأَصْبِرُ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ مَا قَضَى

عَلَى نَاصِيَاتِ الدُّهْرِ وَ هِيَ فَوَاجِعُ
وَ إِنْ أَنَا لَمُ أَصْبِرُ فَمَا أَنَا صَافِعُ

توضیح

وہ مجھ سے صبر کیلئے کہہ رہے ہیں حالانکہ میں زمانے کے خطرناک مصائب پر صبر کر رہا ہوں۔ میں یقیناً صبر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کا فیصلہ کر دے جو اس نے تقدیر میں لکھا ہے اور اگر میں صبر نہیں کر سکا تو میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔

الشكر وقال اخر

اذا كان شكري نعمة الله نعمة
فليس بلوغ الشكر الا بفضل

على له في مثلها يجب الشكر
وان طالت الايام والقصل الصبر

توضیح

جب اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا انعام ہے تو اس جیسے میں شکریہ ادا کرنا میرے لئے واجب ہے
تو شکریہ کا ادا کرنا اس کے فضل و کرم کے بغیر نہیں ہو سکتا اگرچہ زمانہ طویل ہو جائے اور
صبر دائمی طور پر رہے۔

ابن نباتہ

لحميق جودك شيئاً أو ملئ

تركنتي اصعب الدنيا بلا أم

توضیح

تیرے جود و سخاوت میں کچھ قابلِ تمنا شے، تم نے مجھے چھوڑا اس حال میں کہ
میں دنیا میں بغیر کسی امید کے رہتا۔

وله

لنا ملك قد قاسمتنا هبات
يدكرنا اخبار معن بجود

فثرا العظامنه ونظم الشا منا
فنشئ له لفظا ويلشي لنا معنا

توضیح

ہمارا بادشاہ ایسا ہے کہ اس نے ہمیں تقسیم کردی اپنی بخششیں، تو عطیہ کچھیز اس کی جانب سے اور تعریف
کے لئے الفاظ پر دنا ہماری جانب سے۔ ہمیں وہ اپنی سخاوت کے ذریعہ مانگ کی باتیں یاد دلاتا ہے
تو ہم اس کے لئے الفاظ تیار کرتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے سخاوت کا منظر پیش کرتا ہے۔

الدينيا ابن جيبش

قالوا تصبر عن الدنيا الدنية او

كن عبدا واصطبر للذل واحتمل

لَا بُدَّ مِنْ أَحَدٍ الصَّابِرِينَ قُلْتُ نَعَمْ

الصَّابِرُونَ عَنِ اللَّهِ وَفَقُّ لِي

لغوی تحقیق

نصیر: تکلف کے ساتھ صبر ظاہر کرنا۔ علی: صبر کرنا۔ الدثیۃ: رذیل، گھٹیا، کمینہ۔
ذلت: ذلت و خواری۔

توضیح

لوگوں نے کہا تو اس کمینہ دنیا کو چھوڑ دے یا اس کا غلام ہو جا اور ذلت پر صبر کرتے رہو اور
برداشت کرتے رہو۔ دونوں صبروں میں سے ایک تو ضروری ہے۔ تو میں نے کہا کہ دنیا کو
چھوڑ دینا اللہ کے فضل سے میرے لئے زیادہ مناسب ہے۔

ابو محمد القرطبی

لَعِبْرَتْ مَا الدُّنْيَا وَسُرْعَةَ سِيرِهَا
حَقِيقَتُهَا إِنَّ الْمَجَازَ بَغِيرِهَا

لَسَّكَانَهَا الْاَطْرِيقُ حَبَابُهَا
وَلَكِنَّهُمْ قَدْ اَوْسَعُوا بِمَجَازِهَا

توضیح

تیری زندگی کی قسم دنیا اور اس کی تیز رفتاری اس کے باشندوں کے لئے نہیں ہے مگر ایک
گذرے کی جگہ۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مجاز کا وجود بغیر حقیقت کے ہے لیکن انھوں نے مجاز میں وسعت
پیدا کی۔

وَلَهُ

لَعُنْتُكَ مَا حَصَلَتْ عَلَى خَطَرٍ
وَهَا أَنَا خَارِجٌ مِنْهَا سَلِيبًا
وَأَبْكِي شَمًا أَعْلَمُ أَنَّ مَسْكَا
وَلَمَّا اجْزَعَ لَهْوُ الْمَوْتِ لَكِنْ
وَأَنَّ الدَّمْعَ لَمْ يَعْلَمْ مَكَانِي
مَنْ مَانَ سَوْفَ أَنْشَرِيهِ نَشْرًا
أُسْرُ بَاتِنِي سَاعِيشُ مَيْتًا

مِنَ الدُّنْيَا وَلَا اِدْرَاكَتَ شَيْئًا
أُقَلِّبُ نَادِمًا عَلَى كَيْدِنَا
فِي لَا يَجِدِي فَأَمْسَحُ مَقْتَلِنَا
بَكَيْتُ لَقْلَعَةَ الْبَاكِ عَلَيْنَا
وَلَا عَرَفْتُ بَنُوهُ مَا الدُّنْيَا
إِذَا أَنَا بِالْحَمَامِ طَوِيتُ كَلِمًا
بِهِ وَكَيْسُوْنِي أَنْ مَتَّ حَيًّا

لغوی تحقیق

خطر: عظیم۔ ج خطر۔ خطر اک، خطراً: بلند مرتبہ ہونا۔ سلیب: عقل یا حال، کھویا ہوا
لائی سدی۔ لای نفع: بے سود۔

توضیح

تیری زندگی کی قسم تو نے دنیا کے کسی بڑے حصے کو نہ حاصل کیا اور نہ تمہیں تھوڑا سا حصہ ملا اور آگاہ رہو کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں خالی ہاتھ ندامت کے ساتھ دلوں ہاتھ ملتے ہوئے اور میں رو رہا ہوں پھر جانتا ہوں کہ میرا رونامفید نہیں ہے۔ تو میں اپنی آنکھوں کو پوچھ رہا ہوں اور میں گھبراتا نہیں موت کے خوف سے، لیکن میں رو رہا ہوں مجھ پر رونیوالوں کی نمی کیونکہ جسے زمانہ نے میری حیثیت نہیں پہچانی۔ اور نہ اہل زمانہ نے میرے پاس موجود جوہر کو دیکھا اس زمانہ کا انتظار کرو کہ میں جس میں خوب اشاعت کروں گا اپنے کمال کو جبکہ میں موت سے اپنی کتاب کو لپیٹ لوں گا۔ مجھے خوشی ہے اس بات پر کہ میں مردہ ہونیکے بعد بھی زندہ رہوں گا، اور میرے لئے یہ چیز باعث غم ہے کہ میں زندہ ہونے کی حالت میں مردہ رہوں۔

الاضبط

وَأَكُلُ الْمَالِ غَيْرَ مَجْبُوعٍ
وَيَلْبَسُ الثَّوبَ غَيْرَ مَقْبُوعٍ

قَدْ يَجْمَعُ الْمَالُ غَيْرُ أَكْلِهِ
وَيَقْطَعُ الثَّوبُ غَيْرَ لَبْسِهِ

توضیح

کبھی مال کو جمع کر نیوالا اس کو استعمال کر نیوالے کے علاوہ ہوتے ہیں اور مال کو جمع کر نیوالے کے علاوہ کھاتا ہے۔ اور کپڑے کو تیار کرتا ہے اس کو پہننے والے کے علاوہ اور کپڑے کو وہ شخص پہنتا ہے جس نے اس کو تیار نہیں کیا۔

زیاد بن زید

رَبِّ زَيْنَةَ مَالٍ أَوْ فِرَاقُ حَبِيبٍ

هَلْ الدَّهْرُ وَالْأَيَّامُ إِلَّا كَمَا تَرَى

توضیح

زمانہ اور یہ ایام نہیں ہیں مگر اسی طرح، جس طرح کہ تم دیکھ رہے ہو یعنی مالی تنگی یا احباب کی جدائی۔

الاخلط

طَوَّلَ الْحَيَاةَ يَزِيدُ غَيْرَ خِيَالٍ
دُخْرًا يَكُونُ كَصَالِحِ الْأَعْمَالِ

النَّاسُ هُمْ الْحَيَاةُ وَلَا أَرَى
وَإِذَا افْتَقَرْتُ إِلَى الذِّخَائِ لَمْ تَجِدْ

توضیح

لوگوں کو فکر زندگی کی ہے اور میں درازی عمر کو خیالات کے اضافہ کر نیوالے کے سوا کچھ نہیں سمجھتا اور جب

مجھے ذخیرہ کی ضرورت ہو تو نہیں ملے گا تمہیں وہ ذخیرہ جو ہونیک اعمال کی طرح۔

الامام الشافعی

إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا قُطِنَا
نَظَرُوا فِيهَا فَلَمَّا عَلِمُوا
جَعَلُواهَا لِحَبَّةٍ وَأَتَّخَذُوا

ظَلَقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتْنَةَ
أَنَّهُمْ لَيْسَتْ لِحَبَّةٍ وَظَنُوا
صَالِحِ الْأَعْمَالِ فِيهَا سُفْنًا

توضیح

بیشک اللہ کے وہ بھدار بندے ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور اس کے فتنوں سے ڈرے۔ جب انہوں نے دنیا میں غور و فکر کے بعد یہ سمجھا کہ دنیا زندوں کیلئے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو اس کو انہوں نے ایک بھنور قرار دیا اور اس میں نیک اعمال کو کشتیاں بنائیں۔

ولبعض الزہاد

دُنْيَا تَخَادِعُنِي كَأَنَّ
مَدَّتْ إِلَيَّ يَمِينَهَا
مَنْعَ الْأَلَةِ حُرَامِهَا
وَسَرَّ أَيْتُهَا مُحْتَاجَةً

فِي لُسْتُ أَعْرِفُ حَالَهَا
فَقَطَعْتُهَا وَشَسَّالَهَا
وَأَنَا اجْتَنَنْتُ حِلَّهَا
فَوَهَبْتُ جُمْلَتَهَا لَهَا

توضیح

دنیا مجھے دھوکہ دیتی ہے جیسا کہ میں اس کی حالت جانتا ہی نہیں۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ میری جانب بڑھا دیا تو میں نے اسے کاٹ دیا اور اس کا دایاں ہاتھ بھی۔ اللہ نے اس کی حرام چیزوں سے روکا اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی بچتا رہتا ہوں۔ اور میں نے اسے محتاج دیکھا تو میں نے اس کا سارا اسی کو ہبہ کر دیا۔

التہاوی

حُكْمُ الْمَنِيَةِ فِي الْبَرِيَةِ جَاسِرٌ
وَمَكْلُفٌ الْإِيَّامُ صُدَّ كَلْبًا عَمَّا
مُجِلَّتْ عَلَى كَدِيرٍ وَأَنْتَ تَرِيدُهَا
وَإِذَا رَجَوْتَ السَّحِيلَ فَأَمَّا
فَالْعَيْشُ نَوْمٌ وَالْمَنِيَةُ يَغْلُظَةُ

مَا هَذِهِ الدُّنْيَا بَدَارِ قَسَارٍ
مَتَطَلَّبٌ فِي الْمَاءِ جَذْوَةٌ نَارٍ
صَفْوًا مِنَ الْأَقْدَاءِ وَالْأَقْدَارِ
تَبْنِي الرِّجَاءَ عَلَى شَفِيرِ هَارٍ
وَالْمَرْءُ بَيْنَهُمَا خِيَالٌ سَارٍ

لغوی تحقیق النبیۃ موت۔ البریۃ مخلوق۔ جذوق چنگاری۔ کدر تیرگی۔ اقدار جمع قذی خس و فاشاک اقدار۔ جمع قذیر گندگی، نجاست، پلیدی۔ شفیق ہونٹ، ہرجیز کا کنارہ۔ ہار۔ بمعنی ہار۔ بار دن، ہوزا۔ البناہ منہدم، شکستہ و دیران ہونا۔

توضیح موت کی حکومت ساری مخلوق پر حاوی ہے۔ یہ دنیا کسی کی قرار گاہ نہیں۔ زمانہ کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا گویا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ اس کی تو تخلیق ہی تیرگی پر ہے۔ اور تو اس کو صاف کرنا چاہتا ہے ناپاکی اور گندگیوں سے اور جب تو نے ایک محال چیز کی امید کی تو تو امید کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اس کنارے پر جو گر نیوالا ہے۔ تو زندگی نیند ہے اور موت بیداری ہے اور آدمی ان دونوں کے درمیان ایک خیال کی طرح ہے جو گزرنے والا ہے اور رات میں چلنے والا ہے۔

انقلاب الزمان ابو حیان

أَرَى الدَّهْرَ سَادَ بَـ الازدولون
وَمَاتَ الْكِرَامُ وَفَاتَ الْمَدِينُ
کالسیل یطفو علیک الغشاء
فلم یبق للقول إلا رشاء

لغوی تحقیق ساد دن، سودا، شریف ہونا۔ سیل سیلاب۔ یطفو دن، طفا، پانی پر آ جانا، ادرتہ نشین نہ ہونا۔ الغشاء، کوڑا کرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو۔

توضیح میں زمانہ کو دیکھ رہا ہوں کہ سردار ہوں گے زمانہ میں رذیل لوگ مثل سیلاب کے کہ اس کے ادر جھاگ سے ملا ہوا کوڑا کرکٹ آ جاتا ہے اور شریف لوگ مر گئے اور تعریف ختم ہو گئی تو قول کیلئے باقی نہیں رہا سوائے مرثیہ کے۔

ول بعضہم

وَلَا غَرْوَ بَعْدِي اِنْ يَسُودَ مَعْتَرُ
كَذَلِكَ يَجُومُ الدَّهْرُ تَبْدِيلُ زَوَاهِرُ
فیضہم لہم یوم و لیس لہم امس
اذا ما توارت فی مغاربہا الشمس

لغوی تحقیق غرو تعجب۔ یسود سردار بنانا۔ معشر جماعت، گروہ۔ زواہر جمع زاہرہ، چمکدار۔ توارت۔ تواریا، چھپا ہوا ہونا۔

توضیح اور میرے بعد تعجب نہیں ہے کہ ایک ایسی قوم کو سردار بنایا جائے کہ زمانہ حاضر ان کیلئے مفید ثابت ہو۔ درحالیکہ ان کیلئے ماضی مفید نہیں تھا۔ اسی طرح زمانہ کے ستارے ظاہر ہوتے ہیں

چمکتے ہوئے جبکہ سورج چھپ جاتا ہے ان کے مغرب کی جانب۔

وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ لَا فَضَّ فَوْهٌ

اور اللہ ہی کیلئے کہنے والے کی خوبی ہے نہ گمراہ اسکے منہ کے دانت

فَكَانُوا هَا وَ لَكِنْ لِّلْعَادِي
فَكَانُوا هَا وَ لَكِنْ فِي فَوَادِي
لَقَدْ صَدَّقُوا وَلَكِنْ مِنْ وَدَادِي

وَ اِخْوَانٍ تَحَدُّهُمْ دُرُّوْعًا
وَ خَلَّتْهُمْ سَهَامًا صَابَاتٍ
وَ قَالُوا اَقْدَصَفَتْ مِنَّا قُلُوبٌ

لغوی تحقیق در: بھلائی۔ لافض: فض (دن، فضا، الشرفاء، دانتوں کو گرا دینا۔ اور اسی سے ہے لافض فوک۔ اس شخص کیلئے جو عمدہ گفتگو کرے۔ دعا ہے کہ تمہارے دانت نہ گرائے جائیں۔ اخوان: جمع اراخ: بھائی۔ دروع: جمع دروع: زرہ۔ اعدی: جمع عدو: دشمن۔ سہام: جمع سہم: تیر۔ صابآت: نشانہ پر لگنے والے۔ فوادی: دل۔ صفت (دن، صفوا: صاف ہونا۔ وداو: محبت۔ اور کچھ بھائی ایسے ہیں کہ جن کو میں نے ڈھال بنایا اور وہ ستم بھی ڈھال ہی یعنی دشمنوں کیلئے۔ اور میں نے ان کو نشانہ پر لگنے والے تیر خیال کیا اور ستم بھی وہ اسی طرح لیکن میرے دل پر۔ اور انھوں نے کہا کہ تمہارے دل صاف ہو چکے ہیں انھوں نے سچ کہا لیکن میری محبت سے۔

معن بن اوس

فَلَمَّا اَشْتَدَّ سَاعِلًا رَمَانِي

اُعْلِمْتُ الرَّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ

توضیح میں اسے ہر روز تیر اندازی سکھاتا رہا لیکن جب اس کا بازو مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ پر تیر چلایا۔

ابو سعید المخزومی

بَالَتْ عَلَيَّ رَأْسُهُ تَعَالِبَةٌ

وَ كَمَ رَأَيْنَا لِدَهْرٍ مِنْ اَسَدٍ

توضیح اور ہم نے زمانہ میں بہت سے شیر دیکھے کہ ان کے سروں پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے۔

ولابی الفتح علی بن محمد العتبی

اذا حیوانٌ کان طُعْمَةً ضِدَّهُ
وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمَرْءَ طُعْمَةٌ دَهْرُهُ

توقاہ کالفار الذی یتقی الہرّا
فما بالہ یا ویحہ یا من الدہرا

لغوی تحقیق

طعمہ: خوراک۔ توقاہ: ڈرنا، پرہیز کرنا۔ الفار: چوہا۔ واحد فارة۔ الہر: بلی۔ ج ہرہ۔
مؤنث ہرہ۔ ج ہرر۔ بقول بعض ہر کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے اور ہرہ
صہت مؤنث کیلئے مستعمل ہے۔

توضیح

جب کوئی حیوان غذا بن جاتا ہے اپنی ضد کیلئے تو وہ اس سے بچتا ہے جس طرح کہ چوہا بلی سے ڈرتا
ہے۔ اور یقیناً آدمی اپنے زمانہ کی خوراک ہے تو پھر اس کا کیا حال ہے انوس سے اس پر کہ
وہ زمانہ سے مامون ہے۔

رَسْتَشَدَ الْمُتَوَكِّلُ رِبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَلِيَّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ رِبِّي لَقِيلِ الْروايَةِ فِي السَّعْرِ فَقَالَ لِهَيْبِ فَانْشُدْ

متوکل نے شعر پڑھنے کی درخواست کی ابو الحسن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے
تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ میں شعر کی روایت بہت کم کرتا ہوں۔ متوکل نے کہا کہ پڑھنا تو ضروری ہے تو انھوں نے یہ اشعار سنائے

بَاتُوا عَلَى قُلُلِ الْجِبَالِ تَحْسَبُ
وَأَسْتَنْزِلُوا بَعْدَ عَمْرٍِ عَنْ مَعَاظِلِهِمْ
نَادَاهُمْ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ مَا دَفَنُوا
إِنَّ الْوَجْهَ الَّتِي كَانَتْ مِنْعَةً
فَأَفْصَحَ الْقَبْرِ عَنْهُمْ حِينَ سِيلَ بِهِمْ
قَدْ طَالَ مَا أَكَلُوا دَهْرًا وَمَا شَرَبُوا

غَلَبَ الرِّجَالُ فَلَمْ تَنْفَعَهُمُ الْقُلُلُ
وَأُودِعُوا أَحْفَارًا يَا بَلْسُ مَا نَزَلُوا
إِنَّ الْإِسْرَةَ وَالْتِيحَانُ الْحُلُلُ
مِنْ دُونِهَا تَضُوبُ الْأَسْنَادُ وَالْكُلُلُ
تِلْكَ الْوَجْهَ عَلَيْهَا الدُّودُ يَقْتُلُ
فَأَصْبَحُوا بَعْدَ طَوْلِ الْأَكْلِ قَدْ أَكَلُوا

لغوی تحقیق

باتوا: بیتوتہ، رات گزارنا۔ قُلُل: جمع قلة: پہاڑ کی چوٹی۔ اجبال: جمع جبل: پہاڑ۔
عزس دن، غرسا: حفاظت کرنا، نگہ رانی کرنا۔ غلب: جمع اغلب: شیر، بہادر۔ معاقل:

جمع معقل۔ پناہ گاہ۔ حفز۔ جمع حفرة، گڑھا۔ صاخر۔ پیچھے والا۔ اسرہ۔ ج سریر۔ تيجان۔ جمع تاج۔ حل۔ ج محلہ۔ جوڑا، پوشاک۔ استار۔ جمع ستر؛ پردہ۔ کل۔ جمع کلمہ؛ چھردانی۔ سیل ہم سخن میں مبتلا ہونا۔ الدود۔ جمع دودہ؛ کھڑا وہ راتوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے ان کی حفاظت کرتے رہے شیروں کی طرح لوگ لیکن انکو پہاڑوں کی چوٹیوں نے فائدہ نہیں پہونچایا۔ اور ان کو عزت کے بعد اتار دیا گیا ان کی جائے پناہ سے اور ان کو گڑھوں میں رکھ دیا گیا کیا ہی برے طریقے سے اترے۔ ان کو آواز دی کسی چننے والے نے انکو فدا دینے کے بعد کہ کہاں ہیں وہ تخت شاہی، تاج اور پوشاک۔ کہاں ہیں وہ چہرے جو نفعت کے اندر دبے ہوئے تھے جن پر پردے اور چھردانی ڈالی جاتی تھیں۔ تو قبر نے جواب دیا ان کی طرف سے جب ان پر سختی کی گئی کہ یہ وہ چہرے ہیں جن پر کیڑے لڑ رہے ہیں۔ وہ زمانے میں بہت دنوں تک مستی سے کھاتے پیتے رہے، اب مدت اکل کے طویل ہونیکے بعد وہ اس طرح ہو گئے کہ انھیں نگل لیا گیا۔

توضیح

ابو العتاهیة

فَتَبَتَّمْتُ عَجَبًا وَلَمْ تُبَدِّ
أَمْوَالَهُمْ وَنَوَالَهُمْ عِنْدِي

وَلَقَدْ سَأَلْتُ الدَّاعِنَ أَخْبَارَهُمْ
حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى الْكَنِيفِ فَقَالَ لِي

لغوی تحقیق | لم تبدد، جواب نہیں دیا۔ الکنیف، بیت الخلاء، پاخانہ۔ اموال۔ جمع مال۔ نوال، عطیہ، داد و دہش۔

توضیح

میں نے گھروں سے ان کے حالات پوچھے تو وہ تعجب سے مسکرانے لگے اور ان گھروں نے جواب دیا نہیں۔ یہاں تک کہ میں بیت الخلاء سے گزرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان کے مال اور ان کے عطایا میرے پاس ہیں۔

وقال بعضهم واجاد

تَطَوَّى وَتَلَشَّرَ بَيْنَهُمَا الْأَعْمَارُ
وَطَوَّاهُنَّ مَعَ السَّرِّ وَرَقَصَّارُ

إِنَّ اللَّيَالِيَّ لِلْأَنَامِ مَطْمِئِنَةٌ
فَقَصَّارُ هُنَّ مَعَ الْهَمِّ طَوِيلَةٌ

توضیح

یہ دن رات لوگوں کیلئے سواری ہے جن کے درمیان عمریں کھولی اور لپیٹی جاتی ہیں۔ تو ان راتوں کا چھوٹی ہونا غموں کی حالت میں بہت طویل ہے، اور ان راتوں کا خوشی کی حالت میں طویل ہونے میں بھی چھوٹی ہونے کی طرح ہے۔

عُلُوّ الهیۃ

القاضی ھبۃ اللہ بن سنا الملک رحمہ اللہ تعالیٰ

سوا ی یخاف الدھر و یدھب الرّوی
وَلکنی لا اربہب الدھر ان سطا
وَلومَدَّ نَحْوی حَادَت الدھر طرفہ
توقدُ عَزمِ بَیترک المَاء جبرۃ
وَ اظلمَا ان ابدی لی المَاء مَشد
وَلو کَانَ ادھاک المہدی بتذل
وَقَدَمَا بغیری اصبح الدھر اشیبَا
وَ اناک عبدی یا زمان وَ انا فی
وَ مَا انا راض انا فی واطی الثری
وَلو عَلِمْتُ زھر النجوم مَکَانِی
وَ بَدَلُ نوالی زاد حَتّی لَقَد غدا
وَلی قلم فی انملی ان ھزنتہ
اذا جال فوق الطرس وقع صیرہ

وَ غیری بھوی ان یكون غلدا
وَ لَا اُحَدِّثُ الموت الزوام اذا غدا
لَحَدَّثْتُ نَفْسی ان امدَّ لَیْدا
وَ حیلۃ حلیم تترك السیف مبردا
وَ لو کَانَ لی نھر المجرۃ موردا
رَأِیتُ المَھْدِی ان لا امیل الی المہدی
وَلی بل بفضلی اصبح الدھر امردا
عَلِی الکَرۃ مَنی ان اری لک سیدا
وَلی ھمتہ لا ترغی الافق مُقعدا
لَحَرَّتْ جَمِیعًا نَحْوَ وَ جہی سَجْدَا
مِن الغیظ مَنہ ساکن البحر بزیل
فَلَمَّا ضَرَفَی ان لا اھتز المہند
فان صلیل المشر فی لہ صک

لغوی تحقیق

الرّوی: ہلاکت۔ بیہوشی۔ ہوا، آرزو کرنا، چاہنا۔ سطا: سطوۃ۔ علیہ حملہ کرنا۔ الزوام: مکروہ۔
طرف: نظر۔ حجرۃ: چنگاری۔ مبرد: سوہان۔ اظس: ظنا۔ پیا سا ہونا۔ المجرۃ: کھکشاں۔
قدما: پرانا زمانہ۔ اشیب: سفید سردالا، بوڑھا۔ امرد: بے ریش نوجوان۔ واطی: دلی برہیلہ، روندنا۔ الثری: مناک منی۔ زہر النجوم: اضافت صفت الی الموصوف کے قبیل سے ہے، چمکدار ستارے۔ خرت (دن، من) سا جڑا: سجدہ میں گر پڑنا۔ مُزبد: جھاگ پھینکنے والا سمندر۔ اتمل: انگلی کے پور۔ ہزنتہ: ہزا، حرکت دینا۔
المہند: ہندوستانی تلوار۔ جال (دن، جولاٹا، گھومنا۔ الطرس: صحیفہ جس کو مٹا کر دوبارہ لکھا جائے۔ ج اطراس۔
صیرہ: لکھتے وقت قلم کی آواز۔ صلیل: تلوار کی جھنکار۔ صہدی: گونج۔

توضیح

میرے علاوہ زمانہ سے ڈرتے ہیں اور ہلاکت کا خوف کرتے ہیں۔ اور میرے علاوہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیشہ رہیں۔ لیکن میں زمانہ سے ڈرنیوالا نہیں اگر وہ حملہ کرے اور میں موت سے ڈرنیوالا

نہیں جب کہ وہ آجائے۔ اس کی سختی سے اگر میری جانب زمانے کے حوادث اپنی نظر اٹھا کر دیکھیں تو دل میں سوچتا ہوں کہ اس کے لئے ہاتھ بڑھا دوں۔ ارادہ کا بھڑکنا پانی کو چنگاری بنا دیتا ہے اور بردباری کی تدبیر تلوار کو سواہن بنا دیتی ہے۔ اور میں پیاسا رہوں گا اگر پانی میرے لئے اپنا احسان ظاہر کرے اگرچہ میرے لئے کھکشاں کی ہنر گھاٹ بن جائے۔ اگر ہدایت کا پانا زلت کے ساتھ ہو تو میں ہدایت کو سمجھوں گا کہ میں ہدایت کی طرف مائل نہ ہوں۔ اور قدیم زمانہ میں زمانہ بوزھا ہو گیا تھا میرے علاوہ کی وجہ سے اور میری وجہ سے بلکہ میرے فضل و کمال کی وجہ سے اب زمانہ جوان ہو گیا ہے اور تو اسے زمانہ میرا غلام ہے اور میں اپنی ناگواری کی وجہ سے تیرے لئے اپنے آپ کو آقا سمجھتا ہوں۔ اور میں خوش نہیں ہوں کہ منگائی کو رو دندوں اور میرے لئے تو ایک ایسا حوصلہ ہے کہ افق کو بھی بیٹھنے کی جگہ بنانے پر راضی نہیں۔ اور اگر یہ چپکتے ستارے میرے رتبہ کو جان لیتے تو وہ سب میرے سامنے سجدہ میں گر جاتے۔ اور میری بخششوں کا خرچ اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ غصہ کی وجہ سے پر سکون دریا بھی جھاگ پھینکنے والا ہو گیا۔ اور میری انگلیوں میں ایسا قلم ہے کہ اگر میں اسے حرکت دوں تو مجھے ضرر نہیں پہنچائے گا کہ میں ہندی تلوار کو حرکت نہ دوں۔ جب اس کی سربراہی کی آواز صحیفہ کے اوپر گھونسی ہے تو مشرقی تلوار کی جھنکار بھی اس کے سامنے ایک گونج کی طرح ہے۔

حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

لَا بَارَكَ اللَّهُ بَعْدَ الْعَرْضِ فِي الْمَالِ
وَلَسْتُ لِلْعَرْضِ أَنْ أُوْدِيَّ بِمَحْتَالٍ

أَصُونُ عَرْضِي بِمَا لَا أَدْنُسُهُ
أَحْتَالُ لِلْمَالِ أَنْ أُوْدِيَّ فَالْتَسِبْ

لغوی تحقیق اصون (دن، صوننا، بچانا، حفاظت کرنا۔ عرض: آبرو، عزت۔ لا اؤنسہ: عیب دار نہیں بنانا۔ اودئی: ایداء: ہلاک کرنا۔)

توضیح میں اپنی عزت کو مال کے ذریعہ محفوظ کر لیتا ہوں میں اسے عیب دار نہیں بنانا۔ اللہ تعالیٰ مال میں برکت نہ دے عزت کے ختم ہونے کے بعد۔ میں مال کھیلنے کیلئے کرتا ہوں اگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو پھر میں کمالیتا ہوں۔ اور میں عزت بڑھانے کے لئے حیلہ نہیں کرتا اگر وہ ختم ہو جائے۔

أَبُو ذُوَيْبٍ الْهَمْدِيُّ

إِنِّي لَرَيْبُ الدَّهْرِ لَا اتَضَعُ
الْفَيْتَ كُلَّ تَيْمَةٍ لَا تَفْعُ
وَإِذَا اسْرَدُ إِلَى قَلِيلٍ تَفْعُ

وَتَجْدِي لِلشَّامَتِينَ أَرْبَهُمْ
وَإِذَا الْمُنِيَّةُ انْشَبَتْ أَظْفَارَهَا
وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ إِذَا رَغِبَتْهَا

لغوی تحقیق

تجلد: صبر و استقلال ظاہر کرنا۔ تضعیف: عاجزی کرنا۔ انشبت: چٹانا۔ چسپاں کرنا۔ اظفار: جمع ظفر ناخن۔ تہمتہ: تہمید۔ تقویٰ: قناعت کرنا۔ صبر کرنا۔

توضیح

اور میرا صبر و استقلال ظاہر کرنا دشمنوں کے سامنے اس لئے ہوتا ہے کہ میں انہیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں حوادثِ زمانہ کے سامنے جھکنے والا نہیں۔ اور جب موت اپنے ناخن گاڑ دے گی تو تو ہر تقویٰ کو غیر مفید پائے گا۔ اور نفس مائل ہوتا ہے جب تو اس کو مائل کرے اور جب تھوڑی چیز کی جانب اسے لوٹا دیا جاتا ہے تو وہ قناعت کرتا ہے۔

بشار بن برد

صَدِيقُكَ لَمْ تَلَقِ الَّذِي لَا تَعَاتِبُهُ
مُقَارِفُ ذَنْبٍ مَرَّةً وَجَبَانُ
ظَلِمْتُ وَأَيُّ النَّاسِ تَصِفُو مَشَارِبَهُ

اِذَا كُنْتَ فِي كُلِّ الْأُمُورِ مُعَاتِبًا
فَعِشْ وَاحِدًا وَصَلْ أَخَاكَ فَإِنَّهُ
إِذَا أَنْتَ لَمْ تَشْرِبْ مَرَارًا عَلَى الْقَدَى

توضیح

جب تو ہر کام میں اپنے دوست کو عتاب کرتا رہے تو تو کوئی شخص نہیں پائے گا کہ اس پر عتاب نہ کرے تو تو تنہا رہ یا اپنے بھائی سے اچھا سلوک کر چونکہ وہ ایک مرتبہ غلطی کرتا ہے اور دوسری دفعہ نہیں کرتا۔ جب تو کئی بار نہیں پئے گا تنکا ہونے پر تو تو پیاسہ رہے گا اور کس شخص کا پانی صاف ہو گا۔

ابو الفرج البغیا

فَكُنْ عَزِيزًا إِنْ شِئْتَ أَوْ ذَلِيلًا

مَا الدَّلُّ إِلَّا تَحْتَمِلُ الدَّنْ

لغوی تحقیق

ذَلٌّ: ذلت۔ المَنْ: جمع منة: احسان۔ ہن۔ امر حاضر ہے۔ ہان دن، ہونا، ذلیل و خوار ہونا۔

توضیح

نہیں ہے ذلت مگر احب انوں کا ٹھکانہ، تو اگر چاہے تو باعزت رہ یا پھر ذلیل و حقیر رہ۔

ابو الحسن الموسوی النقیب

بِالْقَصَادِ الْبَيْضِ إِنْ شِئْتَ أَوِ السَّمِ الطَّوَالِ
أَسْتَأْذِنُ خَرَّ الْمَالِ لِحَاجَاتِ الرِّجَالِ

إِسْتَأْذِنَ الْعَزَّ بِمَا بَعِ فَمَا الْعَزَّ بِغَالِ
لَيْسَ بِالْمَغْبُونِ عَقْلًا مُشْتَرِعٌ أَسْمَالِ

وَالْفَتَى مِنْ جَعَلَ الْأَقْوَالَ إِشْمَانِ الْمَعَالِ

لغوی تحقیق

غَالٍ: مہنگی، قیمت۔ القصار۔ جمع قصیر: چھوٹی۔ البیض۔ جمع ابیض۔ مراد چمکتی ہوئی تلواریں۔ السمر۔ جمع اسم: نیزہ۔ الغبنون: دھوکا دیا ہوا۔ ثَمَانٌ۔ جمع ثمن: قیمت۔

توضیح

تو عزت کو خرید لے جتنے میں بھی جائے چونکہ عزت مہنگی نہیں ہوتی اگر چاہے تو۔ تو چھوٹی چھوٹی چمکدار تلواروں کے ذریعہ بالبے لمبے نیزوں کے ذریعہ عقلاً غبن میں مبتلا نہیں ہوتا مال کے ذریعہ عزت کو خریدنیوالا چونکہ مال کو لوگوں کی ضروریات ہی کیلئے جمع کیا جاتا ہے۔ اور جوان وہی شخص ہے جس نے باتوں کو مراتب عالیہ کی قیمت بنالی۔

ابوالفتح علی بن محمد البستی

اِذَا مَرَّ بِي يَوْمٌ وَلَمْ تَتَّخِذْ

وَلَمْ تَسْتَفِدْ عِلْمًا فَذَاكَ مِنْ عَمَلِي

توضیح

جب کوئی دن مجھ پر گزرے اور میں مرتبہ اور علم حاصل نہ کروں تو وہ میری عمر نہیں ہے۔

وَقَالَ آخِرُ

كَمْ مِنْ آخٍ لَكَ لَمْ يَلِدْهُ أَبُوكَ
صَاحِبٌ لِلْكَرَامِ إِذَا أَرَدَتْ أَخَاءُكُمْ
وَالنَّاسُ مَا اسْتَغْنَيْتَ كُنْتَ أَخَاهُمْ

وَأَخِ ابْنِكَ أَبُوهُ قَدْ يَجْفُوكَ
وَأَعْلَمُ بَانَ أَخَا الْحَقَّافِ أَخُوكَ
وَإِذَا افْتَقَرْتَ إِلَيْهِمْ رَفَضُوكَ

لغوی تحقیق

يَجْفُو (ن) جفوا: بدکرداری سے پیش آنا۔ اخا الحفاف: خود دار۔ رفضوا: (ن) رفضاً، چھوڑنا۔

توضیح

بہت سے تیرے بھائی ہیں کہ جو تیرے باپ سے پیدا نہیں، اور بہت سے بھائی ہیں کہ تیرا باپ ان کا باپ ہے۔ وہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے تو شریفوں سے خلوص کے ساتھ مل اگر تو ان سے اخوت چاہتا ہے۔ اور جان لے کہ خود دار شخص تیرا بھائی ہے اور لوگ جب تک تو مستغنی ہے تو ان کا بھائی ہے۔ اور جب تو ان کا محتاج ہو جائے تو وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔

لبعضہم

اِذَا أَنْتَ لَمْ تَعْرِفْ لِنَفْسِكَ حَقَّهَا

هَوَانًا بَهَا كَانَتْ عَلَى النَّاسِ هَوَانًا

فَنَفْسُكَ أَكْرَمُهَا وَأَنْ ضَاقَ مَسْكَنُ
وَأَيَاكَ وَالسَّكَنُ بَدَا مِنْ مَذَلَّةٍ

عَلَيْكَ بِمَعَا فَاطِلْبَ لِنَفْسِكَ مَسْكَنًا
تَعَدَّ مَسِيثًا بَعْدَ مَا كُنْتَ مُحْسِنًا

توضیح

جب تو خود اپنا حق نہ پہچانے اپنے آپ کو حقیر سمجھ کر تو لوگوں کیلئے اور زیادہ ذلیل ہو جائے گا۔
تو تو اپنے نفس کا اکرام کر اگرچہ رہنے کی جگہ تنگ ہو۔ تیرے لئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
تو اپنے لئے رہنے کی جگہ تلاش کر۔ اور تو پختارہ رسوا کرنے والے گھر میں رہنے سے۔ چونکہ تو بُرا سمجھا جائے گا اچھا
ہونے کے باوجود۔

عَبْدُ الْمُطْلَبِ جَدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَنَا نَفْسٌ لِنَيْلِ الْمَجْدِ عَاشِقَةٌ
لَا يَنْزِلُ الْمَجْدُ إِلَّا فِي مَنَازِلِنَا

وَلَوْ تَسَلَّتْ اسْلَمْنَا هَا عَلَيَّ الْأَسْلَ
كَالْنَوْمِ لَيْسَ لَهَا مَادِي سَوَى الْمَقْلِ

لغوی تحقیق

المجد: بزرگی۔ تسلّت: تسلّی، تسلی کا اظہار کرنا۔ مراد بھول جانا۔ منازل: جمع منزل: رہنے کی جگہ۔ الأسْل: تلوار، چھری۔ المقل: جمع مقلّہ: آنکھ۔

توضیح

ہمارے لئے ایسے نفوس ہیں جو بزرگی حاصل کرنے کے لئے عاشق ہیں، اور اگر وہ بھلا دیتے تو ہم ان کو
بھلا دیتے نیزوں پر۔ بزرگی نہیں اترتی ہے مگر ہمارے گھروں میں جس طرح نیند کیلئے کوئی ٹھکانہ
آنکھوں کے سوا نہیں ہے۔

الشبلی

يَعِزُّ عَلَى حَاسِدِي اسْنِي
وَأَنِّي طَوْدٌ إِذَا صَادَمْتُ

إِذَا اطَّرَقَ الْخَطْبُ لَمْ اخْرِقْ
رِيَّاحَ الْحَوَادِثِ لَمْ يَغْلِقْ

لغوی تحقیق

حاسد: حسد کرنے والا۔ اطرق: اطاق، چپ ہونا۔ لم اخرق (س)، خرّقا، ڈریا شرم سے
دہشت زدہ ہونا۔ طود: پہاڑ۔

توضیح

میرے حاسد کے لئے یہ بڑی مشکل چیز ہے کہ میں مصائب کے آنے پر ڈرتا نہیں ہوں اور میں
ایک پہاڑ ہوں جب حوادثِ زمانہ کی ہوائیں ٹکرانی ہیں تو وہ پہاڑ ٹوٹتا نہیں۔

السَّعْيُ ابْرُكُوَّةٌ

عَلَى الْمَرْءِ أَنْ يَسْعَ لِمَا فِيهِ نَفْعُهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُسَاعِدَهُ الدَّهْرُ

توضیح آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے مفید چیزوں کے حاصل کرنے میں کوشش کرے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ زمانہ اس کی موافقت کرے۔

الكاتب ابوبكر

سَابِقِي الْمَجْدِ فِي شَرْقٍ وَغَرْبٍ
فَانْ بُلَغْتُ مَا مَوْلَا فَا تَنِي
وَانَا لَمْ اَفْزِمِرَادِ سَعْيِي
فَمَا سَاءَ الْفَنِّ دُونَ اغْتِرَابِ
جَهْدِ دُنْ وَلَمْ اَقْصِرْ فِي الطَّلَابِ
فَلَمْ مِنْ حَسْرَةٍ تَحْتَ التَّرَابِ

لغوی تحقیق سابقی رض، بغاؤ، طلب کرنا۔ اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ مامول: مطلوب۔ جہد: (د) جہد، کوشش کرنا۔ طلاب: طلب کرنا۔

توضیح میں مشرق و مغرب میں عنقریب بزرگی تلاش کروں گا، چونکہ جو ان کیلئے وطن سے الگ ہونے کے سوا کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے۔ تو اگر میں اپنے مقصد کو پہنچ جاؤں (تو پھر بہت اچھا) چونکہ میں نے کوشش کی اور تلاش میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اگر میں اپنی کوشش کے باوجود مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تو پھر بہت سی حسرتیں مٹی کے نیچے ہیں۔

ابو محمد القاسم بن فتح

اَيَّامُ عَمْرِكَ تَذْهَبُ
ثَمَّ الشَّهِيدُ عَلَيْكَ مَنَّا
وَجَمِيعُ سَعْيِكَ يَكْتَبُ
فَايْنَ اَيْنَ الْمَهْرَبِ

توضیح تیری عمر کے دن ختم ہو رہے ہیں اور تیری ساری کوششیں لکھی جا رہی ہیں پھر تیرے خلافت تیرا ہی ایک گواہ ہو گا پھر کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔

الشيخ صف الدين رحمه الله تعالى

من كان يعلم ان الشهد مطلبه

فلا يخاف للدغ النحل من الم

توضیح

جس شخص کو یہ معلوم ہے کہ اس کا مقصد شہد ہے، تو وہ شہد کی کھینک ڈنک مارنی کی تکلیف سے نہیں ڈرتا۔

وقال ابن رشيقي

يُعطى الفتي فينال في دعة
فاطلب لنفسك فضلا راحتها
ان كان لارزق بلا سببما لم ينل بالكد والعب
اخلوحت الاشياء بالطلب
فراجاء ربك اعظم السبب

لغوی تحقیق

یعنی۔ اعطاء، دینا۔ الفتی، نوجوان۔ ج نسیان۔ دعة، راحت۔ اس کے ابتداء میں واؤ حذف کر دیا گیا ہے۔ کد و تعب، مشقت۔ رجا، امید۔

توضیح

جوان کو روزی دی جاتی ہے تو وہ راحت میں ایسی چیز پالیتا ہے جسے مشقت میں نہیں پاتا۔ تو اپنے نفس کیلئے مزید راحت طلب کر چونکہ اشیاء کا مدار طلب پر نہیں ہے۔ اگر رزق کا ملنا بلا کسب نہیں ہوتا تو اپنے رب سے امید رکھنا سب سے بڑا سبب ہے۔

سمعت المولى السيد حسين احمد المدني ينشده هذين البيتين

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو یہ دو اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے

ان الذی انت ترجوه و تأمله
فاسترزق الله عما فی خزائنهمن السیرۃ مسکین بن مسکین
فانما الامر بین الکاف والنون

توضیح

بیشک جس پر تو امید کر رہا ہے اور آسلا کئے ہوئے ہے مخلوق میں سے وہ تو فقیر کا بیٹا فقیر ہے تو تو اللہ سے اس کے خزانہ میں سے روزی مانگ لے چونکہ معاملہ کاف اور نون کے درمیان ہے (یعنی لفظ کاف کے ذریعہ سارا معاملہ حل ہو جاتا ہے)

وایضاً

جنون منك ان السعي رزق
جری قلم القضاء بما يكونويزرق في غشاوتها جنين
فستان الثعلب و السكون

توضیح

تیرا پاگل پن ہے کہ کوشش پر ہی مدار روزی کا ہے حالانکہ ماں کے پیٹ میں بچہ کو روزی دیجاتی ہے۔
فیصلہ خداوندی کا قلم چل چکا ہے جو ہونیوالا ہے تو حرکت و سکون برابر ہیں۔

الاغتراب ابو العرب

وطن سے دوری

وهذا طريق المجد بادی المذاهب
وآخری شنی ہمتی للمغارب
تشق علی اخفافها و الغوارب
بلادی وکل العالمین اقاربی

الام انتبائی بالامانی الکواذب
اهم ولى عزمان عزم مشرق
ولا یبک لی ان اسئل العیس حاجه
اذا کان اصلی من تراب فکلها

لغوی تحقیق

اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ الام: الی حرف جار ہے اور م استغنیامیہ اس کے آخر میں الف محذوف ہے۔ امائی: جمع امینہ: خواہش۔ کواذب: جمع کا ذبیہ۔ بادی: ظاہر ہونا۔ اہم: ہم بہت سے مضارع متکلم ہے معنی قصہ کرنا۔ یثنی: رض ثنیا: پھرانا۔ العیس: سمجھو رے رنگ کا اونٹ۔ اخفاف: جمع خف: اونٹ کی ٹاپ۔ الغوارب: جمع غارب: پیٹھ اور گردن یا کو بان اور گردن کے درمیان کا حصہ۔

کب تک میرا اتباع کرتا رہے گا جھوٹی آرزوں کا اور یہ بزرگی کا راستہ ظاہری مذہب والوں کیلئے ہے میں ارادہ کرتا ہوں اور میرے دو پختہ ارادے ہیں۔ ایک ارادہ مشرق کا ہے اور دوسرا ارادہ میری ہمت کو موڑ دیتا ہے مغرب کی طرف۔ اور میرے لئے ضروری ہے کہ میں سوال کروں سفید اونٹوں پر ایسی حاجت کا کہ جو ان کے پیروں اور کانڈھوں پر شاق ہو۔ جب میری پیدائش مٹی سے ہے تو تمام میرا ملک ہے اور تمام جہان کے لوگ میرے رشتہ دار ہیں۔

فخر الدین الوركاني

فموت و اما مشرقی فمقتضی
لدیکم وجسی بالبعاد مخصمین

ا احابنا اما حسیافی بعدکم
واسعد شئی فی قلبی لانہ

توضیح

اے دوست میری زندگی تمہارے بعد موت ہے اور میری خوش عیشی مکدر ہے۔ اور مجھ میں بہتر میرا دل ہے چونکہ وہ تمہارے پاس ہے اور میرا جسم دوری کے ساتھ مخصوص ہے۔

النابعة الجعدی

شکی الفقرا ولام الصدیق فاکثرا
تعیش ذایسار ادموت فقذرا

اذ المرء لم یطلب معاشا لنفسه
فسیر فی بلاد الله والتمس الغنى

توضیح جب آدمی اپنے لئے معاش تلاش نہ کرے تو وہ فقر کی شکایت یا دوست کی شکایت کرتا رہتا ہے۔
تو تو اللہ کے ملکوں میں چل اور مالداری تلاش کر تو تو زندہ رہے گا مالدار یا مرے گا تو معذور سمجھا جائیگا۔

ابوالعتاہیة

عینای حتم تو ذ نابذ هاب
فقد الشباب وضرقة الاحباب

شیطان لو بکت الد ماء علیہما
لم ابغ المعشأ من حقیہما

توضیح دو چیزیں اگر میری آنکھیں ان پر خون کے آنسو بہائیں یہاں تک کہ انہیں ختم ہونے کی اطلاع دیدی جائے
تو میں ان دونوں کے حق کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک جوانی کے ختم ہونے دوسرے دوست کی جلائی۔

وان کان فیہ اہلہ والا قارب
وجانب عجز ان نأی عنه جانب
فذلک فی دعوی التوصل کاذب

شخص الفتن عن منزل الضیم واجب
واللحراہل ان نأی عنه اہلہ
ومن یرض دار الضیم دار النفس

والاخر

توضیح جوان کا کوچ کرنا ظلم کی جگہ سے واجب ہے اگرچہ وہاں اس کے گھر والے اور رشتہ دار ہوں اور شریف آدمی
کیلئے بہت سے اہل و عیال ہیں اگر اس کے اہل و عیال دور ہو جائیں۔ اور عزت کا ایک کنارہ موجود ہے
اگر اس سے ایک کنارہ دور ہو جائے۔ اور جو شخص راضی ہو ظلم کے گھر کو اپنا گھر بنائے پر تو وہ توکل کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

وقال بعضهم

طیب بداء العاسقین خبیث
واما الیکم سادتی ففقیر
داکثر عمر العاشقین قصیر

أحیاب قلبی هل سواکم لعلتی
وانی لمستغن عن الکلون دونکم
فجود و ابوصل فالزمان مفرق

لغوی تحقیق

اجیباب - تصغیر احباب منادی ہے۔ دار: بیماری۔ مستقن: بے پردہ۔ الکون: عالم جو دوا۔ امر حاضر ہے۔

توضیح

اے میرے جگری دوستو! کیا تمہارے سوا میری بیماری کیلئے کوئی معالج ہے جو عاشقوں کی بیماری سے باخبر ہو۔ میں مستغنی ہوں سارے عالم سے تمہارے بغیر اور اے میرے بزرگو! میں تمہارا محتاج ہوں تو تم عطا کر دینا وصال چونکہ زمانہ فرقت پیدا کر نیوالا ہے اور عاشقوں کی دراز عمر بھی کم ہو جاتی ہے۔

لَيْسَ الْغَنَى مِنَ الْعَقْلِ
لِبَعْضِهِمْ

مالداری عقل کی وجہ سے نہیں ہوتی

الترنق یخطی باب عاقل قومہا
و یبیت بوابا بباب الاحمق

توضیح

روزی خطا کرتی ہے اپنی قوم کے عقلمندوں کے دروازے سے۔ اور بوقوفوں کے دروازوں پر دربان کی طرح گذارتی ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي قَرِيعٍ
بَنُو قَرِيعَہ کے ایک شخص نے کہا

فَقِيلَ يَقُولُوا عَاجِزٌ وَجَلِيدٌ
وَلَكِنْ احَاطَ قَسَمْتُ وَجِدًا وَدُ

مٹی پیری الناس الغنی وجارہ
ولیس الغنی الفقر من حیلۃ الغنی

لغوی تحقیق

جلید: مضبوط۔ احاطا: جمع حظوۃ (خلافت قیاس) حصہ یا حظ کی بچ ہے۔ جدود: جمع جد بمعنی نصیب۔

توضیح

جب لوگ مالداری دیکھتے ہیں درانحالیکہ ان کا پڑوسی فقیر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ عاجز ہے اور ہم قوی ہیں۔ حالانکہ مالداری اور غربت آدمی کے حیلہ سے نہیں ہے بلکہ قسمیں اور نصیبیں ہیں جو تقسیم کر دیئے گئے۔

المشورة
قال الشاعر

واللیل لا ینجلی الا باصباح
مصباح رأیک تزود ضوء مصباح

الرأی کاللیل مسود جو انبئ
فاضمم مصابیر اسراء الرجال الی

لغوی تحقیق

مسودہ سیاہ۔ لائیجلی۔ انجلار۔ روشن ہونا۔ اضم۔ (ن) ضمًا۔ ملانا۔ مصباح۔ ج۔ مصلح۔
چسراغ۔ ضویر۔ روشنی۔

توضیح

رائے رات کی طرح اس کے چار جانب تاریک ہیں۔ اور رات روشن نہیں ہوتی مگر چراغ جلائے سے۔ تو، تو اپنی رائے کے چراغ کے ساتھ دوسرے لوگوں کی رائے کے چراغوں کو ملائے تاکہ چراغ کی روشنی میں اضافہ ہو جائے۔

و
لبعضہم

اقرن برایک راہی غیڑک داستش
فالمرء مرأۃ شریبہ وجہہ

فالحق لا یخفی علی اشئین
و یزکی قفا لہ یجمع مراتین

لغوی تحقیق

اقرن۔ امر حاضر ہے۔ قرن (رض) قرنا، ملانا۔ مرآۃ۔ آئینہ۔ قفا، گدی۔
تو اپنی رائے سے اوروں کی رائے کو ملائے اور شورہ کر لے۔ چونکہ حق دو شخص پر چھپا نہیں رہتا۔ تو آدمی آئینہ کی طرح ہے جو اس کے چہرہ کو دکھاتا ہے اور اس کی گدی بھی نظر آ جاتی ہے دو آئینوں کے ذریعہ۔

توضیح

العبرة للعمل لا للقول
لبعضہم

عمل کا اعتبار ہے نہ کہ قول کا

یقول لی السجان وهو یقود فی

الی السجن: لا تفرغ فما بک من باہن

توضیح

مجھ سے جیل والا کہتا ہے جیل کی جانب لیجاتے ہوئے کہ تو گھبرا مت کیونکہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

ضیاع العمل
عمل کی بربادی

صالح بن عبد القدوس

وان عناء ان تفهم رجلاً
منی یبلغ البیان یوماً ثماناً

فیحسب جہلاً ان منک افہم
اذا کنت تبنیہ وغیرک یہدم

لغوی تحقیق

عناء۔ مصیبت، مشقت۔ بیان۔ عمارت۔ بہرہ۔ ڈھانا، گرانا۔

توضیح

اور بڑی پریشانی یہ ہے کہ تو کسی جاہل کو سمجھائے وہ نادانی کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ وہ تجھ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے۔ کب وہ عمارت پوری ہوگی جب کہ تو اسے تیار کرتا رہے اور دوسرے لوگ گراتے رہیں۔

وَلَمْ
يُضَالَا تَجِدُ بِالْعَطَاءِ فِي غَيْرِ حَقِّ
اسْمًا الْمَجُودَانِ مَجُودٌ عَلَى مَنْلَيْسَ فِي مَنَعٍ ذِي الْحَقِّ بِمَنْعٍ
هُوَ الْمَجُودُ مِنْكَ وَالْبَدَلُ أَهْلُ

توضیح

عطا کرنے کے ذریعہ سخاوت کا مظاہرہ نہ کرنا حق جگہ پر کہ نہیں ہے غیر سستی کو نہ دینے میں نخل سخاوت تو یہ ہے کہ تو اس شخص کو عطا یا پیش کرے جو تیری سخاوت اور عطایا کا مستحق ہے۔

الْمُلْكُ وَالْحُلُوْلُ غَيْرُكَ

تیسرے لئے تلمیحی اور تیسرے علاوہ کیلئے تشریحی

لبعضہم

يَا ضَمْر! اخبرني ولست بكاذب
أَمِنْ السَّوْتَةِ أَنْ إِذَا اسْتَغْنَيْتُمْ
وَإِذَا الشَّدَائِدُ بِالشَّدَائِدِ مَرَّةً
وَلَجُنْدُ بَهْلٍ الْبِلَادِ وَعَدْنُهَا
وَرِأَا أَنْ تَكُونَ كَرِيمَةً أَدْعَى لَهَا
هَذَا الْعَمْرُكَ الصَّغَارُ بَعِيدًا
عَجَبًا لِمَلِكٍ قَضِيَّتْ وَأَقَامَتْ

وَإِخْوَانُ نَافِعُكَ الَّذِي لَا يَكْذِبُ
وَأَمْنُكُمْ فَأَنَا الْبَعِيدُ الْأَجْنَبُ
أَشَجُّكُمْ فَأَنَا الْحَبِيبُ الْأَقْرَبُ
وَلِي الْمَلَامُ وَحُزْنُهُنِ الْمَجْدُ
وَإِذَا يُحَاسُ الْحَيْسُ يُدْعَى جُنْدُ
لَا أُمُّ لِي أَنْ كَانَ ذَاكَ وَلَا ابْنُ
فِيكُمْ عَلَى تِلْكَ الْقَضِيَّةِ عَجَبُ

لغوی تحقیق

المر: تلخ، کڑوا۔ الحلو: میٹھا۔ ضمیر: ایک شخص کا نام ہے۔ اشجاء: رنجیدہ کرنا۔ جذب: ایک شخص کا نام ہے۔ الملاح: شوریلی زمین۔ حزن: سخت زمین۔ المحذب: بنجر زمین۔ حاس: الحیس (ض) جس ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور اور گی اور ستوت سے تیار کیا جاتا ہے۔ الصغار: ذلت و رسوائی۔

توضیح

اے ضمیر! تو مجھے بتا اور میں جھوٹا نہیں ہوں، اور تمہارا سبھائی مجھے نفع پہنچا نیو الا شخص ہے جو جھوٹ نہ بولے کیا یہ انصاف ہے کہ جب تم مستغنی اور مامون ہو جاتے ہو تو میں دور کا آدمی اور اجنبی ہو جاتا ہوں۔ اور جب سختیوں پر سختیاں بیگ وقت آکر تمہیں غلین کر دیتی ہیں تو میں دوست اور عزیز ہو جاتا ہوں۔ اور جذب کیلئے نرم اور ہموار زمین ہے اور میرے لئے شوریلی، سخت اور بنجر زمین ہے۔ جب مصیبت آتی ہے تو میں اس کے لئے بلایا جاتا ہوں اور جب حیس نامی حلوہ پکایا جاتا ہے تو جذب کو بلایا جاتا ہے۔

یہ تہاری زندگی کی قسم کمل رسوائی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو نہ میری ماں رہے اور نہ میرا باپ رہے۔ اس مسئلہ تعجب ہے اور اس معاملہ کے باوجود میرا تمہارے ساتھ رہنا بہت زیادہ تعجب کی چیز ہے۔

رَفَعَةُ الْاِرْذَالِ سَيِّمًا هَلَاكِهِمْ
ذلیل لوگوں کا بلند ہونا انکی ہلاکت کی علامت ہے۔

اِذَا مَا ارَادَ اللّٰهُ اَهْلَاكَ نَمْلَةً
سَمَتْ بِجَنَاحِهَا اِلَى الْجَوْ تَصْعَدُ

رفعہ، اونچائی، بلندی۔ ارذال۔ جمع رذیل، ذلیل و خوار۔ سیما، علامت۔ نملة، چوٹی۔
ج۔ انملة۔ سمیت (ن)، سموا، بلند ہونا۔

توضیح: جب اللہ تعالیٰ کسی چوٹی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ چوٹی اپنے پروں کے ذریعہ فضا کی جانب بلند ہو کر چڑھنے لگتی ہے۔

الفخر بالاباء
وَقَالَ آخَرُ

اپنے باپ دادا پر فخر کرنا

اِيهَا الْفَاخِرُ جَهْلًا بِالْحَسَبِ
اِنَّمَا الْفَخْرُ بِعَقْلِ سَرٍّ اَجْبَحُ
ذَلِكَ مِنْ قَدْ فَاخَرِ النَّاسِ بِهِ
اِنَّمَا النَّاسُ لَا يَمُومُ وَلَا ب
وَبِاخْلَاقٍ حَسَنَةٍ وَادَبٍ
فَاتَى مِنْ فَاخَرِ مِنْهُمْ وَغَلَبَ

توضیح: اے وہ شخص جو جہالت کی وجہ سے حسب و نسب پر فخر کرنا لگا ہے۔ تمام لوگ ایک ہی ماں اور باپ کے ہیں۔ فخر تو عقل سلیم، اخلاق فاضلہ اور ادب کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر فخر کیا اور ان میں سے جس نے فخر کیا وہ فائق اور غالب رہا۔

وَقَالَ الْحَكِيمُ بْنُ قَنْبَرٍ

لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَمْ يَأْكُلْ بِلَا آدَبٍ
كَمْ رَاغَنِي مِنْ اَخِي عَجٍّ وَطَمَاطَةٍ
فِي بَيْتٍ مَكْرَمَةٍ اَبَاءُ كَأَنْ يَجِبُ
حَتَّى يَكُونَ عَلَى مَا نَابَهُ حَدًّا
فَدِمَ لَدَى الْقَوْمِ مَعْرُوفًا اِذَا انْتَسَبَا
كَانُوا الرُّؤَسَا فَاَضْحَى بَعْدَهُمْ ذَنْبًا

لغوی تحقیق

نابہ (دن) نو بہ۔ امر: پیش آنا۔ حدب، کپڑا پن۔ راع (دن) روغا۔ منہ، گھبرانا۔ عی، مصیبت زدہ، لاعلاج۔ الطیۃ، عجمی زبان میں بات چیت کرنا۔ قدم (رک) فداۃ؛ بیوقوف ہونا، بات چیت میں قاصر ہونا۔ نجب، جمع نجیب، شریف۔

توضیح

ان میں بھلائی نہیں ہے جن کی اصل بغیر ادب کے ہو، یہاں تک کہ ہو جائے وہ کپڑا۔ پیش آنے والی مصیبتوں کی بنا پر بہت سے عجمی زبان میں بات کر نیوالے اور در ماندہ بھائیوں میں سے مجھے پسندیدہ معلوم ہوئے جو قوم کے نزدیک معروف النسب تھے۔ عزت والے گھر میں کہ ان کے آباء واجداد شریف تھے وہ سردار تھے پھر ہو گئے ان کے بعد تال۔

وَقَالَ آخِرُ

أَبُوكَ أَبُو حَزْزٍ وَأُمُّكَ حَزْرَةٌ

وَقَدْ يَلِدُ الْخَزْنَ غَيْرَ نَجِيبٍ

توضیح

تیرا باپ شریف ہے اور تیری ماں بھی شریف ہے۔ اور کبھی دو شریف آدمی ایک غیر شریف آدمی کو جن دیتے ہیں۔

أَطِيبُ الْحَالَاتِ

بہترین حالت

وَلَا آخِرَ

أَلَا لَيْتَنِي مَا كُنْتُ يَوْمًا مَعْظَمًا
أَكْلَفْتُ فِي حَالِ الْمَشِيبِ بِمَثَلِ مَا
فَمَا عَاشَ فِي الْأَيَّامِ فِي حَرِّ عَيْشَتِهِ

وَلَا أَعْرِفُوهُ اشْخَصِي وَلَا أَعْلَمُوا قَصْرِي
تَحْمَلْتُ، وَالْغَصْنَ فِي وَهْقِ نَضْبِي
سَوَى سَرَجِلٍ بَاءَ عَنِ النَّهْيِ وَالْأَمْرِ

توضیح

کاش میں کسی دن صاحب غفلت نہ ہوتا، اور نہ لوگ میری شخصیت کو پہچانتے اور نہ وہ میرا گھر جانتے میں بڑھاپے کی حالت میں ان چیزوں کے کر نیکا مکلف کیا جاتا ہوں کہ میں نے ان چیزوں کو اٹھایا اس حال میں کہ شاخ تروتازہ پتیوں میں تھی۔ تو نہیں رہا زمانے میں خوش گوار زندگی کے اندر اس شخص کے سوا جو امر و نہی سے دور ہے۔

لَمَوْلَفِ الْكِتَابِ عَفْرَاءُ اللَّهِ لَمْ

مؤلف کتاب کے چند اشعار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

أَبْيَاتُ أَنْشَدْتُهَا فِي (نَادِيَةِ الْأَدَبِ) الْمُتَعَلِّقَةِ بِدَارِ الْعُلُومِ الدِّيُونِيَّةِ جِلْنَ أَمْرًا وَابَا جَازَةَ قَوْلِ الشَّاعِرِ
يَهْدِي أَشْعَارَهُنَّ جَنَّاتٍ كَوْ مِثْلِ مَا كُنْتُ فِيهِ جَبَّارًا شَاعِرًا شَعْرَتِي مِّنْ الْبُزْجَةِ كَالْمَكْمَدِ بَاغِيَا تَحَا.

تمت من شمیم عزار بنجد

فما بعد العشية من عزار

الام على التجنب والتخلي
لقد طوّفت في الافاق دهرًا
وجزيت البلاد ومن عليها
فاني لم اجد احداً انصوحاً
ولا يفتأ بني ان غبت عنه
رايتهم عدوى في البلايا
ولكن الكتاب كتاب علم
يؤاميني اذا هجمت همومي
خليلي في الهواجس والرزايا
طريفي تالدي وولي امرى
يدافع عسكر الاحزان عني
نبه سكري اذا ما شئت خمراً
فهلا ايها اللوام لمستم
شمار فنون علم باجتماع
خمولى اطيب الحالات عندي

فقلت احييهم هذا اشعاري
وجبت الفقر والبعد الصعاري
وميزت الصغار من الكبار
بقبدي من وقوعي في عواري
ولا يوزي اذا هو في جوارى
واحبابي اذا انا ذويساها
سميري في الليالي والنهار
ويونسني اذا انا في الدمار
انيسي موسى حامى الذمار
احب دخا شري ولذا اضماري
ويهداني اذا انا في السهار
ومن انا في وبي خماري
خلقي القلب من قطف الثمار
وتقريب لما يدريه داهي
واعزاني لذيهم فيه عاهي

لغوی تحقیق

شمیم بہترین خوشبو۔ عزار۔ ایک خوشبودار پھل جس کا نام گاؤ چشم ہے۔ تجنب و تخی: خلوت
گزینی۔ جبت (ن) جو با، طے کرنا۔ بیدا: صحاری، جنگل۔ نصوح: نصیحت کرنے والا۔ عوار:
عیب، کپڑے کی پھٹن۔ سیمیر: رات کا قصہ کہنے والا۔ دمار: ہلاکت ہونا۔ ہوا جس۔ جمع ہاجس، وسوسہ۔ رزایا۔ جمع
رزئیہ: معیبت۔ حامی الذمار: نگہداشت کرنا والا، محافظ۔ طریق: جدید مال، تالہ، قدیم مال۔ ہمار: غیر متوقع
مال۔ یہدآ (ف) ہدأ، ہجہ کو سلائے کیلئے تحقیق دینا۔ لوام۔ جمع لائم، ملامت کرنا والا۔ قطف الثمار: پھل چٹنا۔
بنجد کے پھول سونگھ کر نفع حاصل کر لے چونکہ شام کے بعد پھول کا وجود نہ ہوگا۔

توضیح

مجھے علیحدگی اور خلوت اختیار کرنے پر ملامت کیا جاتا ہے، تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ یہ میرا شعار ہے۔
میں نے اطراف عالم میں زمانہ تک چکر کاٹا اور بیابان اور جنگلات طے کئے۔ اور میں نے شہروں
اور وہاں کے باشندوں کا تجربہ کیا، اور میں نے چھوٹوں کو بڑوں سے الگ کیا تو میں نے کسی کو خیر خواہ نہیں پایا۔

جو مجھے بچائے عیب میں مبتلا ہونے سے۔ اور میری غیبت نہ کرے اگر میں اس کے پاس سے غائب ہو جاؤں اور وہ مجھے نہ ستائے جب وہ میرے پڑوس میں رہے۔ میں نے انھیں اپنا دشمن ہی پایا اپنی مصیبتوں میں۔ اور انھیں دوست دیکھا جب میں مالدار رہتا ہوں۔ لیکن علم والی کتاب میرا ساتھی ہے رات، اور دن۔ جب مجھ پر غموں کا انبار لگ جاتا ہے تو وہ میری غمخواری کرتی ہے اور جب میں ہلاکت میں پڑتا ہوں تو وہ تسلی دیتی ہے۔ میرا دوست ہے وہ دسا دس اور مصیبتوں میں۔ میرا غمخوار اور ہزوریات کی نگہداشت کرنیوالا ہے۔ میرا نیا اور پرانا سرمایہ ہے اور میرے معاملہ کا منتظم ہے، سب سے بہترین ذخیرہ ہے اور غیر متوقع مال ہے مجھ سے غموں کے لشکر کا دفعہ کرتی ہے اور مجھے تھپکی دے کر سلامتی ہے۔ جب میں بیماری میں رہتا ہوں اس کے ذریعہ مجھے نشہ حاصل ہوتا ہے۔ جب میں شراب چاہتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میں ہوش میں آتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میرا خمار ہے۔ تو اسے ملامت کرنے والو تم نے کیوں ملامت نہیں کی اس شخص کو جو بے فکر ہے پھلوں کے توڑنے سے یعنی کوشش کے ذریعہ مختلف علوم کے پھل توڑنے سے اور دوڑ دھوپ کے ذریعہ بوجھ اس کے کہ جانتے ہیں اسے اہل علم۔ اپنی بدنامی میرے نزدیک سب سے بہتر حالت ہے اور لوگوں کی نظر میں میرا اعزاز و اکرام باعث ننگ و عار ہے۔

يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُهَلْبِيُّ

كَفَى الْمَرْءُ نُبْلًا أَنْ تُعَدَّ مَعَايِبُهُ

وَمَنْ ذَا الَّذِي تُرْجَى سَجَايَا كُلِّهَا

توضیح اور کون شخص ہے کہ اس کی ساری عادات پسندیدہ ہوں، آدمی کے لئے شرافت کے اعتبار سے یہی کافی ہے کہ اس کے عیوب کو شمار کیا جائے۔

الْفقيه الباهر

زبردست فقیہ

بَانَ جَبِيعٌ حَيًّا فِي كَسَاعِهِ
وَأَجْعَلَهَا فِي صِلَاةٍ وَطَاعَةٍ

إِذَا كُنْتُ أَعْلَمُ عِلْمًا يَقِينًا
فَلَمْ لَا أَكُونُ ضَمِينًا بِهِمَا

توضیح جب میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی ایک لمحہ کی طرح ہے تو میں اس پر نکل کر نئے والا کیوں نہ بنوں۔ اور میں اسے عبادت اور نیکی میں کیوں نہ لگاؤں۔

وَلَا حِظْلًا تَذَاقُ فَرْطُ

لَا تَكُنْ سَكْرًا تَأْكُلُ النَّاسَ

وَلِبَعْضِهِمْ

توضیح

نہ تو بالکل سکر ہی بن جا کہ لوگ تجھے کھا جائیں۔ اور نہ بالکل ایواری بن جا کہ تجھے چکھ کر پھینک دیا جائے۔

المدائح

مدحیہ اشعار

وَلِلْمُؤَلَّفِ غَفْرَةً فِي مَدْحِ دَارِ الْعُلُومِ الدِّيُونِيَّةِ

یہ اشعار حضرت مؤلف کے ہیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے دارالعلوم دیوبند کی تعریف میں

دارالعلوم فیضہا المدسار
باق علی مزالزمان لاهلہ
من جاء یستقی بحار فیوضہا
زادت علی شمس السماء ویدہا
عادت تضحی ولیلہا کنہا رہا
تدعوا لی غفران رب غافر
شہدت ملئکۃ اللہ بفضلہا
روض حکت جنات عدن تحتہا
ربا ترفلہا یفوق ہجوہا
وتضوئ الاکوان من فوحاتہا
یحیی الاراضی کلہا تہتہا
ان زرتہا مازرت الاروضۃ
یتلی کتاب اللہ فیہا داسمہا
ان زرتہا مازرت الاسرایمہ
ان زرتہا مازرت الامعدنا
شاہد تہا فرائدہا مملوءہ
ان زرتہا مازرت الامزینہ
ان زرتہا مازرت الاکوکب
فاغفر للہی من بناہا مخلصا

فاقت ضیاء الشمس نصف نہار
من فیضہا الہطال بحر جاد
یسق بہا عللاً بفتح الباری
نوراً فلیس معارض و مبار
وتمیز الاسرار من فجار
وتصیر ترساً من عذاب النار
ودعت لہا الحیتان تحت بحار
الانہار للاخیار والاشرار
ہب النساء اول الابکار
فکانتہا زہر من الازہار
کانت سہولاً او من الاوعار
انفا من القصران والاثار
وحدیث احمد سید الابرار
الاسلام والایمان للزوار
للعلم علم نبینا المختار
من طائع خاشع من الفقہار
اجرت علی الاوعار من انہار
یہدی الی الجنات للاخیار
تاسیئہا کبناء بیت الباری

وَمُدَّرَسُوها كُلَّهُم اِلَّا اَنَا
 شَبَّانُها شَبَّانٌ زَهْدٌ وَالتَّقَى
 وَالْعِلْمُ عِلْمُ الدِّينِ دِينَ مُحَمَّدٍ
 فِيْها رَجَالٌ لِّسِنٌ تَلْمِيْهِمْ تِجَارَاتُ
 وَكِرَالُ لَهْ طَعَامُهُمْ وَشَرَابُهُمْ
 جَانَتْ جَنُوْبُهُمُ الْمَضْجَعُ لِيْلِهِمْ
 طَمَعًا اِلَى رِضْوَانِ رَبِّهِمْ وَخَوْفًا
 مِنْ شَوَاهِدِ حِجْرَاتِهِمْ لَكُنْهُمْ
 شَهَدَاتٌ بِفَضْلِهِمُ الْغُيُومُ عَلَى السَّيَاءِ
 قَصُورَتِ مَدَائِجُ السُّنَنِ عَنْ فَضْلِهِمْ
 وَلَهُمْ فُضَالٌ لَا تُعَدُّ وَكَيْفَ لَا
 يَارَبُّ اَصْلَحْ حَالَنَا وَمَالَنَا
 اَنْزِلْ يَهُمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ شَرًّا
 اَوْ قَدْ لَهُمْ نَارٌ تَحْتَرِّقُ كُلَّهُمْ
 وَامْسَحِ الذَّنْبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا
 وَارْحَمْ اَللّٰهِي الْعَبْدَ اعْزِزْ اَعْلٰى
 وَتَزَوَّدِي حَبِّ النَّبِيِّ مُحَمَّدًا

مثل النجوم هداية للساري
 وشيوخها غرر من الانواب
 مقصودهم بالليل اوبنها
 ولا بيع عن الاستغفار
 يتضوعون لكثرة الاذكار
 وشراهم يبكون بالاسحار
 من عذاب القادر الجبار
 يسعون مهملين من انصاري
 ما ان لهم من عائب او زار
 وحسودهم مستكثر اخباري
 بذلوا نفوسهم لقاء الباري
 وامحق بسيفك صولة الكفار
 واخذ لهم خذلان ذي الاوزار
 وتحيطهم كحاطة النصار
 مما جانا حناها العبد يا ستار
 حمال ذنب حامل الاوزار
 وسراج ريت قادرا غفار

لغوی تحقیق

در آراء بہت بہنے والا۔ ہر حال۔ بڑی بوندوں والی مسلسل بارش۔ علل۔ دوبارہ پینا۔
 مبار۔ مقابل۔ ترس۔ ڈھال۔ ج اتراس۔ جتنا۔ جمع حوت۔ مچھلی۔ روض۔ جمع روضتہ۔
 بارغ۔ ریا۔ بہترین خوشبو۔ قرفل۔ لونگ۔ ہوب۔ ہوا کا چلنا۔ لغووع السک۔ خوشبو مہکنا۔ زہر۔ ج ازہارہ کلی
 ادعار۔ جمع دعار۔ سخت زمین۔ الفت۔ ہر ابھرا زمین کا حصہ جس کو کسی جانور نے نہ چراہو۔ مزقہ۔ پانی سے بھرا ہوا بادل
 کا ٹکڑا۔ شبان۔ جمع شاب۔ جوان۔ جافت۔ مجافاۃ۔ دور رہنا۔ مضایع۔ جمع مضیع۔ سونے کی جگہ۔ منوخی۔ ٹھکانا
 زار۔ اسم فاعل ہے۔ زری (ض) علیہ۔ عیب لگانا۔ صولۃ۔ دبدبہ۔ اوزار۔ جمع وزر۔ گناہ۔ تیار۔ سمندر کی موج۔
 دارالعلوم دیوبند اپنے بہنے والے فیض کی وجہ سے دو پہر کے سورج کی روشنی پر بھی بڑھ گیا۔ باقی ہے زمانہ
 کے گزرنے تک زمانہ والوں کیلئے اس کے فیض عام کا بہتا دریا۔ جو شخص اس کے فیوض کے دریادوں
 سے سیراب ہوئے کیلئے آنا ہے تو اس کو خوب اچھی طرح اللہ کے فضل سے سیراب کر دیا جاتا ہے وہ

توضیح

چاند اور سورج سے بھی روشنی میں بڑھ گیا ہے، اس کا نہ کوئی مد مقابل ہے اور نہ کوئی نظیر ہے۔ وہ بہت زیادہ روشنی ہے اس کی رات بھی دن ہی کی طرح ہے۔ وہ نیکیوں کو بدکاروں سے الگ کر لیتا ہے مغفرت کو نیکوئے رب کی مغفرت کی جانب بلاتا ہے اور وہ عذاب جہنم کیلئے ڈھال بنتا ہے۔ خدا کے فرشتوں نے اس کے فضیلت کی گواہی دی اور دریاؤں کی مچھلیاں اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ وہ ایک ایسا باغ ہے جو بہشت کے باغوں کے مشابہ ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اچھوں کیلئے اور برہوں کیلئے اس کے پھولوں کی خوشبو کا پھیلنا سویرے چلنے والی بالہ سیم پر بھی فانی ہے۔ تمام جہاں اس کی خوشبوؤں سے معطر ہے۔ تو گویا یہ ایک پھول ہے پھولوں میں سے ساری زمینوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ اس کی لگا تار بارش چلے ہے وہ نرم زمین ہو یا بخر اگر تو اس کی زیارت کر بیگا تو نہیں زیارت کرے گا مگر ایسے باغ کی جو سرسبز شا داب ہے۔ قرآن و حدیث سے جہاں ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت اور حضورؐ کی حدیث پڑھی جاتی ہے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو گویا تم نے ایک اسلام اور ایمان کی نشانی کی زیارت کی زیارت کر نیکوالوں کے لئے۔ اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو تو نہیں زیارت کرے گا مگر علم کے مخزن یعنی آنحضرتؐ کے علم کے مخزن کی زیارت کرے گا۔ میں نے اسے دیکھا تو لہر بڑی دیکھا اطاعت کر نیکوالے اور خوف کرنے والا تہذبات سے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر اس بارش کی کہ جس نے بجز زمینوں پر نہریں بہا دیں۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر ایک ایسے ستارہ کی جو نیک لوگوں کے لئے جنت کا راستہ دکھاتا ہے۔ تو اسے میرے معبود اس کی مغفرت فرما جس نے اس کی بنیاد رکھی اخلاص کے ساتھ اس کی بنیاد بیت اللہ کی بنیاد کی طرح ہے۔ اور اس کے مدرسین میرے علاوہ سارے کے سارے ستاروں کی طرح ہیں چلنے والوں کی رہنمائی کیلئے۔ اس کے جوان زہد و تقویٰ کے جوان ہیں اور اس کے بوڑھے انوار ربانی کی وجہ سے روشن ہیں اور علم دین محمدی کا علم ہے۔ رات دن وہی ان کا مقصد ہے وہاں ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور بیع ان کو استغفار سے غافل نہیں کرتی۔ اللہ کا ذکر ان کا کھانا اور پینا ہے اور وہ کثرت ذکر کی وجہ سے مہکتے رہتے ہیں۔ اور تم سحر میں ان کو روکتے ہوئے دیکھو گے رضا ربانی کی توقع پر اور قادر جبار کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ ان کا ٹھکانہ اللہ کے کمرے ہیں لیکن وہ دوڑ پڑتے ہیں جب کہا جاتا ہے کہ کون ہیں میرے مددگار۔ ان کے فضیلت کی گواہی دی آسمان پر ستاروں نے ان کو کوئی عیب لگائے والا اور نقص پیدا کر نیکوالا نہیں ہے۔ زبان کی تعریفیں ان کی فضیلت کو بیان کرنے سے قاصر ہیں اور ان کے حاسد میری بات کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ اور کیسے نہیں ہوں گے جبکہ انھوں نے اپنی جانیں خرچ کیں تقوائے باری میں۔ اے اللہ ہمارے حال کو درست فرما اور ہمارے انجام کو، اور اپنی تلوار کے ذریعہ کفار کے محلہ کو نیست و نابود کر دے۔ ان پر اپنا ہر قسم کا شر نازل فرما اور ان کو گنہگاروں کی طرح رسوا کرنے کیلئے آگ سلگا دے جو تمام کو جلا ڈالے اور ان کو گھیر لے سمندر کی لہر کی طرح۔ اور اے ستار جو بندہ نے چھوئے اور بڑے گناہ کئے ہیں سب کو معاف کر دے۔ اور اے معبود! اپنے بندہ اعزاز علی پر رحم کر جو گنہگار اور قصور وار ہے۔ اور میرا توشہ حضورؐ کی محبت، اور رب قادر غفار کی رحمت کی توقع ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ الرَّفِيعُ جَنَابَهُ
ظَلُّ لَرَبِّ الْعَرْشِ أَنْتَ وَظَاهَرُهُ

لَهُ يَلِغُ فِي كُلِّ الْوَسْطَى لَكَ ثَابَن
أَنْ لَا يَكُونَ لَوْ أَحَدٌ ظَلَا نَ

توضیح

اے بلند و بالا بادشاہ تیرا ثانی نہیں پایا جاتا ہے ساری مخلوق میں۔ تو مالک عرش کا سایہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی کے دو سائے نہیں ہوتے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَالنَّجْمُ تَسْتَصْغِرُ الْإِبْصَارُ طَلْعَتُهُ

وَالذَّنْبُ لِلْعَيْنِ لَا لِلنَّجْمِ فِي الصَّغْرِ

توضیح

ستارہ نظروں میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن قصور آنکھ کا ہے نہ کہ ستارے کا چھوٹا دیکھنے میں۔

لِمُؤَلَّفَةِ غَفَرَاتِهِ

یہ حضرت مولانا کا قصیدہ ہے جو مولانا نے لکھا ہے

فِي مَدْحٍ مِنْ عَمِّ جُودِهِ كَمَا عَمَّ فَضْلُ وَجُودِهِ، وَسَبْحِ احْسَانِهِ الْعَمِيمِ وَبَرِّهِ الْكَرِيمِ أَلْكَافِ الْعَالَمِ
مِنْ سَهْوِ الْمَعْمُورِ وَجُودِهِ، الْمُسْتَغْنَى عَنِ التَّلْقِيهِ وَالتَّكْنِيهِ وَالْغَاثِ عَنِ التَّوَصُّيفِ وَالتَّسْمِيهِ
أَعْنَى الْمَلِكِ الْجَلِيلِ الشَّهْمِ الْفَبِيلِ عَثْمَانَ عَلِيَّ خَانَ سُلْطَانَ الدَّوْلَةِ الْأَصْفِيَّ
لَا نَزَالَ جُودُهُ نِيْزَالَ الرِّعَايَا مِنْ الْأَمْنِ فِي حَصْنِ حَصِينٍ وَيَسْتَخْلَصُ الدَّعَاءُ لِدَوْلَتِهِ
الْفَرَاءِ مِنَ الْأَفَاقِ فَلَا أَحَدَ إِلَّا وَهُوَ مِنَ الْمَخْلُصِينَ خَلَّدَ اللَّهُ مَلِكُهُ وَسُلْطَتُهُ وَعَظَمَ نَهْرُهُ أَمِينِ

توضیح

اس شخص کی تعریف میں جس کی سخاوت عام ہے جس طرح کہ عام ہے اس کا ذاتی فضل اور حلقہ گبوش بنا رکھا ہے اس کے عام احسان نے اور اس کی بے حد نیکیوں نے تمام اطراف عالم کو جو آباد علاقے ہیں اور غیر آباد جو مستغنی ہیں القاب اور تعریف وغیرہ سے میں مراد لیتا ہوں جلیل القدر بادشاہ تیز طبع شخص شریف النسب عثمان علی خاں دولت آصفیہ کے سلطان خدا کرے کہ ہمیشہ ان کی سخاوت عوام کو اتار تی رہے محفوظ قلعہ میں

اطمینان کے ساتھ اور خالص دعائیں ہوتی رہیں اس کی تابناک حکومت کے لئے اطراف عالم سے تو کوئی نہ ہو مگر یہ کہ وہ مخلصین میں سے ہو اور تسالے ہمیشہ رکھے ان کے ملک اور سلطنت کو اور ان کی خوب مدد کرے۔ امین۔

عثمان عثمان قد ضیاءت بہ الدن
زال المخاوف والاهوال من دکن
عثمان ماؤی لقوم ما لهم سکن
غوث الارامل اذا باتت لشہرہا
من فی العوالم ارقبۃ دولۃ
فہذہ الدولۃ الغراء ماطرۃ
حلو لمحبط شوس لمضطغن
شعائر الدین فی ایامہ عظمت
اذا استغاثتک یا عثمان محبٹ
ضعفی القلوب اذا قوبلہم شجعوا
انت الملاذ لقوم قد اتواک علی
احییت کل ملوک الارض قاطبۃ
فلا تخف مکرو حساد اذا مکروا
اعلیت دین رسول فاق من سبقوا
یبیت عثمان مولاہم اذا قدوا
ید عوالہم لملیک عادیل یقبط
اظللت اللہ فی اظلال رافیتہ
وخلد اللہ ملکاً انت مالککما
ومن یعادیک یا عثمان من سفہ
اعزاک اللہ من بلین الملوک کما

کلاور بی اضیاء الارض والزمین
وعتھا الروح والریحان والامن
وملجاً الغریب مآلہ وطن
المہرود من دہما والذل والفتن
ومن علی الارض ما فی عنقہ منن
علی البریۃ جوادا مالہ منن
ولیس برضی بما یلقی بہا دکن
ومن طغی ولغی فی عہدہ دہنوا
لباۃ جودک لامن ولا یحزن
فرسان خیل اذا مارعتہم جنبوا
انضاء فقیر وجذب للہی اذنوا
جودا وعد لافما ما توادفنوا
فلیس بأصل الا اہلہ الضغن
وقد تشری علی من بالطلق قمن
یرعی رعایا لا نوم ولا وسر
قوم اذا اغتربوا فی ظلمہا قطنوا
کما ترکتم فی دہرہم آمنوا
یا من عزائمہ فی الدہر لا تنہن
فی الہم والغم والاحزان مرتہن
اعزرت ما نطق القرن والسنن

لغوی تحقیق

غوث - مدد - ارامل - جمع ارمیل، فقیر و مسکین - منن - جمع منہ - احسان - ماطرۃ - برسنے والی -
محبط - سائل بلا وسیلہ - شوس - جاشوس - غصہ یا گھمندی بنا پر ترجی نظر سے دیکھنے والا بہادر
مضطغن - کینہ رکھنے والا - دکن - میل کچیل - و ہنوا (دش، س، کٹ) لاغر و کمزور ہونا - ملاذ - ہائے پناہ - انضاء - جمع نفو۔

کمزور جانور۔ لہی۔ جمع لہوۃ: پیتے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں اناج ڈالا جائے۔ لب سہرال۔ ضغن: کینہ تروری، عیب لگانا۔ قن: لائق۔ وسن: غنودگی، ادنگھ۔ قطنو ادن: مقیم ہونا، اقامت پزیر ہونا۔

توضیح

صرف عثمان ہی کی وجہ سے دکن منور ہو گیا، ہرگز نہیں قسم ہے میرے رب کی بلکہ سارا جہاں اور پوری روئے زمین منور ہو گئی دکن سے خوف و خطر بے دور ہو گئے اور وہاں امن و امان راحت و آرام عدل و انصاف چھا گیا۔ عثمان ان قوموں کیلئے بنائے پناہ ہے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور غریبوں کیلئے لجا ہے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، بوجہ عورتوں کا مددگار ہے جبکہ ان کو بیدار کر رکھا ہو زمانے کے حوادث نے دولت لے اور فتنوں نے زمانہ میں کون ہے کہ نہیں پرورش کی ہو اس کی دولت نے اور زمانے پر کون ہے کہ جس کے گردن پر احسان نہیں ہے تو یہ حکومت غزہ بارش برسانیوالی ہے اپنے مخلوق پر جس کی کوئی قیمت نہیں دی جاسکتی۔ سائل بے وسیلہ کے لئے بیٹھا ہے اور کینہ والوں کے لئے بہت ہی غضبناک ہے۔ اور وہ راضی نہیں ہوتا ان چیزوں سے کہ جن کے ذریعہ میل کچل حاصل کریں۔ دین کے شعائر اس کے زمانہ میں فروغ پائے، اور جس نے سرکشی اور بغاوت کی اس کے زمانے میں وہ کمزور ہو گئے۔ جب تم سے فریاد چاہتا ہے اے عثمان سائل بے وسیلہ تو تیری سخاوت لبیک کہتی ہے بغیر احسان جنائے اور مشقت کے جب تم نے کمزور دلوں کو قوت بخشی تو وہ بہادر ہو گئے۔ اور شہسواروں کو جب تو نے محبوب کیا تو وہ بزدل ہو گئے تو ان لوگوں کی جان بے پناہ ہے کہ جو آئے تیرے پاس فقر و فاقہ کی لاغر سواروں پر۔ تم نے روئے زمین کے تمام بادشاہوں کو زندہ کر دیا عدل و انصاف کی وجہ سے تو وہ نہ مرے نہ دفن ہوئے۔ تو حاسدوں کے کمر و فریب سے خوف نہ کر چونکہ حسد والے ہی کو حسد کھاتا ہے۔ تو نے حضور کے دین کو بلند کیا جو پہلے انبیاء پر فائق ہیں اور مستحق مراتب عالیہ کو پہنچ کر دیا گیا ہے۔ ان کا آقا عثمان نگہبانی کرتا ہے جب لوگ سو جلتے ہیں۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ غنودگی طاری ہوتی ہے۔ سارے لوگ دعا کرتے ہیں عادل اور بیدار بادشاہ کے لئے۔ لوگ جب پردہ سی ہو جاتے ہیں تو اس کے سایہ میں ٹھہرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے سایہ عطا کرے اپنی خالص رحمت کا جس طرح تم نے لوگوں کو زمانہ میں مطمئن چھوڑا اور اللہ تعالیٰ اس ملک کو ہمیشہ رکھے جس کا تو مالک ہے۔ اے وہ شخص کہ زمانہ میں جس کے ارادے کمزور نہیں ہوئے۔ اور اے عثمان جو تم سے یونانی کی وجہ سے دشمنی کرے گا وہ غم رنج اور حزن میں مبتلا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تم کو بادشاہوں کے درمیان اس طرح عزت بخشے جیسے کہ تم نے قرآن و حدیث کے احکام کو عزت بخشی۔

وَلِبَعْضِهِمْ

الْهَجَاءُ

بِمَا يُصْلِحُ الْمَعْدَةَ الْفَاسِدَةَ
فَعَوَّاهُمْ أَكَلَةً وَاحِدَةً

ابو جعفر رَجُلٌ عَالِمٌ
تَخَوَّفَ تَحْمَةً أَضْبَاغَهُ

توضیح

ابو جعفر ایک ایسا شخص ہے جو فاسد معرہ کو درست کرنا جانتا ہے وہ اپنے مہانوں کی بد بھنی سے ڈرتا ہے اسی بنا پر ان کو ایک لقمہ کا مادی بنا دیا ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

مِنْ الْأَضْيَافِ مَنْزِلَةُ السَّالِكِ
بَكِي يَبْكِي بُكَاءً فَهُوَ بَاكٍ

رَغِيفُ أَبِي عَلِيٍّ حَلَّ خَوْفًا
إِذَا كَسَرُوا رَغِيفَ أَبِي عَلِيٍّ

توضیح

ابو علی کی روٹی مہمانوں کے ڈر سے سکاٹ ستاروں کی جگہ اتر گئی ہے۔ جب مہمان ابو علی کی روٹی کو توڑتے ہیں تو وہ روناروتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے۔

ابن بسام

كَمَثَلِ الدَّرَاهِمِ فِي خَلْقَتِ
تَطَايَرُ فِي الْبَيْتِ مِنْ خِفَتِ

أَسَانَا بِخِزْلَةٍ يَابِسَةٍ
إِذَا مَا تَنَفَّسَتْ عِنْدَ الْخَوَانِ

توضیح

آبادہ ہمارے پاس اپنی خشک روٹی لیکر جو مثل درہم کے تھی اپنی خلقت کے اعتبار سے۔ اگر تو سانس لے دسترخوان کے پاس تو وہ گھر میں اس کے ڈر سے اڑتی پھرتی ہے۔

وَقَالَ عَبَّاسُ الْخِطَابِ

يُرَى وَلَا يَطْمَعُ فِي لِسَمِهِ
يَبْدُو وَلَا يَطْمَعُ فِي جَسَمِهِ
بَدَامَسُهُ أَوْ جَدُّ مِنْ فِلَسَمِهِ

رَغِيفَةُ النِّجْمِ لِمَنْ رَامَهُ
كَأَنَّهُ فِي جَوْفِ مِرْآتٍ
وَفِلَسَمَةُ الْأَمْسِ الَّذِي قَدْ مَضَى

توضیح

جو شخص نجم کے پاس آئے تو وہ صرف روٹی کو دیکھتا ہی رہے اسے چھوئے کا ارادہ نہ کرے۔ گویا اسکی روٹی اس کے آئینہ کے اندر ہے جو ظاہر ہوتی ہے اور اس کو چھو یا نہیں جاتا۔ اور اس کے پیسے کل

گذشتہ کی طرح ہیں بلکہ اس کا کل گذشتہ اس کے پیسے کے مقابلہ میں پایا جانا زیادہ آسان ہے۔

و
لِبَعْضِهِمْ

لَا تَقْدُلُونِي إِن هَجَرْتُكُمْ
فَمَنِّي أَكَلْتُ قَتْلَهُ مِنْ بَخْلِهِ

خَوْفًا عَلَى نَفْسِي مِنَ الْمَأْكُولِ
وَمَنِّي قَتَلْتُ قَتْلَهُ بِالْمَقْتُولِ

توضیح

تم مجھے ملامت نہ کرو اگر میں نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اپنے آپ پر اندیشہ کرنے ہوئے کھانسی دہے۔ چونکہ اگر میں کھاؤں گا تو گویا میں اسے قتل کر دوں گا اس کے بخل کی وجہ سے اور جب میں قتل کروں گا تو پھر میں بھی قتل کیا جاؤں گا مقتول کے بدلے میں۔

التهنئة بالعيد السعيد
عید سعید پر مبارکبادی

للاستاذ الفاضل العلامة المفتي محمد عفايت الله الدهلوي رحيم كان مسجوناً في الملتان الى مركز دائرة المروءة والناسان ناظرة الفتوة، صاحب التراى المتين للشيخ ميجر فضل الدين مدير السجن المركزي الجديد بملتان۔ حضرت الاستاذ علامہ مفتی محمد عفايت اللہ دہلوی کے یہ اشعار ہیں جبکہ وہ ملتان کی جیل میں تھے جو انہوں نے بھیجے تھے شرافت و مروت کے مرکز اور بزرگی کی آنکھ کی پتلی اور صاحب اصابت رائے جناب شیخ ميجر فضل الدين جو ملتان کیلئے نئے مرکزی جیل کے نگران تھے۔

أَهْنِيكَ، يَا مَنْ نَازَ بِالْخَيْرِ وَارْتَوَى
أَهْنِيكَ يَا مَنْ صَادَ أَنْبَذَ الْوَرَى
أَهْنِيكَ يَا مَنْ فَاقَ بِالْفَضْلِ النَّهْيَ
بَعْدَ إِذَا وَافَى الْفِي بِمَسْرَةِ،
أَهْنِيكَ بِالْعِيدِ وَالْعِيدِ مُعْجَبٍ
يَعُودُ لَكُمْ عَوْدًا حَمِيدًا مَبَارَكًا
يَعُودُ إِلَيْكُمْ مِثْلَ حَبِّ بِيضٍ وَرَكَمٍ
يَعُودُ إِلَى مَا تَنْتَهِيهِ وَتَرْقُضُهُ
يَزُورُ الْمُحِبُّونَ الْأَحِبَّةَ بِكَرَّةٍ

بِكَاسٍ دَهَا قِي مِنْ مَكَارِمٍ وَاشْتَفَى
بِأَخْلَاقِكَ الزَّهْرَاءَ طَيْبَةَ الشَّدَى
عَلَى كُلِّ مَنْ أَعْطَى وَاتَّفَقَ مَا حَوَى
تَدَبُّتُ إِلَى أَعْمَاقِ أَفْئِدَةِ الْوَرَى
لِحَدِّكَ كَرِيمٍ فَازَ بِالْعَيْشِ وَالْمَنَى
عَلَيْكُمْ وَفِيكُمْ جَالِبًا لَكُمْ الْهَمَا
فِيَا قِي بِمَا يَأْتِي الْحَبِيبَ إِذَا فِي
مِنْ الْعَرَبِ بِالْخَيْرَاتِ وَالرُّشْدِ وَالْهَدَى
وَيَلْتَنُّ عَلَى الْعَنَاقِ وَبِالْقَا

اذا العید یا فی المرء والمرء محتظ
ولکن ان حل والسجن مؤصد
وکن بین حر اذ یناعی غزالۃ
وکن بین حر قس عیناه بالهوی
ولکننا قوم نلاعب بالظلم
ونحن کرام نملک الخیر فی الذی
ابینا ابا اللیث ذل تعبد
حسبنا و اذینا بغیر جرمین
وان غاشم عد الدافع جرمین
وان خاننا الدهر الغشوم فلا تکن
فانت کریم ابن الکریم ولم نجد
نزی الاسر للحر الوفی کرامة
وما السجن المظلوم الا عطیۃ
فیارت تشیتا وصبرا علی السلا
وبورکت فضل الدین وازدوت رفعة
لیهناک عید الفطر هذا وبعده

بافل ومغنی اور سات اللطف والهناء
علی المرء لم یورث سوی الحزن والشجی
وبین المعانی محنة السجن والعناء
وبین اسیر یصطی ضومة النوی
ونقلی ظباء اذ تداعت الی الولی
ونحن لیوث نخسم الشر فی الوعی
فلا سبتہ احزی من الذل للعدی
فما ذنبنا الا الدافع عن المحی
فانا نزی هداک من سود والقی
ید الخوون واقف حقا اذ انجلی
کریمنا معینا للذی جار واعدی
وان کان رجزا للمواقع فی الخنا
یمکن بها المولی علی عبدی اصطفی
ویارت عوننا وانتصارا من العدی
ووفقت بالطاعات والمخیر وافتی
تمنعت بالاعیاد ما شرق الذکا

لغوی تحقیق

اہنیک - تہنیت مبارکباد پیش کرنا۔ ارتوا - سیراب ہونا۔ کاس دہاق - لہریز جام۔
اشغلی - شفا پانا۔ شدی - بوکی شدت۔ تدب - السقم - بیماری کا بدن میں سرایت کرنا۔
اعماق - جمع عمق، گہرائی۔ الہنا - خوشی، مسرت۔ العناق - معانقہ۔ محتظ - نصیب دالا۔ مفتی - گھر۔ السجن - قید
خانہ۔ موصد - اوصد الباب، دروازہ بند کرنا۔ شجی - وہ ہڈی جو حلق میں اٹک جائے۔ مراد رنچ و غم۔ یناعی - مناغاة اڑھل
مقابلہ کرنا، قریب ہونا۔ معانی - اسم فاعل ہے۔ معاناة - دشواری برداشت کرنا۔ یصطی - اصطلاؤ، آگ تاپنا۔
ضرتہ - چنگاری۔ نوزی - فراق، بعد۔ ظبی - جمع ظبہ، تلوار وغیرہ کی دھار۔ نقلی - قلاؤ، عداوت رکھنا۔ ظباء - جمع ظبی،
ہرن زراہ۔ لیوث - جمع لیث، شیر۔ تختم دض، حتما، جڑے کا ٹٹا۔ وعی - جنگ، شور۔ سبتہ - گالی، مار۔ عدی -
جمع عدد، دشمن۔ غشوم - ظالم۔ شوون، خیانت کرنا۔ جار - جوڑا، ظلم کرنا۔ رجز - عذاب۔ الخنا - بدکاری۔

توضیح

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اسے وہ شخص کہ جس نے بھلائی حاصل کی اور وہ جو سیراب ہوئے مکام سے
لہریز پیالہ کے ذریعہ اور جس نے شفا پائی۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اسے وہ شخص کہ جس نے اپنے

اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعہ اور پاکیزہ عادات کے ذریعہ مخلوق کے دلوں کو شکار کر لیا میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں
اے وہ شخص کہ جو سخاوت اور فضل و کمال کے ذریعہ فائق ہو گئے ہر اس شخص پر کہ جس نے عطا کیا اور خرچ کیا اس مال
کو جس پر وہ حادی تمنا عید پر کہ جب وہ آتی ہے تو ایسی خوشی لے کر آتی ہے کہ جو لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں سرایت
کر نیوالی ہو، میں تم کو عید پر مبارکباد دیتا ہوں اور عید خوش کر نیوالی ہے ہر اس آزاد شخص کو جو کامیاب ہو خوش عیسیٰ
اور آرزوؤں کے ذریعہ۔ عید آپ کے سلسلے لوٹ کر آئے بار بار قابل تعریف اور بابرکت ہو کر اور تمہارے لئے کھنچ
کر لئے خوشی و مسرت کو، تمہارے پاس لوٹ کر آئے اس محبوب کی طرح جو تمہاری زیارت کیلئے آئے، پھر وہ اس چیز
کو لیکر آئے جسے لیکر آتا ہے محبوب جب وہ آتا ہے وہ اس چیز کو لیکر آئے جسے تم چاہتے ہو جس سے تم راضی ہوتے ہو
یعنی خیر و صلاح اور رشد و ہدایت لیکر آئے۔ اجزاء ایک دوسرے سے صبح ہی صبح ملتے ہیں اور ہر ایک ملاقات کے
ذریعہ اور معاقلہ کے ذریعہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ جب عید آدمی کے پاس آتی ہے دریا خلیکہ آدمی خوش قسمت ہوتا ہے
اپنے اہل و عیال کے ذریعہ اور گھر کے ذریعہ تو وہ لطف و مسرت محسوس کرتے ہیں، لیکن اگر عید آجائے اس حال میں
کہ آدمی پر جیل مسلط ہو تو وہ رنج و غم کے علاوہ اور کوئی چیز پیدا نہیں کرتی۔ اور بہت سے آزاد شخص کے درمیان فرق
عظیم ہے کہ جب وہ قریب ہوتا ہے اپنے اہل و عیال سے اور اس شخص کے درمیان جو جیل کی تکلیف بھیلنے والا ہے اور
بہت بڑا فرق ہے اس شریف آدمی کے درمیان کہ جس کی آنکھیں آرزوؤں کی جھڑی ہوں اور اس قیدی
کے درمیان جو جلدائی کی چنگاری میں جل رہا ہو۔ لیکن ہم وہ لوگ ہیں کہ تلوار کی دھار سے کھیلتے ہیں اور بغض رکھتے
ہیں ہر نبیوں سے جبکہ وہ سستی کی دعوت دیں اور ہم شریف آدمی ہیں کہ سخاوت میں خیر کے مالک ہوتے ہیں کہ جو شتر
کو جڑ سے ختم کرتے ہیں ہم شیر کی طرح انکار کر دیتے ہیں غلامی کی ذلت کا چونکہ کوئی صحابی زیادہ اسرار کن نہیں ہے۔
دشمنوں کیلئے غلام بن کر ذلت اٹھانے سے ہم قید کے لگے اور بلا قصور تکلیف دیئے گئے ہمارا کوئی قصور نہیں ہے
مگر قابل حفاظت چیز کی حفاظت کرنا۔ اگر ظالم و فاجر کو جسٹرم شمار کرے لیکن آپس کو سرداری سمجھتے ہیں اور اگر
ظالم زمانہ ہمارے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے تو خیانت کر نیوالے کا ساتھ نہ دے تو حق سے واقف ہو جائے گا
جب وہ آشکارا ہو جائے گا تو کریم ابن کریم ہے۔ اہم ہم نہیں پاتے کسی شریف آدمی کو جو معاون ہو اس شخص
کا جو ظلم و ستم ڈھالے۔ ہم قید کو خوش نصیب آدمی کیلئے عزت سمجھتے ہیں اگرچہ یہ قید برے لوگوں کے لئے سزا ہے
اور مظلوم کے لئے قید تو عطیہ ہے کہ مولیٰ جس کے ذریعہ احسان کرے اپنے پسندیدہ غلام پر۔ تو اے اللہ ہمیں
مصیبت پر صابر و ثابت قدم رکھ۔ اور اے اللہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری نصرت و مدد فرما۔ اور آپ کے دینی
فضل میں برکت ہو اور آپ کا مقام اونچا ہو اور عبادت دینی اور تقویٰ کی آپ کو توفیق ہو۔

آپ کو یہ عید الفطر مبارک اور اس کے بعد بھی عید سے فائدہ اٹھاتے رہیں جب تک کہ سورج طلوع ہوتا

رہے۔

رہے۔

مَدْحُ الْمَذْمُومِ (بُری چیز کی تعریف)

حَسَنُ الْجَهْلِ
جہالت کی خوبیوَقَالَ آخَرُ
اردو دوسرے نے کہا

لَنْ كُنْتُ مَحْتَاجًا إِلَى الْحِلْمِ إِنِّي
وَمَا كُنْتُ أَرْضَى الْجَهْلَ خَدًّا وَصَاحِبًا
فَإِنْ قَالَ قَوْمٌ إِنَّ فِيهِ سَمَاجَةً
وَلِي فَمِنْ الْحِلْمِ بِالْحِلْمِ مَلْجَمٌ
فَمِنْ شَاءَ تَقْوِيصِي فَأَنِّي مَقُومٌ
وَمِنْ شَاءَ تَعْوِيصِي فَأَنِّي مَعْوَجٌ

لَنْ كُنْتُ مَحْتَاجًا إِلَى الْحِلْمِ إِنِّي
وَمَا كُنْتُ أَرْضَى الْجَهْلَ خَدًّا وَصَاحِبًا
فَإِنْ قَالَ قَوْمٌ إِنَّ فِيهِ سَمَاجَةً
وَلِي فَمِنْ الْحِلْمِ بِالْحِلْمِ مَلْجَمٌ
فَمِنْ شَاءَ تَقْوِيصِي فَأَنِّي مَقُومٌ
وَمِنْ شَاءَ تَعْوِيصِي فَأَنِّي مَعْوَجٌ

لغوی تحقیق | الحکم، عقل و جانکاری۔ اجائین۔ جمع احیان۔ وقت۔ خدآن: دوست، ساتھی۔ ج۔
اخلاق۔ سماجہ: قباحت۔ ملجَم: الجمل الذابہ: لگام ڈالنا۔

توضیح | اگر میں حیل و بردباری کا محتاج ہوں تو کبھی کبھی جہالت کا بھی زیادہ محتاج ہوتا ہوں۔ اور میں
جہالت سے راضی نہیں ہوں دوست اور ساتھی ہونے کے اعتبار سے بلکہ میں اس سے راضی ہوتا ہوں
جب میں محتاج ہوتا ہوں۔ اگر لوگ کہیں کہ اس میں خسار ہے تو وہ سچ کہتے ہیں لیکن شریف آدمی
کیلئے ذلت اور زیادہ قبیح ہے۔ میرے پاس ایک عقل کا گھوڑا ہے عقل کی لگام لگائی گئی ہے اور ایک جہالت کا گھوڑا
ہے جس پر جہالت کی زین کسی ہوئی ہے۔ تو جو شخص مجھے سیدھا دیکھنا چاہتا ہے تو میں سیدھا ہوں اور جو میری کجی کو
دیکھنا چاہتا ہے تو میں ٹیڑھا ہوں۔

مَدْحُ الشَّيْبِ
مُسْلِمُ بْنُ الْوَلِيدِ

الشَّيْبُ كَرِهٌ وَكَرِهَ أَنْ يَفَارِقَنِي

أَعْجَبَ بَشَيْءٍ عَلَى الْبُغْضَاءِ مَوْدُودٌ

توضیح | بڑھا پانا پسندیدہ ہے اور اس کا الگ ہونا بھی ناپسند ہے۔ تو ایسی چیز پر تعجب کرو جو دشمنی کے باوجود محبوب ہے۔

أَبُو الْفَتْحِ الْبَسْتِي

يا شيبتي! دومي ولانت رخلي
قد كنت اجزع من حلوك موه

و تيقني اني بوصلك مولوج
فالان من خوت ارتحالك اجزع

توضیح

اے بڑھاپا تو ہمیشہ رہ اور کوچ نہ کر اور تو یقین کر کہ تجھ سے ملنے پر فریقہ ہوں میں۔ ایک مرتبہ تیرے آئے
پر گھبراتا تھا لیکن اب تیرے کوچ کرنے کے اندیشہ سے گھبراتا ہوں۔

اخر

فاما المشيب فصبهم بدار
سقى الله هذا وهذا معاً

واما الشباب فليلك اقل
فنعمة المولى ونعم البديل

توضیح

بڑھاپا تو ایک صبح ہے جو ظاہر ہو چکی اور جوانی ایک رات کی طرح ہے کہ جو غروب ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ
اس کو اور اس کو سیراب کرے ایک ساتھ، تو جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے والا ہے وہ بھی بہتر
ہے اور اس کا بدل بھی بہتر ہے۔

ابو الفتح کشاجم

تفكرت في شيب الفتى وشبابه
بصاحبني شرح الشباب فينفضه

فأيقنت ان الحق للشيب كاجب
وشيبني لي حتى السمات مخصا

توضیح

میں نے غور کیا آدمی کے بڑھاپے اور جوانی میں تو میں نے یہ یقین کر لیا کہ بڑھاپے کا حق ضروری ہے
میرے ساتھ جوانی کا آغاز رہتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاپا میرے تک میرے ساتھ رہے گا۔

ابو عبد اللہ الاسباطی

لا يدرك المشيب يا ابنة عبد الله
انما تحسن الرباض اذا ما

فالشيب منبته ودقاس
ضحكت في ظلالها الاستاد

لغوی تحقیق

راک۔ رونما، پریشان کر دینا، خوفزدہ کر دینا۔ ظلال۔ جمع ظل، سایہ۔ الوار۔ ج نور، شکوفہ، کلی۔

توضیح

اسے عبداللہ کی بیٹی! مجھے گھبراہٹ میں نہ مبتلا کرے بڑھا پاؤں کہ بڑھا پاؤں نہ ہے اور وقار ہے تم باغوں کو اچھا سمجھتے ہو جبکہ اس کے سایہ میں کلیاں پہننے لگیں (یعنی کھل جاتیں)

زباید بن زید

وَلَكِنْ مَتَى أُحْمِلَ عَلَى الشَّرِّ أَرْكَبُ

وَلَا أَسْتَمْتِ الشَّرَّ وَالشَّرُّ نَارُكِ

توضیح

اور میں شر کی تمنا نہیں کرتا اور غالباً شرم مجھے چھوڑ دے گا تو اسے لیکن جب میں شر پر مجبور کیا جاتا ہوں تو سوار ہو جاتا ہوں۔

وَقَالَ
آخِرُ

خَامِقٌ مَعَ الْمَسْقِي إِذَا مَا لَقِيتُمْ
وَحُلْطُ إِذَا لَقِيتَ يَوْمًا مَخْلُطًا
فَانِي رَأَيْتُ الْمَرْءَ يَشْقَى بِعَقْلِهِ

وَلَا قَهْمَ بِالْجَهْلِ فَعَلَ ذُو الْجَهْلِ
يَخْلُطُ فِي قَوْلٍ صَحِيحٍ وَفِي الْمَهْزِلِ
ثُمَّ كَانَ قَبْلَ الْيَوْمِ يَسْعُدُ بِالْعَقْلِ

توضیح

تو احمقوں کے ساتھ احمق بن جاؤ ان سے ملاقات ہو، اور تو ان سے جہالت کے ساتھ مل جا جاؤ ان کے فعل کی طرح۔ اور تو ملا دے جبکہ کسی دن تو ملاقات کرے ایسے شخص سے جو صحیح بات میں اور مذاق میں خلط ملط کرے۔ چونکہ میں نے دیکھا ہے آدمی کو کہ وہ بد بخت ہوتا ہے اپنی عقل کے باوجود جبکہ وہ آج سے پہلے خوش قسمت تھا عقل کے ذریعہ۔

الجبین
بزدلی
لبعضہم

قَامَتْ تَشْجَعْنَ مِنْدًا قُتِلَتْ لَهَا
لَا وَالَّذِي مَعَ الْإِبْرَاهِيمَ رُؤَيْتُ
لِلْحَرْبِ قَوْمٌ أَضَلَّ اللَّهُ سَبِيلَهُمْ
وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا أَهْوَى نَعْلَهُمْ

أَنَّ الشَّجَاعَةَ مَقْرُونٌ بِهَا الْعَطَبُ
مَا يَشْتَبِي الْمَوْتَ عِنْدِي مِنَ الْإِرْبِ
إِذَا دَعَتْهُمْ إِلَى سَبِيلِهَا وَثَبُّوا
لَا الْقَتْلَ يَعْجِبُنِي مِنْهُمْ وَلَا سَلْبُ

لغوی تحقیق

الجبین: بزدلی۔ تشجعی: ہمت دلانا۔ العطب: ہلاکت، بربادی۔ ارب: عقل۔ نیران: ج۔ نار: آگ۔ سلب: مقتول کا مال و اسباب جو چھین لیا جائے۔

توضیح

مجھے ہندہ ہمت دلاتی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہمت کے ساتھ ہلاکت لگی ہوئی ہے۔ قسم ہے اس ذات

کی کر دک دیا آنکھوں کو اس کے دیدار نے میرے نزدیک موت کی تمنا نہیں کرتا وہ شخص جس کیلئے عقل ہو، لڑائی کیلئے وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنکی کوشش کو ناکام کیا جب لڑائی نے ان کو اپنی آگ کی طرف بلایا تو وہ کو دپڑے تو میں انھیں میں سے ہوں اور نہ میں ان کے کردار کو پسند کرتا ہوں نہ ان کا قتل کیا جانا مجھے پسند ہے نہ ان کا مال و اسباب۔

ذمہ المذمم

مذموم چیز کی برائی

ذمہ الحسد

حسد کی برائی

كَلَعَ عَنْ بَعْضِهِمْ انْفَاءً قَالَ تَتَّبِعْتُ مَا عَرَفْتُ مِنْ دَوَادِئِ الشَّعْرِ اِنَّ قَدْ بَدَّهْتُ بَعْضَهُمْ فَوَجَدْتُ اَبَاتَهُمْ مِنْهُمْ اَبَا بَعْضُهُمْ قَوْلَهُ۔

وَإِذَا أَسْرَأَ اللَّهُ نُشْرَ فَضِيلَةٍ
لَوْلَا التَّخَوُّفُ لِلْعَوَائِبِ لَمِنْزِلِطُوبَىٰ لِمَنْ أَتَاكَ لَهَا لِسَانٌ حَسُودٌ
لِلْحَاسِدِ النَّعْصِ عَلَى الْمَحْسُودِ

توضیح بعض ادبار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قدیم اور جدید شعراء کے جن دیوانوں سے واقف ہوں اس میں تنبیح و تلاش کیا تو میں نے ابونعیم کو اس کے اس شعر میں منفرد پایا۔
جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی لپیٹی ہوئی فضیلت کو کھولنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حاسدوں کی زبان کو ذریعہ بنادیتے ہیں۔ اگر انجام کار کا خوف نہ ہوتا تو حاسدوں کو محسود کے مقابلہ میں ہمیشہ نعمت حاصل رہتی۔

تَفَكَّرُوا فِي أَحْسَنِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ الْأَبْيَاتِ

ان اشعار میں سے سب سے بہترین شعر میں غور و فکر کرو

التَّابِعَةُ الدُّبِّيَّةُ

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سَيُفْهِمُ

بِهِنَّ فُلُوكَ مِنْ قَرَارِ الْكَتَابِ

توضیح اور ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں ہے کہ ان کی تلواروں میں دندائے پڑے ہوئے ہیں لشکروں کو مار دھاڑ کی وجہ سے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَلَا عَيْبَ فِيكُمْ غَيْرَ أَنْ ضَبُّكُمْ

تُعَابٌ بِنَسْيَانِ الْخَبَةِ وَالْوَطَنِ

اور تم میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ تمہارے مہانوں کو عیب لگایا جاتا ہے احباب اور وطن کے بھول جانیکا۔

الشیخ صفی الدین الحلّی

لَا عَيْبَ فِيهِمْ سِوَى أَنْ لَا تَزِلُّ بِهِمْ

يَسْلُو عَنْ الْأَهْلِ وَالْأَطْطَانِ وَالْحَشَمِ

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ انکا مہمان اہل و عیال، وطن اور شتم و خدوم کو فراموش کر جاتا ہے۔

لِبَعْضِهِمْ (لَمْ أَطْلِعْ عَلَى اسْمِهِ)

لَا عَيْبَ فِيهِمْ سِوَى أَنْ لَا تَزِلُّ لَهُمْ

ضَيْفًا يَجُوعُ وَلَا جَارًا يَمْتَضِمُ

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نہیں دیکھو گے ان کے مہمان کو کہ وہ بھوکا ہو اور پڑوسی کو کہ وہ مظلوم ہو۔

عَدَمُ الْاِكْتِرَاتِ بِمَا تَفَوَّاهُ بِهِ النَّاسُ
لوگوں کے بولنے پر توجہ نہ دینا

لِبَعْضِهِمْ

وَمَا أَحَدٌ مِنَ السَّنِّ النَّاسِ سَأَلَا
فَأَنْ كَانَ مَقْدَامًا يَقُولُونَ أَهْوَجَ
وَأَنْ كَانَ سَكَيْتًا يَقُولُونَ أَبْكَمَ
وَأَنْ كَانَ صَبَوًا بِاللَّيْلِ قَائِمًا
فَلَا تَكْثُرُ بِالنَّاسِ فِي الْمَدْحِ وَالنَّانَاوَلَوَاتِ، ذَاكَ السَّنْبِيُّ الْمُطَهَّرُ
وَأَنْ كَانَ مِقْضًا لَا يَقُولُونَ مَبْذَرًا
وَأَنْ كَانَ مَنْطِقًا يَقُولُونَ مَهْذَرًا
يَقُولُونَ زَوْارٍ يَسِيرَانِ وَيَمَكَّرُ
وَلَا تَخْشَ غَيْرَ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

لغوی تحقیق

اکثرات، رغبت کرنا، پروا کرنا۔ تفوہ یہ، بولنا۔ السن۔ جمع لسان، زبان۔ مقدام، بہت بڑے کے کام کرنیوالا، بہت پیش قدمی کرنیوالا۔ اہوج، لمبا حق، بیوقوف۔ مضال، بہت سخاوت کرنیوالا۔ فیاض۔ مہذر، فضول خرچی کرنیوالا، بکواس کرنیوالا۔ سکیت، بہت خاموش۔ ابکم، گونگا۔ مہذر، بک بک کرنے والا۔ فضول باتیں کرنے والا، بکواس کرنیوالا۔ زوار، بہت بڑا عالم، پاپی۔

توضیح

اور کوئی محفوظ نہیں ہے لوگوں کی زبانوں سے اگرچہ وہ نبی پاک کی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ تو اگر کوئی بہت زیادہ اقدام کر نیوالا ہوتا ہے تو کہتے ہیں لوگ کہ یہ لمبا بیوقوف ہے۔ اور اگر کوئی فیاض شخص ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فضول خسرجی کر نیوالا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ چپ رہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ گنگا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ بولنے والا ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بہت بجو ہے۔ اور اگر کوئی خوب روزہ رکھنے والا اور رات میں نماز پڑھنے والا ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹا ریاکار مکار ہے۔ لہذا تم لوگوں کی پروا نہ کرو تعریف اور برائی میں۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہ درو یقین اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔

وَقَالَ الشَّاعِرُ

فَلَيْسَ بِي قَوْلُهُمْ بَضِيرٌ
وَمَا يَقُولُ الرَّسُولُ زَوْراً

إِنْ عَابَ نَاسٌ عَلَى مَقَامِي
قَدْ قِيلَ إِنَّ الْقُرْآنَ سِحْرٌ

توضیح

اگر لوگ میری باتوں میں کوئی عیب نکالیں تو انکی بات میرے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ یقیناً کہا گیا ہے کہ قرآن جادو ہے اور جو رسول کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ (نستغفر اللہ)

کتمان الاسرار
راز کا چھپانا

لِبَعْضِهِمْ

وَلَا مَ عَلَيْهِ غَيْرَ فَهُوَ أَحْمَقُ
فَصَدْرُ الَّذِي يَسْتَوْعِدُّ السَّرَّاضِيقَ

إِذَا الْمَرْءُ افْتَنَى سِرَّهُ بَلَسَانَهُ
إِذَا ضَاقَ صَدْرُ الْمَرْءِ مِنْ تَوَلُّفِ نَفْسِهِ

توضیح

جب آدمی اپنا بھید خود اپنی زبان سے ظاہر کر دے اور پھر اس پر دوسرے ملامت کریں تو وہ بہت بڑا بیوقوف ہے۔ جب آدمی کا سینہ اپنے راز کو چھپانے سے تنگ ہے تو جس آدمی کے پاس راز کو بطور امانت رکھا جاتا ہے اس کا سینہ اور بھی زیادہ تنگ ہے۔

الشَّدَائِدُ (پریشانی)

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُهَبِّي

كُلُّ الْمَصَائِبِ قَدْ تَمَرَّ عَلَى الْفِتَنِ

فَتَحُونِ غَيْرِ شِمَاتٍ اِلَّا اَعْدَاءُ

آدمی پر ہر قسم کی پریشانیاں گزرتی ہیں وہ سب آسان ہی ہو جاتی ہیں دشمنوں کی خوشی کے علاوہ۔

العباس بن الاحنف

تَضَيُّ لِّلنَّاسِ وَهِيَ تَحْتَرِقُ

صِرْتُ كَأَنِّي ذُبَالَةٌ نَّصِبْتُ

میں ہو گیا گویا کہ میں چسراغ کی جتنی ہوں کہ اسے لوگوں کی روشنی کیلئے رکھ دیا گیا ہے اور وہ خود جلتی رہتی ہے۔

وَقَدْ جَمَعْنَا وَالْاِحْتِبَاءَ كَأَسْرَ

كَفْ خَزَنَاتِ التَّبَاعِدِ بَيْتَنَا

وَلَا يَضَا

ہمارے درمیان کی دوری غم کے لئے کافی ہے اس حال میں کہ ہم کو اور احباب کو ایک گمراہی جمع کر رکھا ہے۔

الجلال بن الحارثی

فَلَا أَكْرَمَ اللَّهُ مَن مَّكْرَمُهُ

إِذَا مَا أَهَانَ أَمْرُهُ نَفْسُهُ

جب آدمی خود اپنی اہانت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کر نیوالے کی بھی عزت نہیں رکھے گا۔

جَبَّالُ شَرَاةٍ أَصْبَحَتْ تَنْصَدُّغُ
إِلَى بَاطِنِ فَالْعَيْنِ فِي الْقَلْبِ تَدْمَعُ

صَدِرْتُ عَلَى مَا لَوْ تَحَمَّلَ بَعْضُهُ
مَلَكَتْ دُمُوعَ الْعَيْنِ حَتَّى رَدَدَتْهَا

وَقَالَ
أَخْرُ

توضیح میں نے اتنا صبر کیا ایسی ایسی مصیبتوں پر کہ اگر ان میں سے کچھ کو بھی شرارۃ نامی جگہ کے پہاڑ اٹھالیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ میں نے آنکھوں کے آنسوؤں پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ آنکھو باطن ہی کی طرف لوٹا دیا چنانچہ آنکھ دل ہی دل میں آنسو بہا رہی ہے۔

وَقَالَ الْفَقِيهُ الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ حَزْمٍ

فَالِدُهُ لَيْسَ عَلَيَّ حَالٌ بِمَذْرُوكٍ
كَلُومًا أَوْ طَوْرًا يُدْرِي نَاجَا عَلَى مَلَكَ

لَا يَشْمِتُنَّ حَاسِدٌ أَنْ تَكَلِّبَهُ عَرَضَتْ
فَالْحَزْرَ كَالْتَبَرِ لَيْفِي تَحْتَ مِنْ خَفَتِي

توضیح

حاسدوں کو خوش نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی مصیبت پیش آجائے کیونکہ زمانہ ایک حالت پر چھوڑ دینا نہیں ہے۔ تو شریف آدمی کی مثال سونے کی طرح ہے کہ کبھی اسے دھونکنی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور کبھی بادشاہوں کے سر پر تاج دکھائی دیتا ہے۔

حُسْنُ الْمُخَاصَمَةِ || اخلا کی خوبی || ابْنُ جَابِر

لَكَ صَاحِبًا يُؤْتِي الْجَبِيلَ وَيُحْسِنُ
فِي قَوْلِهِ إِدْفَعْ بِاللَّسِ هِيَ أَحْسَنُ

أَنْ شِئْتَ أَنْ تَجِدَ الْعَدُوَّ وَقَدْ غَدَا
فَاعْمَلْ كَمَا قَالَ الْخَبِيرُ بَخْلَفْهُ

توضیح

اگر تو چاہتا ہے کہ دشمن کو اس طرح پائے کہ وہ تیرا ساتھی بن جائے جو حسن سلوک اور اچھا معاملہ کر نیوالا ہو۔ تو تو وہ کام کر جس کا حکم خداوند قدوس نے اپنے بندوں کو دیا ہے اس ارشاد میں کہ ایسے طریقہ سے تم دفاع کرو جو بہت ہی بہتر ہو۔

لِبَعْضِهِمْ

قلۃ مال

وَالْكَيْسُ صَفَرُ الْجَنَانِ خَالٍ
وَلَيْتَ فَضْلِي كَمَثَلِ مَالِي

النَّفْسُ مَلَأَتْ مِنَ الْمَعَالِي
فَلَيْتَ مَالِي كَمَثَلِ فَضْلِي

توضیح

بلند مراتب سے نفس لبریز ہے اور عقل بالکل خالی ہے۔ تو کاش میرا مال میرے فضل کی طرح ہوتا اور میرا فضل میرے مال کی طرح ہوتا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ

وَكُطِبَ نَفْسًا إِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ
فَمَا لِحَوَادِثِ الدُّنْيَا بَقَاءُ
فَأَنْتَ وَمَالُكَ الدُّنْيَا سَوَاءُ

دَرَعَ الْآيَاتُ تَفَعَّلُ مَا تَشَاءُ
وَلَا تَحْزَنُ لِحَادِثَةِ اللَّيَالِي
إِذَا مَا كُنْتَ ذَا قَلْبٍ قَنُوعٍ

زمانہ کو چھوڑ دے جو چاہے وہ کرے، تو ہشاش بشاش رہ جب مصیبت نازل ہو۔ اور زمانہ کے حادثہ پر گھبراہٹ

محسوس نہ کر کیونکہ دنیا کے حادثوں کے لئے دوام نہیں ہے۔ اگر تو قانع دل کا مالک ہو گا تو تو اور دنیا کا مالک دونوں برابر نہیں۔

ابو اسحق الصّابی

وَالَيْسَ يُرْجَى الْقَاءُ اللَّيْلِ وَالذَّهَبُ

الضَّبُّ وَالنُّونُ قَدْ يُرْجَى لِقَاءُ مَهْمَا

ضَبّ: گدہ۔ ج: اضمب۔ نُون: بھلی۔ ج: نینان، اُوزان۔ یَرْجَى: ار جا رہا، امید کرنا۔ لَبّ: عقل۔ ج: الباب۔ ذَهَب: سونا۔

لغوی تحقیق

گدہ اور بھلی ان دونوں کے ملنے کی تو امید کی جاسکتی ہے لیکن عقل اور سونے کے ملنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔

توضیح

قال مالك بن حريم الهمداني

وَتُبْدِي لَكَ الْإِيَّامُ مَا لَسْتَ تَعْلَمُ
وَيُثْبِتُ عَلَيْكَ الْعَمْدُ وَهُوَ مُدْمَمٌ
يَحْزَنُ كَمَا حَزَنَ الْقَطِيعُ الْمَحْرَمُ
وَيَقْعُدُ وَشَطَّ الْقَوْمُ لَا يَتَكَلَّمُ

أَتُبْتُ وَالْإِيَّامُ ذَاتُ تَجَارِبٍ
بَأَنَّ شَرَاءَ الْمَالِ يَنْفَعُ رَبًّا
وَأَنَّ قَلِيلَ الْمَالِ لِلْمَرْءِ مُفْسِدٌ
يَرَى دَرَجَاتِ الْمَجْدِ لَا يَسْتَطِيعُهَا

شَرَاء: کثرت مال۔ يَنْفَع: نفع دینا۔ يَحْزَنُ: حزن، اُکھٹنا۔ الْقَطِيع: چمڑا۔ الْمَحْرَم: مراد اس سے مرد اور کچھڑا ہے۔

لغوی تحقیق

مجھے خبر دی گئی ہے اور زمانہ تجرّبہ کا رہے، اور زمانہ تمہارے سامنے ایسی چیزیں ظاہر کرتا ہے جو تو نہیں جانتا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ مال کی کثرت صاحب مال کو نفع دیتی ہے اور اس کی تعریف کراتی ہے اگرچہ وہ برا ہو۔ اور مال کی کثرت آدمی کے لئے فساد کا ذریعہ ہے، اسے کاٹ دیا جاتا ہے جس طرح کچھڑا کاٹ دیا جاتا ہے۔ وہ بزرگی کے مراتب دیکھتا ہے اس کو پا نہیں سکتا اور قوم کے درمیان بیٹھ کر بات نہیں کر سکتا۔

توضیح

وَقَالَ بَعْضُهُمْ

دوستوں سے گلہ

الشكوى الى الأصدقاء

بَطِيبٌ دَهْمٌ وَلَا وَاللَّهِ لَمْ يَطِبْ
فَالْكَامِ فِي رَاحَةِ وَالْقَلْبِ فِي تَعَبٍ

يَا غَاثِبِينَ تَعَلَّلْنَا بِغَيْبِهِمْ
ذَكَرْتُ وَالْكَاسُ فِي كَفِي لِيَا لِيَكُم

توضیح

اے دور جانو! ہم غافل ہو گئے، ان کے دور ہونے کی بنا پر زمانے کی خوشگواری کی وجہ سے لیکن زمانہ خوشگوار نہیں ہو سکا۔ میں نے یاد کیا اس حال میں کہ پیالہ میرے ہاتھ میں ہے، تمہاری راتوں کو میں نے یاد کیا تو جام ہاتھ میں ہے اور دل بے چینی میں۔

کتاب ابودلف الی ابن طاہر یُعَاثِبُهُ

ابودلف ابن طاہر کے پاس نشتہ ہوئے لکھا

اخاءکم کالورد لیس بدائم
وعہدی لکم کالاس حُسنًا و بھتہ

و لا خیر فیہن لا یدوم لہ عہد
لہ وراق خضی اذ افنے الورد

لغوی تحقیق

اخاء۔ مصدر ہے، دوست یا بھائی بننا۔ الورد، گلاب۔ آس۔ ایک درخت ہے جو ریحان کے نام سے مشہور ہے۔ بہتہ، چمک دمک۔ ورق، پتہ۔ ج اور راق۔ خضر، سبز۔
تمہاری دوستی گلاب کے پھول کی طرح ہے جو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوتا ہے اور اس چیز میں بھلائی نہیں ہوتی کہ جس میں زمانے کا دوام نہ ہو۔ اور تم سے میری دوستی ریحان کی طرح ہے رونق اور حسن میں اس کے ہرے پتے میں جبکہ گلاب نیست و نابود ہو چکا ہوتا ہے۔

توضیح

فاجابہ ابن طاہر

تو ابوطاہر نے ابودلف کو جواب میں لکھا

اشبھت عہد الورد فیما تکتد مہ
اخاءکم کالاس مٹ مکتد اقہ

وہل زھرہ الا وسیدہ الورد
ولیس لہ فی السریح قبل ولا بعد

توضیح

تو نے تشبیہ دی ہے گلاب کے پھول کو کہ جس میں تو اس کی مذمت کر رہا تھا، حالانکہ کوئی پھول نہیں ہے کہ جس کا سردار گلاب نہ ہو۔ تمہاری دوستی ریحان کی طرح ہے جو کہ بد مزہ ہوتا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی نہ پہلے اور نہ بعد میں۔

للا مہزین العابدین رضی اللہ عنہ

اذا بلیت بعیرہ فاصبر لہا
لا تشکون الی الخلائق انما

صبر الکریم فان ذلک احزم
تشکو الی الذی لا یرحم

توضیح

جب تو کسی حیرانی میں مبتلا ہو جائے تو اس پر صبر کرنا شریف آدمی کی طرح، چونکہ اس طرح صبر کرنا بڑی عقلندی ہے۔ لوگوں سے گلہ نہ کرو کیونکہ تو رحیم کی شکایت اس سے کریگا کہ جو رحم نہیں کر سکتا۔

لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں

الناس على دين ملوكهم

نشیتہ اهل البيت كلهم رقص

اذا كان رب البيت بالدف مولعا

جب گھروالہی ڈھول پر فریفتہ ہو تو تمام گھروالوں کی عادت ناچنے کی ہوگی۔

بادشاہوں کیلئے بخش ضروری ہے۔

لابد للملك من الاعطاء

فدعه فد ولته ذاهبة

اذا لم يكن ملك ذاهبة

جب بادشاہ بدیدہ دینے والا ہو تو تو اسے چھوڑ دے کلاس کی دولت ختم ہونیوالی ہے۔

ابن تمیم رحمہ اللہ تعالیٰ

خوش طبعی

الظرافة

تہیم بالشرب والغناء
اعیش بالساء والهوىقالوا رأيناك كل وقت
فقلت انى فتنه قنوط

توضیح

لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہر وقت گلے اور پیٹنے میں سرگرداں دیکھتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں قناعت کرنے والا شخص ہوں پانی اور ہوا پر بھی گزر بسر کر لیتا ہوں۔

ولبعضهم

اجازت چاہتے کا عمدہ طریقہ

حسن الاستيدان

لا زلت من بحر السخا فغفوت
يدخل اريصير او ينصرفيا معدن الفضل وطود السخا
عبدك بالباب فقل منعما

توضیح

اے فضل و کمال کی کان اور سخاوت کا پہاڑ تو سخاوت کے ذریعے ہمیشہ چلو بھرتا رہا ہے۔ تیرا غلام دروازے پر ہے تو تو مر جا کہ وہ داخل ہو گیا یا صبر کرے گا یا لوٹ جائے گا۔

الشیب بڑھا یا والاخر

وَلِي حَظٍّ وَلَا يَأْمُ حَظٌّ
فَاكْتَبَهُ سَوَادٌ فِي بَيَاضٍ

وَبَيْنَهُمَا خَالِفَةٌ الْمَدَادُ
وَكَلَبَهُ بَيَاضٌ فِي سَوَادٍ

میری اور زانے کی تحریر الگ الگ ہے۔ ان دونوں میں فرق روشنائی کا ہے۔ میں سفید کاغذ میں لکھتا ہوں اور تو سیاہ میں سفید لکھتا ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَلَمَّا رَأَيْتُ الشَّيْبَ اَيَقُنْتُ اَنَّهُ
اِذَا اَبْيَضَ مَخْضُوعُ النَّبَاتِ فَاَنَّهُ

نَذِي الْجَسِي بِأَمْنِهِمْ بَنَاتُهَا
دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْصَادِهِمْ وَفَنَاتُهَا

توضیح

جب میں نے بڑھاپے کو دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرے جسم کو اس کی عمارت کے گرنے پر ڈر رہا ہے چونکہ جب سفید ہو جائے سبز گھاس تو وہ اس کے کٹنے اور ختم ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ حَزْمٍ

ثَلَاثٌ وَسِتُونَ قَدْ جُزِنَتْهَا
وَحَلَّ عَلَيْكَ نَذِيرُ الْمَشِيبِ
تَمَرُّ لِيَا لَيْكَ مَرًّا أَحْمَقُ مِنْهَا
فَلَوْ كُنْتَ تَعْقِلُ مَا يَنْقُضِي
فَمَا لَكَ لَا تَسْتَعِدُّ إِذَنْ
أَتَرَعَّبَ عَنْ فِجَاءَةِ الْمَنُونِ
فَأَمَّا إِلَى جَمْعٍ أَسْرَ لَعَنُ

فَمَا ذَا تَوَمَّلْ أَوْ تَنْتَظِرُ
فَمَا تَرَعَوَى أَوْ فَمَا تَرُدُّ جُرُ
وَأَنْتَ عَلَى مَا أَسْرَى مُسْتَمِرُّ
مِنَ الْعُمُرِ لَا عِصْتُ خَيْرًا بِشَرِّ
لَكَ أَرِ الْمَقَامِ وَكَأَنَّ الْمَقَرَّ
وَتَعْلَمُ أَنَّ لَيْسَ مِنْهَا مَقَرُّ
وَأَمَّا إِلَى سَقَرٍ سَقَرُ

لغوی تحقیق

جزت (دن) جوڑا، گذر جانا، تو مل، امید کرنا۔ خشیت، تیز رو۔ منون، مرگ۔ مفر، جلنے فرار۔ ازلفت (دن) زلفا، نزدیک ہونا۔ تستقر، النار، بھڑکنا۔

توضیح

تو تریسٹھ سال کی عمر سے بھی آگے بڑھ گیا تو تو کس چیز کی امید اور انتظار میں ہے۔ اور تیرے پاس بڑھاپے کا پیغام آچکا ہے تو تو نہیں رکتا اور نہیں باز آتا۔ تیرے دن اور رات تیزی سے گذر رہے ہیں اور تو اپنی حالت پر برقرار ہے جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں اگر تو اپنی عمر میں سے ختم شدہ حصہ کو سمجھتا ہے تو پھر برائی کے بدلے میں بھلائی کرے گا۔ نتیجہ کیا ہو گیا ہے کہ اب تو آخرت کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیا تو اچانک موت کے آنے سے اعراض کرتا ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ اس سے بھاگنا ممکن نہیں تو تو یا تو قریب کردہ جنت میں جائیگا یا بھڑکتی ہوئی جہنم میں جائیگا۔

وَقَالَ آخِرُ

حَبِيبُ أُمِّ شَيْبَى قَالَ بَلْغَمُ
لَقَدْ أَخْطَأْتُ فِي مَا قُلْتُ بَلْغَمُ

سَأَلْتُ مِنَ الْأَطِبَّاءِ ذَاتَ يَوْمٍ
فَقُلْتُ لَهُ عَلَيَّ عَيْنٌ احْتِشَامُ

توضیح

میں نے ایک دن اہرطیب سے پوچھا کس بنا پر میرا یہ بڑھاپا ہے اس نے کہا بلغم سے۔ تو میں نے اس سے بلا جھجک یہ کہا کہ تم نے غلط کہا بلکہ اس کا سبب غم ہے۔

ذَمُّ

سَمِعْتُ ابْنَ عَمِّ نَصْرَةَ عَمَّا
قَدْ كُنْتُ بِنْتًا نَصْرَةَ أُمَّا

ثَلَاثُ وَقَدْ رَأَيْتُهَا مَشْيِي
وَاسْتَهْزَأْتُ بِي فَقُلْتُ أَيْضًا

توضیح

ایک عورت نے کہا میرے بڑھاپے سے ڈر کر تو میرا چاڑا بھائی تھا، اب تو خود میرا چچا ہو گیا۔ اس نے مجھ سے مذاق کیا تو میں نے بھی کہا کہ تو اب کی تھی اب ماں بن گئی۔

لَا بَعْثَ لَكُمْ فِي الْأَنْبَاءِ

انجام میں غور و فکر

النَّظَرُ فِي الْعَوَاقِبِ

وَأَبْلِكُ الَّذِي أَبْلَيْتَ الْأَيَّامَ مِنْ بَدَايَا
فَرَجًا كَانَ هَذَا الثَّوْبُ مِنْ كَفَنِكَ
فَأَنَّمَا الْكَتَبُ الْأَوَّلُ مِنْ دَنَسِكَ

لَا تَبْكُ ثَوْبَكَ إِنْ أَبْلَيْتَ جَدَّتْ
وَلَا تَكُونَنَّ مَخْتَلًا بِجَدَّتْ
وَلَا تَعْفُ إِذَا ابْصُرْتَ دَنَسًا

توضیح تو اپنے کپڑے پر مت روا کر پرانا ہو گیا ہے، تو اس پر رو کر زمانہ کے گذرنے سے تیرے جسم کو پرانا بنا دیا۔ تو غرور نہ کر کپڑے کے نئے ہونے پر کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی کپڑا تیرا کفن بنے۔ اور منہ نہ بسور اس کپڑے کو میلا دیکھ کر یہ کہہ اس نے تیرے ہی میل کو جذب کر لیا ہے۔

ابو وہب القرطبی

وَتَوْقِنَ بِالْزَّحِيلِ وَلَيْسَ زَادُكَ
كَفَّ أَنْ لَسْتَ تَدْرِي مَا لِمَا زَادُكَ
وَلَعَلَّكَ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا اجْتِهَادُ
فَلَيْفَ يَكُونُ مِنْ عَدَمِ حَصَادُكَ

تَنَامُ وَقَدْ اِعْدَلْتَ السَّمَاءُ
وَتَصْبَحُ مِثْلَ مَا تَمْسِي وَمُضِيعًا
اَتَطْمَعُ أَنْ تَفُوزَ عَدَا هَنِيئًا
إِذَا فَرَطْتَ فِي تَقْدِيمِ زَمْرٍ

لغوی تحقیق سہار، بے خوابی، زاد، توشہ، سفر خرچ، فرطت، کوتاہی، لاپرواہی، حصاد، دراختی سے کھینچی کاٹنا۔
توضیح تو سوتا ہے حالانکہ تیرے لئے بے خوابی تیار کی گئی ہے، تجھے کوچ کرنے پر یقین ہے حالانکہ توشہ نہیں ہے، تو صبح کی طرح شام کو بھی ضائع کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے مقصد سے واقف ہی نہیں۔ اب تو یہ چاہتا ہے کہ تو کل کامیاب ہو جائے آخرت میں حالانکہ دنیا میں تیری جانب سے کوشش نہیں ہے۔ جب تو نے پہلے کھین بولے میں کوتاہی کی تو پھر بغیر بولے کاٹن کیسے ممکن ہے۔

علی بن الجهم

حَاسِبِ اللّٰهَ سِرَّهٗ الْاَعْدَامِ

سِرٌّ مِّنْ عَاشٍ مَّالٍ خَاذًا

آدمی کو زندگی میں مال ہی سر بہ بخشتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب حساب لیں گے تو غربت ہی خوش کرے گی۔

شہاب الدین الاندلسی

أَمَّا زَمَانُكَ مِنْكَ أَجَلًا
وَعُدَّةُ يَوْمِكَ لَيْسَ مِنْ غَدٍ
فَازْرَعْ بِمَا قَدْ شَتَّتَ مَحْصَدًا
أَثَارُهُمُ وَالْعَيْنُ تَفْقَدُ
هَذَا يَدُومُ وَذَلِكَ يَحْمَدُ

يَا مَنْ تَجَلَّدَ لِلزَّمَانِ
سَلَّطَ نَهْكَ عَلَى هَوَاكَ
أَنَّ الْحَيَاةَ مَزَارِعُ
وَالنَّاسَ لَا يَبْقَى سِوَى
أَوْ مَسَمَتْ بِمَنْ مَضَى

المَالُ اِنْ اَصْلَحَتْه

يصلح وان افسد يفسد

توضیح

اے وہ شخص جو قوت ظاہر کرتا ہے زمانہ کے مقابلہ میں آگاہ ہو جائے تیرا زمانہ تجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ اپنی عقل کو غالب رکھ اپنی خواہشات پر اداریہ سمجھ لے کہ تیرا آج کا دن کل سے متعلق نہیں ہے۔ زندگی کھیتی ہے تو تو دی چیز جو جس کو تو کاٹنا چاہتا ہے۔ لوگ باقی نہیں رہیں گے کچھ ان کے آثار رہ جائیں گے اور ذات مفقود ہو جائے گی۔ کیا تو نے گذرے ہوئے کے متعلق یہ نہیں سنا کہ ایک کی مذمت دوسرے کی تعریف کی جاتی ہے۔ مال کو تم اگر ٹھیک کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہو جائے گا اور اگر خراب کر دے گے تو خراب ہو جائے گا۔

الشیخ بہاء الدین العاملی

هَذَاكَ اللَّهُ مِنْ هَذَا التَّوَانِي
فَمَهْلًا أَيُّهَا الْمَغْرُورُ مَهْلًا
وَفِي ثَوْبِ الْعَمَى وَالْفَتَى رَاقِل
وَفِي وَقْتِ الْغَنَائِمِ أَنْتَ نَائِمٌ
وَنَفْسُكَ لَمْ تَزَلْ أَبَدًا جَمُوحًا
فَوَيْلَكَ يَوْمَ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي

أَلَا يَا خَائِضًا بَحْرًا لَا مَانِي
أَضَعْتَ الْعَمَرَ عَصِيانًا وَجَهْلًا
مَضَى عَهْدُ الشَّيَابِ وَأَنْتَ غَافِلٌ
الْمُكْرَمُ كَالْبَهَائِشِمِ أَنْتَ كَأَنَّمُ
وَطَرَفُكَ لَا يَدِرُ إِلَّا طَمُوحًا
وَقَلْبُكَ لَا يَفْقِي عَنْ الْمَعَاصِي

لغوی تحقیق

خائض۔ غاض، دن، خوفنا، داخل ہونا۔ المانی۔ ج۔ امنیہ، تمنا، خواہش، آرزو۔ التوانی، کاہلی، سستی، فتور۔ الفتی، مگرسی۔ راقل۔ رفل، دن، رفل، دامن گھسٹے ہوئے ناز و انداز سے چلنا۔ ہائم، سرگرواں، پریشان، حیران۔ غنائم۔ ج۔ غنیمت۔ طوق، آنکھ۔ طموحا۔ طمع (دن) طمحا بصر، نظر اٹھانا۔ جموحات، الفرس، سرکشی کرنا، سوار کے بس میں نہ آنا۔ نواصی۔ جمع ناصیہ، پیشانی۔

توضیح

اے وہ شخص جو آرزوؤں کے درمیان میں گھسا ہوا ہے تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ اس سستی سے بچائے۔ تو نے اپنی عمر کو جہالت اور معصیت میں ضائع کیا تو باز آ جا اے مغرور شخص باز آ جا۔ جوانی ختم ہو گئی تیری غفلت کی حالت میں اور مگرسی اور اندھا پن کے لباس میں تو اکڑتا بھر رہا ہے۔ تو چوپایوں کی طرح کب تک سرگرواں رہے گا اور غنیمت کے وقت میں کب تک سویا ہوا رہے گا۔ تیری نگاہ ہمیشہ کو اوپر اٹھی رہی اور تیرا نفس ہمیشہ سرکش رہا اور تیرا دل بھی ہوش میں نہیں آتا اگرچہ تو جس دن پیشانیوں پر کڑی جائیگی اس دن تیرے لئے ہلاکت ہے۔

وَقَالَ الْخَيْرُ

وَمَا أَهْلُ الْحَيَاةِ لَنَا بِأَهْلٍ
وَمَا أَصُولُنَا إِلَّا عَوَاسِرُ

وَلَا دَارَ الْفَسَادِ لَنَا بَدَا
سَيَاخِذُهَا الْمَعَايِرُ مِنَ الْمَعَايِرِ

توضیح

اور یہ دنیا والے ہمارے نہیں ہیں اور یہ دنیائے فانی ہمارا گھر نہیں ہے۔ ہمارے پاس موجودہ مال بطور عاریت ہے جسے عاریت پر دینے والا لے گا۔

لاج الطیب المِثْنِی

وَاعْقِبْ فَلْعَلَّكَ لَا يَظْلُمُ
عَنْ جَهْلِكَ وَخَطَابٍ مِنْ لَا يَفْهَمُ
وَأَوْدٌ مِنْ لِمَنْ يُوَدُّ الْأَرْقَمُ
وَمِنْ الصَّدَاقَةِ مَا يَضَيُّ وَيُؤْلَمُ

الظلم من شيم النفوس فان تجدد
ومن البلية عدل من لا يدعوى
والذل يظهر في الدليل مؤدقة
ومن العداوة ما ينال لك نفعاً

نفوی تحقیق

شیرم - جمع شیرتہ، خصلت، عفت، پارسائی، پرہیزگاری، پاکدامنی - البلیۃ، مصیبت - عدل، (نہیں) عدلاً، ملامت کرنا - لایر عوی - ارعوات، رجوع کرنا - الارقم، کوڑیا لاسانپ -

توضیح

ظلم تو نفس کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر کسی پرہیزگار کو دیکھتے ہو تو وہ کسی خاص وجہ سے ظلم نہیں کرتا۔ اور اس شخص کو ملامت کرنا کہ جو اپنی جہالت سے باز نہ آئے یہ ایک مصیبت ہے اور اس شخص کو سمجھنا جو نہ سمجھے یہ بھی مصیبت ہے۔ عار اور ذلت ذلیل شخص میں دوستی ظاہر کرتی ہے اور اس سے زیادہ قابل محبت ہے کالا سانپ۔ اور بعض دشمنی ایسی ہے کہ جس کا نفع تجھے کچھ نہ کچھ پہنچتا ہے اور بعض دوستی ایسی ہے جو مضر اور اذیت دہ ہے۔

وَلَا أَصَاحِبَ حِلْمٍ وَهُوَ بِي جُبْنٌ
وَلَا أَلَذَّ بِمَا عَرَضَنِي بِهِ دَرَمٌ

إِنِّي أَصَاحِبُ حِلْمٍ وَهُوَ بِي كَرَمٌ
وَلَا أَقْسِمُ عَلَى مَا لِي أَذًى بِيَا

میں اپنی بربادی کو اس وقت تک ساتھ رکھتا ہوں جبکہ وہ مجھے عزت بخشے اور میں بردباری کا ساتھ نہیں دیتا کہ جب وہ مجھے بزدل بنادے۔ میں ایسے مال پر قائم نہیں جس کی وجہ سے میں ذلیل ہوتا ہوں اور میں اس چیز سے لذت محسوس نہیں کرتا جس سے میری عزت ختم ہو۔

أَجَابَ كُلَّ سُؤَالٍ عَنْ هَلْ بِلَمْ

مَنْ أَقْسَمَ بِسُؤَالٍ لَمْ يَسْأَلْهُ

جو شخص اپنی ضرورت ہندی تلوار کے بغیر طلب کرے گا تو ہر سائل کو جواب نفی میں دے گا۔

وَلَا كُلُّ نَعَالٍ لَمْ بِمَتَمٍ

وَمَا كُلُّ هَادٍ لِلْجَمِيلِ بِنَافِلٍ

جو شخص نیک کام کا ارادہ کر نہ والا ہو اس کا کر نہ والا ہر ایک نہیں ہوتا اور اس کام کو ہر شخص مکمل نہیں کر سکتا۔

وَالْعَقْلُ يَشْفِي فِي الْغَيْمِ بِعَقْلِهِ
وَالِهَيْتُمْ يَخْتَلِمُ الْجَسِيمَ خَفَافَةً
فَلَا غَابَرَتْ فِي سَاعَةٍ لَا تَعِزُّنِي

وَأَخْوَ الْجَهْلَ إِلَى فِي الشَّقَاوَةِ يَنْعَمُ
وَيَشِيبُ نَاصِيَةَ الصَّبِيِّ وَيَهْجُمُ
وَلَا صَحْبَتُنِي مَهْجَةً تَقْبَلُ الظُّلُمَاتِ

عقل ناز و نعمت میں رہتا ہے اپنی عقل کی وجہ سے، اور جاہل و بختی کے اندر آرام سے رہتا ہے۔ اور غم مولے تازے آدمی کو کمزوری کی وجہ سے ہلاک کر دیتا ہے اور بچے کی پیشانی کو سفید بنا دیتا ہے اور بوڑھا بنا دیتا ہے۔ تو مجھ پر ایسا وقت نہ آئے کہ جو مجھے عزت نہ بخشے اور ایسی جان میرے ساتھ نہ رہے کہ جو ظلم قبول کرے۔

سَوَى وَجَعِ الْحَسَادِ دَاوِيَاتُهُ
وَلَا تَنْظُمُ عَيْنٌ فِي حَاسِدٍ مُؤَدَّةً
يَكُونُ عَلَيْنَا أَنْ تَصَابَ جُجُومُنَا

إِذَا حَلَّ فِي قَلْبٍ فَلَيْسَ يَمُوتُ
وَأَنْ كُنْتَ تَبْدِيهَا لَدَا وَتَنْبِيلُ
وَتَسْلُمُ أَعْرَاضُ لَنَا وَعُقُولُ

حاسدوں کے درد کے علاوہ کا علاج کر، چونکہ جب وہ دل میں اتر جاتا ہے تو پھر ختم نہیں ہوتا۔ اور حاسدوں کے سلسلہ میں حرص نہ کر محبت کی اگرچہ تو اس محبت کو اس کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور اس کو عطیہ دے۔ ہمارے لئے یہ آسان ہے کہ ہمارے جہنوں کو چھوڑیں آئیں لیکن ہماری عزت اور عقل محفوظ رہنی چاہیے۔

وَمَنْ كَانَ عَزَمِي بَيْنَ جَنْبِيهِ حَشَا
إِذَا اعْتَادَ الْغَفَى خَوْضَ الْمَنَاطَا
وَمَا فِي الدَّهْرِ بِالْأَرْضِ إِعْكَاسُ
فَصُورَتِ إِذَا أَصَابَتْنِي سَهَامُ

وَحَيْلُ طَوْلِ الْأَرْضِ فِي عَيْنِهِ شِدَا
فَاهُونَ مَا تَسْرِبُ الْوُحُولُ
فَوَادِي فِي عَشَاءٍ مِنْ نَبَا
تَكْتَسِرُ النَّصَالُ عَلَى نَصَالِ

اور جو شخص کہ میرے عزمِ مصمم اس کے پہلوؤں میں ہو گا تو وہ اسے ابھارے گا اور بنا دیگا زمین کے طول کو اس کی آنکھ میں ایک بالشت۔ جب کوئی جوان لوگوں میں گھسنے کا فادی ہو تو اس کے لئے کیچڑ سے گدڑا بہت آسان ہے۔ زمانہ مجھ پر مصیبتوں کے تیرا رہے یہاں تک کہ میرا دل تیروں کے پردے میں ہے۔ تو ایسا میں ہو گیا جب مجھے تیر لگتے تھے کہ تیروں کی بجائیں آپس میں بھرا کر ٹوٹ جاتی تھیں۔

لَيْسَ الْجَمَالُ لَوْجَةٍ حَمَمَ مَارَنُ
مَنْ كَانَ فَوْقَ مَحَلِّ الشَّمْسِ مَوْضِعُهُ

أَنْفُ الْعَزِيزِ يَقْطَعُ الْعِزَّ يَجْتَدِعُ
فَلَيْسَ يَرْفَعُهُ شَيْءٌ وَلَا يَضَعُهُ

ان السّلاح جميع الناس تحمله
اذا رأيت نبوب الليث بارزاً
ان كان سركم ما قال حاسداً
اذا ترحلت عن قوم وقد فزروا
شر البلاد بلاد لا صدق بها

وليس كل ذوات المخلب السبع
فلا تظن ان الليث يبسم
فما لجره اذا ارضاك الم
ان لا تفارقهم فالرحلون هم
وشئ ما يسب الانسان ما يصم

لغوی تحقیق

مارن : ناک کا نرم حصہ۔ ج موارن۔ بختہ : کان ناک کا کٹ جانا۔ الخلب : پنجہ، چنگل۔ ج غالب نیوب : ج ناب : کپلی کے دانت۔ بارزہ : ظاہر۔ جرح : زخم۔ الم : تکلیف۔ یقیم : عیب لگانا۔

توضیح

اس چہرے کی خوبصورتی کوئی خوبصورتی نہیں ہے جس کی ناک صحیح سالم ہو۔ باعزت شخص کی ناک کٹ جاتی ہے بے عزتی سے جو شخص کہ اس کا ٹھکانا سورج کی جگہ سے اوپر ہو تو اسے کوئی چیز نہ بلند کر سکتی ہے اور نہ بست کر سکتی ہے۔ تمام لوگ ہتھیار اٹھاتے ہیں لیکن ہر پنجہ والا درندہ نہیں ہوتا۔ جب تو شیر کے دانتوں کو کھلے ہوئے دیکھے تو یہ گمان نہ کر کہ شیر مسکرا رہا ہے۔ اگر تم کو ہمارے ہاسدوں کی باتوں سے خوشی ہوتی ہے تو اس زخم پر ہیں کوئی درد معلوم نہیں ہوتا جس نے تمہیں خوش کیا ہے۔ جب تو کسی قوم کے پاس سے کوچ کرے درنا خالیکہ ان کو تیری عدم جدائی کی قدرت تھی تو کوچ کر نیوالے وہی لوگ ہیں۔ وہ شہر بہت بُرا شہر ہے جہاں کوئی دوست نہ ہو۔ اور بدترین کمائی انسان کی وہ ہے جو اسے عیب لگائے۔

لا تشکون الیٰ خلق فتثمنهم

شکوی العبریح الی العقبان والرحم

تو مخلوق سے گلہ کر کے ان کو خوش نہ کر جیسا کہ مجروح آدمی گلہ کرتا ہے کوؤں اور مردار خور پرندوں سے۔

دیوان الحماسۃ

قال حاتم

وَعَاذَلْتُ قَامَتَ عَلَى تَلَوَسِي
اعاذل ان الجود ليس بمهلك
وتذكر اخلاق الفتن وعظامه

كأن اذا اعطيت مالى اضيها
ولا مغلدا النفس الشبيحة لومها
مغيبه في اللحد بال رميمها

لغوی تحقیق

عَاذَلْتُ : ملامت کرنیوالی۔ اَقِیم : مضیما، ستم ڈھانا۔ اَعَاذَل : ہمزہ مذاتیہ ہے اور عَاذَل مرخم ہے۔ شَبِیْحَہ : کجس، بخیل۔ عَقَام : جمع عظم ہڈی۔ بَالِ : پرانا۔ رَمِیم : بوسیدہ

توضیح

بہت سی ملامت کرنیوالی عورتیں اس طرح ملامت کرنے لگیں گویا کہ جب میں اپنا مال دیتا ہوں تو اس پر ظلم کرتا ہوں۔ اے ملامت کرنیوالو اگر بخشش مجھے ہلاک نہیں کرے گی اور بخل طبیعت کو اس کا بخل ہمیشہ نہیں رکھ سکتا اور سخی شخص کے اخلاق فاضل کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے دراصل ایک اس کی ہڈیاں قبر میں پرانی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْفَزَارِيِّينَ

لَا يَكُنْ عَظِيمٌ طَوِيلًا فَاتَّيَنِي
وَلَا خَيْرَ فِي حَسَنِ الْجَسُومِ وَنَبِلَهَا
إِذَا كُنْتَ فِي الْقَوْمِ الطُّوَالَ عَلَوْتَهُمْ
وَكَمْ قَدَرًا يَأْمَنُ فَرْدٌ كَثِيرَةً
وَلَمَّا رَأَى كَالْمَعْرِفِ إِمَامًا ذَاتًا

لَا يَكُنْ عَظِيمٌ طَوِيلًا فَاتَّيَنِي
وَلَا خَيْرَ فِي حَسَنِ الْجَسُومِ وَنَبِلَهَا
إِذَا كُنْتَ فِي الْقَوْمِ الطُّوَالَ عَلَوْتَهُمْ
وَكَمْ قَدَرًا يَأْمَنُ فَرْدٌ كَثِيرَةً
وَلَمَّا رَأَى كَالْمَعْرِفِ إِمَامًا ذَاتًا

لغوی تحقیق

وہول۔ واصل کا مبالغہ ہے۔ جہنم۔ جمع جسم۔ نبل۔ کمال۔ لم یزن۔ بروزن لم یعد۔ بمعنی ہموار ہونا، برابر ہونا۔ اور بروزن لم یبع۔ خوبصورت ہونا۔

توضیح

اگر میری بڑی لمبی نہیں ہے لیکن اس تک اچھی عادت کے ذریعہ پہنچا ممکن ہے اور جسوں کی خوبصورتی اور اس کی خوبی میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک یہ خوبصورتی موافق نہ ہو عقلوں کے۔ جب میں قوم میں عمدہ ہوتا ہوں تو ان پر احسان کے ذریعہ غالب ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ میں عمدہ ہوں۔ ہم نے بہت بار بہت سی شافعیوں دیکھی ہیں کہ وہ مردہ ہو جاتی ہیں جب انکی جڑیں زندہ نہیں رکھتیں۔ میں نے نیکی کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی اس کا ذائقہ شیریں ہے اور اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ

أَلْبَرَطُورٌ أَوْ طُورٌ أَلْبَرُكَبُ اللَّجَجَا
أَلْفَيْتُهُ بِهَامِ الزَّنَقِ قَدْ لَجَجَا
قَالَ الصَّبْرُ يَفْتَقُ مِنْهَا كُلُّ مَا رَتَبَجَا
إِذَا اسْتَنْتَ بِصَبْرٍ أَنْ تَرَى فَرْجَا
وَمَدَّ مِنَ الْقَرَعِ لِلْأَبْوَابِ أَنْ يَلَجَجَا

مَاذَا يَكْفِيكَ التَّوْبَةُ وَاللَّجَجَا
كَمْ مِنْ فَنٍّ قَصُرَتْ فِي الزَّنَقِ خُطْوَتُهُ
إِنَّ الْأُمُورَ إِذَا انْسَدَّتْ مَسَالِكُهَا
لَا تَبْقَى أَسْرَى وَأَنْ طَالَتْ مَطَالِبُهُ
أَخْلَقَ بِذِي الصَّبْرِ أَنْ يَحْطَى بِجَاحَتِهِ

قَدْ رَلَّ رَجُلًا قَبْلَ لُحْطٍ مَوْضِعَهَا
وَلَا يُفَرِّتُكَ صَفْوُ أَنْتَ شَارِبٌ

فَمَنْ عَلَا زَلْفًا عَنْ غَرَّةٍ زَلْجًا
فَرَبَّمَا كَانَ بِالسَّكْدِ يَوْمًا نَزْجًا

لغوی تحقیق

الردحات - جمع روتہ، شام کے وقت آنا یا جانا۔ زلج - جمع دلجہ، رات کے آخری حصہ کا وقت، البراشکی طور، باری۔ ج الطوار۔ لج - جمع لجة، پانی کا بڑا حصہ۔ خطوة - چلنے کے وقت دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ۔ عوام سے نشو کہتے ہیں، مسافت۔ ج خطی۔ سہام۔ ج سہم۔ حصہ۔ فلج (ن، ض) فلجا القوم، کامیاب ہونا۔ السکت۔ السلاط، بند ہونا۔ مساکت۔ جمع مسکات، راستہ۔ لیفق - قطعاً، بھلا کر، کھولنا۔ ارتج - رنج (ن) رتجا۔ الباب: دروازہ بند کرنا۔ لاثیاسن۔ ایس، ناامید ہونا۔ فرج، کشادگی۔ اخلق - صیفہ تعجب سے۔ یخملی - خطیا، کامیاب ہونا۔ مدقن - اسم نامل ہے۔ ادمن، ہمیشہ کرنا۔ قرع، دروازہ کھٹکھٹانا۔ الخلو، قدم رکھنا۔ ملا دن، ملوا، بلند ہونا۔ زلق، پھسلنے کی جگہ۔ عرہ، غفلت۔ زلج (س)، زلوجا، پھسلنا۔ صفو، صاف پانی۔ مکدیر، میل پانی۔ ممتزج، مخلوط۔

توضیح

کون سی چیز مکلف بناتی ہے شام کے وقت اور رات کے وقت بھی خشکی میں سفر کا اور کبھی گہرے دریا کا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ روزی کے سلسلہ میں ان کا قدم کو ناہ ہے تو دیکھ لگا کہ وہ روزی کے حصہ میں ناکام ہیں۔ جب معاملات کے راستے بند ہو جاتے ہیں تو صبر بند دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ تو مایوس نہ ہو اگرچہ ضرورت بہت زیادہ ہو۔ جب تو صبر سے مدد چاہے گا تو نوکٹا دنگی دیکھ لے گا۔ بہت زیادہ مناسب ہے ہمارے شخص کے کہ وہ اپنی ضرورت میں کامیاب ہو جائے اور ہمیشہ دروازوں کو کھٹکھٹانے والا داخل ہونے کے بہت مناسب ہے۔ تو قدم رکھنے سے پہلے اس کی جگہ متین کر لے چونکہ جو شخص غفلت سے پھسلنے کی جگہ چڑھے گا تو وہ پھسل جائے گا۔ اور جس صاف پانی کو تو پی رہا ہے وہ تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے چونکہ بسا اوقات مکدر کنیوالی چیز سے ملتا ہوا ہوتا ہے۔

وقال آخر

وَأَعْرِضْ عَنْ مَطَاعِمٍ قَدْ أَرَاهَا
فَلَا دَائِبَ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ
يَعِيشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْبَبَ بَخَائِلٍ

فَاتَرَكَهَا وَفِي بَطْنِي انطواء
وَلَا الدُّنْيَا إِذَا هَتَبَ الْعِبَاءُ
وَيَبْقَى الْعُودُ مَلْبَقَةً لِلْحَاءِ

لغوی تحقیق

مطاعم - جمع مطعم، خوراک۔ ارتک - (ن) ترکا، چھوڑ دینا۔ بطنی، پیٹ۔ ج بطون۔ الطوار۔ لپٹنا۔ العود، لکڑی۔ لحار، چھال۔

توضیح

اور میں ان کے کھاؤں سے اعراض کرتا ہوں کہ جن کو میں کھانے میں مار دیکھتا ہوں ان میں میں چھوڑ دیتا ہوں اور غالباً میرے پیٹ میں آنتیں بیچ و تاب کھاتی ہیں۔ تیرے باپ کی قسم زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے جب دنیا میں حیات ختم ہو جائے۔ آئی جنگ جبار رکھتا ہے خیر کی زندگی گزارا ہے اور تر لکڑی باقی رہتی ہے جب تک کہ اس کا چھلکا باقی رہے۔

وقال المومل بن اميل الحارثي

وكم من لئيم ودا اني شتمت
وللکف عن شتم اللئيم تکرماً

وان كان شتمني صاب علقم
اضول من شتم حين يشتم

اور بہت سے کینے مجھ سے دوستی رکھتے ہیں کہ میں ان کو گالی دوں، اگرچہ میرا گالی دینا ان کے حق میں صاب اور علم کی طرح نیک ہو۔ اور براہ کرم کہیں کہ گالی دینے سے رکنا یہ اس کے لئے زیادہ مضر ہے گالی دینے کے مقابلہ میں جب اسے گالی دی جائے۔

صديق الصديق في الدنيا قليل
لما جئته يود لك كل شخص
صديقك من اذا ما انت منه

فمن لك ان ظفرت بذاك ملك
وذاك اذا قضاهامك ملك
طلبت الروح بالتبليط ملك

نادراً

سچے دوست دنیا میں بہت کم ہیں، تیرے لئے کون ذمہ دار ہو گا اگر تو اس کے ذریعہ کامیابی چاہتا ہے۔ اپنی ضرورت کی بنیاد پر ہر شخص تجھ سے دوستی کرتا ہے اور جب وہ تجھ سے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے تو وہ تجھ سے کہنے لگتا ہے۔ تیرا سچا دوست وہی ہے کہ جب تو اسے جان مانگے تو وہ تجھے اپنی جان کا بھی مالک بنا دے۔

التوديع

خصتي

ابواسحق ابراهيم

عليكم سلام الله انا سراج
فان عشنا فهو يجمع بيننا

وعينا من خوف التفريق
وان نحن متنا فالقيامة يجمع

تم پر اللہ کی سلامتی ہو، میں چل رہا ہوں۔ میری آنکھیں جدائی کے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں۔ اگر ہم زندہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی ملاقات کرا ہی دے گا، اور اگر ہم مر گئے تو پھر قیامت میں ملاقات ہوگی۔

القاضي الديار عبد الظاهر رحمه الله تعالى

يا سيدي ان جري من مدعي دومي
لا تخش من قود يفتض منك به

للعين والقلب مسفوك ومسفوك
فالعين جارية والقلب مملوك

توضیح

اے میرے آقا اگر میری آنکھ سے پہلے آنسو اور میرے دل سے بہنے والا خون جاری ہے تو قصاص سے نہ ڈر کہ تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا، چونکہ آنکھ تو باندی ہے اور دل غلام ہے۔

حَمَلُ الدِّينِ نَبَاتُهُ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

بِرُوحِي جِيدُهُ أَبْقُوا دُمُوعِي
كَأَنَّا لِلْمَجَادِرَةِ افْتَسَنَّا

وَقَدْ سَرَّ جُلُوبُ بَقْلِي وَأَصْطَبَايِ
فَقَلْبِي جَارُهُمُ وَالْدَّمْعُ جَارِي

میری جان ان پڑوسیوں پر قربان ہو کہ جنہوں نے میرے آنسو چھوڑ دیئے میرا دل اور میرا صبر لے کر چلے گئے۔ گویا کہ ہم نے پڑوسی کے لئے اپنا اپنا حصہ تقسیم کر لیا، میرا دل ان کا پڑوسی اور آنسو میرا پڑوسی۔

وَقَالَ الْبَعْضُ مِنْهُمْ

رَحَلُوا فَأَنْفَيْتِ الدَّمْعَ تَحْرِقًا
وَهَيْتِ أَنَّ الْعُودَ يَقْطُرُ مَاءً

مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَجَيْتِ إِذَا بَاقٍ
عِنْدَ الْوُقُودِ لِفَرْقَةِ الْأَوْدَانِ

وہ کوچ کر گئے تو میں نے آنسو ختم کر دیئے ان کی جدائی پر جلنے کی وجہ سے اور مجھے تعجب ہے کہ میں باقی ہوں۔ میں جان گیا کہ لکڑی سے جو بانی ٹپکتا ہے جلتے وقت وہ پتوں کی جدائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

الْمَوْتُ

ابن ابی زمنین

الْمَوْتُ فِي كُلِّ حَالٍ يَنْشُرُ الْكَفَنَ
لَا تَطْمَئِنُّ إِلَى الدُّنْيَا وَهَجَيْتَهَا
أَيُّنَ الْأَحْبَبَةِ وَالْجَاوِلَانِ؟ مَا فَعَلُوا؟
سَقَاهُمُ الْمَوْتُ كَأَسَاغِيرَ صَافِيَةٍ

وَنَحْنُ فِي غَفْلَةٍ عَمَّا يُزَادُنَا
وَرَأَى تَوَشَّعَتْ مِنْ أَوْبَانِ الْعَسَا
أَيُّنَ الَّذِينَ هُمْ؟ أَوَالِئَا سَكَنُوا
فَصَبَّرَتْهُمْ لِأَطْبَاقِ الثَّرَى وَهَنَا

موت ہر گھڑی کفن کھولتی ہے اور ہم اس معاملہ سے غفلت میں ہیں جس کا ہمارے ساتھ ارادہ کیا جا رہا ہے۔ تو دنیا اور اس کی رونق سے مطمئن نہ ہو اگرچہ اس کے خوبصورت کپڑوں سے مزین ہو جائے۔ کہاں ہیں احباب اور پڑوسی انہوں نے کیا کیا اور وہ لوگ کہاں گئے جو ہمارے لئے سکون کا ذریعہ تھے۔ انہیں موت نے ایک گندہ پیالہ پلایا، پھر انہیں مٹی کے مطنق ہونے کے لئے مرمون بنا دیا۔

أَبُو الْعَتَاهِيَةِ

تَلَقَّيْتُ بِأَمَالٍ طَوِيلٍ أَيْ أَمَالٍ
أَيَا هَذَا أَتَجَمُّزُ لِفَرَقِ الْأَهْلِ بِالْمَلِكِ

فَأَقْبَلْتُ عِلَالًا هَرَمًا مِلْحًا أَيْ أَقْبَلُ
فَلَا بُدَّ مِنَ الْمَوْتِ عَلَى حَالٍ مِنَ الْحَالِ

میں بہت سی طویل آرزوں کے ساتھ لیٹا رہا، پھر میں نے زلمے کی جانب بھٹک کر توجہ کی اصرار کرتے ہوئے۔ اسے وہ شخص تو اہل دخیال اور مال کی جدائیگی کی تیاری کر چو کہ ہر حال میں موت کو آنے ہے۔

لِبَعْضِهِمْ

إِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ قَلَّ بَهَاءُهُ
وَأَصْبَحَ لَا يَدْرِي وَإِنْ كَانَ حَازِمًا
وَأَنْ غَابَ لَمْ يَشْنِقِ الْكِبَاحِلِيَّةَ
وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِمَرِيٍّ ذِي خُصَاصَةٍ

وَصَهَابَتُ عَلَيْهِ أَرْضُهُ وَسَمَاءُهُ
أَقْدَامُهُ خَيْرٌ لَهُ أُمُّ وَرَاءَهُ
وَرَأَى عَاشٍ لَمْ يَسِرْ رُحْدًا يَفْقَهُ
مِنْ الْعِشْرِ فِي ذَلِّ كُنْهِ عَنَاؤُهُ

جب آدمی کا مال کم ہو جاتا ہے تو اس کی عزت بھی کم ہو جاتی ہے، اور اس پر اس کی زمین اور اس کا آسمان تنگ ہو جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ جانتا ہی نہیں باوجود عقلمندی ہونیکے تو اس کے لئے آئندہ آنیوالا زمانہ بہتر ہے یا پچھلا زمانہ۔ اگر وہ غائب ہو جاتا ہے تو اس کا دوست اس کا مشتاق نہیں ہوتا، اور اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اس سے ملاقات کرنا دوست کو خوش نہیں کرتا۔ اور موت ہی بہتر ہے ایسے ننگے بھوکے شخص کے لئے اس زندگی سے جو ذلت کی ہو اور بہت زیادہ شقت کی ہو۔

الرَّثَاءُ

مرثیہ

وَالْمَوْلَى (عَفَرَ اللَّهُ لَهُ)، فِي رثَاءِ الْمَوْلَى الْهَيْسَامِ الْحَبِيبِ الْعَلَامِ مَوْلَانَا الْحَاجِّ الْحَافِظِ مُحَمَّدٍ
أَحْمَدَ نَاطِقِ دَارِ الْعُلُومِ الدَّابِئِ بِدِيَارِ وَمَدِيرِهَا وَمَاتَ (قَدْ سَ اللَّهُ بِرُوحِهِ)، غَرِيبًا وَكَانَ
ارْتَحَلَ لِبَعْضِ حَوَاجِّ دَارِ الْعُلُومِ الْمَدِينَةِ فَمَرَضَ فِي (حَيْدَرِ آبَادٍ)، فَتَعَجَّلَ فِي
الْعَوْدِ إِلَى وَطَنِهِ وَلَكِنْ دَامَ الْمَوْتُ وَلَمْ يُفِزْ بِالْوَصُولِ إِلَى الْوَطَنِ.

نَحْيُ السَّاعُونَ شِعْأَ دَاحِفًا
نَبِيْلًا فَاضِلًا شَهْمًا دَكِيًّا

جَلِيْلًا مَاجِدًا بِالْفَضْلِ أَحْرَقِي
مُطْعَمًا رُبَّ نَهْيًا وَأَمْرًا

سُلالة قاسم الخيرات نذبا
صبروا في المصائب والزرايا
لعطش العلم كالغسل المصطفى
واعتق علمه أسرى جهل
شهيد امات مغتربا غريبا
فكم من أعين قد بيضتها
فقد ناسم الخيرات علما
وكنا املين بان سראה
ويسمعنا ورودة نظام ملك
مليح عادل يقطب أبي
له جود حكا الغيث طورا
يحيي الناس فاشاء اولكن
ولكننا سمعنا ان قدرا
ولبي داعي الله الذي لا
له خلد وللحد ام حزن
فيا من همته دار العلوم
سعت لما بناه ابوك سعيا
ولم ندفك كعلا بل دفنا
حييت مجددا وبقيت فردا
بعدت عن الذي ما فيه نص
وقد اجرى بحر الدم منا
بقينا هائمين بلا انيس
تعزينا اذا اخطب دهانا
تد اوينا اذا احشاك مرضى
فيعطى ربنا جنات عدن
وقد سسر من فضل رب
الهي فاسق من انهار خلدا

وفيا جاشرا اجرا وذخرا
وفي السراء كان يزيد شكر
والعلماء كان اجل بحر
سعى احسانه عبدا وحرا
فكلمهم بحور الدمع اجرى
دموع قد جرت بيضا حرا
ور هذا اشعث قوى ثم فقرا
يخجل وجهه شمسا وبدرا
سمي خليفين اضاء دهر
خبعث شجيع فاق عصر
اذا استمطرت والبحر اخرى
له قلب بيض المجد مغرى
من الله العظيم لسد بحرى
مرد له وان خدعا ومكر
راينا موت خيرا وشرا
التي اجرتها بحر ونهر
فحزت الاجر ثم حويت سرا
علوم هدى فدفتك ما امرا
وقد شربت شر كما تم كفا
وعما جاء ما فارقت شبرا
وقد اودعت في الاكباد جمرا
كانا لم نجد خلا وخمرا
بفقدك قد فقدنا الان صبرا
حيارى في السائل مثل سكرى
لاحمد فائق الاقران طرا
رؤيت واسيع القصد سيرا
دفين اللحد احمد حاز قدرا

وَعَفُوا عَنْ ذُنُوبٍ قَدْ جَاءَهَا
وَابِقُ حَبِيبٍ قُرُونًا

وَصَفَحًا عَنْهُ جَاهِرًا وَاسْتَرًا
وَقَرْنًا بَعْدَهَا وَهَلَقَ جَرًّا

لغوی تحقیق

الرتار: میت پر روزنا اور خوبیاں شمار کرنا۔ لٹی: نئی نیا، موت کی خبر دینا۔ احرسی: لائق۔ نبیل: نجیب شریف۔ شہتم: تیز خاطر۔ سلالۃ: خلاصہ۔ نسل: ولد۔ ذنب: فضائل کی طرف آگے بڑھنے والا۔ دانا: دانی۔ کثیر الوفا: جائز، جامع۔ رزایا: جمع رزق، مصیبت۔ عطشی: جمع عطشان، پیاسا۔ استری: جمع اسیر، قیدی۔ خستہ: شہر، مغزی۔ اسم مفعول اغزی۔ الرجل بکذا: اسہارا۔ خدر: دھوکہ دینا۔ حزت: حور، ادا، اکٹھا کرنا۔ ترت: مٹی ڈالنا۔ شہزاد: بالشت۔ الباد: جمع کبد، جگر۔ جزا: چنگاری۔ لائم: حیران۔ انیس: غمخوار۔ غل: سرکہ۔ تفرینا: تفریق، تسلی دینا۔ خطب: امر عظیم۔ دہا: (دھن) آنت و مصیبت پہنچنا۔ جیاری: جمع حیران۔ سکرئی: جمع سکران۔ بے ہوش۔ جی رض: جانیہ گناہ کرنا۔ مولف کے یہ اشعار ہیں (اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے) عالیجناب ماہر فن حضرت علامہ مولانا اسحاق حافظ محمد احمد ناظم و مہتمم دارالعلوم دیوبند کے مرثیہ میں۔ حضرت کا انتقال ہو گیا اللہ تعالیٰ انکی قبر کو پاکیزہ کرے۔ پرویس میں۔ دارالعلوم کی کسی ضرورت کی بنا پر سفر میں تشریف لے گئے تھے، حیدرآباد میں بیمار ہوئے، انھوں نے اپنے گھر جلدی لوٹنا چاہا لیکن راستے میں داعی اجل کو لبیک کہا اور گھر نہ پہنچ سکے۔

توضیح

خبر دینے والوں نے ایک ایسے شیخ کے وفات کی خبر دی کہ جو خود دار، جلیل القدر شریف فضل کے زیادہ لائق ماہر فاضل ذکی اور تیز خاطر اور اپنے رب کے امر و نہی کے فرمانبردار تھے، حضرت قاسم الخیرات کے صاحبزادے تھے، دانا با وفا نیکی و ثواب اور ذخیرہ آخرت جمع کر نوالے تھے، بلاد مصیبت میں بہت زیادہ صبر کرنے والے اور مسرت میں بہت زیادہ شکر کرنے والے تھے۔ علم کے پیاسوں کے لئے عمل مصطفیٰ کی طرح تھے، اور علماء کے لئے بہت بڑے سمندر تھے جن کے علم نے جہالت کے قیدیوں کو آزاد کیا اور جن کے احسان عظیم نے غلام اور آزاد سب کو قیدی بنایا۔ وہ شہید ہیں سفر کی حالت میں انتقال ہوا، سمعوں نے آنسوؤں کے دریا بہائے۔ بہت سی آنکھیں ہیں کہ جنگو آنسوؤں نے سفید بنا دیا کہ جو سفید اور خون آلود تھے۔ ہم نے قاسم الخیرات کے مشابہ سہی گو گو کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم امید تھی کہ ہم انکو اس طرح دکھیں گے کہ اپنے چہرہ اللہ سے چاند اور سورج کو شہر مندہ کریں گے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہم نام شاہ نظام الملک کے تشریف لائے کی خوشخبری سنائیں گے جس نے زمانہ کوروشن کر دیا ہے۔ وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ جو نصف، بیاد مغز، خود دار مرد، شیر بہادر اور زمانے پر فائق ہیں۔ انکی ایسی سخاوت ہے کہ جب تو اس سے بارش طلب کرے تو بارش آسمان سے ہوتی تھی اور کبھی سمندر سے۔ لوگ جو چاہیں پسند کر لیں لیکن ان کے لئے ایسا دل ہے کہ جو بزرگی کے خوبصورت چہروں پر پرفیض ہے۔ پریشانی اور آسانی ہر حال میں لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کا مکمل تری اور خشکی ہر جگہ چلتا ہے۔ انکی ذات سے علوم و دینیہ کو ترقی ملی ہے اسی لئے نظام الملک کہا جاتا ہے مگر ہمیں یہ سننے میں آیا ہے کہ اللہ کے فیصلے نے انکی راہ بند کر دی ہے۔ اور انھوں نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا جسے کوئی رد نہیں کر سکتا اگرچہ وہ مکرو فریب سے کام لے۔ ان کے واسطے خلید ہیں ہے اور خادموں کے واسطے رنج و

علم ہے۔ پس انکا انتقال کرنا خوشی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور علم کا بھی ذریعہ ہے۔ تو اسے وہ ذات کہ جس کا ایک مقصد صرف دارالعلوم ہے جس کو آپ نے نہر اور دریا کی طرح بہا دیا ہے، جس کی آپ کے والد محترم نے بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے واسطے آپ نے جس کو شش کی اور اس کے صلہ میں آپ کے لئے اجر و ثواب اکٹھا ہو گا۔ ہم نے آپ کو دفن نہیں کیا بلکہ علوم ہدایت کی مجسم شخصیت کو دفن کیا تو آپ کا دفن کرنا بڑا ہی ناگواری کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مجدد کی طرح زندگی گزار دی اور کیا کی طرح زندہ رہے اور شرک و کفر کو ٹی پیں ملا دیا۔ جس مسئلہ میں شارع سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی اس سے آپ الگ رہے، اور جس میں نص موجود ہے اس سے آپ ایک بالشت بھی دور نہیں ہوئے۔ آپ نے ہمارے آنسوؤں کے سمندر بہہ لئے اور دلوں میں آگ کی چنگاری لگائی۔ ہم بلا غور کے حیران و پریشان رہ گئے گویا ہم کو سرگرداں میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ جب ہمیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی تھی تو آپ اطمینان دلاتے تھے۔ آپ کے فوت ہونے سے ہمارا صبر بھی ختم ہو گیا۔ جب ہم کسی مسئلہ میں الجھ کر آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے تو آپ ہمارا علاج فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شیخ احمد کو جناب مدین عطا کرے۔ وہ اپنے معاصرین بڑا فانی تھے۔ مہربان اور سدا رعبے بفضل و کرم سے آپ کا وطن صاف ہو۔ یا الہی شیخ احمد کی قبر مبارک کو جو با عزت اور بادقارستے سیراب فرما بہشت کی نہر سے۔ اور ان کے علانیہ و خفیہ گناہوں کو معاف کر دے اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب کو ہمیشہ قائم رکھے۔

وللشرف الرضوی فی ابا اسحاق الصابیؒ

اور شرف رضی کے یہ اشعار ہیں جو انھوں نے ابو اسحاق صابی کے مرثیوں میں کہا تھا

ارأیت کیف حنا ضیاء النادی
من وقعہ متابع الازکیا
ان الثری یعلو علی الاطواد
لکن اراد الله غیر مسرادی
والقلب بالسوان غیر جواد
و غسلت من عینک کل سواد
ان القلوب من الغلیل صواد
ومن الدموع روائح وغواد
وترکت اضیفها علی بلادی

اعلمت من حملوا علی الاعواد
جبل اھوی لو حکم فی البغ اغتادی
ما كنت اعلم قبل حظاک فی الثری
قد كنت اھوی ان اساطرک الدوی
ان الدموع علیک غیر بخیلہ
سودت ما بین الفضاء وناظری
رضی الحدود من المدامع شاهد
لک فی العشا قبل ان لم تاوہ
ضاق علی الارض بعد ان کلھا

لغوی تحقیق

اعواد۔ جمع عود، کلڑی۔ حاد، حنوا، بدل جانا۔ نادی، مجلس۔ ہوتی (رض) ہونا، اوپر سے نیچے گرنا۔ خروار، گر جانا۔ ازبار، جمع زبرد، بھاگ۔ حطہ، اوپر سے نیچے گرنا۔ اطواد۔ جمع طود، پہاڑ۔

ابوئی (س)، ہوتی، محبت کرنا۔ اشطر۔ مشاطرة، نصف نصف تقسیم کرنا۔ الرومی، ہلاکت۔ سلوان، ایک قسم کا مہر جس کو توبہ کے طور پر یا نظر بد سے حفاظت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ رومی، سیرانی۔ غمدود۔ جمع خرد، رخسار۔ مانع۔ جمع مانع، آنسو بہنے کی جگہ۔ غلیل، پیاسا۔ صواد۔ جمع صاد۔ صدی (س)، صدیا، سخت پیاسا ہونا۔ حشا، پیٹ کے اندر کی چیز، کلیجہ، تلی، ادھڑی وغیرہ۔ ج، اخشار۔ روائج۔ جمع رائج، شام کے وقت کی بارش یا بادل۔ غواد۔ جمع غادیہ۔ صبح کے وقت کی بارش یا بادل۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ کس کو لوگوں نے لکڑیوں (مسہری) پر اٹھایا۔ کیا تم نے دیکھا کہ مجلس کی روشنی ہلکی ہو گئی ایک پہاڑ اگر گردہ سمندر میں گرنا تو اس کے گرنے کی وجہ سے مسلسل دریا جھاگ پھینکنا۔ تمہارے مٹی میں جانے سے قبل مجھے پیکلوم نہیں تھا کہ مٹی پہاڑوں پر غالب آتی ہے۔ میں تو یہ جانتا تھا کہ تم سے ہلاکت تقسیم کر لوں لیکن اللہ نے میرے مقصد کے علاوہ ہی چاہا۔ آنسو تم پر بھیل نہیں ہیں اور دل تسلی دینے میں سخی نہیں ہے تو نے فضا اور میری نظر کے درمیان کے حصّہ کو تار یک بنا دیا اور تو نے میری آنکھوں کی سیاہی کو دھو ڈالا۔ رخساروں کا آنسو سے سیراب ہونا شاہد ہے کہ دل بید پیاست ہیں تیرے لئے۔ اور دلوں میں تمہاری قبر ہے اگرچہ تم وہاں نہیں ٹھہرے اور آنسو خوب بہہ رہے ہیں۔ تمہارے بعد مجھ پر زمین تنگ ہو گئی اور تم نے مجھ پر میرے ملک کو بہت ہی تنگ بنا کر چھوڑا۔

توضیح

المُنَاجَاة

لِلْمَوْلَا اَدِيبِ حَبِيبِ الرَّحْمَنِ الْعُثْمَانِي الَّذِي بَنَدِي (مَلَأَ اللَّهُ مَضْجِعَهُ
نُورًا وَرَحْمَةً)، حِينَ اَشْتَدَّ بِهِ دَاوُدُ الْعَقَامُ

یہ مناجات حضرت مولانا ادیب وقت حبیب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور اور اپنی رحمت سے بھر دے، جبکہ ان کا علاج مرض بہت بڑھ چکا تھا۔

بشیرٌ عَثِيرُ الْقَلْبِ وَلِهَانٌ مُوجِعًا
دُنُوْبًا هَوَتْ مِنْهَا الْجِبَالُ تَصَدَّقَا
لِنَفْسِي مَنَاحِزًا وَلَا مَنَفَقَ عَا
وَسَرَّهَبَةً اَعْمَالِي تَزِيدُ تَسْلَعَا
وَلَطْفَكَ رَبِّيَانِي جَنِينًا وَمَرْضَعَا
بِالْكَرَمِ خَلَقَ اللَّهُ اَتَقِيَّ وَاسْرَعَا
شَفِيعًا لِّاهْلِ الْاَرْضِ طَرَا مَشْفَعَا

اَتَاكَ اَللّٰهُ خَائِفٌ مَتَضَيِّعًا
وَمَعْتَرِفٌ اَنِّيْ خَلَطْتُ بِصَالِحِ
اَتَيْتَكَ لَا اِرْجُو سَوَآءَ وَلَا اَرِيْ
اَتَيْتَكَ وَالرَّغْبَاتِ شَوْقًا لِّقَوْدِي
وَلَطْفِكَ فِيْ صُلْبِ الْحَدِّ وَدَاخِلِ طَبِي
وَلِيْ بَعْدَ هَذَا وَصَلَةٌ وَوَسِيلَةٌ
نَبِيَّ الْهَدْيِ عَمَّا لَوْ رَأَى بِذَلِّ جُودَةٍ

وَكَانَتْ عَجُوزًا إِذْ نَجَى لِحَاجَةٍ
وَاحِيَةٍ مِنَ الْعَذْرَاءِ فَوَسَّيْتُهَا
وَكَانَ صَبُورًا لِأَذَى مَنْحُولًا
وَسَيِّئًا جَمِيلًا بِأَسْطَا مَهْلِكًا
إِذَا اشْتَدَّ هَوْلُ وَالنَّبِيُونَ كَلِمَ
يَقُومُ فِتْنَانِي أُمَّةً بَعْدَ أُمَّةٍ
فَمَا زَالَ يَدْعُو رَبَّهُ وَهُوَ سَلْبُ
الْهِى سَقَامُ الْجِسْمِ أَوْ هُنَّ بَنِي
وَصَوْتُ كَفْرٍ لَا يَطِيقُ نَهْوُضَهُ
تَعَاوَدُ فِي الْأَسْقَامِ بَدْعٌ وَعَوْدَةٌ
وَإِنِّي سَقِيمٌ فَأَعَفْ عَنِّي وَعَافِنِي
وَهَبْ لِي قَلْبًا قَانَتْ أَمْنًا مَذَلًّا
الْهِى وَادْخُلْ فُحْشَانِي وَاضْلَعِي
وَلَسْتُ بِأَعْمَى إِلَى أَسْرِي كَرَامَتِي
وَلَكِنَّكَ التَّوَابُ وَالْعَبْدُ مَذْنِبُ
الْهِى رَجَائِي فَوْقَ ذَنْبِي وَدَانِي
وَعَفْوُكَ شَمْسٌ لَا يَقُومُ لَهَا الدَّجَى
وَتِلْكَ مَنَى قَلْبِي دَلِي بِغِيثِي النَّبِي
الْهِى بِجَاءِ الْمَصْطَفَى فَاقْضُ حَاجَتِي

يَقُومُ لَهَا حِينًا لِقَضَى فَتَرْجَعَا
وَأَوْفَى ذِمًّا قَانَتْ أَتَوَى وَاشْتَعَا
وَعَبْدٌ أَشْكُرُهُ إِذَا ثَبَّامْتُمْ قَا
مَهِيئًا جَلِيلًا ثُمَّ اخْشَى وَاخْشَعَا
بِنَفْسِي نَفْسِي يَلْفُظُونَ مُرْجَعَا
الْيَكِي وَتَرْجُوَانِ يَغِيثُ وَيَشْتَعَا
بَادِعِي حَتَّى يَقَالَ فَيَرْفَعَا
وَصَدِيقِي مَلَقَى ضَعِيفًا مَضْعُوعَا
وَلَا يَقْوَى أَنْ يَطِيرَ وَلَيْسَ رَا
وَتَقَرُّ كُنَى الْأَدَجَا عُرْكَامُ مَجْعَا
وَهَبْ لِي شِفَاءً لَيْسَ يَكْفِي تَوْجَعَا
حَزِينًا كَعَيْنًا خَاشِعًا مَخْشَعَا
بَشَائِئِهِ إِيْمَانٍ فَتَخْشَى تَوَزَعَا
وَلَا لِي أَنْ أَرْجُو أَنْ أَتَوْقَعَا
وَأَنْتَ كَسِيمُ الْخَلَاصِ مَوْقَعَا
لَا أَعْلَمُ أَنْ الْعَفْوُ يَنْجِي الْمَرْوَعَا
وَذَنْبِي ظِلَامٌ يَنْجَلِي مَتَشَعَا
إِذَا نَلْتَهَا حَازَتْ لِي الْفَوْزَ اجْمَعَا
بِفَضْلِكَ يَا رَحْمَنُ يَا سَامِعَ الدَّعَا

لغوی تحقیق

دار، بیماری، عقام، لاعلاج بیماری، بنیں، بتلا، سختی، دلہان، پریشان، موح، درد مند،
تصرع، پھٹنا، منخر، جلتے اضران، رہتہ، ڈور، تسک، پریشان ہونا، جنین، بچہ جو ابھی
رحم اور میں ہو رہا ہے، عذر، راء، کنواری، کن، پردہ، ہنسی، ڈھانچہ، فرخ، چڑیا کا بچہ، نہوض، اسٹھنا، تفرک،
دن، عرکا، الادیم، چڑے کو ملنا، مرقع، اسم مفعول ہے، ترویخ، ڈرانا، بغیہ، مطلوب۔

توضیح

یا الہی آیا ہے آپ کے پاس ایک خوفزدہ گریہ دزاری کر نیوالا، پریشانوں میں مبتلا شکستہ دل اور حیران
و پریشان اور درد مند بندہ۔ مجھے اوترا ہے کہ میں نے نیکیوں کے ساتھ ایسے گناہوں کو ملایا ہے کہ
جن کی بنا پر پہاڑ بھی پھٹ کر گرے والے ہوں۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا

ہوں اور اپنے لئے کوئی جلتے پناہ مجھے نظر نہیں آتی اور نہ کوئی بھانگنے کی جگہ۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے کھینچ کر لایا ہے آپ کی عطار کے شوق نے اور میری بد اعمالی حیرانی میں اضافہ کر رہی ہے۔ اور آپ کی غایت آباء و اجداد کی پشت میں مجھے محیط بخشی اور آپ کی مہربانی نے رحم مادر میں اور دودھ پینے کی حالت میں میری پرورش کی۔ اور میرے لئے اس کے بعد تعلق اور وسیلہ ہے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی پر مہیزگار اور متقی شخص عیسیٰ نبی ہدایت سے کہ جن کی سخاوت تمام لوگوں کو محیط ہے اور جو تمام دروئے زمین والوں کیلئے شفاعت کر نیوالے اور مقبول الشفاعت ہیں۔ اور جب کوئی بڑھیا آتی متقی کسی ضرورت کے لئے تو آپ اس کی ضرورت پوری ہونے اور نوٹنے تک کھڑے رہتے تھے۔ اور ایسی ہستی سے کہ جو ان کنواری عورتوں سے بھی زیادہ باحیا جو گھر کے پردہ میں رہنے والی ہیں جو ایفا عہد میں کامل ترین پھر سب سے زیادہ قوی اور بہادر تھے۔ اور مصیبتوں کے برداشت کرنے میں سب سے بڑے صابر اور شکر گزار بندہ اور جان قربان کرنے والے اور گریہ و زاری کرنے والے حسین و خوبصورت کشادہ ہاتھ والے چمکنے چہرہ والے بارعب اور جلیل القدر اور اللہ سے بہت ہی ڈرنے والے تھے۔ جب خون ٹھہر جائیگا اور تمام انبیاء نفسی بار بار زبان سے کہتے ہوں گے تو آپ کھڑے ہوں گے پھر ایک امت کے بعد دوسری امت آپ کے پاس شفاعت اور مدد کی امید لیکر آئے گی۔ تو آپ اپنے رب کے سجدہ کی حالت میں دعا کرتے رہیں گے (ایسی دعائیں جو تبار پر مشتمل ہوں گی) یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ سر اٹھائیے؛ تو آپ سر اٹھائیں گے، فرمائیں گے یا الہی جہاں امراض نے میرے دھانچہ کو کمزور بنا دیا ہے اور مجھے بہت ہی زیادہ دبلا اور کمزور بنا ڈالا ہے۔ اور میں پرندہ کے بچہ کی طرح ہو گیا ہوں کہ جو اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور اڑنے اور تیزی سے بھگنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ میرے پاس بار بار آتے ہیں امراض لوٹ کر اور درد و تکلیف نے مجھے مسل کے رکھ دیا ہے۔ اور میں بیمار ہوں لہذا میری غلطیاں معاف کر دے اور عافیت دے اور شفا عطا فرما کہ جو درد باقی نہ چھوڑے۔ اور مجھے جھکنے والا اور عاجزی اور انکساری والا انگلیں کبیدہ خاطر خشوع کر نیوالا اور خوف والا دل عطا فرما۔ یا الہی تو میرے دل اور پسلیوں میں ایمان کی بنیاد عطا فرما کہ میرا دل بھر جائے پر مہیزگاری سے۔ اور میں اپنے اعمال کے ذریعہ اپنا اعزاز نہیں چاہتا اور نہ میرے لئے یہ گنجائش ہی ہے کہ میں امید کروں اور توقع قائم کروں۔ لیکن آپ توبہ قبول کر نیوالے ہیں اور یہ بندہ گنہگار ہے اور آپ سخی ہیں نجات کی توقع دلالتے والے ہیں۔ اے میرے مہود میری امید میرے گناہوں سے ادھر ہے اور میں جانتا ہوں کہ معاف کر دینا یہ بچالے گا خوف و دہشت والے کو۔ اور آپ کا عفو ایک سورج ہے کہ جس کے مقابلے میں تاریکی ٹھہر نہیں سکتی اور میرا گناہ ایسی تاریکی ہے کہ جو چھٹ جائے گی اس آفتاب کی وجہ سے۔ اور یہی میرے دل کی خواہش ہے اور یہی میرا مطلوب ہے اگر میں نے انھیں حاصل کر لیا تو تمام کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ اے خداوند قدوس! حضور کے طفیل سے میری ضرورت پوری فرما اپنے فضل و کرم سے، اے بہت زیادہ رحم کرنے والے اور اے دعاؤں کے سننے والے۔ (امین)

تم اش

شدی کتب خانہ آرام باغ کراچی

فیض سُبْحانی

شرح اردو

☆ حُسَّامی ☆

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی
استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم ، دیوبند

تقدیمی کتب خانہ - آرام باغ - کراچی ۱

عربی بولے

عام عربی بول چال، عصری لہجہ اور جدید الفاظ و اصطلاحات
تعبیرات پر ایک جامع بے نظیر کتاب جس کے پڑھنے سے طلبہ
کورسز کے استعمال کے ضروری جملے ذہن نشین ہو جاتے ہیں

تکلم بالقرآن

تقریباً

ندیم الراجدی

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی